ان الذین یلحدون فی آیاتنا

لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیامۃ

• اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر

# ردّ الملاحدہ

## بابطال

# الخلافۃ الراشدہ



چونکہ خلافت راشدہ کا استدلال نہ قول خدا و رسول سے ہی نہ حجیت اجماع سے بلکہ امور تقدیری سے کہ اگر خدا چاہتا تو ایسا ہوتا جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہی وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شئی اور سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا یعنی مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم سواے خدا اور کسی چیز کی عبادت نکرتے اور مشرکین یہ کہین گے کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ اسی طرح مرزائیون کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو ابو بکر و یزید خلیفہ نہ ہوتے اسی لیے اس کتاب کا نام ردّ الملاحدہ رکھا گیا کیونکہ یہ عقیدہ بالکل ملحدانہ ہی


مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن طبع شد
در [illegible]



قیمت عہ — جملہ حقوق تالیف محفوظ ہین — [illegible]

ان الذین یلحدون فی آیاتنا

لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امنا یوم القیامۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر

# رد الملاحدہ

## بابطال

# الخلافۃ الراشدہ

چونکہ خلافت راشدہ کا استدلال نہ قول خدا و رسول سے ہے نہ حجیت اجماع سے۔ بلکہ امور تقدیری سے کہ اگر خدا چاہتا تو ایسا ہوتا یا ایسا نہ ہوتا جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہے وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیٔ اور سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا۔ یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم سوا ے خدا اور کسی چیز کی عبادت نہ کرتے اور مشرکین یہ کہین گے کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ اسی طرح مرزائیون کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر خدا نہ چاہتا تو ابوبکر و یزید خلیفہ نہ ہوتے اسی لئے اس کتاب کا نام رد الملاحدہ رکھا گیا کیونکہ یہ عقیدہ بالکل ملحدانہ ہے

در مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن طبع شد

پرنٹر پبلشر نظر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین اما بعد کچھ عرصہ ہوا کہ بعض مومنین پنجاب نے بہت اصرار کیا کہ خلافت راشدہ کا جواب لکھا جائے جو مرزائیونکی طرف سے خلافت شیخین کی تائید مین شایع ہوئی ہے۔ مکرمی جناب منشی میر خورشید حسن صاحب بہوانی گڈہ ریاست پٹیالہ دام عزہ نے ایک نسخہ اوسکا بھی بھیجدیا جسپر مینے ۱۳۲۲ھ مین کچھہ جواب بھی لکھا تھا۔ مگر بوجہ سفر وہ مسودات ضائع گئے جب مین سفر کربلائے معلی سے واپس آیا۔ تو پھر ممدوح نے تقاضا کیا۔ مگر کچھہ ایسی مجبوریات لاحق تھین کہ ممکن نہوا۔ کیونکہ مین سمجھتا تہا مرزائیونکا کوئی اثر شیعون پر نہین ہے لہذا ان سے تخاطب فضول سمجھا گیا اور نیز اسوجہ سے کہ مرزائی بھی دراصل وہابی (اہلحدیث) ہین اسلئے جو کلام بمخاطبہ وہابی ہوگا مرزائی بھی اوسکے مخاطب ہین۔

مگر جناب میر صاحب ممدوح کا اصرار اسقدر بڑہا کہ مجبوراً اودہر توجہ کرنا پڑا۔ اتفاقاً برادرم محمد حیدر سلمہ نے درستی کتبخانہ کے وقت وہ مسودہ بھی نکالا جو اوس زمانہ مین مینے لکھا تھا لہذا بکمال شوق ہدیہ ناظرین کرتا ہون اور کل مومنین سے ملتمس دعا ہون کہ ہملوگونکو زیر سایہ عاطفت جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ العالی طول عمر وعافیت عطا فرما کر مدارج عالیہ علم وکمال پر فائز کرے بحق محمد وآلہ الامجاد ہان اسقدر تصرف ضرور کیا گیا ہے کہ پہلے اصل عبارت خلافت راشدہ کی لکہنے کا ارادہ نہ تھا۔

اب بائین سطر مین اصل عبارت بھی رہیگی کہ ناظرین کو انصاف کا پورا موقع ملے واللہ یحق الحق ویبطل الباطل۔

خاکسار علی حیدر عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ اما بعد یہ رسالہ نہین ہے بلکہ کتاب ہے جسکا نام رد الملاہ ہے بہ البطال خلافت راشدہ۔ اس نام سے ہماری روح حد درجہ خوش ہے اور روس لازوال مسرت کا احساس کر رہی ہے جسکی امید مین کل انبیاء اوصیاء نے طرح طرح کی زحمتین اٹھائین اور ذرہ برابر اونکا قدم جادۂ تسلیم و رضا سے نہ ڈگا۔ اس مبارک نام کو ہم خدا کا عطیہ سمجھہ رہے ہین جو تانی و رویت کا جامہ پہنا کر ہمکو بخشا گیا عجلت کا اسمین برائے نام بھی نام نہین۔ نفس کو اطمینان ہے ذرہ برابر بھی اضطراب نہین سراسر حسن ہے جسمین ایک نقطہ برابر بھی گناہ نہین۔ کیونکہ اس کتاب سے وہ کام ہونیوالا ہے جسکے لئے کل انبیا مبعوث ہوے۔ اور ہر زمانہ کے جھوٹے دروغ گو مفتری کذاب پائمال ہوئے۔

## خلافت راشدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ

اسمین خدا کے احکام تشریعی کی تشریح کی گئی۔ اور افعال تکوینی کی حقیقت
بتائی گئی کہ تشریع و تکوین دو چیزین علیحدہ ہین۔ ہم احکام تشریعی کے مکلف ہین اور
تکوینی کی تکلیف نہین اسوجہ سے مبدء فیاض سے یہ نام ہمکو ملا ہے کہ زمانہ نے پلٹا
کھایا۔ اسلام کو مٹا کر لوگ کفر و الحاد اختیار کر رہے ہین اور اس ملحدانہ انداز
سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جو درحقیقت شیو الہٰ تیار کر رہے ہین لہذا خداوند
عالم کی مرضی اسکی مقتضی ہوئی کہ اوسکا ابطال کیا جائے اور بتایا جائے کہ
اس غلط اصول کو چھوڑو شیطان کیون پیدا ہوا۔ اوسکو یہ قدرت کیون ملی کہ
انسان کے جسم مین خون مین روح مین حلول کرے۔ عالم مین یہ اختلاف کیون
ہوا کہ کوئی ہندو ہے کوئی یہودی کوئی مجوسی کوئی عیسائی کوئی شیعہ کوئی
سنی۔ کوئی وہابی کوئی مرزائی سب کو خدا نے ایک مذہب پر کیون نہ پیدا کیا۔ کیا
وہ قادر نہ تہا جو ایسا کرتا۔ پھر اپنے پیغمبرون کو کیون اس مصیبت مین مبتلا کیا کہ
وہ تن تنہا قولوا لا الٰہ الا اللہ کہہ رہے ہین۔ اور ایک عالم اونکی ایذا پر
آمادہ ہے کوئی ساحر کہتا ہے کوئی مجنون۔ کوئی دیوانہ کہتا ہے کوئی کچھ۔ اگر
درحقیقت کوئی خدا ہوتا تو وہ ہرگز اپنے خاص بندے کو جسے حبیب کا خطاب
دیا ہے اس مصیبت مین نہ ڈالتا کہ لوگون سے لڑائی جھگڑا کرے خود ہزارون

جلاد ملاشدہ    المغضوب علیہم ولا الضالین ؏

جنوری ۱۸۹۶ء مین بعض تحریکون سے مین نے سیالکوٹ مین ایک لکچر دیا جو
اپریل ۱۸۹۶ء مین اثبات خلافت شیخین کے نام سے شایع ہوا۔ اب مین اس لکچر کو کتاب کہتا
اور اس کتاب کا نام خلافت راشدہ تجویز کرتا ہون۔ اثبات خلافت شیخین ناقص
اور غلط نام تھا اور ناقص اور رویت سے الگ ہوکر عجلت کے منہ سے وہ نام رکھا گیا
تہا۔ مجھے سخت اضطراب تہا کہ اس نام کے رکھنے سے مین نے گناہ کا ارتکاب کیا اسلئے کہ
خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب اور اسکے فعل بدیع کی ثابت کردہ خلافت کو کمزوری اور شبہ کا
تختہ مشق بناتا ہے جب ایک ضعیف اور نادان انسان یہ جرأت کرے یا اظہار دے

مصیبت جھیلے۔ اور اپنے ساتھیوں کو انواع و اقسام کے عذاب میں مبتلا ہوتا دیکھے لہذا معلوم ہوا کہ نہ کوئی خدا ہے نہ کوئی اوسکا فرستادہ جو کچھ ہے وہ یہی دنیا جسمین ہم پیدا ہوئے اور مرجائینگے۔ یہ سب اختلافات ان کی طبیعتون نے پیدا کئے۔ اسیوجہ سے صدہا مذاہب ہوئے ہزارہا فرقے ''چندیں شکل براے اکل،،
اگر کوئی خدا ہوتا تو کیون وہ اپنے بندونکو ایسا پیدا کرتا جن مین یہ سرکشی ہو یا تم وکیا وہ قادر نہ تھا کیا مجبور تہا؟ جو سبکی طبیعتین مختلف بنائی ہین اور آپسمین یہ جنگ کرائی اور ایک راہ پر سبکو نہ لگایا۔ لہذا معلوم ہوا کہ نہ خدا ہے نہ رسول اگر خدا ہوتا تو رسول کو جنگ احد مین شکست نہ اوٹھانے دیتا و انت اوسکے نہ شہید کراتا۔
اسی اصول پر خلافت راشدہ والے کی بحث ہے اگر خدا کو ابوبکر کی خلافت منظور ہوتی تو کیون غار ثور مین حضرت کے ساتھ جانے دیا پہلے ہی کیون نہ روکا چنانچہ لکھتے ہین ''اپنے اٹل وعدہ کے مطابق حضرت ابوبکر کو بنایا اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کون تھا جو اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ اسطرح رکھتا،، صفحہ ۱۰
یہی استدلال ہے اور اسی اصول پر یہ کتاب لکھی گئی جسکو دیکھکر ہر شخص یہی کہیگا کہ اسلامی بلکہ تمامی مذاہب کے اصول مسلمہ کے خلاف اسکا انداز ہے۔ پھر ایسی کتاب کے جواب کا نام ردالملاحدہ سے بہتر کون نام ہوسکتا ہے۔
کہ وہ اپنے دلائل سے اسکے ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ میرا شرح صدر سے اسپر یقین اور ایمان ہے کہ ابوبکر اور آپ کی جماعت کی خلافت وہ خلافت ہے کہ جسپر قرآن کریم کے نصوص بینہ یعنی خدا کے کلام کی اور پھر اسکے مقتدر اور حکیمانہ فعل یعنی کام کی ابدی مہر لگی ہوئی ہے اور یہ خلافت ویسی ہی منصوص اور صاف صاف ہے جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت۔ اسی بنا پر مین اس دوسرے نام سے محبت رکھتا اور اسے زبان پر لاکر بہت لطف اٹھاتا ہون۔
مین اس کتاب کے لکھنے مین پہلے بھی اور اب بھی صدق دل سے اسی کی حمایت بقدر رکہتا ہون۔ مین نے کئی سالون سے دن اور رات کی مختلف گھڑیون مین

ہم اس تمہید کو اب یہین ختم کرتے ہین آگے اسکو بڑہانا نہین چاہتے - مگر مولف کو بتا دیتے
ہین کہ بیشک جس خدانے اس خلافت کی اینٹ رکہی اوسی خدانے معاویہ کے
خلافت کی اینٹ بھی جمائی پھر یزید و عبدالملک و ولید کل خلفائے بنی امیہ و بنی عباسی
وغیرہ کے بعد اب تمامی اسلامی ممالک پر نصاری کی سلطنت قاہرہ کی اینٹ وہی
جما رہا ہے بلکہ اب وہ اینٹ نہین رہی بلکہ عمارت عالیشان ہے جسمین اہل اسلام
مثل قلیون کے بلکہ قیدیون کے مقید ہین لہذا آپکو مناسب ہے خلافت کے قصہ پارینہ
کو چہوڑ کے اور اس عمارت عالیشان کی آستان بوسی کیجئے۔

ہم اوس خدا پر بہایت صدق دل سے ایمان لاتے ہین اور اوسکے کام اور کلام
کو بہت غور سے دیکھ رہے ہین جسنے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خلافت حضرت
ابوبکر کو بنائی اور دوسرے عمر تیسرے عثمان چوتھے معویہ پانچوین یزید کو اور ریکے
بعد دیگرے تا بہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی اون اینٹون کا معمار بنایا تاکہ حق بینون کو معلوم
ہو یہ دنیا دار امتحان ہے غلبہ اور قوت ہمیشہ کفار و فجار کو ملا کیا اسپر وہ لوگ
حقیقت کا مدار نہ سمجہیں۔ اپنی قوت ممیزہ سے حق و باطل مین تمیز کرین۔ اگر ایسا
نہ کرتا حجت ناتمام رہتی اور کفار یہی کہتے کہ جس طرح حقیت اسلام کا معیار اوسکا غلبہ
اور تسلط ہے اوسی طرح دیگر مذاہب کی حقیت کا بھی یہی معیار ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
خدا تعالی کے حضور مین کہڑے ہونے کے ہول وہراس کو نصب عین رکھکر اس مضمون
مین غور و فکر کی ہے۔ دل گداز خشوع و خضوع کے ساتھ قدوس خدا سے دعائین
مانگی ہین کہ وہ اس راہ مین مجھے ناجائز جذبات اور بیجا طرفداری کا مغلوب ہوجانے
سے محفوظ رکھے۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مضمون دلمین گذرا اور سمجھہ مین آیا کہ
باطل کے ابطال کیلئے یہ تیر حربہ ہے مگر دقائق تقوی کی رعایت جو لاتقف مالیس بہ علم
کی نہی سے ایک مومن کے دل مین پیدا ہوتی ہے سختی سے روکتی کہ اکابر شیعہ اور
سلف کی مصنفات کو تدبر سے پڑہنا اس کام کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ
کسی تیغ زن خدا ترس نے محض حق کی خاطر اس تیرے اعتراض کی تردید مین بہت لکہا ہو

غالب رہے یہانتک کہ تاحیات رسول اللہ جزیرہ عرب بھی پورا مسخر اسلام نہوا اور
وسوقت سلطنت کسریٰ وقیصر بدستور قائم رہی ۔ لہذا بنظر اتمام حجت خدا نے اس ذریعہ
سے بھی دکھا دیا کہ دیکھو اسلام بھی اونہین مصائب مین گرفتار رہے جو مصائب
دوسرے ادیان حقہ جھیل چکے کہ باطل کو قوت ملی اور حق اوسکا مغلوب ہوا ۔
اسیوجہ سے حضرت علیؓ کو اوس منصب سے سرفراز کیا جسپر کل انبیاء سلف
سرفراز ہوتے رہے اور سب کے آخر مین خاتم الانبیا اوس عہدہ سے ممتاز ہوئے
جسپر وہ حضرت فرماتے ما اوذی احد من النبیین کما اوذیت ۔ پس جسطرح ہمارے
مخاطب حضرت کی کل ایذا و مصائب کو خدا کا کام سمجھ رہے ہین اوسی طرح حضرت
علیؓ کی مغلوبیت اور ابوبکر صاحب کے غلبہ کو ہم خدا کا کام مانتے ہین لکم دینکم ولی
دین ۔

اب مین اصل کتاب خلافت راشدہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون اور اوسکی حقیقت
محققانہ طور پر ظاہر کرتا ہون ۔

مگر قبل اسکے کہ ہم اس کتاب پر نظر ڈالین یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وجہ
تسمیہ پر خیال کرین کہ **خلافت راشدہ** کیون اسکا نام رکھا گیا جبکہ خلافت راشدہ
سے اسکو کوئی مطلب نہین ۔ کیونکہ **خلافت راشدہ** کی بحث مین سب سے مقدم یہ

---

اس احساس نے مجھے شتاب کاری اور کورانہ تعصب کی کارروائی سے قطعاً
روک دیا اور اس خیال کی زکاوت کا اسقدر غلبہ ہوا کہ مین نے آئندہ بصیرت
کے بغیر اس راہ مین قدم مارنے سے کنارہ کشی کا عزم کرلیا ۔ مگر مین اس جوش کو دیکھکر
جو خدا تعالی کی طرف سے میرے دل مین ۲۵ سال سے ڈالا گیا تہا اس یقین سے
سرشار تہا کہ حکمت اور قدرت کی یہ تحریک یون ہی فوری ابال نہین ۔ بلکہ مقدر
معلوم ہوتا ہے کہ مجھسے کوئی بڑا بھاری کام لے ۔ مین انتھک اصرار اور الحاح سے
اپنے محسن و مخدوم مولوی نورالدین صاحب سے درخواست کرتا رہا کہ وہ مجھے
ایسا سامان اور مواد بہم پہونچا دین جو مجھے اس راہ مین بصیرت کے ساتھ قدم

امر ہونا چاہیئے کہ خلافت راشدہ کسکا نام ہے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ آیا اصل شخص کے قول وفعل سے یا کسیکے بطور خود خلیفہ بن جانے سے۔

ہم اس مضمون کو سوچ ہی رہے تھے کہ خود خلافت راشدہ کا یہ فقرہ ملا۔ "اثبات خلافت شیخین ناقص اور غلط نام تھا اور رتانی و رویت سے الگ ہوکر عجلت کے منہ سے وہ نام رکھا گیا تھا۔ مجھے سخت اضطراب تھا کہ اس نام کے رکھنے سے مینے گناہ کا ارتکاب کیا اس لئے کہ خدا تعالی کی حکیم کتاب اور اسکے فعل بدیع کی ثابت کردہ خلافت کو کمزوری اور رشہ کا تختۂ مشق بنایا ہے جب ایک ضعیف اور رنادان انسان یہ دعوی کرے یا اظہار دے کہ وہ اپنے دلائل سے اسکے ثابت کرنی کوشش کرتا ہے"

اس جملہ نے اور بہی خیال کو پلٹا یا اور اسکے اسباب کو ڈھونڈنے لگا۔ کیونکہ یہ تو معلوم ہے کہ اس کتاب کا مقصد یہی ہے کہ شیخین کی خلافت کو ثابت کریں۔ بلکہ اس کا ارادہ کرنا انکے خیال مین ارتکاب گناہ کرنا ہے اور رتانی و رویت کے خلاف ہے بلکہ عجلت کے منہ سے وہ نام نکل گیا تھا جسکے بارہ مین مشہور ہے۔ العجلۃ من الشیطان بہرحال یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہ گناہ اونکا قابل معافی ہے یا نہین۔ کیونکہ مقصد تو وہی ہے صرف نام کا ہیر پہیر ہے پس اصل گناہ تحریر کتاب مذکور ہے نہ اثبات مارے کا فخر بخشنے اور مین خدا اور خلق کے نزدیک اس بات کے کہنے کے قابل ہوجاؤن کہ مینے خوب دیکھ بھال کر خدا کی رضا کے حاصل کرنے اور خلق خدا کی نصح کے لئے باطل کو باطل سمجھ کر اس کی تردید اور حق کو حق دیکھکر اس کی تائید کی ہے خداوند کریم مولوی صاحب کی جزا ہو کہ ان کی تلاش اور کوشش سے مجھے بڑے نامی گرامی شیعہ حلی کی الفین اور کافی کلینی (مگر افسوس استقصا و عبقات سے کوئی بحث نہ کرسکا تھا) اور انارۃ البصائر اس شخص نے خدا کے برگزیدون پر وار کرنے مین ناخنون تک زور لگایا ہے اور دیگر کتب کے پڑھنے کا موقع ملا۔ ان کے پڑھنے سے مجھے اپنی پہلی تحقیقات اور عقائد اور ایمان مین بڑی قوت اور تائید ملی۔ اور اب سے مین راستی کی حمایت

شیخین کہنا یا خلافت راشدہ کہنا۔
مگر نہیں ابہی تک اونکا کمزور دل انہیں خیالات فاسدہ سے آغشتہ ہے لہذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اثبات خلافت شیخین کو گناہ سمجہتے ہین یا اوس سے تائب ہوئے۔ بلکہ وہ اوسی گناہ پر مصر ہین اور اس نئے نام سے اپنے اصرار کو اور تیز کر رہے ہین۔ کیونکہ ابہی تک وہ کتاب صرف شیخین ہی کی خلافت مین مدد دیسکتی تھی۔ اور اب وہ اس کتاب کو آیندہ خلافت کیلئے بکار آمد بنانا چاہتے ہین۔ اسیوجہ سے اثبات خلافت شیخین کے تنگ دائرہ سے نکلکر خلافت راشدہ کے وسیع حلقہ مین آرہے ہین۔ تاکہ یہی کتاب اوس قصہ خلافت مین بہی فیصلہ کرے جو بہت جلد قائم ہونیوالی ہے کیونکہ اونکے مہدی موعود کا پیمانہ عمر لبریز ہوچکا ہے اوسکی خلافت کا جھگڑا بہی ہونیوالا ہے اوسیکا پیش خیمہ یہ رسالہ بنایا گیا ہے سہ

مین پورے سکون اور قرار اور وثوق اور جمعیت اور طمانیت اور بصیرت کیساتھ

سہ فٹ نوٹ۔ یہ تحریر میری قبل از واقعہ تھی جسکے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ایک دوسرے کذاب سے لڑکر دنیا کو اپنے وجود سے خالی کیا اور وہی واقعات پیش آئے جنکی پیشین گوئی مینے کی ہی کیونکہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مین اوسنے بمقابلہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالہ یہ اشتہار شایع کیا تھا عبدالحکیم میرے سامنے مرجائیگا اور اگر ایسا نہو تو مین کذاب مفتری دجال بدمعاش ملعون اور تمام بدمعاشون سے بدتر ٹھہرونگا۔ جس سے یقینی طور پر اسکی دجالیت بہ اقرار خود ثابت ہوئی۔ کیونکہ عبدالحکیم ابتک زندہ ہے۔

اب سنئے مرزا صاحب نے جو اپنا خلیفہ مقرر کیا اوسکے نسبت اپنے رسالہ الوصیت مین فرماتے ہین ”خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مین تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا“ صـ۶ پہر لکھتے ہین کہ میرے بعد میری اولاد جانشین ہوگی کوئی اور اس بات کا حقدار نہیں ہے“ پہر لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ وہ جانشین اور خلیفہ مقرر ہونے کے وقت معمولی انسان دکہائی دے یا بعض دہوکہ دینے والے خیالات (یعنی کم عمری یا کم علمی کیوجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے) مگر تم میری وصیت کو نہ بہولنا اور میری اولاد ہی کو

یہ مضمون ابھی ہمارے دماغ ہی مین چکر کھا رہا تھا کہ کرزن گزٹ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۰۸ء مین ایک محقق انگریز کی یہ عبارت دیکھکر پوری تسکین ہو گئی ''فرقہ احمدیہ کا موجودہ سردار بہمہ صفت موصوف ہے لیکن اسکی آیندہ ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ اسکو آیندہ کیسا افسر ملتا ہے اور غلام احمد کا جانشین قانون کے پنجہ سے بچنے کی قابلیت رکھتا ہے یا نہین۔ ڈاکٹر گریسوولڈ آخر مین یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ پنجابی نبی فریبی نہین ہے اور نہ فاترالعقل ہے مگر خود فریب ہے۔ ایک افغانی ملکیس والے نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت کیا خوب کہا ہے کہ اگر امیر کابل یہان کے حاکم ہوتے تو بہت جلد مرزا صاحب بن سر ہو جاتے۔ انگریزی راج مین جو جس کے جی مین آئے کرے۔ شیر بکری ایک گہاٹ پانی پی رہا ہے''!

یہ تحریر دراصل انگریزی مین ہے اور الہ آباد کے مشہور اخبار پانیر مین چھپی ہے اور سیکا

کھڑا ہوا ہون اور اس کتاب کو اللہ تعالی کے حضور مین اس دن کے لئے جبکہ بہت سے دل کرب اور بیتابی سے دھڑکنے لگ جائین گے اور اعمال سے تہیدستی عرق تشویر مین ناک تک ڈوب جائیگی شفاعت اور نجات کا ذریعہ سمجھتا ہون۔

**بقیہ نوٹ ص ۹** جانشین بنانا اور اسکی اصلی آینوالی عظمت اور وقعت کو ذہن نشین رکھنا یہ تحریر ہے مرزا صاحب کی اپنے رسالہ الوصیت مین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اونہون نے کسطرح اپنی اولاد کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا۔ مگر جو لوگ اصلی اور سچے رسول کی وصیت و ہدایت کے ماننے والے دیکھے۔ وہ اس جھوٹے کذاب کی وصیت کب مانتے اپنے نبی کی اولاد کو چھوڑ کر حکیم نور الدین صاحب کی بیعت بخلافت کی جس کی ایک غرض یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کاذبہ کو سچی نبوت بنائین کیونکہ خلافت ابوبکر کے وقت سے یہی **اصول** شریعت قرار پایا ہے کہ خلافت کے بارہ مین کسیطرح حکم رسول قابل تعمیل نہین ہے تو اب معلوم ہوا خلافت راشدہ نام اسی غرض سے قائم کیا گیا کہ نہ صرف خلافت شیخین ثابت کیجائے بلکہ مرزا غلام احمد کی خلافت بھی اسی اصول پر اتاری جائے کیونکہ عبد الکریم کو بھی حکیم نور الدین سے وہی نسبت ہے جو عبد الرحمان بن عوف کو شیخین سے تھی۔ بہرحال اس تحریر سے میری پیشین گوئی بخوبی ثابت ہوئی جو مینے چار برس قبل لکھا تھا کہ جھگڑا ہونیوالا ہے اور سیکا پیش خیمہ یہ رسالہ بنایا گیا ہے فقط منہ عفی عنہ

ترجمہ کرزن گزٹ مین چھپا جہان سے یہ اقتباس مینے لیا ہے اور اصل کاتب اس مضمون کے پادری ڈی گولیو ولد صاحب فلسفہ کے ڈاکٹر ہین جنہون نے ۳۲ صفحہ کا ایک پمفلٹ شایع کیا غرض چونکہ یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اس فرقہ کا وجود دوسرے خلیفہ پر موقوف ہے جو اسکے بعد ہوگا - لہذا اس رسالہ کا نام اثبات خلافت شیخین تبدیل ہوکر خلافت راشدہ قرار پایا تاکہ یہی رسالہ آیندہ کے نزاعات مین تصفیہ کا آلہ قرار پائے۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے مرزا غلام احمد صاحب نے بھی مثل سید احمد خان اپنے جانشین کے متعلق ابہی سے کچھ پیشین گوئی شروع کی اور اپنے بیٹے یا بھتیجے یا بہائی کو خلافت کے لئے نامزد کیا چاہتے ہین جیسا کہ سید احمد خان نے مسٹر محمود کو اپنا خلیفہ بنایا مگر اصحاب شوری نے نہ چلنے دیا اور بقول مرزا حیرت محسن الملک خلیفہ اول ہوئے اوسی طرح مرزا غلام احمد صاحب کی مقررہ خلافت کے توڑنے کیلئے یہ رسالہ خلافت راشدہ لکھا گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ خلافت پیغمبر صلعم شخص کے حکم سے نہین حاصل ہوتی بلکہ بزور بازو جو ہو جاوے جیسا کہ سید احمد خان صاحب کا مقولہ ہے کہ جسکی چل گئی وہ ہوگیا

بہر حال مولوی عبد الکریم مولف خلافت راشدہ کا اضطراب بہت بجا تھا اور راقم گناہ کا خیال بہت درست تہا کیونکہ انکی تحقیقات کا مدار وقوع واقعہ پر ہے کہ خلافت توہو چکی تو اب اس اصول سے بحث کرنا تحصیل حاصل ہے جو فعل عبث ہے اوسیر

مین بہت غور اور تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ خدا کے کلام سے بہتر اس باطل کے ابطال کے لئے اور کوئی حربہ نہین۔ افسوس جہان شیعون نے اپنے امر کا پورا مدار افسانون اور روایتون پر رکہا ہے سنیون نے بھی انکے مقابل روایت ہی سے کام لینے مین کوشش کی ہے شیعون کو تو قصون اور روایتون سے استدلال واستخراج کرنے کے سوا اور کوئی راہ نظر ہی نہین آسکتی تھی اسلئے کہ خدا کا کلام اور کام انہین نزدیک آنے نہین دیتے تھے۔ مگر افسوس اہل سنت نے بھی اسی کمزور اور کند حربہ سے کام لیا جو اگرچہ شیعیت کی نسبت زیادہ تر تیز اور عمدہ جوہر کا نوبار رکہتا تھا مگر اس سے شیعیت کی رگ حیات کٹ نہ سکی اور یون ہی تھوڑی سی خراش یا خفیف سے

اضطراب نفس بہت بجا ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثاً اور ناحق کو حقیت کا
جامہ پہنایا جاتا ہے یہ دوسرا ظلم ہے ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا مولف
کو مناسب تھا وہ تحقیق کے درپے ہوتے اور اسکو دیکھتے کہ جو ہوا حق ہوا یا ناحق۔
اگر حق ہوا تو کس دلیل سے اور ناحق ہوا تو کس دلیل سے۔ مگر افسوس اونہون نے
اس خیال سے اس کتاب کو نہین لکھا۔ بلکہ جو کچھ ہوا اوسیکو حق جانا اور حقیت کا نمونہ
واقعہ کو قرار دیا۔

آخر مین یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ کتاب اس قابل نہ تھی کہ اسپر توجہ کی جائی
کیونکہ مطالب اسکے یا عامیانہ ہین یا اون کتابون سے ماخوذ ہین جنکا صدہا جواب
ہوچکا۔ مگر چونکہ گذشتہ کامل صدی مین اہل سنت کا یہی دستور العمل رہا کہ کبھی کوئی
شیعون کے کتاب کا جواب نہ لکھہ سکا حالانکہ ہر رنگ کی کتابین شیعون کی طرف سے
لکھی گئین کیسکے کو ایسے دلدوز فقرات تھے کہ صاحب غیرت کو ایک منٹ بھی صبر
نہ آئے اور کیسکے ایسے سرنگس کہ گھنٹون سر کہلایا کرے مگر کچھ جواب نہو سکا۔ لہذا مینے
خیال کیا کہ شاید اس صدی کی یہ برکت ہو کہ کچھ جواب ملے کیونکہ اب ان مین
ایک نئی بھی پیدا ہو گیا ہے اور بہت کچھ جوش وخروش اس فرقہ کا سنا جاتا ہی
اسلئے اس کتاب پر مینے قلم اوٹھایا کہ شاید کچھ جواب ملے مگر کہان ممکن ہے جو کچھ جواب

زخم کے بعد اس مین گستاخی اور ہنگامہ آرائی کی قوت پیدا ہو جاتی۔ ہر صدی
مین مسلمانون نے اس زہریلے سانپ کا مقابلہ کیا مگر افسوس کوئی ایسا شجاع
پیدا نہ ہو جو اسکی کچلیان نکال ہی ڈالتا۔ اس کوبرہ سے آدم کے لاانتہا فرزندون
کی ایڑیون کو ڈس کر بے شمار خاندانون کو خاک وخون مین ملایا۔ مگر خدا کی حکمت
اسے مہلت دیتی رہی اور اسوقت تک اسے چھوڑ دیا۔ اور اب وقت آگیا ہے
کہ یہ باطل بھی اپنے تمام لشکرون سمیت حق کے مقابل شکست کھا کر ذلت اور رسوائی
کے گڑھے مین گر جائے۔

مین حق پوش بن جاؤن گا۔ اگر مین اس موقعہ پر حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ

دین کیونکہ نہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے زیادہ انکا حوصلہ ہے نہ مولوی مہدی علی خان
سے زیادہ عزت جو آیات بینات کے مصنف ہین ۔

افسوس کہ یہ کتاب ہمارے پاس اوسوقت پہونچی جب ہم ہندوستان چھوڑنے پر پوری
طورسے آمادہ تھے ۔ پہلے تو بماہ رجب ۱۳۲۲ھ قصد ہوا تھا کہ زیارت عتبات عالیات کیلئے
جاؤن مگر بہت سے وجوہ مانع ہوئے اوسکے بعد بماہ شوال قصد مصمم ہو چکا تھا کہ بہمرکاب
حضرت والد علام فخر الحکما ظہیر العلما مولانا السید علی اظہر دامت برکاتہ
روانہ ہون یہی ترددات کیا کم تھے کہ آمد ماہ صیام اور بھی حواس کو کند کر دیا ۔ اس کے
دوسری یا تیسری کو یہ کتاب ملی اب کہین تو بحرمت ماہ صیام خیال ہوتا کہ اوس کا
حق ادا کرون تلاوت قرآن وادعیہ مین شب و روز بسر کرون جسکا بچپنے سے
عادی ہون اور قوت الہامی یہ بتا رہی ہے کہ کفر و شرک کی بیخکنی اوس سے بھی واجب
التقدیم ہین ۔ ان ترددات مین ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہانتک حق تصنیف و
تالیف ادا ہو سکتا ہے ۔

تاہم بمفاد الحق یعلوا ولا یعلے علیہ یہی چند سطور جو لکھے جاتے ہین اہل فہم کیلئے
بہت کافی ہے ۔

ہم اس کتاب کو نہ بالکل پرانے رنگ پر لکھتے ہین نہ بالکل نئے ڈھنگ پر بلکہ

---

عنہ کے مساعی جمیلہ کا ذکر نہ کرون ۔ حضرت شیخ نے حلی شیعی کی کتاب منہاج الکرامہ کے
جواب مین بڑی زبردست کتاب منہاج السنہ نام لکھی اور عجیب حملون سے
باطل کے قلعہ کو خاک مین ملایا مگر افسوس ناسپاس کافر نعمت ہاتھون نے اس کی
اشاعت کی راہ مین روکین ڈالدین اور خاص اور معدودے لوگون کے سوا
اس سے کوئی مستفید نہ ہو سکا اور فائدہ عامہ کے لحاظ سے اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہو گیا
مین وثوق سے کہتا ہون کہ اگر مسلمان بادشاہ یا امرا اس کی تائید اور اشاعت کی
فکر کرتے تو بہت مدت سے کم سے کم اتنا تو ہو جاتا کہ باطل وار کرنے مین چالاکی نہ دکھاتا
مصر کے جوانمردون کے لئے جو پرانی پرانی قیمتی کتابون کو چھاپ کر مسلمانون پر بہت

یہ طرز بھی خاص ہے کہ مخاطب کے وہ اقوال جنپر اونکا پورا زور ہے مختلف مقامات سے یکجا کرکے اوسپر پوری محققانہ بحث کردینگے۔ اور پھر سلسلہ کے لئے مختلف جملون کی بھی حقیقت دکہادینگے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

پہلے اور دوسرے صفحہ مین تو اپنے پہلے لکچر اور دوسری تالیف کی ضرورت اوسی قاعدے سے لکہا ہے جس اصول پر اشتہارون کی عبارتین لکھی جاتی ہین اسمین جناب مولوی سید ابوالقاسم شاہ صاحب اور جناب مولوی سید علی حائری صاحب اور مولوی زین العابدین صاحب بٹالوی کو بہت کچھ ہتک آمیز الفاظ سے یاد کرکے اپنا دل خوش کیا اور اپنے ہم قوم کو اس کتاب کا دالہ و شیفتہ بنایا جس سے ہمکو کوئی بحث نہ کرنی چاہیئے۔ تیسرے صفحہ مین اسکا اقرار ہے کہ اثبات خلافت شیخین نام رکہنے سے وہ گنہگار ہوئے اسکے بعد فرماتے ہین۔

میرا شرح صدر سے اسپر یقین اور ایمان ہے کہ ابوبکر اور آپکی جماعت کی خلافت وہ خلافت ہے جسپر قرآن کریم کے نصوص بینہ یعنی خدا کے کلام کی اور پھر اوسکے مقتدر اور حکیمانہ فعل یعنی کام کی ابدی مہر لگی ہوئی ہے اور یہ خلافت ویسی ہی منصوص اور صاف صاف ہے جیسے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت اور نبوت صفحہ ۳ پھر صفحہ ۵ مین لکھتے ہین۔

(۲) مین بہت غور اور تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ خدا کے کلام اور کام سے

بڑا احسان کررہے ہین عمدہ وقت ہے کہ منہاج السنہ کے صحیح نسخے تلاش کرکے خوب صفائی اور تصحیح کیساتھ چھپوادین۔ ہماری مکرم مولوی صاحب نے مدتون کی تلاش کے بعد دو تین نسخے بہم تو پہنچائے ہین مگر افسوس وہ بھی بہت غلط اور متعدد مقامات مین ناقص ہین۔ بہرحال حضرت شیخ الاسلام نے راستی کی تائید مین لانظیر کوشش کی اللہم فاطر السموات والارض یا الہ آدم ومن بعدہ من النبیین ویا رب محمد واصحابہ صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اجز الشیخ عنی وعن الاسلام خیر الجزاء وارض عنہ وارضہ۔

پہراس باطل کے ابطال کیلئے اور کوئی حربہ نہین
پھر لکھتے ہین ۲۲ اور ردو گواہ اور ابدی زندہ اور عادل گواہ بلا تغیر و تبدل موجود ہین خدا کا کلام اور خدا کا کام، پھر صفحہ ۱۱ مین لکھتے ہین۔
(۲) غرض خدا کا کلام اور اسکے ضمن مین خدا کا کام استخلاف کے وعدہ مین یون پورا ہوا۔ یہ ایک بات ہوئی۔ دوسرے یا سب سے پہلے اور حقیقت مین ان سب باتون کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیق کی معیت ہے۔ ہجرت کی پرفتن گھڑی مین اور معیت غار ثور مین۔ یہ بھی خدا کا روشن فعل تہا جو نور فراست سے حصہ رکھنے والونکو اسی گھڑی سے سبق دے گیا کہ خادم اور مخدوم مین یا اصل اور ظل مین یا صدیق اور نبی مین کیا نسبت اور جوڑ ہے۔ اور یہ سلسلہ دنیا مین کس ترتیب اور احسن نظام سے چلنے والا ہے۔
تیسرے اور آخری اور کامل اور ساری باتوں پر خدا کی دستخط مہر کردینے والی بات حضرت صدیق کا اپنے محبوب نبی کیساتہہ سونا ہے۔ یہ خدا کا تیسرا فعل ہے۔ اب ہر ایک طالب حق غور کرے اور خدا سے ڈرنے والے خدا کے لئے گواہی دین کہ خدا کے کلام کے موجود ہوتے اور خدا کے ان تین فعلون کی گواہی کے مقابل کس کا دل گردہ ہے کہ اس پاک سلسلہ یعنی صدیقی خلافت پر اعتراض کی زبان کھولے۔ اور کھولے بھی تو بجز لغویت اور ہرزہ درائی کے اسکے پلے کیا پڑیگا۔ ہونیوالی بات ہوچکی تقدیر مبرم اپنا کام کرچکی۔ کوئی نیا ہو۔ نیا نظام ہو۔ اور پہر نئے سرے رسالت محمدی کا ظہور ہو اور ایک خدیجہؓ آپ کے نکاح مین آوے اور فاطمہؓ پیدا ہو اور علیؓ کو دامادی کا فخر ملے۔ اور اس پاک اور نمونہ قوم کے سوا شیعیان ایران اور مومنان لکھنؤ ہون تو ممکن ہے کہ خلافت اس نظام پر واقع ہوجاوے جسکی تمنی مین شیعے مررہے ہین صفحہ ۱۱
یہہ ہین اقتباسات اونکے دلائل کے جنکی نسبت خود لکھتے ہین ہمنے اس کتاب مین رفاقت۔ ہجرت اور معیت غار اور اکٹھے قبر ونکے ہونے پر اور

استخلاف کی اس ترتیب پر جو واقع ہوئی بہت زور دیا ہے۔ میں پوری بصیرت اور صادق ایمان سے اسپر مستقیم ہوں۔ اور ہر ایک کو جو میری سنے متنبہ کرتا ہوں کہ شیعوں کے مقابلہ مین ان تیز ہتہیاروں سے کام لو یہ ہتہیار قیامت تک زنگ آلود اور کند نہ ہونگے۔

اقول اس عبارت کے دیکہنے سے آپ سمجہ سکتے ہین کہ نہ حکم خدا اور رسول سے انکو بحث ہے نہ نص سے نہ اجماع سے بلکہ جو ہوا وہی حق ہوا یہی انکا اصول ہے۔ درحقیقت یہ وہ دلیل ہے جسنے انبیا اکرام کو بہت پریشان کیا جسپر اونکو شمشیر بکف ہونا پڑا کہ اسکے سوا اب کوئی چارہ نہین۔

یون تو شیطان نے ہمیشہ ہر فرقہ کو اسکی تعلیم دی۔ مگر اہل اسلام پر یہ جادو ایسا کارگر ہوا کہ ہزارون آیتون کو سنتے ہین اور لاکہون حدیثین دیکہتے ہین مگر اس چشم دید واقعہ کے مقابلہ مین سبکو ہیچ سمجہتے ہین۔ اب یہ انقلاب آیا کہ جس دلیل کو انکے علما نے ناکافی سمجہا اور پرنشہ برابر بھی اُسکو وزن نہین دیا (گو عاجزی کے وقت اسکو مصرف مین لاتے ہین) وہی دلیل آج مولف خلافت راشدہ کے ہاتہہ لگی جسپر اونکو یہ افتخار ہے کہ لکہتے ہین وہ مین بہت غور اور تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا،، حالانکہ یہ وہ حربہ ہے کہ اس مذہب کے جاہلون کے پاس مدت سے موجود ہے اور یہی حربہ انکو قبول حق سے روک رہا ہے۔

افسوس کہ وہی جاہلانہ حربہ انکے ہاتہہ لگا اور اس حربہ سے آمادہ محاربہ ہوے پہلے تو اس حربہ کا وار خود اپنے علما پر چلا رہے ہین جنہون نے ایسے پہاوڑے کو مہمل سمجہا اور اس حربہ کو بیکار رہا چنانچہ لکہتے ہین "افسوس جہان شیعون نے اپنے امر کا پورا مدار افسانون اور روائیون پر رکہا ہے سنیون نے بہی انکے مقابل روایت ہی سے کام لینے مین کوشش کی ہے شیعون کو قصون اور روایتون سے استدلال و استخراج کرینکے سوا اور کوئی راہ نظر ہی نہین آسکتی تھی اسلئے کہ خدا کا کلام اور کام انہین نزدیک آنے نہین دیتے تھے۔ مگر افسوس اہل سنت نے بہی اسی

کمزور اور گندہ حربہ سے کام لیا جو اگرچہ شیعیت کے نسبت زیادہ تر تیز اور عمدہ جوہر کا لوہار کہتا تھا مگر اس سے شیعیت کی رگ حیات کٹ نہ سکی اور یون ہی تہوڑی سی خراش یا خفیف سے زخم کے بعد اسمین پہر گستاخی اور ہنگامہ آرائی کی قوت پیدا ہو جاتی مدے

اس تقریر سے بخوبی معلوم ہوا کہ خود علماء اہل سنت نے بھی اس حربہ کو نکما سمجہا جسے مولوی عبدالکریم صاحب کام کا سمجہ رہے ہین جبھی وہ اس حربہ سے کام لیا چاہتے ہین اور اپنے علما کو سفیہ و نادان بنا رہے ہین جنہون نے آیات و احادیث سے استدلال کیا جو بخیال انکے کمزور اور گندہ حربہ ہے۔ جس سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ یہ سب حربے بیکار ہین کیونکہ جو حربہ خلافت راشدہ والے کو ہاتھ لگا ہے وہ علماء اہل سنت کے نزدیک کمزور اور نکما ہے۔ اور جن حربون سے کہ علماء اہل سنت نے حملہ کیا وہ سب انکے نزدیک کمزور اور گندہ ہین۔ پس یہ کل حربے بیکار گئے جو جاہلون سے بطور میراث انکو ملا کیونکہ علماء اہلسنۃ کے نزدیک یہ حربہ بیکار اور مولف کے خیال ہین علماء اہلسنۃ کے آلات بے سود فظہر الحق وبطل الباطل

اب آیئے ہین اسکی وجہ بتاؤن کہ آپکے علمانے اس حربہ کو کیون ردی اور بیکار سمجہا اور بمقابلہ شیعہ کیون اونکو ایسے حربون کی ضرورت پڑی جسے آپ کمزور اور گندہ حربہ کہہ رہے ہین۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ امر بجائے خود معرکہ آرا ہی کہ خدا کا کام کیا ہے اہلسنۃ تو کہتے ہین دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کا کام ہی خواہ زنا کرے یا لواطہ یا سرقہ یا شرب خمر یا ناقوس نوازی جو افعال انسان سے ہوتے ہین وہ سب خدا کراتا ہی بندہ مجبور محض ہے فاعل افعال خدا ہی۔ اسیوجہ سے اہلسنۃ کا دوسرا نام جبریہ ہی کہ وہ جبر کے قائل ہین یعنی بندہ اپنے افعال مین مجبور ہے۔

یہ ایسا بیہودہ اور گندہ خیال ہے کہ اس سے بدارجہا وہ مذہب (تصوف) بہتر ہے جسمین کتا۔ بلی۔ سور۔ گدہ۔ گدہا۔ چہچھوندر خدا مانا گیا ہے۔ کیونکہ جب بغیر فعل

خدا کوئی فعل نہین ہوسکتا۔ تو بغیر حلول خداوند عالم یہ جاندار چیزین کیونکر پیدا ہوسکتی ہیں
پس اگرچہ تمامی اہل سنت اسی مذہب کے پابند ہین مگر یہ ایسا لغو خیال ہے کہ بجز اسکے
کہ انکار کرین یا تاویل کرین اور کوئی چارہ نہین۔ کیونکہ اگر یہ سب افعال خدا
کے ہین تو پھر انبیا کی بعثت کی کیا ضرورت۔ شریعت کی کیا حاجت۔ سزا کسکی ہوگی
جزا کسکو ملیگی۔ ایسا خدا خدا کاہے ہوسکتا ہے۔
اسی ضرورت سے اہلسنۃ نے اس مسئلہ کو ایجاد کیا تھا کہ کل افعال کا خالق اور
فاعل خدا ہے پس سب الزام خدا پر جائیگا اور خلفا بری ہوجاوینگے۔ مگر شیعونکے
تیز اور تند حربون نے جسکا نام ذوالفقار صاعقہ بار ہے۔ ان سب طلسمون کو توڑ
دیا اور اس سحر سامری کو ہوا کردیا کہ اسکا قائل اور معتقد دائرہ اسلام سے بلکہ
انسانیت سے بھی خارج ہے۔
اگر اس حربہ سے کام لیا جائے تو دنیا کے جتنے مذاہب آسمانی ہین وہ سب تباہ و برباد
ہوجاوین۔ کیونکہ یہ آلہ دہریون اور نیچریون کا ہے جس سے وہ اسلام اور تمامی مذاہب
کو نیست و نابود کیا چاہتے ہین۔ اسیوجہ سے ہر مذہب والے نے اس حربہ کو وقتاً
فوقتاً چور کیا اور شکست دیا۔
مدعیان اسلام مین سب سے پہلے اس آلہ کا استعمال ابو قحافہ نے کیا ہے جو خلیفہ اول کے باپ
تھے کہ یہ سنکر نہایت متعجب ہوئے کہ اونکے صاحبزادے بلند اقبال سریر آرائے خلافت ہوئے
چنانچہ استیعاب مین ہے لما قبض رسول اللہ ارتجت مکۃ فسمع بذلک ابوقحافہ
فقال ماھذا قالوا قبض رسول اللہ قال امر جلیل قال فمن ولی بعدہ قالوا ابنک
قال فھل رضیت بذلک بنو عبد مناف وبنو المغیرۃ قالوا نعم قال لا مانع
لما اعطی اللہ ولا معطی لما منعہ اللہ صفحہ ۳۴۶ جلد اول
یعنی حضرت کے انتقال کی خبر سے مکہ مین ایک شور پیدا ہوا۔ ابو قحافہ نے پوچھا تو کہا گیا کہ حضرت
نے انتقال کیا ابو قحافہ نے کہا امر عظیم ہے پھر پوچھا کہ بعد حضرت کون خلیفہ ہوا تو لوگون نے
کہا تیرا بیٹا۔ اسپر ابو قحافہ نے کہا۔ کیا اسپر عبد مناف و مغیرہ کی خاندان والے راضی ہوئے

توگون نے کہا۔ہان اسپر ابو قحافہ نے کہا خدا کی عطا کا کوئی مانع نہین۔ اور نہ کوئی اوسکو دے سکتا ہے جسے خدا نہ دے۔

پھر اسی آیہ سے استدلال یزید بن معاویہ نے کیا ہے کہ حضرت علیؑ بن الحسینؑ سے کہا تمہارے باپ کہتے تھے ہم یزید سے بحیثیت پدر و مادر بہتر ہین مگر نہ یہ سمجھے کہ خدا کہتا ہے قُلِ اللّٰھم مالک الملک۔ تاریخ کامل جلد رابع صفحہ ۳۵

مگر ان دونون بزرگان اہلسنت نے اس فعل کو نہ دلیل حقیت سمجھا نہ اس سے جواز خلافت پر کوئی سند لائے بلکہ دونون نے اسکو تقدیر الٰہی سمجھا کہ خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔نہ یہ کہ وہی حق بھی ہوتا ہے جو تقدیر سے واقع ہوتا ہے۔

آخری زمانہ مین نیچریونکے پیرمرشد سید احمد خان نے اس سے استدلال کیا جس سے قرآن کے معنی کو اونہون نے اولٹ پلٹ کیا یا یون کہو قرآن کو وہ نیچر پر ڈہال لائے دیکھو اونکا رسالہ اصول تفسیر ”دوسرا اصول یہ ہے کہ اب ہمارے سامنے دو چیزین موجود ہین ۱۔ ورک آف گاڈ یعنی خدا کے کام ۲۔ ورڈ آف گاڈ۔یعنی خدا کا کلام یعنی قرآن مجید اور ورک آف گاڈ کبھی مختلف نہین ہوسکتا۔اگر مختلف ہو تو ورک اف گاڈ تو موجود ہے جس سے انکار نہین ہوسکتا۔اور اس لئے ورڈ آف گوڈ جسکو کہا جاتا ہے اوسکا جھوٹھا ہونا لازم آتا ہے نعوذ باللہ اسلئے ضرور ہے کہ دونون متحد ہون“ اب وہی اصول سید احمد خانی آپنے اختیار کیا۔پس اگر یہ اصول مان لیا جائے تو پھر کیا کوئی مذہب دنیا مین باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔

اسی اصول کی پابندی نے اونکو مذہب اسلام کی مخالفت پر آمادہ کیا اور شریعت اسلامی کو درہم و برہم کیا۔پس جب وہی اصول آپکا بھی قرار پایا تو وہی نتیجہ آپکو بھی بھگتنا ہوگا۔نعوذ آپنے خلافت راشدہ کیا لکھی کہ تمامی مذہب کی تخلیں کی۔

اسیوجہ سے تمامی علماء اسلام نے اگرچہ وہ سنی ہی کیون نہ ہون اس دلیل کو جو نیچریون اور دہریون کی دلیل ہے نہایت حقارت و ذلت کے ساتھ رد کیا ہے۔پس اگر آپکو اسلام سے نکلکر نیچریت مین جانا ہے تو ضرور یہ حربہ نہایت تیز ہے ورنہ سب سے زیادہ کند اور بیکار۔

اب اسکو بھی سمجھ رکھیئے کہ اس مسئلہ کی ایجاد بھی صرف اسی خلافت کے لئے ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر یہ مسئلہ نہ بنایا جاتا تو خلافت کا قصہ اوسیوقت طے تہا مولوی شبلی صاحب اپنی لاجواب تصنیف علم الکلام مین لکھتے ہین۔

اختلاف عقائد کے اگرچہ یہ سب اسباب فراہم تھے لیکن ابتدا پالیٹکس یعنی ملکی ضرورت سے ہوئی بنوامیہ کے زمانہ مین سفاکی کا بازار گرم رہتا تہا، طبیعتون مین شورش پیدا ہوئی لیکن جب کبھی شکایت کا لفظ کسی کی زبان پر آتا تہا تو طرفداران حکومت یہ کہکر اس کو چپ کردیتے تھے کہ جو کچھ ہوتا ہے، خدا کی مرضی سے ہوتا ہے ہمکو دم نہین مارنا چاہئے امنا بالقدر خیرہ وشرہ۔

حجاج بن یوسف کے زمانہ مین جو ظلم و جور کا دیوتا تہا معبد جہنی ایک شخص تہا جسنے صحابہ کی آنکھین دیکھی تھین۔ اور دلیر و راست گو تھا، وہ امام حسن بصری کے حلقۂ درس مین شریک ہوا کرتا تہا۔ ایک دن اوسنے امام صاحب سے عرض کی کہ بنوامیہ کی طرف سے قضا و قدر کا جو عذر پیش کیا جاتا ہے کہان تک صحیح ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ "یہ خدا کے دشمن جھوتے ہین" وہ پہلے سے بنوامیہ کی زیادتیون پر طیش سے بھرا ہوا تہا۔ اب علانیہ بغاوت کی اور جان سے مارا گیا۔ صفحہ ۱۰!

اب تو مولوی عبدالکریم کو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ جبر اور خیر و شر محض اس غرض سے اہلسنتہ مین ایجاد ہوا کہ ملکی مصلحت اسکی داعی تھی پھر اس زمانہ مین اسکی کیا ضرورت ہے کیونکہ یہ تو روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے۔

خداوند عالم جزائے خیر دے مصنف علام تصحیح تاریخ کو جسمین اونہون نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا کہ ابتدائے خلافت سے ہمیشہ ہر خلیفہ نے اور اوسکے ماتحتون نے اسمین بے انتہا کوشش کی کہ تعظیم خلافت کا سکہ دلونپر پوری طور سے بیٹھ جائے یہانتک کہ عام طور پر پکار کر کہا گیا کہ خلیفہ رسول سے بہتر ہے۔

اب اس مضمون مولوی شبلی کو مضمون تعظیم خلافت کے ساتھ ملاؤ۔ تو خود بخود نتیجہ پیدا ہوگا کہ یہ جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے سب اسی غلط اصول پر چلنے کا نتیجہ ہے جس سے حق ٹلایا

جاتا ہے اور باطل کو رواج دیا جاتا ہے۔
یہان مخاطب صاحب پہروہی سوال کرینگے کہ پہر ایسا کیون ہوا۔ اگر یہ راہ غلط تھی تو خدانے کیون نہ روکا۔ جسکا جواب بجز اسکے ہم کیا دیسکتے ہین کہ خود مولف کا یہ فقرہ پیش کرین وہ مگر خدا کی حکمت اسے مہلت دیتی رہی اور اسوقت تک اسے چھوڑ دیا صفحہ۵ اگرچہ مولوی صاحب کا یہ پتھر خود اس آدم کش کوبرہ (کفچہ دار سانپ) کو زخمی اور زخمی کرنیکے لئے کافی اور گران وزن ہے مگرچونکہ بقول انکے "اس کوبرہ نے آدم کے لاانتہا فرزندون کی ایڑیون کو ڈس کر بے شمار خاندانون کو خاک وخون مین ملایا" اسلئے ایسی معتبر شہادتین یہان پیش کرتا ہون کہ پہر تا بہ قیامت یہ ناش یا خناس سر نہ اوٹھا سکین۔
ہمارے لائق مخاطب ابن تیمیہ کی نسبت لکھتے ہین "مین حق پوش بن جاؤنگا اگر مین اس موقعہ پر حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ کے مساعی جمیلہ کا ذکر نہ کرون" لہذا مین اونہین کا وہ تیر جو جسے شیعون کے مقابلہ مین پیش کرنا چاہتے ہین مخاطب کی گردن پر رکہتا ہون کہ شاید اونکی گردن جھکے اور راہ حق نظر آئے دیکھئے وہی ابن تیمیہ اپنی کتاب الفرقان کی فصل ا مین جو لاہور مین مع ترجمہ چھپ چکی ہے صفہ ۱۲ لکھتے ہین۔

ومن ظن ان القدر حجۃ لاھل الذنوب فھو من جنس المشرکین الذین قال اللہ تعالی عنھم سیقول الذین اشرکوا لوشاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا ولاحرمنا من شئ (قال اللہ تعالی راداعلیھم) کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الاتخرصون قل فللہ الحجۃ البالغۃ

اور جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ تقدیر گناہگار کی حجت ہے تو وہ شخص ان مشرکون کی جنس سے ہے جنکے بارہ مین اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا جن لوگون نے شرک کیا قریب ہے کہ کہین اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھیراتے" اللہ تعالی نے اُن لوگون کی بات رد کرنیکے لئے فرمایا اسی طرح ان لوگون نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے یہانتک کہ (آخر کار) انہون نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا

فلوشاء لهدىٰكم اجمعين" ولو كان
القدر حجة لاحد لم يعذب الله
المكذبين للرسل كقوم نوح وعاد
وثمود والموتفكات وقوم فرعون
ولم يامر باقامة الحدود على
المعتدين ولا يحتج احد بالقدر
الا اذا كان متبعاً لهواه بغير هدى
من الله ومن راى القدر حجة
لاهل الذنوب يرفع عنهم الذم
والعقاب فعليه ان لا يذم احداً
ولا يعاقبه اذا اعتدى عليه بل
يستوى عنده ما يوجب اللذة وما
يوجب الالم فلا يفرق بين من
يفعل معه خيرا وبين من
يفعل معه شرا وهذا ممتنع
طبعاً وعقلاً وشرعاً وقد قال
الله تعالى) ام نجعل الذين آمنوا
وعملوا الصلحت كالمفسدين في
الارض ام نجعل المتقين كالفجار
(وقال تعالى) افنجعل المسلمين
كالمجرمين (وقال تعالى) ام حسب
الذين اجترحوا السيئات ان
نجعلهم كالذين آمنوا وعملوا الصلحت

(اے پیغمبر) ان سے کہدو کہ کیا تمہارے پاس
کوئی علم (کی دلیل) ہے تو اسے ہمارے لئے
ظاہر کرو۔ تم تو محض گمان کے پیچھے پڑے ہو۔
اور تم تو نری اٹکلین ہی دوڑاتے ہو (اے پیغمبر)
کہدو کہ پوری دلیل اللہ ہی کے لئے ہے سو اگر
وہ چاہتا تو تم ساروں کو ہدایت کر دیتا۔" اور
اگر تقدیر کسی کیلئے حجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں
کے جھٹلانیوالوں کو عذاب نکرتا جیسے قوم نوح
اور عاد اور ثمود اور موتفکات (الٹی بستیاں)
اور قوم فرعون اور حد سے تجاوز کرنیوالوں
پر حدین قائم کرنیکا حکم نہ فرماتا اور کوئی بھی
ایسی حجت پیش نہین کرتا مگر جب برخلاف
ہدایت خداوندی خواہش نفسانی کا پیرو
ہو اور جس شخص نے تقدیر کو اہل ذنوب
کیواسطے حجت (اور عذر) سمجھا (اور) ان
سے مذمت اور عذاب کو اٹھا دیا ہے پس لازم
ہے کہ کسیکی مذمت نہ کرے اور نہ کسی سزا
دے جب اسپر تعدی کرے بلکہ اسکے نزدیک
اسباب لذت اور موجبات رنج مساوی ہونے
چاہیئن سو جو کوئی اسکے ساتھ نیکی کرے اور
جو اسکے حق مین بدی کرے چاہیئے ان دونون
مین فرق نہ کرے اور یہ بات طبعاً اور عقلاً
اور شرعاً ہر طرح محال اور ممتنع ہے اور اللہ

سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون (وقال تعالیٰ) افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون (وقال تعالیٰ) ایحسب الانسان ان یترک سدی ای مھملاً لا یومر ولا ینھیٰ

سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا "کیا جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کماے ہم اُن کو اُن لوگون کی طرح کر دینگے جو ملک مین فساد کرنیوالے ہین کیا ہم پرہیزگارون کو بدکارون کیطرح بنا دینگے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا پس ہم مسلمانون کو مجرمون جیسا بنا دینگے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا جن لوگون نے گناہ کئے ان لوگون کا یہ خیال ہے کہ ہم انہین اُن لوگون جیسا بنا دینگے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے کہ ان کا جینا اور مرنا آپس مین برابر ہو (ہرگز نہین) بری طرح کا حکم لگاتے ہین" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا پس تمہارا یہ خیال ہے کہ ہمنے تمکو بے فائدہ پیدا کیا اور تم ہمارے پاس لوٹا کر نہین لائے جاؤگے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ بیکار چھوڑا جاویگا" یعنی یون ہی چھوڑ دیا جاویگا امر و نہی کی زنجیر مین نہ جکڑا جاویگا ص ۱۲۱

مرزائیو غور کرو پیر ابن تیمیہ کا تیرا آتمکو کیا مزہ دے رہا ہی کہ صاف صاف لفظون مین تمکو نہ صرف کا فر بلکہ مشرک بنا رہاہے کیونکہ جو مقولہ مشرکین تہا "اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادے" یہی تو تمہارا بھی مقولہ ہے جو کہتے ہو "اگر خدا ایسا چاہتا تو کون تھا جو اس سلسلہ کی بنیاد نیستی اس طرح رکھتا ہزارون روکین پیدا ہو جاتین" حقیقت ۲

مرزائیو اتنا تو تمہارے اس مقولہ مین اور مشرکین کے اس مقولہ مین "اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا" کیا فرق ہے۔ کیونکہ دونو کلام ایک ہی مخرج سے نکلے ہین۔ پہر تمہارے مشرک ہونے مین کیا عذر ہے۔

اب ہم بھی تمہارے مقابلہ مین اوسی آیت کو پڑھتے ہین جو خدا نے مقابلہ مشرکین فرمایا کذٰلک کذب الذین من قبلھم تا یہ آخر

فرق ہے تو اسقدر کہ وہ مشرکین تمسے زیادہ عقل رکھتے تھے اسلئے جب اونکو اپنی

غلطی معلوم ہوئی اسلام لائے کیونکہ ایک طرف رسول اللہ کے دلائل قاہرہ تھے۔
دوسری طرف آپکے دست و بازو حیدر کرار کی ذوالفقار صاعقہ وار۔ اسلئے وہ
جلد راہ حق پر آگئے اور تم وہ منافق و ملحد ہو کہ تمہارے بارہ مین حکم ہے فذرھم
فی غمرتھم یعمھون
دیکھو پھر تمہارے وہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اسی فصل مین لکھتے ہین واما اھل
البغی والضلال فتجدھم یحتجون بالقدر اذا اذنبوا واتبعوا اھواءھم
ویضیفون الحسنات الی انفسھم اذا انعم علیھم بھا کما قال بعض
العلماء انت عند الطاعۃ قدری وعند المعصیۃ جبری ای مذھب
وافق ھواک تمذھبت بہ صـــ ۱۲۳
لیکن جو لوگ اہل بغی اور گمراہی کے ہین انکو تو پائیگا کہ جب گناہ کرتے ہین اور اپنی
خواہشون کی پیروی کرتے ہین تو تقدیر کا بہانہ بنا لیتے ہین اور جب خدا تعالےٰ نے
انہیں نیکیون کی توفیق دیتا ہے۔ تو اپنی طرف منسوب کرتے ہین چنانچہ بعض علما
نے کہا ہے کہ تو طاعت کے وقت قدری ہے۔ اور گناہ کے وقت جبری ہے (غرض
جو مذہب تیری خواہش نفسانی کے موافق ہو اسکو تو اپنا مذہب بنا لیتا ہے صـــ ۱۲۳
پھر لکھتے ہین وکثیر من الناس یتکلم بلسان الحقیقۃ ولا یفرق بین الحقیقۃ
الکونیۃ القدریۃ المتعلقۃ بخلقہ ومشیتہ وبین الحقیقۃ الدینیۃ الامریۃ
المتعلقۃ برضاہ ومحبتہ ولا یفرق بین من یقوم بالحقیقۃ الدینیۃ
موافقاً لما امر اللہ بہ علی السن رسلہ وبین من یقوم بوجدہ وذوقہ
غیر معتبر ذلک بالکتاب والسنۃ کما ان لفظ الشریعۃ یتکلم بہ کثیر
من الناس ولا یفرق بین الشرع المنزل من عند اللہ تعالی وھو الکتاب
والسنۃ الذی بعث اللہ بہ رسولہ فان ھذا الشرع لیس لاحد
من الخلق الخروج عنہ ولا یخرج عنہ الا کافر وبین الشرع الذی حکم
بہ الحاکم فالحاکم تارۃ یصیب وتارۃ یخطی صـــ ۱۲۶

اور بہت آدمی ایسے ہین کہ حقیقت کی بولی مین کلام کرتے ہین اور درمیان حقیقت کونیہ قدریہ کے جو اللہ تعالی کے پیدا کرنے اور مشیت کے متعلق ہے اور حقیقت دینیہ امریہ کے جو اسکی رضا و محبت سے متعلق ہے فرق نہین کرتے اور (ایسے ہی) درمیان اس شخص کے جو حقیقت دینیہ کے ساتھ موافق اس چیز کے جو اللہ تعالی اپنے پیغمبرون کی زبان پر حکم دیا ہے قیام رکھتا ہے اور درمیان اس شخص کے جو محض اپنے وجدان اور ذوق کے ساتھ قیام کرتا ہے بدون اسکے کہ اس (امر وجدانی) کو کتاب اللہ اور سنت (رسول اللہ) پر (پیش کرکے اسکا) اعتبار کرے فرق نہین کرتے چنانچہ بہت لوگ ہین کہ شریعت کا لفظ بولتے ہین اور نہین فرق کرتے درمیان اس شرع کے جو اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے" اور وہ کتاب (اللہ) اور سنت (رسول اللہ) ہے جو اللہ تعالے نے اپنے رسول کو دیکر بھیجی پس یہ تو ایسی شریعت ہے کہ مخلوقات مین سے کسیکو اس سے نکلنے کی گنجایش نہین اور اس شریعت سے وہی نکلتا ہے جو (پکا) کافر ہو اور درمیان اس شرع کے جو حاکم کا حکم ہے پس حاکم کبھی تو ٹھیک حکم کرتا ہے اور کبھی خطا بھی کرتا ہے

مرزائیو! دیکھو تمہارے شیخ الاسلام نے کیا فیصلہ کیا۔ تمکو کیا بتایا۔ کہ تم محکوم ہو حکم خدا کے جو حکم دے اوسکی تعیین کرو نہ یہ کہ جو قضا و قدر جاری ہو اوسی کو تم حق سمجھو۔ یہی تو وجہ ہے کہ خداوند عالم نے تقدیری امور مین ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معویہ۔ یزید کو ایک خانہ مین بٹھلایا۔

اور تشریعی امور مین جسکا تعلق خدا و رسول کے حکم اور رضا و محبت سے ہے۔ رسول اللہ صلعم حضرت علیؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ کو ایک تخت پر متمکن کیا۔ تاکہ تمکو بدیہی طور پر معلوم ہو کہ خدا کے کام اور خدا کے کلام مین آسمان و زمین کا فرق ہے۔ کام تو خاص اوسکا فعل ہے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید و لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون

اور کلام اوسکا یہ ہے قل فللہ الحجۃ البالغۃ فلو شاء لھدیٰکم کہ پوری دلیل خدا کیلئے ہے اور اگر وہ چاہتا تو تم سبکی ہدایت کرتا جس سے معلوم ہوا کہ سبکی ہدایت

مطابق مشیت خدا نہیں ہے۔

مولف نے چونکہ اپنی اس دلیل کو نہایت قوی دلیل جانا ہے اور ابن تیمیہ کے تیز آلہ پر بڑا بھروسا رکھتا ہے لہذا ہم ابن تیمیہ کی الفرقان کی فصل ۱۲ کو بھی پیش کرتے ہین تاکہ معلوم ہو ابن تیمیہ نے کسطرح انکے رگ و ریشہ کو علحدہ کیا ہے ملاحظہ ہو ص۱۲۲ فصل ۱۲

وقد ذکر اللہ فی کتابہ الفرق فی الارادۃ والامر والقضاء والاذن والتحریم والبعث والارسال والکلام والجعل بین الکونی الذی خلقہ وقدرہ وقضاہ وان کان لم یامر بہ ولا یحبہ ولا یثیب اصحابہ ولا یجعلہم من اولیائہ المتقین وبین الدینی الذی امر بہ شرعہ واحبہ ورضیہ واحب فاعلیہ واثابہم واکرمہم وجعلہم من اولیائہ المتقین وحزبہ المفلحین وجندہ الغالبین وھذا من اعظم الفروق التی یفرق بہا بین اولیاء اللہ واعدائہ فمن استعملہ الرب سبحانہ وتعالی فیما یحبہ ویرضاہ ومات علی ذلک کان من اولیائہ ومن کان عملہ فیما یبغضہ الرب ویکرہہ ومات علی ذلک کان من اعدائہ

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب پاک مین (اس) تکوینی ارادہ اور امر اور قضا، اور اذن اور تحریم اور بعث اور ارسال اور کلام اور جعل مین جسے اس نے پیدا کیا اور اسے مقدر کیا اور اسکی قضا کی اگرچہ اس کا حکم نہین کیا اور اسے دوست نہین رکھتا اور اسکے (کرنے) والون کو ثواب نہین دیتا اور انکو اپنے پرہیزگار دوستون سے نہین بنایا اور (اس) دینی ارادہ اور امر اور قضا اور اذن اور تحریم اور بعث اور ارسال اور کلام اور جعل مین جسکا اس نے حکم دیا اور اسے مشروع کیا اور پسند کیا اور اس (کے کرنے) سے راضی ہوتا ہے اور اسکے کرنے والون کو دوست رکھتا ہے اور انکو ثواب دیتا ہے اور انکا (اعزاز و) اکرام کرتا ہے اور انہین اپنے دوستون کے زمرہ سے بناتا ہے جو پرہیزگار ہین اور اپنے گروہ مین داخل کرتا ہے جو کامیاب ہونے والے ہین اور اپنے غلبہ پانے والے لشکر کے شمار مین سے کریگا ہو فرق

فالارادة الكونية هي مشيئته
لما خلقه وجميع المخلوقات داخلة
في مشيئته وارادة الكونية و
الارادة الدينية هي المتضمنة
لمحبته ورضاه المتناولة لما
امربه وجعله شرعا ودينا و
هذه مختصة بالايمان والعمل
الصالح (قال الله تعالى) فمن
يرد الله ان يهديه يشرح صدره
للاسلام ومن يرد ان يضله
يجعل صدره ضيقا حرجا كانما
يصعد في السماء (وقال نوح
عليه السلام لقومه) ولا ينفعكم
نصحي ان اردت ان انصح لكم
ان كان الله يريد ان يغويكم
(وقال تعالى) واذا اراد الله
بقوم سوءا فلا مرد له وما لهم
من دونه من وال (وقال تعالى
في الثانية) ومن كان منكم مريضا
او على سفر فعدة من ايام اخر
يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم
العسر (وقال في اية الطهارة)
ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج

بیان فرمایا ہے اور یہ فرق اُن بڑی شان
دار نشانوں میں سے ہے جن کی وجہ سے اللہ
تعالی کے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان
فرق کیا جاسکتا ہے پس جسکو اللہ سبحانہ تعالی
نے ان اعمال کی توفیق دی جنکو پسند فرماتا ہے
اور اُن سے خوشنود ہوتا ہے اور اسی حال
پر وہ مرگیا تو وہ اللہ تعالی کے دوستوں میں
سے ہے اور جس شخص کے عمل کا رخ اُن کاموں
میں ہو جن کو رب سبحانہ وتعالی دشمن رکھتا
ہے اور ان کو ناپسند کرتا ہے اور ایسے ہی
اعمال پر اسکا خاتمہ ہو تو وہ اللہ تعالے کے
دشمنوں میں سے ہے پس ارادہ کونیہ چاہنا اللہ
تعالی کا ہے اُس چیز کو جسے اس نے پیدا کیا اور
تمام مخلوقات اللہ تعالی کی مشیئت اور ارادہ
کونیہ میں داخل ہے اور ارادہ دینیہ اسکی
محبت اور رضا کو متضمن ہے۔ (اور) ان
امور کو شامل ہے جنکا اللہ تعالی نے حکم دیا
اور ان امور کو شریعت اور دین بنایا اور
یہ ارادہ ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ
مختص ہے اللہ تعالی نے فرمایا پس جس شخص
کو اللہ تعالی ہدایت کرنا چاہے اسکا سینہ
اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور جسکو گمراہ کرنا
چاہے اسکا سینہ تنگ بھنچا ہوا کر دیتا ہے گویا

ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته
علیکم لعلکم تشکرون ولما ذکر
ما احله وما حرمه من النکاح
قال یرید الله لیبین لکم و
یهدیکم سنن الذین من قبلکم
ویتوب علیکم والله علیم حکیم
والله یرید ان یتوب علیکم و
یرید الذین یتبعون الشهوات
ان تمیلوا میلاً عظیماً ه یرید الله
ان یخفف عنکم وخلق الانسان
ضعیفاً وقال لما ذکر ما امر به
ازواج النبی صلی الله علیه وسلم
وما نهاهن عنه انما یرید الله
لیذهب عنکم الرجس اهل
البیت ویطهرکم تطهیراً" و
المعنی انه امرکم بما یذهب عنکم
الرجس ویطهرکم تطهیراً فمن
اطاع امره کان مطهراً قد اذهب
عنه الرجس بخلاف من عصاه
(وما الامر) فقال فی امر الکونی
انما امرنا لشیئ اذا اردناه ان
نقول له کن فیکون (وقد قال
تعالی) وما امرنا الا واحدة

اسے آسمان میں چڑھنا پڑتا ہے" اور نوح
علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا "(کہ اے قوم)
اگر میں چاہوں کہ تمہیں خیرخواہی کی بات
کہوں تو میرا نصیحت کرنا تمہیں کچھ فائدہ نہ دیگا
اگر اللہ کا ارادہ ہو کہ تمہیں گمراہ کرے" اور
اللہ تعالی نے فرمایا "اور جب اللہ تعالی کسی
قوم کے حق میں برائی کا ارادہ کرے تو کوئی
انکا والی (اور کارساز) نہیں" اور دوسرے
(یعنی ارادہ دینی) میں فرمایا "اور جو شخص
تم میں سے بیمار یا سر راہ ہو تو (رمضان کے
سوا) اور دنوں سے (قضا شدہ روزوں
کی) گنتی پوری کردے (کیونکہ) اللہ تعالی
تمہارے حق میں آسانی کا ارادہ کرتا ہے تمہیں
تنگی پہونچانے کا ارادہ نہیں کرتا" اور طہارت
کی آیت میں فرمایا "اللہ تعالی یہ نہیں چاہتا کہ
تم پر کچھ تنگی ڈالے ولیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں
پاک کرے اور اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ
تم شکر گذار بنو" اور جس وقت اللہ تعالی نے
نکاح کے حلال اور حرام ذکر کئے تو فرمایا "اللہ تعالی
چاہتا ہے کہ تمہارے لئے بیان کرے اور تمہیں
ان لوگوں کے طریقوں کی ہدایت کرے جو
تم سے پہلے تھے اور تمہاری توبہ قبول کرے
اور اللہ تعالی جاننے والا صاحب حکمت ہے

ے یہ خیال ابن تیمیہ ہے خلاف نصوص ۱۲

كلمح بالبصر (وقال الله تعالى
اتاها امرنا ليلاً او نهاراً فجعلناها
حصيداً كان لم تغن بالامس (و
اما الامر الديني) فقال تعالى
ان الله يامر بالعدل والاحسان
وايتاء ذي القربى وينهى عن
الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم
لعلكم تذكرون (قال تعالى) ان
الله يامركم ان تؤدوا الامانات
الى اهلها واذا حكمتم بين
الناس ان تحكموا بالعدل
ان الله نعما يعظكم به ان الله
كان سميعاً بصيراً (واما الاذن)
فقال في الكوني لماذكر السحر
وما هم بضارين به من احد
الا باذن الله اي بمشيته
وقدرته والا فالسحر لا يحبه
الله عز وجل (وقال في الاذن
الديني) ام لهم شركاء
شرعوا لهم من الدين
ما لم ياذن به الله (وقال تعالى)
انا ارسلنك شاهداً ومبشراً
ونذيراً وداعياً الى الله باذنه

اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں توبہ کی توفیق دے
اور جو لوگ خواہشات (نفسانی) کی پیروی
کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے
بہت ٹیڑھے ہوجاؤ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے
(تمہارا) بوجھ ہلکا کرے۔ اور انسان کمزور پیدا
کیا گیا ہے۔ اور جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن
چیزونکا ذکر کیا جنکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج مطہرات کو حکم کیا اور جن کاموں سے
انہیں منع کیا وہان فرمایا "اے (پیغمبر کے) گھر
کے لوگو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی اور
ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں نہایت پاکیزہ
اور ستھرا بنا دے" اور مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے تمہیں ایسی چیزون کا حکم دیا جو تم سے ناپاکی
کو دور کرین اور تمہیں پاکیزہ اور صاف
بناوین سو جس نے اسکے حکم کی تعمیل کی وہ
پاکباز بن گیا جس سے اللہ نے گندگی کو دور
کردیا برخلاف ان لوگون کے جنہون نے
اسکی نافرمانی کی ولیکن امر کونی مین تو اللہ
تعالیٰ نے (اسطرح) فرمایا ہے "ہمارا امر کسی
چیز کیلئے تو یہی ہے کہ جب ہم اسکا کرنا چاہتے ہین
تو اسے کہتے ہین ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے" اور اللہ
تعالیٰ نے فرمایا "ہمارا امر تو بس ایک ہی بات
ہے جیسے آنکھ کا جھپکانا" اور اللہ تعالیٰ نے

سہ یہ خیال ابن تیمیہ کا قرآن وحدیث کے خلاف ۱۲

(وقال تعالیٰ) وما ارسلنک
من رسول الا لیطاع باذن
اللہ (وقال تعالیٰ) ما قطعتم من
لینۃ او ترکتموہا قائمۃ علیٰ
اصولہا فباذن اللہ واما القضاء
فقال فی الکونی فقضٰھن سبع
سموات فی یومین (وقال سبحانہ
اذا قضیٰ امرا فانما یقول لہ کن
فیکون (وقال فی الدینی) وقضیٰ
ربک الا تعبدوا الا ایاہ ای
امر لیس المراد بہ قدر ذلک
فانہ قد عبد غیرہ کما اخبر فی
غیر موضع کقولہ تعالیٰ ویعبدون
من دون اللہ ما لا یضرھم ولا
ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا
عند اللہ (وقول الخلیل علیہ
السلام لقومہ) افرأیتم ما کنتم
تعبدون انتم وآباؤکم الاقدمون
فانہم عدو لی الا رب العالمین
(وقال تعالیٰ) قد کانت لکم اسوۃ
حسنۃ فی ابراہیم والذین
معہ اذ قالوا لقومہم انا برآء
منکم ومما تعبدون من دون

فرمایا "اس زمین پر ہمارا امر رات کو یا دن کو
پہنچا تو ہمنے اسے روندن بنا دیا گویا کہ کل اسکا نام
ونشان ہی نہیں تہا" ولیکن امر دینی سو اسکے بارہ
مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بیشک اللہ انصاف
اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور رشتہ دارون کو
دینے اور بیحیائی اور ناشائستہ حرکتون اور
ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے
تمہین (ایسی ایسی) نصیحتین کرتا ہے تاکہ تم
(انکا) خیال رکھو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "
بیشک اللہ تمہین حکم کرتا ہے کہ امانتین اُن کے
مالکون کو پہونچا دو اور جب تم لوگون مین حکم
کرو تو انصاف سے حکم کرو اللہ تعالیٰ تمہین
یہ (عمدہ عمدہ) نصیحتین کرتا ہے بیشک اللہ
سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے" ولیکن اذن
سو اللہ تعالیٰ نے اذن کونی کے بارہ مین جب
سحر کا ذکر کیا تو فرمایا "اور وہ لوگ جادو کی
وجہ سے کسی کو نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر
اللہ کے اذن سے" یعنی اسکے ارادہ اور اسکی
قدرت سے نقصان پہونچا سکتے ہین ورنہ اللہ
تعالیٰ جادو کو دوست نہیں رکھتا اور اذن دینی
کے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا ان کیلئے
کوئی شریک ہین جنہون نے ان (کافرون) کو
دین مین سے وہ کام جائز کر دیئے ہین جن کا

الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا بالله وحده الا قول ابراهيم لابيه لاستغفرن لك وما املك لك من الله من شيء (وقال تعالى) قل يا ايها الكفرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عبدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عبدون ما اعبد لكم دينكم ولى دين وهذه كلمة تقتضي براءته من دينهم ولا تقتضي رضاه بذلك كما قال تعالى في الاية الاخرى فان كذبوك فقل لى عملى ولكم عملكم انتم بريئون مما اعمل وانا برى مما تعملون ومن ظن من الملاحدة ان هذا رضاء منه بدين الكفار فهو من اكذب الناس واكفرهم كمن ظن ان قوله وقضى ربك بمعنى قدر وان الله سبحانه ما قضى بشيء الا وقع وجعل عباد الاصنام ما عبدوا الا الله

الله تعالیٰ نے اذن نہیں دیا" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے محمد) ہمنے تمہیں گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا دیکر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف اُسکے اذن سے پکارنے والا (بناکر)" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور ہمنے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسلئے تاکہ اللہ کے حکم اذن سے اسکی اطاعت (اور فرمانبرداری) کی جاوے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور جو تمنے کوئی شاخ کاٹی یا اسکو اپنے اصل پر قائم چھوڑا سو اللہ کے حکم سے" ولیکن قضاء سو قضاء کونی کے بارہ میں فرمایا "پھر خدا تعالیٰ نے دو دن میں سات آسمان بنایا" اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا "جب (اللہ تعالیٰ) کسی امر کی قضا کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہوجا پس وہ ہوجاتا ہے" اور قضاء دینی میں فرماتا ہے "اور تیرے رب نے قضا کی ہے کہ اسکے سوا کسی کی پوجا مت کرو" یعنی حکم دیا ہے (اور) یہاں قضا سے یہ مراد نہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ بات مقدر کی ہے کیونکہ اسکے غیر کی عبادت (دنیا میں) ہورہی ہے چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی جگہ خبر دی ہے چنانچہ فرمایا "اللہ تعالیٰ کے سوا اُن چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہونچا سکیں نہ نفع اور کہتے ہیں یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں

فان ھذا من اعظم الناس کفرا
بالکتب (واما لفظ البعث) فقال
تعالی فی البعث الکونی فاذا
جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم
عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا
خلال الدیار وکان وعدا مفعولا
(وقال فی البعث الدینی) ھو
الذی بعث فی الامیین رسولا
منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم
ویعلمھم الکتب والحکمۃ (وقال
تعالی) ولقد بعثنا فی کل امۃ
رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا
الطاغوت (واما لفظ الارسال)
فقال فی الارسال الکونی
الم تر انا ارسلنا الشیاطین
علی الکفرین تؤزھم
ازا (وقال تعالی) وھو الذی
ارسل الریاح بشرا بین یدی
رحمتہ (وقال فی الدینی) انا
ارسلنک شاھدا ومبشرا
ونذیرا (وقال تعالی) انا
ارسلنا نوحا الی قومہ (وقال
تعالی) انا ارسلنا الیکم رسولا

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی قوم سے فرمایا "بھلا دیکھو تو جن چیزون
کی تم اور تمہارے پہلے باپ دادے بندگی کرتے
ہو سوا ایک رب العالمین کو چھوڑ کر وہ سب میری
دشمن ہین" اور اللہ تعالی نے فرمایا "(مسلمانو)
تمہارے لئے ابراہیم اور انکے ساتھ والون (کے
چال چلن) مین پیروی کا اچھا نمونہ گذرا ہے
جب انہون نے اپنی قوم سی کہدیا کہ ہم تمسے اور
جنکی خدا تعالی کے سوا تم پوجا کرتے ہو اُن سی
سخت بیزار ہین ہم تم (لوگون کے عقائد) کو
نہین مانتے اور ہمارے اور تمہاری درمیان
ہمیشہ کیلئے کھلے طور سے عداوت اور دشمنی
پڑگئی یہانتک کہ تم صرف اللہ اکیلے پر ایمان لاؤ
(ہان) مگر ابراہیم کا یہ قول پیروی کے قابل
نہین جو انہون نے اپنے باپ سی کہا) کہ مین
تیرے لئے بخشش کی دعا کرونگا اور (اس سے
زیادہ) مین اللہ کے ہان سے تیرے لئے کسی
چیز کا اختیار نہین رکھتا" اور اللہ تعالی نے
فرمایا (اے محمدؐ) کہدو کہ اے کافرو مین اُس
چیز کی کبھی بندگی نہین کرونگا جسکو تم پوجتے ہو
اور نہ تم اُس ذات کی عبادت کرنیوالے
ہو جسکی مین عبادت کرتا ہون اور نہ مین
بندگی کرنیوالا ہون اس چیز کی جسے تم پوجتے

شاهدا عليكم كما ارسلنا
الى فرعون رسولا (وقال تعالى
الله يصطفى من الملائكة رسلا
ومن الناس (واما لفظ الجعل
فقال فى الكونى وجعلناهم آئمة
يدعون الى النار (وقال فى
الدينى) لكل جعلنا منكم شرعة
ومنهاجا (وقال تعالى) وما
جعل الله من بحيرة ولا سائبة
ولا وصيلة ولا حام (واما لفظ
التحريم) فقال فى الكونى و
حرمنا عليه المراضع من قبل
(وقال تعالى) فانها محرمة
عليهم اربعين سنة يتيهون
فى الارض (وقال فى الدينى)
حرمت عليكم الميتة والدم
ولحم الخنزير وما اهل لغير
الله به (وقال تعالى) حرمت
عليكم امهاتكم وبناتكم و
اخواتكم وعماتكم وخالاتكم
وبنات الاخ وبنات الاخت
الآية (واما لفظ الكلمات) فقال
فى الكلمات الكونية وصدقت

ہو اور نہ تم بندگی کرنیوالے ہو اس (معبود برحق)
کی جسکی مین عبادت کرتا ہون تمہارا دین تمہارے
لئے اور میرا دین میرے لئے اور یہ (اخیر کا) کلمہ
کافرون کے دین سے بیزاری کا مقتضی ہے
انکے دین پر راضی ہونیکو نہین چاہتا چنانچہ اللہ
تعالی نے ایک دوسری آیت مین فرمایا سو اگر
وہ (کفار) تمہین جھٹلاوین تو تم کہہ دو میرا عمل
میرے کام آویگا اور تمہارا عمل تمہارے کام آویگا
تم میرے اعمال سے بری ہو اور مین تمہارے
کرتوتون سے بیزار ہون سو بیدین ملحدون مین
سے جس نے یہ گمان کیا کہ یہ کلمہ کفار کے دین پر
رضا کو ظاہر کرتا ہے سو وہ اُن لوگون مین سے
ہے جو جھوٹ پر بڑے دلیر ہین اور جو بڑے کٹے
کافر ہین جیسے وہ شخص (بڑے جھوٹون اور
پکے کافرون مین سے ہے) جس نے یہ گمان کیا
کہ اللہ تعالی کے قول وقضی ربک کا معنی یہ ہے
تیرے رب نے مقدر کیا اور اللہ تعالی نے
کسی چیز کی قضا و تقدیر نہین کی مگر وہ چیز ضرور
واقع ہوتی ہے اور (اس شخص کے اس گمان
فاسد کی بنا پر) بت پرستون کو صرف اللہ تعالی کی
عبادت کرنے والا (موحد) بنا دیا پس بیشک
یہ شخص (آسمانی) کتابون کیساتھ سخت کافر ہے
ولیکن بعث کا لفظ سو اللہ تعالی نے بعث

بکلمات ربہا وکتبہ (وثبت فی الصحیح) عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ کان یقول اعوذ بکلمات اللہ التامات کلہا من شر ما خلق ومن غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون (وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) من نزل منزلا فقال اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق لم یضرہ شئ حتی یرحل من منزلہ ذلک (وکان یقول) اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزہن بر ولا فاجر من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ینزل من السماء وما یعرج فیہا ومن شر ما ذرأ فی الارض ومن شر ما یخرج منہا ومن شر فتن اللیل والنہار ومن شر کل طارق الا طارقا یطرق بخیر یا رحمن۔

کونی کے بارہ مین فرمایا "سو جب پہلی مرتبہ کا وعدہ آیا تو ہمنے تمہارے مقابلہ مین اپنے ایسے بندے اُٹھا کہڑے کئے جو بڑے سخت لڑاکو تھے تو وہ (تمہارے) شہرون مین پہیل پڑے اور خدا تعالی کا وعدہ ہونا ہی تہا" اور بعث دینی مین فرمایا "(اللہ) وہ ذات (پاک) ہے جس نے ان پڑہون مین انہی مین سے ایک رسول بنا کر مبعوث کیا جو انہین اللہ کی آیتین پڑہ سناوے۔ اور انہین پاکباز بنا دے اور کتاب اور دانائی کی باتین انہین سکہا دے" اور اللہ تعالی نے فرمایا "اور ہمنے ہر امت مین ایک (ایک) پیغمبر بہیجا (یہ پیغام دیکر) کہ اللہ تعالی کی بندگی کرو اور شیطان سے بچو" ولیکن ارسال کا لفظ سو ارسال کونی مین اللہ تعالی نے فرمایا "کیا تمنے دیکہا نہین کہ ہمنے شیطانون کو کافرون پر چھوڑ رکہا ہے کہ (انہین گناہون کی طرف) ملاتے (اور چھیڑتے) رہتے ہین" اور اللہ تعالی نے فرمایا "اور (اللہ) وہ ذات ہے جس نے ہواؤن کو اپنی اپنی رحمت (یعنی بارش) کے آگے (آگے) خوشخبری دینے کو بہیجا" اور ارسال دینی مین فرمایا "(اے محمد) ہمنے تمہین (لوگون پر) گواہی دینے والا اور نیک عمل کرنیوالون کو جنت کی خوشخبری دینے والا اور بدکارون کو

کو دوزخ کا) ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا" اور اللہ تعالی نے فرمایا ہمنے نوح کو اسکی اپنی قوم مین (پیغمبر بنا کر) بھیجا" اور اللہ تعالی نے فرمایا "بیشک ہمنے تمہاری طرف (محمدؐ کو) پیغمبر تمپر گواہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے جسطرح ہمنے موسیٰ کو فرعون کیطرف رسول بنا کر بھیجا تھا" اور اللہ تعالی نے فرمایا "اللہ تعالی فرشتون مین سے بھی رسول برگزیدہ کرتا ہے اور آدمیون مین سے بھی" ولیکن جعل کا لفظ سو اللہ تعالی نے جعل کونی مین فرمایا "اور ہمنے ان (شیاطین) کو پیشوا بنایا جو آگ کی طرف بلاتے ہین" اور جعل دینی مین فرمایا "ہمنے ہرایک کیلئے شریعت اور ایک طریقہ بنایا ہے" اور اللہ تعالی فرمایا "کوئی نہین بنایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام" ولیکن تحریم کا لفظ سو اللہ تعالی نے تحریم کونی مین فرمایا "اور ہمنے اس (موسیٰ) پر پہلے سے دودھ پلانیوالیان حرام کردی تہین" اور فرمایا "سو وہ بستی چالیس برس تک انپر حرام کردی گئی وہ (اتنا عرصہ) ملک (خدا) مین حیران پھرتے تھے" اور تحریم دینی مین اللہ تعالی نے فرمایا "حرام کیا گیا تمپر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا اور کسیکا نام رکھا جاوے" اور اللہ تعالی نے فرمایا "حرام کی گئین تمپر تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری پھوپھیان اور تمہاری خالائین اور تمہاری بھتیجیان اور تمہاری بھانجیان" (آخر آیت تک) ولیکن کلمات سو اللہ تعالی نے کلمات کونیہ مین فرمایا "اور اس (مریم) نے اللہ تعالی کے کلمون اور کتابون کی تصدیق کی" اور صحیح حدیث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے "مین پناہ مانگتا ہون اللہ تعالی کے سب کلمون کے ساتھہ جو (اپنی تاثیرون مین) پورے ہین اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی اور اوسکے غضب سے اور اُسکے عذاب سے اور اُسکے بندون کی شرارت سے اور شیطانون کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہون" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی منزل پر اترے اور یہ دعا پڑھے "کہ مین اللہ تعالی کے پورے اور کامل کلمون کی پناہ پکڑتا ہون ہر چیز کی شرارت سے جو خدا تعالی نے پیدا کی" تو اسے کوئی چیز ضرر نہ کرے گی یہانتک کہ اس منزل سے کوچ کرے اور آپ پڑھا

کرتے تجھے مین پناہ مانگتا ہون اللہ تعالی کے کلمون کی جو (اپنی تاثیرون مین) پورے ہین جن سے کوئی نیک اور بد تجاوز نہین کرسکتا اس چیز کی بدی سے جو خدا تعالی نے پیدا کی اور پھیری اور پیدا کی اور اُس چیز کی بدی سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو آسمان مین چڑہتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو زمین مین خدا تعالی نے پیدا کی اور اس چیز کی بدی سے جو زمین سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنون کی بدی سے اور ہر رات کو آنیوالے کی بدی سے مگر جو رات کو آنیوالا خیر سے آوے اے

کلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر ھی التی کون بھا الکائنات فلا یخرج بر ولا فاجر عن تکوینہ ومشیئتہ وقدرتہ واما کلماتہ الدینیۃ وھی کتبہ المنزلۃ ومافیھا من امرہ ونھیہ فاطاعہا الابرار وعصاھا الفجار واولیاء اللہ المتقون ھم المطیعون لکلماتہ الدینیۃ وجعلہ الدینی واذنہ الدینی وارادتہ الدینیۃ واما کلماتہ الکونیۃ التی لا یجاوزھا بر ولا فاجر فانہ یدخل تحتہا جمیع الخلق حتی ابلیس وجنودہ وجمیع الکفار وسائر من یدخل النار فالخلق وان اجتمعوا فی شمول الخلق والمشیئۃ والقدر

خدائے مہربان - اور اللہ سبحانہ وتعالی کے پورے کلمے جن سے کوئی نیک اور بد باہر نہین جاسکتا وہی ہین جن سے اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا کیا - پس کوئی نیک اور بد اللہ تعالی کی تکوین اور اسکی مشیئت اور قدرت سے باہر نہین نکل سکتا ولیکن اللہ تعالی کے کلمات دینیہ اور اللہ تعالی کی وہ کتابین ہین جو نازل کی گئی ہین اور جو کچھ ان کتابون مین امر ونہی (کے احکام) ہین سو نیکون نے تو ان کلمات کو مان لیا اور اطاعت کی اور بدکارون نے نہ مانا اور نافرمانی کی اور اللہ تعالی کے پرہیزگار دوست وہ لوگ ہین جو اسکے کلمات دینیہ اور جعل دینی اور اذن دینی اور ارادہ دینیہ کے ماننے والے ہین لیکن کلمات کونیہ جن سے کوئی نیک و بد خارج نہین ہوسکتا اُنکے نیچے تو سب خلقت داخل ہے حتی کہ ابلیس لعین اور اسکا لشکر اور عام کفار اور باقی جتنے لوگ دوزخ مین داخل ہونیوالے ہین

والقدر لهم فقد افترقوا في الامر والنهي والمحبة والرضا والغضب واولياء الله المتقون هم الذين فعلوا المامور وتركوا المحظور وصبروا على المقدور فاحبهم واحبوه ورضي عنهم ورضوا عنه واعداءه اولياء الشياطين وان كانوا تحت قدرته فهو يبغضهم ويغضب عليهم ويلعنهم ويعاديهم وبسط هذه الجمل له موضع اخر وانما كتبت هٰهنا نكتة تنبيها على مجامع الفرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان وجماع الفرق بينهما اعتبارهم بموافقة رسول الله صلى الله تعالى عليه واله وسلم فانه هو الذي فرق الله تعالى به بين اوليائه السعداء واعدائه الاشقياء وبين اوليائه اهل الجنة واعدائه اهل النار وبين اوليائه اهل الهدى والرشاد وبين اعدائه

پس مخلوقات اگرچہ شمول خلق اور مشیئت اور قدرت اور تقدیر مین توسب یکسان داخل ہین لیکن امر اور نہی اور محبت اور رضا اور رغبت مین فرق رکہتے ہین اور اللہ تعالی کے پرہیزگار دوست وے ہی ہین کہ جس کام کا اُنکو حکم دیا جاتا ہے وہ بجالاتے ہین اور جس کام سے منع کئے جاتے ہین اس کو چھوڑ دیتے ہین اور جو کچھ خداتعالی نے مقدر کیا ہے اسپر صبر کرتے ہین سو اللہ تعالی انکو دوست رکہتا ہے اور وہ اسکو دوست رکہتے ہین اور اللہ تعالی اُنسے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہین اور اللہ تعالی کے دشمن وہ شیطان کے دوست ہین اگرچہ وہ بھی اسکی قدرت کے نیچے داخل ہین پس اللہ تعالی ان سے بغض رکہتا ہے اور ان پر غضب کرتا ہے اور اُنہین لعنت کرتا ہے اور اُن سے دشمنی رکہتا ہے اور ان مختصر جملون کی تفصیل کے لئے دوسرا محل ہے اور مینے اس مقام مین فقط ایک تہوڑا سا نکتہ (خدا ے) رحمن کے دوستون اور شیطانون کے دوستون مین فرق سمجہانیکے لئے لکھدیا اور خلاصہ فرق کا ان دونون گروہون مین یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی موافقت کی کسوٹی پر کس دیا جاوے کیونکہ یہی مابہ الامتیاز ہے جس سے اللہ تعالی نے اپنے دوستان سعید اور دشمنان بدبخت مین فرق

اهل البغی والضلال والفساد
وبین اولیائه جند الرحمن
واعدائه حزب الشیطان
واولیائه الذین کتب فی
قلوبهم الایمان وایدهم
بروح منه (قال تعالی) لاتجد
قومًا یومنون بالله والیوم
یوادون من حاد الله ورسوله
ولو کانوا اباءهم او ابناءهم
او اخوانهم او عشیرتهم اولئك
کتب فی قلوبهم الایمان و
ایدهم بروح منه ویدخلهم
جنت تجری من تحتها الانهار
خلدین فیها رضی الله عنهم
ورضوا عنه اولئك حزب
الله الا ان حزب الله هم
المفلحون (وقال تعالی) اذ
یوحی ربك الی الملئکة
انی معکم فثبتوا الذین امنوا
سالقی فی قلوب الذین کفروا
الرعب فاضربوا فوق الاعناق
واضربوا منهم کل بنان (و
قال فی اعدائه) وان الشیاطین

کیا اور اپنے جنتی دوستوں اور دوزخی دشمنوں
مین اور اپنے اُن دوستوں مین جو اہل ہدیٰ
اور اہل رشاد ہین اور اپنے اُن دشمنوں مین جو
بیراہی اور گمراہی اور فساد والے ہین اور اپنے
اُن دوستوں مین جو رحمن کا لشکر ہین اور اپنے
اُن دشمنوں مین جو شیطان کا گروہ ہین اور اپنے
اُن دوستوں مین جنکے دلوں مین اللہ تعالے نے
ایمان لکھہ دیا اور اپنی طرف سے روح بھیجکر اُنکو
قوت دی اللہ تعالے نے فرمایا (اے پیغمبر) جو لوگ
خدا تعالی اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہین اُنکو
تم ایسا نہ پاؤگے کہ دشمنان خدا اور مخالفان
رسول سے دوستی رکھین اگرچہ اُنکے باپ یا اُنکے
بیٹے یا اُنکے بہائی یا اُنکے کنبہی کے ہون یہی لوگ
(پکے مسلمان ہین) جنکے دلوں مین اللہ تعالے
ایمان (کا حرف) لکھہ دیا ہے اور اپنی روح سے
اُنکو قوت دی اور اُنکو ایسے باغوں مین داخل
کریگا جنکے نیچے نہرین بہتی ہونگی ہمیشہ انہین مین
رہین گے اللہ تعالی ان سے خوش ہوا اور وہ
اس سے خوش ہوئے یہ لوگ اللہ تعالی کا گروہ
ہین سنو خدا کا گروہ ہی (آخر کار) فلاح پانیوالے
ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا " اور جب تیرا پروردگار
فرشتوں کی طرف وحی بہیج رہا تہا کہ مین تمہارے
ساتہہ ہون سو تم مومنوں کو ثابت قدم رکہو عنقریب

ليوحون الى اوليائهم
ليجادلوكم (وقال) وكذلك
جعلنا لكل نبي عدوا شياطين
الانس والجن يوحي بعضهم
الى بعض زخرف القول غرورا
(وقال) هل انبئكم على
من تنزل الشياطين تنزل
على كل افاك اثيم يلقون
السمع واكثرهم كذبون
والشعراء يتبعهم الغاون
الم تر انهم في كل واد يهيمون
وانهم يقولون ما لا يفعلون
الا الذين امنوا وعملوا الصلحت
وذكروا الله كثيرا وانتصروا
من بعد ما ظلموا وسيعلم الذين
ظلموا اي منقلب ينقلبون
(وقال تعالى) فلا اقسم بما
تبصرون وما لا تبصرون انه
لقول رسول كريم وما هو
بقول شاعر قليلا ما تؤمنون
ولا بقول كاهن قليلا ما تذكرون
تنزيل من رب العلمين و
لو تقول علينا بعض الاقاويل

ہم کافرون کے دلون مین رعب (اور دہشت)
ڈالدین گے سو تم کافرون کی گردنون پر اور انکی
پور پور مارو ۔ اور اللہ تعالی نے اپنے دشمنون
کے حق مین فرمایا اور بیشک شیطان اپنے دوستون
کی طرف وحی بھیجتے ہین تاکہ وہ تمسے جھگڑین ۔
اور اللہ تعالی نے فرمایا (اے پیغمبر جسطرح اہل مکہ
تمسے دشمنی کرتے ہین) اسیطرح ہمنے ہر پیغمبر کا (صبر
آزمانیکے لئے) آدمیون اور جنون مین کے شیطان
یعنے سرکش لوگ انکے دشمن بنا دئے تھے کہ بعض
انمین سے یعنی جن بعض یعنی آدمیون کی طرف
دہوکا دینے کو جھوٹی باتین القا کرتے تھے۔ اور یہ
فرمایا کیا مین بتلاؤن کہ شیطان کیسے لوگون پر
اترا کرتے ہین وہ تو ہر جھوٹے (بہتانی) بدکردار پر
اترا کرتے ہین سنی سنائی باتین (ان کے کان
مین) ڈالجاتے ہین اور بہتیرے تو ان مین ۔
(بالکل ہی) جھوٹے ہین اور شاعرون کے پیرو
وہی بنتے ہین جو (پہلے سے) گمراہ ہوتے ہین کیا تو نے
دیکھا نہین کہ وہ (خیالی باتون کے) ہر میدان مین
بھٹکتے پھرتے ہین اور وہ ایسی باتین کہہ گذرتے
ہین جو کرتے نہین (ہان) مگر جو (شاعر) لوگ ایمان
لائے اور شائستہ کام کئے اور خدا تعالی کو بہت
کیا اور ظلم لیا جانے کے بعد بدلہ لیا (تو مضائقہ
نہین) اور جن لوگون نے ظلم کیا ۔ عنقریب

لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا
منه الوتين ٥ فما منكم من احد
عنه حاجزين وانه لتذكرة
للمتقين وانا لنعلم ان منكم
مكذبين ٥ وانه لحسرة على
الكفرين وانه لحق اليقين فسبح
باسم ربك العظيم (وقال
تعالى) فذكر فما انت بنعمة
ربك بكاهن ولا مجنون ٥
ام يقولون شاعر نتربص به
ريب المنون قل تربصوا فاني
معكم من المتربصين ٥ ام تامرهم
احلامهم بهذا ام هم قوم
طاغون ٥ ام يقولون تقوله
بل لا يؤمنون فليأتوا بحديث
مثله ان كانوا صدقين
فنزه سبحانه وتعالى نبينا محمد
صلى الله تعالى عليه وسلم
عن من يقترن به الشياطين
من الكهان والشعراء وامتحان
وبين ان الذي جاء بالقرآن
ملك كريم اصطفاه الله تعـ
(قال الله تعالى) الله يصطفي

جان لیتے کہ کیسی جگہہ انکولوٹ کرجاتا ہے اور
اللہ تعالی نے فرمایا سو مین اُن چیزون کی قسم
کہاتا ہون جو تمہین دکہائی دیتی ہین اور جو تمہیں
نہین دکہائی دیتین (جیسے فرشتے وغیرہ) کہ یہ
قرآن ایک معزز قاصد (یعنی جبریل فرشتہ) کی
(پہونچائی ہوئی) بات ہے اور وہ کسی شاعر کا
کلام نہین (مگر) تم لوگ بہت کم یقین رکہتے ہو
اور نہ یہ کسی (شیطانون کے یار) کاہن کا کلام ہے
(لیکن) تم تو بہت کم غور کرتے ہو یہ تو اللہ کی طرف
سے اُتارا ہوا کلام ہے اور اگر پیغمبر (اپنے دل سے
ہمپر کچھ باتین بنا لیتا تو ہم اسکا داہنا ہاتہ پکڑ لیتے
پھر اُسکی رگ جان کاٹ ڈالتے تو تم مین سے
کوئی بھی (اسکو بچانیکے) آڑے نہ ہو سکتا بیشک قرآن
تو پرہیزگارون کے لئے نری نصیحت ہے اور بیشک
ہم جانتے ہین کہ تم مین سے بعضے جہٹلانے والے بھی
ہین اور بیشک یہ (قرآن) کافرون پر حسرت
(کا سبب) ہے اور بیشک یہ یقیناً حق ہے سو
(اے پیغمبر اس نعمت کے شکریہ مین) تم اپنے پروردگار
بزرگ کے نام کی (تسبیح) و (تقدیس) کیا کرو اور
اللہ تعالی نے فرمایا سو (اے پیغمبر) تم نصیحت کئے
جاؤ تم اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہو اور نہ
مجنون ہو کیا یہ لوگ (تمہاری نسبت) کہتے ہین کہ
(یہ) شاعر ہے ہم سکے بارہ مین زمانہ کی گردش کا

من الملئكة رسلاً ومن الناس (و
قال تعالى) وانه لتنزيل رب العالمين
نزل به الروح الامين على قلبك
لتكون من المنذرين بلسان
عربي مبين ٥ (وقال تعالى) قل
من كان عدوا لجبريل فانه
نزله على قلبك باذن الله مصدقا
لما بين يديه وهدى وبشرى
للمومنين (وقال تعالى) فاذا قرأت
القران فاستعذ بالله من الشيطان
الرجيم انه ليس له سلطن على
الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون
انما سلطنه على الذين يتولونه
والذين هم به مشركون ٥ واذا
بدلنا اية مكان اية والله اعلم
بما ينزل قالوا انما انت مفتر
بل اكثرهم لا يعلمون ٥ قل نزله
روح القدس من ربك بالحق
ليثبت الذين امنوا وهدى و
بشرى للمسلمين فسماه روح الامين
وسماه روح القدس (وقال تعـ)
فلا اقسم بالخنس الجوار الكنس
يعني الكوكب التي تكون في السماء

انتظار کرتے ہین کہدو (بہت اچھا) تم (بھی) انتظار
کرو مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہون کیا
انکی عقلین انکو یہ باتین سکھاتی ہین یا بذات خود
ہی یہ سرکش لوگ ہین یا کہتے ہین خود اس نے
قرآن بنا لیا (یہ تو یون ہی اوپر ہی اوپر کی باتین
ہین اصل مین بات یہ ہے کہ یہ ایمان لانا ہی نہین
چاہتے سو اگر یہ اپنے اس دعوی مین) سچے ہین
تو یہ بھی اس جیسا کلام بنا لائین" سو اللہ سبحانہ
وتعالی نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہنون
اور شاعرون اور دیوانون (کے زمرہ مین ہونے)
سے "جنکے ساتھ شیطان ملے رہتے ہین" پاک ٹھیرایا
اور بیان فرمایا کہ جو قاصد انکے پاس قرآن لیکر آیا
وہ بزرگ فرشتہ ہے جسکو اللہ تعـ نے برگزیدہ کیا
اللہ تعالی نے فرمایا اللہ تعالی فرشتون مین سے پیغمبر
برگزیدہ کرتا ہے اور آدمیون مین سے (بھی) اور
اللہ تعالی نے فرمایا اور بیشک رب العالمین کا
اتارا ہوا کلام ہے جسے روح الامین نے تمہارے
دل پر نازل کیا صاف عربی زبان مین تاکہ تم
(عذاب آخرت سے) ڈرانیوالے (پیغمبرون کی
جماعت مین سے ہو" اور اللہ تعالی نے فرمایا (اے
محمد) کہدو جو شخص جبریل کا دشمن ہو (وہ اپنا سر
کہائے) کیونکہ اس نے تو اللہ تعالی کے حکم سے تمہارے
دل پر قرآن کو نازل فرمایا جو اپنے سامنے کی پہلی

خانسة ای مختفیة قبل طلوعها
فاذا ظهرت راها الناس جارية
فی السماء فاذا غربت ذهبت
الی کناسها الذی یحجبها واللیل
اذا عسعس ای اذا ادبر واقبل
الصبح والصبح اذا تنفس ای
اقبل انہ لقول رسول کریم
وھو جبریل علیہ السلام ذی
قوة عند ذی العرش مکین
مطاع ثم امین ای مطاع فی السما
امین (ثم قال) وما صاحبکم
بمجنون ای صاحبکم الذی من
اللہ علیکم بہ اذ بعثہ الیکم رسولا
من جنسکم یصحبکم اذ کنتم لا تطیقون
ان تروا الملئکة (کما قال تعالی)
وقالوا لولا انزل علیہ ملک
ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم
لا ینظرون ولو جعلنہ ملکا
لجعلنہ رجلا وللبسنا علیھم
ما یلبسون ٥ (وقال تعالی) و
لقد راہ بالافق المبین ای رای
جبریل علیہ السلام وما ھو
علی الغیب بظنین ای بمتہم

کتابون کو سچ بتلاتا ہے اور ایمان دارون کیلئے
ہدایت اور خوشخبری ہے" اور اللہ تعالی نے فرمایا
اے محمد جب تم قرآن پڑہنے لگو تو شیطان مردود
سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو جو لوگ ایمان رکہتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بہروسا کرتے ہین اُنپر
شیطان کا کچہہ زور نہین اُسکا زور تو اُنہین
لوگون پر چلتا ہے جو اُس سے دوستی رکہتے ہین
اور اُسکے (سکہانے) کے سبب شرک کرتے ہین
اور جب ہم کسی آیت کو بدل کر اسکی جگہہ دوسری
آیت بہیجتے ہین اور جو حکم اللہ تعالی نازل فرماتا
ہے اس (کی حکمتون) کو وہی خوب جانتا ہے
تو کافر کہنے لگتے ہین بس تو تو اپنے دلسے بنا لاتا ہے
(انکی یہ بات غلط ہے) بلکہ انمین کے بہت لوگ
(اسرار الہی کو) نہین جانتے (اے محمد) کہدو اس
قرآن کو تمہارے رب کی طرف سے روح القدس
(یعنی جبریل) حق کے ساتھ لیکر نازل ہوئے ہین
تاکہ جو لوگ ایمان لائے ہین انکو ثابت قدم اور
فرمانبردارون کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہو
بس خدا تعالی نے اس (قرآن لانیوالے فرشتہ
کا نام روح الامین اور روح القدس رکہا اور
اللہ تعالی نے فرمایا سو مجھے قسم ہے پیچھے دبک
جانیوالے (اور) چلنے والے (اور) پوشیدہ ہوجانے
والے ستارون کی یعنی جو تارے اپنے طلوع

فی القراءۃ الاخری بضنین ای
ببخیل یکتم العلم ولا یبذلہ الا بجعل
کما یفعل من یکتم العلم الا بالعوض
وما ھو بقول شیطان رجیم فنزہ
جبریل علیہ السلام عن ان
یکون شیطانا کما نزہ محمدا صلی
اللہ علیہ وسلم عن ان یکون
شاعرا او کاھنا (فاولیاء اللہ
المتقون) ھو المقتدون بمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم فیفعلون
ما امر بہ ینتہون عما عنہ زجر
فیؤیدھم اللہ بملئکۃ وروح
منہ ویقذف اللہ فی قلوبھم
من انوارہ ولھم الکرامات
التی یکرم اللہ بھا اولیاءہ
المتقین وخیار اولیاء اللہ
کراماتھم لحجۃ فی الدین او لحاجۃ
بالمسلمین کما کانت معجزات
نبیھم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کذالک ۔ صہ ۱۴۲

سے پہلے آسمان مین خانس یعنی پوشیدہ ہو جانی
والے ہین اور جب ظاہر ہوتے ہین تو لوگ انہین
آسمان مین چلتے ہوے دیکھتے ہین اور جب ان کا
غروب ہو جاتا ہے تو اپنے گہونسلے کی طرف چلے
جاتے ہین جو انہین چھپا لے اور رات کی قسم ہے
جب چھا جاوے" یعنی جب پیٹھ پہیرے اور صبح
کی آمد آمد ہو" اور صبح کی قسم ہے جب دم لے"
یعنی جب آجاوے "بیشک یہ بزرگ قاصد کی
(پہونچائی ہوئی) بات ہے" اور وہ جبریل علیہ
السلام ہے" جو (بڑی) طاقت والا ہے صاحب
عرش (یعنی اللہ تعالی) کے نزدیک آبرو دار ہے
اور وہان اسکی بات مانی جاتی ہے اور امین
سمجھا گیا ہے" یعنی آسمان مین مطاع اور امین
ہے پھر فرمایا "اور تمہارا صاحب دیوانہ نہین"
یعنی تمہارا صاحب جسکے ساتھ خدا تعالی نے
تم پر احسان کیا کیونکہ تمہاری جنس سے رسول
بنا کر تمہاری طرف بھیجا جو تمہارے ساتھ رہتا ہے
کیونکہ تم فرشتون کے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتے
تھے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا" اور کافرون نے
کہا اسپر فرشتہ کیون نہ اتارا گیا اور اگر ہم فرشتے
کو نازل کرتے تو کام فیصلہ کیا جاتا پھر انکو مہلت نہ ملتی اور اگر ہم اس (پیغمبر) کو فرشتہ
بناتے تو اسے (بھی) مرد کی صورت مین بناتے اور ہم شبہہ (اب) ڈالتے ہین وہی شبہہ
انپر (پھر بھی) ڈالتے اور اللہ تعالی نے فرمایا اور بیشک (اس پیغمبر نے) اسے (فرشتہ) کو آسمان

کے کنارہ ظاہر مین دیکھا یعنی جبریل علیہ السّلام کو دیکھا اور وہ غیب کی بات پر (جھوٹ کا) گمان نہین کیا گیا یعنی متہم نہین اور دوسری قرات مین ہے بضنین بہ ضاد معجمہ ہے۔ یعنی بخیل نہین کہ علم کی بات کو چھپا رکھتا ہو مزدوری لئے بغیر نہ بتلاتا ہو جیسے اُن لوگون کا دستور ہے جو علم کو چھپا رکھتے ہین بدلہ لئے بغیر نہین بتلاتے اور یہ (قرآن) شیطان مردود کا کلام نہین پس خداوند تعالی نے جبریل علیہ السّلام کو منزہ کیا اس سے کہ وہ شیطان ہو جیسیکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کیا اس سے کہ شاعر ہون یا کاہن پس اللہ تعالی کے دوست جو پرہیزگار ہین وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالے ہین سو جو کچھ آپ نے فرمایا وہ کرتے ہین اور جن چیزون سے آپنے منع فرمایا ہے اُن سے باز رہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہین جن امور مین آپنے بیان فرمایا اتباع کرین۔ پس اللہ تعالی انکی تائید کرتا ہے اپنے فرشتون سے اور اپنی روح سے اور انکے دلون مین اللہ تعالی اپنے انوار ڈال دیتا ہے اور انکے لئے آیات ہین جن سے اللہ تعالے اپنے دوستان پرہیزگار کی بزرگی اور عزت ظاہر کرتا ہے اور برگزیدہ اولیاء اللہ کی کرامات منشا یہ (ہوتا) ہے کہ دین مین حجت ہو یا مسلمانون کو حاجت ہو چنانچہ اُنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی اسی طرح تھے۔ حو ۱۲

ہمنے یہ تحریر ابن تیمیہ کا محض اس غرض سے پیش کیا کہ آپنے اپنا سارا زور ساری قوت اسمیر صرف کی ہے کہ چونکہ ابوبکر خلیفہ ہوے لہذا ہمنے اوسکو حق سمجھا۔ حالانکہ یہ خیال ایسا غلط اور لغو ہے کہ مسلمان تو مسلمان کوئی نیچری کوئی دہری کوئی لامذہب بھی واقعات تقدیری حقیت کسی بات کی قائم نہین کرتا چہ جائیکہ کوئی مدعیٔ اسلام اسکا ارادہ کرے اور اس ذریعہ سے حقیت قائم کرے۔

کیونکہ آپکے امام ابن تیمیہ نے بہت اچھی طرح بتا دیا کہ اگر یہ خلافت بارادہ خدا ہوئی تو خدا فرماتا ہے ومن یرد ان یضلہ جس سے معلوم ہوا کہ یہ خلافت بھی اوسی ارادہ سے ہے۔ ارادہ دینی دکھانا چاہیئے۔

اگر امر تکوینی مراد ہے ہوا تو خدا فرماتا ہے اتاھا امرنا لیلاً۔ اس سے امر تشریعی کہان

ثابت ہوا جسکی نسبت خدا فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات۔ پس جبتک
اسطرح کا اثر نہ دکہایا جاے بیکار ہے اور اگر اذن خدا سے ہو تو اثر سحر مین باذن اللہ ہوتا ہے
اذن دینی دکہائے۔

یہانتک کہ اگر آپ رسالت ابوبکر بھی دعوی کیجیے تو ہذا انا ارسلنا الشیاطین فرماتا ہے
ارسال دینی لائے۔ اور اگر اونکے جعل امامت کا دعوی کیجے تو وجعلناہم ائمۃ یدعون
الی النار فرما چکا ہے۔

غرض اگر قرآن کوئی چیز ہے۔ کلام خدا کی کوئی حقیقت ہے تو آپکو اچہی طرح معلوم
ہو گا کہ انسان کو جو کچہ تکلیف ہے وہ احکام الہی کی یعنی اوس کلام سے جو تشریعی ہے
نہ اون امور کی جو تکوینی ہے۔

آپکے علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید ابن القیم کتاب شفاء العلیل مین لکہتے ہین۔

الحکم والقضاء نوعان دینی وکونی فالدینی یجب الرضاء بہ وھو من لوازم الاسلام والکونی منہ ما یجب الرضاء بہ کالنعم التی یجب شکرھا ومن تمام شکرھا الرضاء بہا۔ ومنہ ما لا یجوز الرضاء بہ کالمعائب والذنوب التی یسخطہا اللہ وان کانت بقضائہ وقدرہ ومنہ ما یستحب الرضاء بہ کالمصائب وفی وجوبہ قولان ص۲۷۳ شفاء العلیل مطبوعہ مصر

اور حکم اور قضاء الہی دو قسم پر ہے ایک دینی (جسکو علم کہتے ہیں) دوسرا تکوینی (جو قضا وقدر الہی سے ہے) جو حکم کہ دینی ہے اوس پر راضی رہنا تو لوازم اسلام سے ہے۔ (مثل نماز روزہ حج جہاد وغیرہ کے) اور جو حکم وقضا کہ تکوینی ہے۔ اوسکی تین قسم ہے۔ ایک تو وہ جسپر راضی ہونا واجب ہے مثل اسکے کہ جو نعمتین خدا نے دی ہین اوسکا شکر کرنا واجب ہے اور تمام شکر
یہی ہے کہ اوسپر راضی ہون۔ دوسری قسم وہ ہے کہ اگرچہ وہ بہی قضاء الہی سے
ہوتا ہے مگر اوسپر راضی ہونا جائز نہین مثل معائب اور ذنوب (گناہون کے) کہ سب
قضائے الہی سے ہوتا ہے مگر خود خدا اوس سے ناراض ہوتا ہے تو ہمکو بھی اوس سے
راضی نہ ہونا چاہیئے۔ تیسری قسم وہ ہے کہ راضی ہونا اوس سے مستحب ہے مثل مصائب

کے اور اسکے وجوب مین دو قول ہے ۔ ۱۲

پس جب کل امور تقدیری کی دو قسم ہے ایک دینی دوسرے تکوینی ۔ تو پھر تکوینی امور دلیل صحت وحقیت کیونکر ہو سکتے ہین ۔ کیونکہ بعض امور تکوینی تو ایسے ہین کہ اونپر راضی ہونا ہی جائز نہین مثل معائب کے کہ ایک آدمی اندہا ہے یا کوڑہی یا اوس نے زنا کیا یا شراب پی یہ سب تو بقول اہلسنت تقدیری ہین ۔ اوسی طرح خلافت ابوبکر کو بھی سمجھئے کہ اسلام اس سے داغدار ہوا ۔ اسلام پر عیب لگا اون لوگون نے کیا جنہون نے اونکو خلیفہ بنایا ۔ اس سے خلافت کی حقیت کہان ثابت ہوئی جس سے بحث ہے ۔

پھر وہی علامہ ابن القیم لکھتے ہین ۔ وکذالک قوله سبحانه (والله لا یحب الفساد) هو سبحانه لا یحبه کونا ولا دینا وان وقع بتقدیره کما لا یحب ابلیس وجنوده وفرعون وحزبه وهو ربهم وخالقهم فمن حمل المحبة والرضا بمعنی الارادة والمشیة لزمه ان یکون الله سبحانه محبا لابلیس وجنوده وفرعون وهامان وقارون وجمیع الکفار وکفرهم والظلمة وفعلهم وهذا کما انه خلاف القرآن والسنة والاجماع المعلوم بالضرورة فهو خلاف ما علیه فطر الله العالمین التی لم تغیرها التوا والنوحی بالاقوال الباطلة وقد اخبر سبحانه انه مقت افعالا کثیرة

یعنی اسی طرح خدا فرماتا ہے کہ نہین دوست رکہتا فساد کو پس خدا نہ بحیثیت تکوین اسکو دوست رکہتا ہے نہ بحیثیت دین اگرچہ سب فسادات بتقدیر خدا ہوتے ہین جیسا کہ نہین دوست رکہتا ہے شیطان کو اور اوسکے لشکر کو نہ فرعون کو اور اسکے احزاب کو حالانکہ وہی خدا اون سب کا خالق اور رب ہے پس اگر محبت ورضا کے معنی مشیت وارادہ لئے جائین تو لازم آتا ہے کہ خدا دوست رکہتا ہو شیطان اور اوسکے لشکر کو اور فرعون وہامان وقارون اور جمیع کفار کو اور اون کے کفر وظلم وجمیع افعال کو ۔ اور یہ جسطرح خلاف قرآن وسنت واجماع ہے بدیہۃً اوسیطرح خلاف فطرت بھی ہے ۔ حالانکہ خود خدا نے

ويكرهها ويبغضها ويسخطها فقال (و
لا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء الا
ما قد سلف انه كان فاحشة ومقتا
وساء سبيلا) وقال (ذلك بانهم
اتبعوا ما اسخط الله) وقال (كبر مقتا
عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون) و
قال (ولكن كره الله انبعاثهم فثبطهم
ومحال حمل هذه الكراهة على غير
الكراهة الدينية الامرية لانه امرهم
بالجهاد وقال (كل ذلك كان سيئه
عند ربك مكروها) فاخبر انه يكره
ويبغض ويمقت ويسخط ويعادي
ويذم ويلعن ومحال انه يحب ذلك
ويرضى به وهو سبحانه يكره
ويتقدس عن محبة ذلك وعن الرضا
به بل لا يليق ذلك بعبده فانه
نقص وعيب في المخلوق ان يحب
الفساد والشر والظلم والبغي والكفر
ويرضاه فكيف يجوز نسبة ذلك
الى الله تبارك وتعالى وهذا الاصل
من اعظم ما غلط فيه كثير من مثبتي
القدر وغلطهم فيه جوازن غلط
النفاة في انكار القدر او هو اقبح

خبر دیا ہے کہ وہ بہت سی باتون کو ناپسند
کرتا ہے اور اوس سے ناراض ہوتا ہے
کیونکہ خدا فرماتا ہے نہ نکاح کرو اون عورتون
سے جن سے نکاح کیا تمھارے آبا نے کہ
موجب ناراضی خدا ہے۔ اسی طرح فرماتا
ہے اونہون نے اتباع کیا اون باتون کا
جس سے خدا ناراض ہے وغیرہ آیات۔
پس خدا ان آیات مین خبر دیتا ہے
کہ خدا ناراض ہوتا ہے مکروہ رکھتا ہے
دشمن جانتا ہے۔ غضبناک ہوتا ہے
اور مذمت کرتا ہے اور لعنت کرتا ہے
تو محال ہے کہ خدا اوس سے راضی
وخوشنود ہو۔ بلکہ یہ تو اوسکے بندون
کی نسبت بھی عیب ہے کہ وہ شر و
فساد و ظلم و بغی کو پسند کرے۔ تو پھر
خدا کی طرف اوسکی نسبت کب جائز
ہوگی۔

یہی وہ مسئلہ ہے جسمین بہت سی
غلطیان کی ہین اون لوگون نے
جو تقدیر کا اثبات کرتے ہین اور
اوسکی نفی کرتے ہین۔ اور اسیوجہ
سے نافیان قدر کو اونپر تسلط ہوتا ہے
اور وہ انتہا درجہ کی فضیحتون مین

منه وبه تسلط عليهم النفاة وتمادوا
على قبح قولهم واعظموا الشناعة
عليهم به فهولاء قالوا يحب الكفر و
الفسوق والعصيان والظلم والبغي
والفساد اولئك قالوا لا يدخل
تحت مشيئته وقدرته وخلقه و
اولئك قالوا لا يكون فى ملكه الا
ما يحبه ويرضاه وهولاء قالوا يكون
فى ملكه ما لا يشاء ويشاء ما لا يكون
فسبحان الله وتعالى عما يقول الفريقان
علوا كبيرا - صفحہ ۲۷ شفاء العليل

مبتلا ہوتے ہین - کیونکہ جو لوگ تقدیر کے
قائل ہین وہ کہتے ہین خدا کفر - فسق -
عصیان - ظلم - بغاوت و فساد کو پسند
کرتا ہے - اور وہ لوگ جو منکر ہین وہ
قائل ہین کہ ہرگز خدا کی مشیت و قدرت و
خلق سے یہ باتین نہین ہوتین - پہلا فرقہ کہتا ہے
کہ خدا کے ملک مین وہی باتین ہوتی ہین
جس سے وہ راضی اور خوش ہو - دوسرا
فرقہ کہتا ہے کہ خدا کے ملک مین وہ باتین
ہوتی ہین جو وہ نہین چاہتا اور وہ باتین
نہین ہوتین جو وہ چاہتا ہے - تمام ہوا خلاصہ ترجمہ

اب مرزائیونکو لازم ہے کہ وہ اپنے اصول پر غور کرین کہ اگر صرف اسوجہ سے وہ
حقیت خلافت خلفا کے قائل ہین کہ یونہی واقع ہوا یعنی وہ خلیفہ بنے تو اونکو لازم
ہوگا کہ نہ صرف وہ حقیت ابلیس و فرعون و قارون وہامان کے قائل ہون جنہین
کوئی مدعی خدائی تہا کوئی کچھ بلکہ اونکو اقرار کرنا پڑیگا کہ حضرت کی رسالت بھی معاذ اللہ باطل
تھی - کیونکہ تیرہ برس قیام مکہ کا زمانہ تو حضرت کے یقینی مغلوبیت و مقہوریت کا تہا اور دس
برس زمانہ قیام مدینہ بھی ایسا تہا کہ ہر طرف کفار و منافقین کا غلبہ تھا یہانتک کہ سب نے
حضرت کی ہلاکت قصد کیا - مگر خدا نے بچا لیا -

غرض چونکہ انسان کو تکلیف اون احکام کی ہے جسکو اوس نے بذریعہ انبیا و رسل
نازل کیا لہذا ہمکو ہر کام مین اتباع اونہین احکام کا لازم ہے جسکو خدا نے نازل کیا جیسا کہ
فرماتا ہے اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء قليلا ما
تذكرون - سورہ اعراف

یعنی تم اونہین باتون کا اتباع کرو جو خدا کی طرف سے نازل ہوا - اور اسکے سوا دوسرے

اولیا کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔ تو ہمکو لازم ہے کہ دیکھین آلبوبکر کی خلافت ما انزل الیکم مین داخل ہے یا نہین۔ جسپر تمامی عالم گواہ ہے خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ۔ وہابی ہو یا مرزائی کہ ابوبکر کی خلافت کا حکم منزل من اللہ نہین ہے نہ اسپر خدا کا حکم ہے نہ رسولؐ کا نص بلکہ جو کچھ ہے وہ سازش۔ فریب۔ مکر دغا فدع۔ جسکا نام اجماع رکھا گیا ہے۔

ہان چونکہ خدا کا کام اتمام حجت ہے فللہ الحجۃ البالغہ اسلئے خدا نے اپنی حجت کو اس بابمین بھی اس طرح تمام کیا کہ پھر کسی صاحب عقل کو شک نہ رہے۔ کیونکہ جتنے لوگ بلا حکم خدا و رسول خلیفہ ہوے وہ اسی طرح حکمران۔ صاحب اقتدار رہے جس طرح ابوبکر خلیفہ ہوئے۔

کیونکہ عمر۔ عثمان۔ معویہ۔ یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔ ولید وغیرہ خلفاے بنی امیہ و بنی عباس جب تک خلیفہ رہے اوسی طرح شاہانہ عزت و اقتدار سے حکمران رہے

بخلاف اونکے جو بحکم خدا و رسول یا خلیفہ یا امام ہوے وہ تمام عمر اسی قسم کے مصائب و آلام مین مبتلا رہے۔ دیکھو رسول اللہؐ کا حال ابتداے بعثت تا وقت وفات۔ پھر جناب امیرؑ کے حالات کو دیکھو اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے حالات کو کہ چونکہ یہ لوگ بحکم خدا و رسول خلیفہ ہوے اسلئے کبھی نہ انکی پوری اطاعت کی گئی نہ انکے احکام نافذ ہوے۔

خدا نے اپنے کلام اور کام کا فرق ایسا واضح و بیّن دکہایا ہے کہ جو شخص کچھ بھی عقل سلیم رکھتا ہے وہ سمجھہ سکتا ہے کہ یہ ایسا فرق بیّن خدا نے دکہایا ہے کہ پھر کسی طرح کا شبہہ بھی بطلان مذہب اہلسنت مین نہین رہتا کیونکہ خلفاے ثلٰثہ کو نکال کر ہم جب دیکھتے ہیں تو جو خلیفہ ہوا وہ ایسا ہی کہ انسان اوسکا نام سنکر شرم سے پانی پانی ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اوسی خلافت کی جنتری مین ملکر خلفاے ثلٰثہ کو تو ممدوح بنائین اور ان لوگونکو مذموم حالانکہ جس خدا نے ابوبکر کو جسطرح خلیفہ کیا اوسی خدا نے اوسی طرح یزید و مروان کو بھی اوسی طرح خلیفہ کیا۔ نیز بقول مولف " خدا کے [illegible]

وعدہ کیا اور خدا کے قادرانہ کام نے راہ سے ساری روکون کو ہٹا کر اپنے اٹل وعدہ کے موافق حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کون تھا جو اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ اس طرح رکھتا صفحہ ۱

اوسی کلام خدا کے موافق اور اوسکے قادرانہ کام کے مطابق جس نے راہ سے ساری روکون کو ہٹا کر اپنے اٹل وعدہ کے مطابق حضرت مروان ویزید کو خلیفہ بنایا۔ اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کون تھا جو اوس قصر عالی کو بناتا جسکی بنیادی اینٹ ابوبکر تھے اور قصر عالی کے بانی مروان ویزید بنے۔

ہان تحقیقاتی جرم ہوگا اگر یہ نہ بتایا جاے کہ اس عقیدہ کی ایجاد کب سے ہوئی کیونکہ قرآن وحدیث تو تمامتر اسکی مخالف ہے کہ کوئی یہ کہہ سکے کہ جو امر تقدیری ہے وہ سب حق ہے کیونکہ قرآنی ہدایتین آپکو دکہا دی گئی ہین حدیثین رسول اللہ صلعم کی پیش کردی گئی ہین جسکے بعد پہر کسیکو شبہہ نہین رہ سکتا۔

## ابتداے مسئلہ تقدیر

مگر جس طرح ابوبکر صاحب کی خلافت اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ ہے اوسی طرح ابوبکر صاحب کا فرمودہ مسئلہ تقدیر کا بھی بنیادی اینٹ ہے چنانچہ کنزالعمال مین ہے۔

عن ابن عمر قال جاء رجل الی ابی بکر فقال ارایت الزنا بقدر قال نعم قال اللہ قدرہ ثم یعذبنی بہ قال نعم یا ابن اللخناء اما واللہ لوکان عندی انسان لامرتہ ان یجاء بانفک صفحہ ۔ جلد اول مطبوعہ حیدرآباد

یعنی ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر ابوبکر سے کہا تمہاری کیا راے ہے کہ زنا خدا کی قدر (حکم) سے ہے کہا کہ ہان سائل نے کہا اللہ ہی نے تو حکم دیا اور پہر وہی مجھپر اس سے عذاب کریگا۔ کہا کہ ہان اے فلان (گالی دیکر) اگر اسوقت میرے پاس کوئی آدمی ہوتا تو ضرور مین حکم دیتا کہ تیری ناک اوڑادی جاتی۔

کہئیے جب خلیفہ وقت اس تشدد سے اس مسئلہ کو جاری کرین کہ اگر کوئی جلاد موجود ہوتا تو ضرور اوس بزرگ صحابی کی ناک کٹ جاتی۔ پہر کس سنی کی مجال ہوسکتی ہے جو

اوسکے خلاف کرے۔

ہمکو اس سے بحث نہین کہ ابوبکر صاحب نے اوس صحابی کو جو آپکو خلیفہ سمجھکر مسئلہ دریافت کرنے آیا تہا کس جرم پر ایسی کریہ گالی دی کیونکہ یہ تو آپکے صفات مخصوصہ سے تہا دکان ابوبکر سبابا جیسا کہ تاریخ الخلفا مین ہے اور یہ ارث آپکو اپنے پدر بزرگوار ابوقحافہ سے ملا تہا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے عن ابن جریج قال حدث ان اباقحافہ سب النبیؐ صـ۲۲۷ مقصد اول

کہ ابوقحافہ نے گالی دی رسول اللہؐ کو۔

مگر لطف یہ ہے کہ حضرات اہلسنت نے صرف اسکو راے ابوبکر ہی نہین رہنے دیا بلکہ اسکا سلسلہ رسول اللہؐ تک پہونچا دیا۔ ازالۃ الخفا مین ہے۔

اخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمہ ان النبیؐ قال ان فی السماء ملکین احدهما یامر بالشدۃ والاخر یامر باللین وکل مصیب وذکر جبریل ومیکائیل و نبیان احدهما یامر باللین والاخر یامر بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابراہیم ونوحا ولی صاحبان احدهما یامر باللین والاخر بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابابکر وعمر واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الاسماء والصفات عن عبد اللہ بن عمر وقال جاء قیام من الناس الی النبیؐ فقالوا یا رسول اللہ زعم ابوبکر ان الحسنات من اللہ والسیئات من العباد وقال عمر الحسنات

یعنی طبرانی نے لسند حسن ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا آسمان مین دو فرشتے ہین جنہین سے ایک سختی سے حکم کرتا ہے دوسرا نرمی سے اور دونون حق پر ہین وہ دونو فرشتے جبرئیل ومیکائیل ہین۔

اور دو پیغمبر ہین ابراہیمؑ ونوحؑ کہ ایک سختی کا حکم دیتے ہین دوسرا نرمی کا۔

اور میرے دو صحابی ہین ایک نرمی کا حکم دیتا ہے دوسرا سختی کا اور دونو حق پر ہین وہ ابوبکر وعمر ہین۔

بزار وطبرانی وبیہقی نے یہ روایت کی ہے کہ ایک جماعت رسول اللہؐ کے پاس آئی اونسے کہا کہ یا رسول اللہؐ ابوبکر کا یہ گمان ہے کہ نیکی خدا کی طرف

والسیئات من اللّٰہ فتابع ھذا قوم وتابع ھذا قوم فقال رسول اللّٰہ لاقضین بینکما بقضاء اسرافیل بین جبرئیل ومیکائیل ان میکائیل قال بقول ابی بکر وقال جبرئیل بقول عمر فقال جبرئیل لمیکائیل انا متے مختلف اھل السماء یختلف اھل الارض فلنتحاکم الی اسرافیل فتحاکما الیہ فقضی بینھما بحقیقۃ القدر و خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ کلہ من اللّٰہ ثم قال یا ابابکر ان اللّٰہ لو اراد ان لا یعص لم یخلق ابلیس فقال ابوبکر صدق اللّٰہ و رسولہ ص ۲۲ امقصد اول

سے ہے اور بدی بندون سے اور عمر کہتے ہین کہ نیکی بدی سب خدا کی طرف سے ہے۔ اب صحابہ مین دو جماعت ہین ایک رائے ابوبکر کے تابع ہین۔ دوسرے رائے عمر کے حضرت نے فرمایا ہم دونون مین وہ فیصلہ کرتے ہین جو اسرافیل نے فیصلہ کیا تھا جبرئیل و میکائیل مین کیونکہ میکائیل کا قول وہی تھا جو ابوبکر کا قول ہے اور جبرئیل کا قول وہی تہا جو قول عمر ہے۔ تب جبرئیل نے میکائیل سے کہا کہ جب ہملوگ اہل آسمان ہوکر اختلاف کرتے ہین تو ضرور زمین والے بھی اختلاف کرینگے چلو اسرافیل سے اسکا فیصلہ کرائین۔ اسرافیل نے فیصلہ کیا کہ خیر و شر حلو و مر سب خدا کی طرف سے ہے پھر فرمایا کہ اے ابوبکر اگر خدا چاہتا کہ اوسکی نافرمانی نہ کی جاے تو شیطان کو نہ پیدا کرتا۔ ابوبکر نے کہا سچ کہا خدا اور رسول نے۔

اب تو مرزائیون کو اچھی طرح معلوم ہوا کہ جس طرح خدا نے محض اس غرض سے کہ تمامی اہل دنیا اوسکی فرمانبردار نہ بن جائین۔ شیطان کو پیدا کیا۔ ویسی طرح اس غرض سے کہ سب اہل اسلام داخل جنت نہ ہون ابوبکر کو خلیفہ کیا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر۔

اگر اس روایت کے راوی نے یہ سلسلہ خدا تک پہونچا دیا ہوتا تو اور بھی زیادہ انسب تھا کیونکہ حضرت اسرافیل بھی تو اوسی طرح مخلوق خدا ہین جسطرح جبرئیل و میکائیل مخلوق خدا تھے اور دونو کا فہم مختلف تہا۔ دونو کا مقصد جدا تو کیا یہ نہین کہا جا سکتا کہ

کہ حضرت اسرافیل نے غلطی کی

پھر جس طرح حضرت میکائیل مقدمہ... میں ابوبکر صاحب بھی لہذا معلوم ہوا کہ ابوبکر صاحب نے جو اوس سائل سے کہا کہ اگر کوئی آدمی ہوتا تو ہم ضرور تیری ناک کٹوا دیتے۔ اسیوجہ سے کہا کہ عمر صاحب کے مقابلہ مین وہ ہار چکے تھے۔

اب آیئے اصل عمر صاحب کی راے ملاحظہ فرمائیے جنھون نے ابوبکر صاحب کو خود رسول اللہ صلعم کے ہاتھون یہ ذلت دلوائی کہ وہ کیا فرماتے ہین۔ ازالۃ الخفا مین ہے صـ۱۸۳ مقصد اول۔

عن عمر بن الخطاب انہ خطب بالجابیۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ فقال لہ قس بین یدیہ کلمۃ بالفارسیۃ فقال عمر لمترجم لہ مایقول قال یزعم ان اللہ لایضل احدا فقال عمر کذبت یاعدو اللہ بل اللہ خلقک وھو اضلک وھو یدخلک النار انشاء اللہ ولولا ان بیننا عقد لضربت عنقک فتفرق الناس ومایختلفون فی القدر[۵]

یعنی عمر بن الخطاب نے بمقام جابیہ خطبہ مین کہا جسکو خدا ہدایت کرتا ہے اوسکو کوئی گمراہ نہین کرتا اور جسکو خدا گمراہ کرتا ہے اوسکو کوئی ہدایت نہین کرتا۔ وہان ایک عالم تھا علماے نصاری سے یا مجوس سے اوس نے ایک کلمہ کہا فارسی مین عمر نے اپنے مترجم سے پوچھا کیا کہا اوس نے کہا کہ گمان کرتا ہے خدا کسیکو گمراہ نہین کرتا۔ عمر نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے خدا ہی نے تجھے پیدا کیا۔ خدا ہی نے گمراہ کیا اور وہی داخل جہنم کریگا۔ اگر تمہارے اور ہمارے درمیان مین عہد وپیمان نہوتا۔ تو ضرور تیری گردن مارتا۔ اسکے بعد جب وہ صحبت برہم ہوئی تو پھر کسیکو بھی مسئلہ تقدیر میں اختلاف نہ تھا۔

پہلے تو آپکو ان دونون روایتون سے فرع واصل کا فرق معلوم ہوگا کہ چونکہ دراصل اس خیال کے بانی عمر صاحب تھے لہذا اونھون نے اس عالم سے

---

[۵] کنز العمال مین ویختلفون فی القدر ہے صـ۸۶

اگر عہد و پیمان کا خیال نہوتا توضرور تجھے قتل کرتا۔ بخلاف اسکے ابوبکر صاحب چونکہ مقلد تھے اسلئے صرف اسیقدر دہمکی دی کہ اگر کوئی آدمی ہوتا توضرور تیری ناک کاٹ لیتے۔

پھر یہ بھی آپکو معلوم ہوا کہ اہل سنت مین جو یہ مسئلہ رائج ہے امنت باللہ وقدرہ وخیرہ وشرہ اسکے موجد خلیفہ دوم ہین جنہون نے اپنے تمام پیروونکو گمراہ کیا۔ تولیے اسکی بھی تصدیق ہوگئی جو مولوی شبلی صاحب نے لکھا تہا کہ اس مسئلہ کی ایجاد ملکی ضرورت سے ہوئی تھی کیونکہ ابوبکر وعمر نے حکم خدا ورسول کو رد کرکے خلافت حاصل کیا تہا لہذا ضرور تہا کہ وہ ایسے مسئلہ کی ایجاد کرین کہ اگر خدا کے کلام سے نہین ہوئی توخدا کے کام سے توہوئی۔

اب ان تعلیمون کے مقابلہ مین جناب امیرؑ کی تعلیم کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ حضرت کی تعلیم توضرور بمطابقت تعلیم خدا ورسول تعلیم شیخین کی مخالف ہوگی مگر چونکہ اکثر یا بعض حضرات اہلسنت جناب امیرؑ کو بھی اپنا خلیفہ مانتے ہین لہذا آپکا ایک خطبہ بھی نقل کرنا ضروری ہے جو اوسی کتاب کنزالعمال مین ہے جس سے خطبہ ابوبکر نقل کیا گیا۔ ملاحظہ ہو صفحہ جلد اول

عن محمد بن ذکریا العلائی حدثنا العباس بن بکار حدثنا ابوبکر الهذلی عن عکرمۃ قال لما قدم علی من صفین قام الیہ شیخ من اصحابہ فقال یا امیرالمومنین اخبرنی عن مسیرنا الی اهل الشام بقضاء وقدر فقال علی والذی خلق الحبۃ وبرأ النسمۃ ما قطعنا وادیا ولا علونا تلعۃ الا بقضاء وقدر فقال الشیخ عند اللہ احتسب عنائی فقال علی ولم بل عظم اللہ اجرکم فی مسیرکم وانتم مصعدون وفی منحدرکم وانتم منحدرون وما کنتم فی شیٔ من امورکم مکرهین ولا الیها مضطرین فقال الشیخ یا امیرالمومنین والقضاء والقدر ساقنا الیها فقال ویحک لعلک ظننتہ قضاء لازما وقدرا حاتما لو کان ذلک

لسقط الوعد والوعید ولبطل الثواب والعقاب ولاانت لائمۃ من اللہ لمذنب ولا محمدۃ من اللہ لمحسن ولا کان المحسن اولیٰ بثواب الاحسان من المذنب ذلک مقال اخوان عبدۃ الاوثان وجنود الشیطان وخصماء الرحمن وھو قدریۃ ھذہ الامۃ ومجوسہا ولکن اللہ امرنا بالخیر تخییرا ونھی عن الشر تحذیرا ولم یعص مغلوبا ولم یطع مکرھا ولم یملک تفویضا ولا خلق السموات والارض وما اری فیھما من عجائب آیاتھا باطلا وذلک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار فقال الشیخ یا امیر المومنین فما کان القضاء والقدر الذی کان فیہ مسیرنا ومنصرفنا قال ذلک امر اللہ وحکمتہ ثم قرء اعلی وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ۔ ت ۵۵

یہ اسناد مذکورہ روایت ہے کہ جب حضرت امیر (علیہ السلام) صفین سے واپس آئے تو ایک پیرمرد نے جو حضرت کے اصحاب مین سے تھا کھڑے ہوکر کہا کہ اے امیرالمومنین خبر دیجیے ہمکو شام کی طرف جانے کے بارہ مین کہ وہ قضا و قدر سے تھا۔ پس کہا امیر (علیہ السلام) نے قسم ہے اُسکی جس نے دانہ کو شگافتہ اور روح کو پیدا کیا کہ ہمنے کسی وادی کی مسافت قطع نہین کی اور نہ کسی بلندی پر پہنچے مگر قضا و قدر سے پس کہا شیخ نے کیا مین اپنی محنت کو خدا کے پاس حساب کرون پس کہا امیر علیہ السلام نے کیون نہین بلکہ زیادہ کیا اللہ نے اجر تمھارا۔ تمہارے جانے مین جبکہ تم اوپر چڑھنے والے تھے تمہارے نیچے اوترنے مین جبکہ تم نیچے اوترنے والے تھے اور نہ تھے تم کسی کام مین اپنے کامون مین سے مجبور اور نہ اُس کی طرف بے قرار کیے گئے۔ پس کہا شیخ نے یہ کیا اے امیرالمومنین ہمکو تو قضا و قدر اس طرف لے گئی پس کہا امیرؑ نے وائے ہو تجھ پر شاید تو نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ قضا لازمی اور قدر حتمی تھی اگر ایسا ہوتا تو ضرور ساقط ہو جاتا وعدہ وعید اور باطل ہو جاتا ثواب وعقاب اور نہ خدا کسی گنھگار کو ملامت کرتا اور نہ کسی نیکوکار کی تعریف کرتا

اور نیکی کرنے والا از روے ثواب کے بہتر ہوتا بدی کرنے والے سے۔ یہ قول
رجوتو نے کہا) بتون کے پوجنے والون کے بہائیون اور شیطان کے لشکریون اور
خدا کے دشمنون کا ہے۔ اور یہ لوگ قدریہ اور مجوس اس امت کے ہین۔ بلکہ
خدا تعالی نے ہم کو نیکی کا حکم دیا ہے اور اسکو ہمارے اختیار پر چھوڑ دیا ہے۔ اور
بدی سے منع کیا ہے تاکہ ہم اُس سے بچین خدا کی نافرمانی نہین کی گئی مغلوب
ہوکر اور نہ اطاعت کی گئی مجبور ہوکر اور نہ خدا نے قادر کیا کسی کو کسی فعل پر
اس طرح کہ وہ فعل بالکل اُسی پر چھوڑ دیا گیا ہو اور نہ پیدا کیا آسمان اور زمین کو
اور جو کچھ ان مین ہے عجائب آیات سے بیکار یہ تو اُن لوگون کا گمان ہے جو کافر
ہو گئے پس ویل ہے اون لوگون پر جو کافر ہو گئے۔ کہا شیخ نے یا امیر المومنین ع
وہ قضا و قدر کیا تھی کہ جس مین ہمنے مسافت قطع کی اور ہم پلٹ کر آئے کہا یہ
خدا کا امر ہے اور اسکی حکمت ہے اُسکے بعد یہ آیت تلاوت کی اور حکم دیا ہے
تیرے رب نے کہ نہ پرستش کرو مگر اوسی کی۔

دیکھئے یہ خلیفہ رسول ہین یہ امیر المومنین ہین جو کسطرح مسئلہ تقدیر کو سمجھا رہے
ہین نہ ابوبکر کی طرح ناک اور کان کو کٹتے ہین نہ عمر کی طرح سر اوڑانے کو۔ بلکہ جو فرض
آپکا تھا کہ امت کو تعلیم دین اوسکو نہایت سہولت اور اطمینان سے سمجھا رہے
ہین۔ کیونکہ آپ جانتے تھے۔ اس بڈہے کا قصور نہین ہے۔ اسکو تعلیم ہی ایسی
دی گئی ہے۔ چنانچہ خود اوسکا سوال بتا رہا ہے کہ وہ اسکو تابع قضا و قدر سمجھنے
مین متامل ہے کیونکہ کوئی عاقل کیونکر مان سکتا ہے کہ ہمکو کوئی شخص کسی کام پر
مجبور کرے اور پہر اوسپر سزا کرے۔ اسلئے اوسکا سوال یہ ہے کہ آیا یہ امور قضا
و قدر سے ہوے جب حضرت سے سنا کہ ہان قضا و قدر سے ہوے۔ تو اوس کا
دل بیٹھ گیا اور یہ کہکر چپ ہو رہا کہ ہماری محنتون کا حساب خدا پر ہے۔
کیونکہ جب ہم کوئی کام با اختیار نہین کرسکتے۔ کل امور قضا و قدر سے ہوتے
ہین تو پہر ثواب و عذاب کیسا ہوگا۔

تب حضرت نے اوسکی فہمایش کی اور سمجھایا کہ قضا و قدر دو طرح کا ہوتا ہے ایک قضا و
لازم جو متعلق بہ تکوین ہے مثل موت حیات ولادت جسمین انسان کو اختیار نہین ہی
دوسرے قضا و قدر تشریعی ہے کہ انسان اوس مین مختار اور آزاد ہے۔ یعنی خدا حکم دیتا
ہے اور ہم اوسکو بجا لاتے ہین یا نافرمانی کرتے ہین۔ خدا ان باتونکو جیسے ہوتا ہے اوسکو
جانتا ہے مگر وہ نہ ہمکو مجبور کرتا ہے نہ ناچار۔
اسی لئے حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ ہم اپنے افعال و اعمال مین مجبور
ہین وہ درحقیقت مشرک ہین بت پرست جو ثواب و عقاب سبکو باطل کرتے ہین اور کل
مذاہب حقہ کے مخالف ہین کیونکہ خدا فرماتا ہے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ یعنی
حکم دیا ہے خدانے کہ اوسکی عبادت کرو نہ غیر کی۔ پس اگر اس سے مقصود خدا وہ قضای
حتمی و قدر لازمی ہو تو لازم آتا ہے کہ دنیا مین کوئی مشرک نہ رہے۔ حالانکہ کرورون ہی
غیر خدا کی عبادت کرنے والے ہین لہذا معلوم ہوا کہ یہان قضا سے مراد حکم خدا ہے اور
دوسری جگہ قضا و قدر لازمی مراد ہے۔
اب مرزائیون کو اختیار ہے کہ وہ اگر وقوع واقعہ سے کہ ابوبکر خلیفہ ہوے حقیت ثابت
کرتے ہین۔ تو اونکو لازم ہے اسلام کا نام نہ بدنام کرین۔ کیونکہ یہ تو عقیدہ مشرکین ہے جو کہتے
ہین لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا۔ یعنی اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے
آباو اجداد۔
حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی یعنی اگر خدا چاہتا تو
سبکو ہدایت پر متفق کر دیتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ اوسکی مشیت نہ تھی۔ مگر حکم تہا وقضی
ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ اسی طرح خدا فرماتا ہے ولو شئنا لاتینا کل نفس
ھدیھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔
یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیتے لیکن یہ بات ہماری طے ہو گئی ہے کہ ہم دوزخ
کو آدمیون اور جنون سے بہر دینگے۔
پہر فرماتا ہے ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا ولقد ذ دانا

لجہنم کثیرا من الجن والانس۔

اور اگر تیرا خدا چاہتا تو دنیا مین جسقدر آدمی ہین سب ایمان لاتے اور ہمنے بہت سے آدمی اور جن دوزخ کے لئے پیدا کئے ہین۔

پس اگر خلافت ابوبکر کو ہم مطابق مشیت خدا مانین تو اوسکے ساتھ ان آیات پر بھی تو ایمان لانا چاہیئے کہ اسی لئے یہ مشیت الٰہی جاری ہوئی کہ جہنم کا پیٹ ان مسلمانوں سے بھرے جو ان کی خلافت کے قائل ہون کیونکہ مشیت خدا دونون سے متعلق ہے۔

اب اون آیات کو غور سے ملاحظہ فرمائے جنمین خداوند عالم نے کس تصریح سے ظاہر کیا ہے کہ ہمارا حکم تمکو ہدایت کا ہے کہ حق کی پیروی کرو۔ کفر و شرک سے بچو ظلم و عدوان کو چھوڑو مگر تم اوسکی نافرمانی کرتے ہو اور شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

| آیت | ترجمہ |
|---|---|
| (۱) یرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیدا | شیطان چاہتا ہے کہ اونکو بہت زیادہ گمراہ کرے۔ |
| (۲) من ضل فانما یضل علیہا۔ | جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اپنے لئے ہی ہوتا ہے |
| (۳) ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون | شیطان نے اکثر تملوگون کو گمراہ کیا تو کیا تمکو عقل نہ تھی۔ |
| (۴) ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسہم یظلمون۔ | خدا آدمیون پر ظلم نہین کرتا لیکن آدمی خود اپنی نفس پر ظلم کرتے ہین۔ |
| (۵) لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت | انسان کو جو کچھ نفع و ضرر پہونچتا ہے اپنے فعل سے |
| اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ھذا قل ھو من عند انفسکم | کیا جب تم پر کوئی ایسی مصیبت آئی جیسی پہلے بھی آچکی تھی تو کہتے ہو یہ مصیبت کہان سے آئی۔ کہدو یہ تمہارے نفس سے ہے۔ |
| (۶) ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک | تجھکو جو بھلائی پہنچتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو برائی پہونچتی ہے وہ تیری نفس سے |
| (۷) ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ | خدا کسی کی حالت نہین بدلتا جبتک وہ خود |

| | |
|---|---|
| (۸) ما اصابک من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ | اپنی حالت نہ بدلے۔ تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے کئے ہوے سے آتی ہے۔ |
| (۹) ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس | خشکی وتری مین فسا ظاہر ہوا لوگونکے اعمال سے |

ان آیات مین خداوند عالم کس تصریح سے ارشاد فرماتا ہے کہ گمراہی شیطان سے ہے دنیا مین جو فساد ہوتا ہے وہ تمہارے اعمال وافعال سے ہے۔ پہر کوئی مسلمان جو خدا و رسول پر ایمان لایا ہے وہ کیونکر اسکا قائل ہوسکتا ہے کہ دنیا مین جو کچھ فساد ہوتا ہے وہ خدا کراتا ہے معاذ اللہ۔

حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے ولا یرضی لعبادہ الکفر+ خدا اپنے بندونکے لئے کفر کو نہین پسند کرتا

| | |
|---|---|
| ان اللہ لا یامر بالفحشاء | خدا بری بات کا حکم نہین دیتا۔ |
| وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیٔ۔ | اور مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم خدا کے سوا اور کسی چیز کی عبادت نہ کرتے |
| سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباءنا | مشرکین کہین گے کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ |

اب غور فرمائے کہ مرزائیونکا یہ مقولہ اپنے اٹل وعدہ کے موافق حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کون تہا جو اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ اس طرح رکہتا الخ منہ مشرکین کے اس مقولہ کے مطابق ہے یا نہین جو کہتے تھے لوشاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیٔ کہ اگر خدا چاہتا تو غیر خدا کی ہم عبادت نہ کرتے کیونکہ قضا وقدر سے دونونکا استدلال ہے خدا دونوپر الزام دے رہے ہین جسکا موجد اول شیطان ہے جو کہتا ہے فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم۔ کہ چونکہ خدایا تونے ہمکو گمراہ کیا لہذا ہم بھی سبکو گمراہ کرینگے۔

پہر فرمائیے۔ شیطان مین۔ مشرکین مین۔ مرزائیون مین کیا فرق ہے کیونکہ سبکا عقیدہ تو یہی ہے کہ جو کچھ کیا خدا نے کیا ہم بے قصور ہین۔

یہ بحث اگرچہ ایسی عظیم الشان ہے کہ اسمین کئی مجلد کتابین طیار ہوسکتی ہین چنانچہ ابن تیمیہ کے

شاگرد ابن القیم نے ایک پوری کتاب ہی اسمین لکھی ہے جسکا نام شفاء العلیل فی مسائل القضاء و القدر و الحکمۃ و التعلیل ہے مگر چونکہ زمانہ اختصار پسند ہے۔ اسلئے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اور جسقدر تفصیل بھی کی گئی تو اسیوجہ سے کہ تمامی اہلسنت کا گویا یہی عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔

ہان چونکہ ہماری غرض اس تالیف سے تمامی اہل اسلام کی خیرخواہی ہے لہذا مولوی شبلی صاحب نعمانی نے جو کچھ اسکے متعلق اپنے رسالہ الندوہ مین لکھا ہے اوسکا بھی تذکرہ یہان مفید ہے مثلا نمبر ۲ جلد ۳ مین بعد ذکر آیات لکھتے ہین۔

ایک نکتہ یہان خاص طرح پر یاد رکھنے کے قابل ہے، تم نے دیکھ لیا کہ آیتین دونون قسم کی موجود ہین اور ہر قسم کی آیت، اپنے مفہوم پر گویا نص قطعی ہے، اس لئے اگر صرف نصوص قرآنی پر نظر ہو تو جبر، و قدر، دونون، مذہب مین سے جو لسنا چاہے، انسان اختیار کرسکتا ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ دونون قسم کی آیتین بظاہر اسقدر مساوی الدرجہ ہین۔ کہ انسان کسی پہلو، کو چھوڑ نہین سکتا۔ باوجود اس کے۔ دو مخالف گروہ جو پیدا ہوے، اور دونون نے اپنے فریق مخالف کو کافر قرار دیا اسکی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یہ دراصل اُس اختلاف طبایع کا اثر ہے جو انسان کی مختلف افراد مین پایا جاتا ہے بعض آدمی بالطبع کاہل، پست ہمت ضعیف الارادہ ہوتے ہین۔ اس لئے اُن کا میلان طبع وہ سہارے ڈھونڈھتا ہے۔ جن سے انسان کا مجبور اور لاچار ہونا ثابت ہے، بخلاف اسکے جو اشخاص فطرۃ عالی حوصلہ، بلند ہمت راسخ العزم۔ قوی الارادہ ہوتے ہین اُن کی نگاہین، اُن باتوں پر پڑتی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان تمام دنیا کا حکمران ہے اور اپنے عزم اور ارادہ سے چاہے تو تمام عالم کے مرقع کو دفعۃً الٹ پلٹ کردے

سب سے پہلے اسپر غور کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید کی مختلف آیتون مین بظاہر جو تعارض معلوم ہوتا ہے اسکی کیا حقیقت ہے۔

(۱) قرآن مجید مین جہان جہان، خدا کی مشیت یا حکم اور ارادہ کا ذکر ہے اسکی دو قسمین ہین فطری اور شرعی، خدا نے جن چیزون کی جو فطرت بنائی ہے،

اُسکو بھی حکم اور ارادہ کی لفظ سے تعبیر کرتے ہین۔

| | |
|---|---|
| انما امرہ اذا ارادشیئا ان یقول لہ کن فیکون | اسکا حال یہہ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہو تو اس سے کہتا ہو کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ |

یہ ظاہر ہے کہ خلقت اشیاء کی وقت خدا، یہ لفظ بولا نہین کرتا۔

| | |
|---|---|
| وکان امراللہ مفعولا | اور خدا کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ |

یہ وہی فطری حکم ہی جو خواہ مخواہ ہو کر رہتا ہے، ورنہ خدا کے شرعی احکام تو اکثر لوگ بجا نہین لاتے اور اسکی تعمیل کا واقع ہونا ضرور نہین۔

| | |
|---|---|
| واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا | جب ہم کسی گاؤن کو برباد کرنا چاہتے ہین تو وہان کے لوگون کو حکم دیتے ہین کہ وہ فسق کرین۔ |

یہ بھی وہی فطری حکم ہی یعنی جب کوئی مقام تباہ ہوتا ہے تو وہان کے لوگون کی طبیعتون مین بدکاری کا مادہ پیدا کیا جاتا ہے، اس لئے وہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہین، اور اسکا نتیجہ تباہی ہوتا ہے۔

| | |
|---|---|
| انا ارسلنا الشیطین علی الکافرین تؤزھم ازا | ہم شیطانون کو کافرون پر مقرر کیا ہے کہ وہ انکو برانگیختہ کرین۔ |

یہان بھی یہ مراد نہین کہ خدا شیطانون کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ اور کافرون کو گناہ کی ترغیب دو، بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدانے کافرون کی فطرت ایسی بنائی ہو کہ ان مین برائی کا مادہ شروع ہی سے موجود ہوتا ہے

ایک آیت مین ہے کہ خدانے زمین اور آسمان سے کہا کہ خوشی یا زبردستی جس طرح سے ہو حاضر ہو، دونون نے کہا کہ ہم خوشی سے حاضر ہین، یہ بھی اُسی فطری حالت کا بیان ہے، یعنی آسمان اور زمین کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ اُن سے وہی حرکات سرزد ہوتے ہین جو انکی فطرت کا اقتضا ہے۔

محدث ابن القیم نے اپنی کتاب شفاء العلیل (مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۰) مین ایک خاص باب باندھا ہے جسکی سرخی یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| الباب التاسع والعشرون فی انقسام القضاء والحکم والارادۃ والکتابۃ والامر والاذن والجعل والکلمات والبعث والارسال والتحریم والانشاء الی کونی متعلق بخلقہ والی دینی متعلق بامرہ | انتیسوان باب اس بیان مین کہ خدا کا فیصلہ حکم، ارادہ۔ کتابت۔ امر۔ اجازت کسی چیز کو مقرر کرنا۔ بات کرنا۔ بھیجنا۔ حرام کرنا۔ پیدا کرنا ان سب کی دو قسمین ہین ایک کونی (فطری) جو فطرت سے متعلق ہے اور دوسری شرعی جو احکام سے متعلق ہے ۔ |

محدث موصوف نے اس باب مین قرآن مجید کی اُن تمام آیتون کا استقصا کیا ہے جن مین یہ الفاظ (ارادہ۔ حکم وغیرہ) فطرت اور اصل خلقت کے معنی مین آتے ہین، چنانچہ ہم نے جو آیتین اوپر نقل کین، بجز اخیر آیت کے، باقی تمام محدث موصوف نے بھی نقل کی ہین، اور بتایا ہے کہ اُن سے صرف فطری اور خلقی حالت مراد ہے ۔

جن آیتون مین یہ مذکور ہے کہ خدا بدکارون کو برائی حکم دیتا ہے ۔ اس سے فطری حالت مراد ہے اور جن آیتون مین یہ مضمون ہے کہ خدا کسی شخص کو برائی کا حکم نہین دیتا، اس سے شرعی حکم مراد ہے اس بناپر ان دونون آیتون مین کسی طرح کا تعارض نہین، باقی یہ امر کہ خدا نے ایسی فطرت کیون بنائی جس سے برائی سرزد ہو اسکا جواب آگے آئیگا ۔

(۲) خدا نے تمام عالم مین علۃ و معلول کا سلسلہ قائم کیا ہے، اشاعرہ گو اس اصول کے منکر ہین، لیکن اُن کے سوا، تمام حنفیہ، اور محدثین وغیرہ اسی کے قائل ہین محدث ابن القیم نے شفاء العلیل مین اس مضمون کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس سلسلہ کا انکار کرنا، بداہتہ اور شریعت، دونون کا انکار کرنا ہے، چنانچہ لکھتے ہین ۔

| | |
|---|---|
| فانکار الاسباب والقوی والطبائع جحد للضروریات وقدح فی | توسلسلہ اسباب اور قوی، اور اشیاء کی طبیعت کا انکار کرنا، بداہتہ کا انکار ہے

العقول والفطرۃ ومکابرۃ للحس وجحد للشرع

اور عقل اور فطرت پر اعتراض کرنا ہے اور محسوسات اور شریعت کا انکار کرنا ہے۔

اور آگے چل کر لکھتے ہین

بل الموجودات کلھا اسباب ومسببات والشرع کلہ اسباب ومسببات + والقران مملو من اثبات الاسباب

بلکہ تمام موجودات اسباب اور مسببات ہین اور شریعت تمامتر اسباب اور مسببات ہین اور قرآن، اسباب سے بھرا ہوا ہے +

پھر آگے چل کر لکھتے ہین

ولو تتبعنا ما یفید اثبات الاسباب من القران والسنۃ لزاد علی عشرۃ الاف موضع ولو نقل ذلک مبالغۃ بل حقیقۃ ویکفی الحس والعقل والنظر

اور اگر ہم اُن تصریحات کا تفحص کرین جن سے قرآن مجید اور حدیث سے سلسلہ اسباب کا ثبوت ہوتا ہے تو دس ہزار سے زیادہ تصریحات نکلین گے اور ہمنے یہ بات مبالغۃً نہین کہی بلکہ واقعی کہی اور حس۔ اور عقل۔ اور نظر کی گواہی کافی ہے

شفاء العلیل صفحہ ۱۸۹و۱۹۰

لیکن یہ تمام سلسلہ اسباب خود قائم نہین ہوگیا بلکہ خدا نے قائم کیا ہے، اب ان متعارض آیتون پر لحاظ کرو جن مین انسان کے افعال کو، کہین خود انسان کی طرف سے منسوب کیا ہے اور کہین یہ کہا ہے کہ سب خدا کے افعال ہین، انسان کی طرف، افعال کا منسوب کرنا، اسی سلسلہ اسباب کے لحاظ سے ہے، انسان مین خدا نے ارادہ اور خواہش کی قوت پیدا کی ہے، یہ خواہش انسان کو کام کرنے پر آمادہ کرتی ہے، اور اُس کام کا سبب ہوتی ہے، لیکن چونکہ یہ تمام سلسلہ اسباب، خود خدا کا قائم کیا ہوا ہے، اس لئے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ افعال انسانی کی علت، خدا ہی ہے، اسی بنا پر قرآن مجید مین کہا ہے۔

لا تشاءون الا ان یشاء اللہ

تم کسی چیز کی خواہش نہین کرسکتے جبتک کہ خدا نہ چاہے

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر خدا نے انسان کی فطرت مین خواہش کی قوت نہ رکھی ہوتی، اور انسان کا صاحب ارادہ ہونا نہ چاہتا تو انسان مین خواہش کا

مادّہ ہی نہ ہوتا، اس بناپر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ خدا نہ چاہتا تو انسان کسی چیز کو چاہ بھی نہین سکتا۔

ان دونون پہلوؤن کی تصریح کرنیکی ضرورت یہ تھی کہ اسلام سے پہلے، افعال انسانی کی نسبت دو خیال تھے ایک یہ کہ خدا کوئی چیز نہین، انسان خود بخود سلسلۂ فطرت کی اقتضا سے پیدا ہوا، اور ہر قسم کی قوتین خود بخود اُسکے ساتھ ساتھ پیدا ہوئین، انہی قوتون کی بنا پر اُس سے افعال صادر ہوتے ہین، اور ان افعال کا وہ خود خالق ہے۔ اسکے مقابل دوسرا فرقہ تھا جسکا یہ مذہب تھا کہ انسان مجبور محض ہے، وہ خود کچھ نہین کرتا نہ کرسکتا بلکہ اس سے خدا کراتا ہے۔

اِسلام نے ان دونون خیالون کو غلط ثابت کرنا چاہا، اس لئے ضرور تھا کہ جہان وہ یہ بتائے کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہے۔ اور اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہے ساتھ ہی یہ بھی بتائے کہ انسان خود بخود نہین پیدا ہوا بلکہ اُسکو اور اُسمین جسقدر قوتین موجود ہین سب خدا نے پیدا کین اس بناپر یہ کہنا صحیح ہے کہ کل من عند اللہ یعنی سب خدا کی طرف سے ہے۔

(۴) انسانون کی فطرت، خدا نے مختلف طور کی پیدا کی ہے، بعض فطرۃً شریر بدکار۔ ضدی۔ اور گردن کش ہوتے ہین، اس فطرت کو قرآن مجید مین ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ خدا نے اُن کے دلون پر مہر کردی ہے، اُن کی آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے، اُن کے آگے اور پیچھے دیوارین کھڑی کردی ہین وہ اندھے، بہرے اور گونگے ہین۔

بعض کی فطرت اسطرح کی بنائی ہے کہ ابتدا مین اگر وہ بُرائی سے بچنا چاہین تو بچ جائین لیکن جب وہ احتیاط نہین کرتے اور اپنے آپکو بُری صحبتون مین ڈال دیتے ہین تو بُرائی کا مادّہ جڑ پکڑ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ پکّے شریر اور بدکار بن جاتے ہین یہانتک کہ اب اگر وہ بُرائی سے اپنے آپکو روکنا بھی چاہین تو نہین روک سکتے اس قسم کی فطرت کو قرآن مجید مین ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا | انکے دل مین بیماری تھی تو خدا نے بیماری کو اور بھی بڑھا دیا |
| فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم بل ران | تو جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو خدا نے بھی انکو ٹیڑھا کر دیا۔ |
| علی قلوبھم ما کانوا یکسبون بل | بلکہ جو کچھ انھون نے کیا تھا وہ انکے دل پر چھا گیا |
| طبع اللہ علیھا بکفرھم | بلکہ خدا نے انکی کفر کی وجہ سے انکے دل پر مہر کر دی۔ |

نیکی کی فطرت کا بھی یہی حال ہی یعنی بعض فطرۃً نیک اور بہت نیک ہوتے ہین بعض مین نیکی کا معمولی مادہ ہوتا ہی۔ لیکن اچھی صحبت اور تعلیم و تربیت سے ترقی کرتا ہی۔ اس دوسری فطرت کو قرآن مجید مین اسطرح تعبیر کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| والذین اھتدوا زادھم ھدی | اور جو لوگ ہدایت پر چلتے ہین تو خدا انکی ہدایت کو اور بڑھا دیتا |
| قولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم | ہی تم ٹھیک بات کہو تو خدا تمھارے کام کو ٹھیک کر دیگا |

(۴) خدا نے تمام اشیا کو خاص خاص فطرت پر پیدا کیا ہی اور کوئی چیز اپنی فطرت سے بدل نہین سکتی۔ یعنی جس چیز کی جو فطرت ہی وہ اس سے ظہور مین آئیگی۔ اسکو قرآن مجید مین مختلف طریقون سے بیان کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| لا تبدیل لخلق اللہ | خدا کی خلقت مین تبدیلی نہین |
| ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت | تو خدا کی خلقت مین ناہمواری نہ دیکھے گا۔ |
| ربنا الذی اعطی کل شئ خلقہ ثم ھدی | ہمارا خدا ہی جسنے ہر شے کو پیدا کیا پھر اسکو راستہ دکھایا |
| لن تجد لسنۃ اللہ تحویلا | تو خدا کے طریقہ اور عادت مین ادل بدل نہ پائیگا |
| لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا | تو خدا کے طریقے اور عادت مین تبدیلی نہ پائیگا |
| انا کل شئ خلقناہ بقدر | ہمنے ہر چیز کو ایک اندازہ خاص سے پیدا کیا۔ |

قرآن مجید مین جا بجا یہ جو بیان کیا ہی کہ اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیدیتے ہم چاہتے تو تمام دنیا کا ایک ہی مذہب ہوتا۔ اس سے یہ مطلب نہین کہ موجودہ فطرت کے ساتھ ہر شخص ہدایت پا سکتا اور تمام دنیا کا ایک مذہب ہو جاتا کیونکہ آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ خدا نے جس چیز کی جو فطرت بنا دی ہی اسکے خلاف نہین ہو سکتا۔ اس لئے موجودہ حالت مین انسانی فطرت کا جو اقتضا ہی یعنی مختلف العقیدہ اور مختلف الافعال ہونا یہ بدل نہین سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہی کہ ہم اگر چاہتے تو انسانو

کی جو فطرت ہے اسکے خلاف دوسری فطرت پیدا ہوجائے اور اس حالت مین سبکا ایک مذہب پر ہونا ممکن ہے۔

غرض قرآن مجید مین یہ مسئلہ قطعی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ تمام چیزین اپنی اپنی طبیعت کے موافق کام کرتی ہین اور جسکی فطرت کا جو تقاضا ہے اس سے خواہ مخواہ ظہور مین آتا ہے اسلئے ساتھ (جیسا کہ او پر گذر چکا) تمام عالم مین علة و معلول اور سبب و مسبب کا سلسلہ بھی قائم ہے۔

ان دونون اصول کی بنا پر انسان سے جو افعال سرزد ہوتے ہین اور انکی بنا پر انسان کو جو عذاب و ثواب ہوگا یہ سب خود فطرت کا اقتضا ہے انسان سے نیک و بد افعال کا سرزد ہونا اسکی فطرت کا اقتضا ہے اور ان دونون افعال کی بنا پر عذاب و ثواب کا وقوع مین آنا بھی خود ان افعال کی فطرت کا نتیجہ ہے خدا نے فطرت کو پیدا کیا لیکن پھر فطرت اپنے آثارات کو پیدا کرتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ خدا نے زہر پیدا کیا ہے اور زہر مین یہ خاصیت رکھی ہے کہ جو زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے اب جو شخص زہر کھاتا ہے وہ خود زہر کے اثر سے مرتا ہے۔ امام غزالی عذاب و ثواب کی حقیقت کے متعلق مضنون بہ علی غیر اہلہ مین لکھتے ہین۔

اما العقاب علی ترک الامر و ارتکاب النھی فلیس العقاب من الله تعالیٰ غضبا و انتقاما و مثال ذلک ان من عادۃ الوقائع عاقبہ الله تعالیٰ بعدم الولد و من ترک الاکل و الشرب عاقبہ بالجوع و العطش فکذلک نسبۃ الطاعات و المعاصی الی احوال الاخرۃ و لذالک قیل من غیر فرق فلیس و السوال عن انہ لم تقتضی المعصیۃ العقاب کالسوال فی انہ لم یھلک المحرور عن السم و لم یودی السم الی الہلاک

احکام کے چھوڑنے اور منہیات کے کرنے پر عذاب کا ہونا تو اس بنا پر نہین کہ خدا کو غصہ آتا ہے اور وہ انتقام لیتا ہے بلکہ اسکی مثال یہ ہے کہ جو شخص عورت کے ساتھ ہمبستری نہ کریگا خدا اسکی اولاد نہ دیگا اور جو شخص کھانا پینا چھوڑ دیگا خدا اسکو بھوک اور پیاس کا عذاب دیگا عبادت اور گناہ سے قیامت مین جو عذاب ثواب ہوگا اسکی بعینہ یہی مثال ہے۔ اس بنا پر یہ پوچھنا کہ گناہ پر عذاب کیون ہوتا ہے گویا یہ پوچھنا ہے کہ جاندار زہر سے کیون مرجاتا ہے اور زہر کیون مار ڈالتا ہے۔

غرض یہ سب اسی قانون فطرت کے سلسلہ مین داخل ہے انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ

نیکی اور بدی کرتا ہو اور نیکی و بدی کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ اس سے انسان کی روح کو آرام اور تکلیف پہنچتی ہے اسیکا نام عذاب و ثواب ہو قرآن مجید مین اسی نکتہ کو یون ادا کیا ہے ویستعجلونک بالعذاب وان جهنم لمحيطة بالكافرين یعنی کفار تجھ سے کہتے ہین کہ عذاب جلدی لاؤ حالانکہ دوزخ اُن کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

(۵) اوپر کی تقریر سے اس بحث کے متعلق اگرچہ اور شبہات رفع ہو گئے لیکن اصلی گرہ ابتک نہین کھلی۔ تمام اعتراضات اس مرکز پر آکر جمع ہوتے ہین کہ جب خدا نے ایسی فطرت ہی کیون بنائی جس سے برائی سرزد ہو کیا یہ ممکن نہ تھا کہ انسان فطرۃً ایسا بنایا جاتا کہ اس سے برائی سرزد ہی نہین ہوتی۔

اس عقدہ کے حل کرنیکے لئے اس بات پر غور کرو کہ اگر ایک چیز مین بہت سے فائدے ہون اور کچھ نقصان بھی ہو تو تم کیا کروگے؟ کیا اسکو بالکل چھوڑ دوگے یا اس بنا پر اختیار کروگے کہ گو تھوڑا سا نقصان ہے لیکن فائدے بہت زیادہ ہین تمام دنیا کا کاروبار اسی اصول پر چل رہا ہو اولاد سے زیادہ انسان کو کیا چیز عزیز ہو لیکن اولاد کی پرورش اور پرداخت مین کن کن مصیبتون کا سامنا ہو خود انسان کی زندگی جو اسکو سب سے زیادہ عزیز ہو کسقدر مصائب سے بھری ہوئی ہو تاہم ان مسرتون اور خوشیون کے مقابلہ مین جو انسان کی زندگی کی وجہ سے یا اولاد سے حاصل ہوتی ہین یہ تکلیفین ناقابل اعتنا ہین آگ سے ہمارے سیکڑون کام نکلتے ہین کیا ہم اسکو اس بنا پر چھوڑ سکتے ہین کہ اس سے کبھی کبھی ہمارے کپڑون مین آگ بھی لگ جاتی ہے

انسان کی فطرت کے متعلق چار احتمال پیدا ہو سکتے تھے۔ ایسا انسان بنایا جاتا جو ہمہ تن نیکی ہوتا یا ہمہ تن بدی ہوتا یا نیکی کا مادہ اُسمین زیادہ ہوتا یا بدی کا مادہ زیادہ ہوتا۔ دوسری اور چوتھی قسم حکمت اور انصاف کے خلاف تھی اسلئے خدا نے اس قسم کی فطرت نہین بنائی پہلی اور تیسری قسم عین حکمت تھی اور انسان اسی فطرت کے موافق پیدا کیا گیا۔

شاید تمکو خیال ہو کہ بعض انسان ہمہ تن شرارت ہوتے ہین اسلئے ان کا پیدا کرنا خلاف حکمت ہے لیکن یہ غلطی ہو جسکو تم ہمہ تن شرارت کہتے ہو۔ اس کے ان تمام افعال و اقوال پر نظر ڈالو جو اس سے رات دن سرزد ہوتے ہین ان مین بہت سے بہت فی صدی دس کام برے ہونگے جو شخص بے انتہا جھوٹ بولنے کا عادی ہو وہ بھی دن رات مین بہ مشکل دس پانچ جھوٹ بولتا ہوگا۔

غرض انسان، بلکہ دنیا مین جتنی چیزین ہین، ان مین مضرت ونقصان فائدہ کے مقابلہ مین بہت کم ہو اسلئے اگران چیزون کو سرے سے نہ پیدا کیا جاتا تو تھوڑے سے نقصان کیلئے بہت سے فائدون کو ترک کرنا ہوتا اور یہ حکمت ومصلحت کے بالکل خلاف ہو محدث ابن القیم نے اس بحث کو نہایت تفصیل سے لکھا ہو ان کے چند فقرے یہ ہین۔

ومن تامل هذا الوجود علم ان الخير فيه غالب وان الامراض وان كثرت فالصحة اكثر منها واللذات اكثر من الآلام والعافية اعظم من البلاء × × × ومثال ذلك النار فان في وجودها منافع كثيرة وفيها مفاسد لكن اذا قابلنا بين مصالحها ومفاسدها لم نكن لمفاسدها نسبة الى مصالحها وكذلك المطر والرياح والحر والبرد وبالجملة فعناصر هذا العالم السفلي خيرها ممتزج بشرها ولكن الخير غالب

اور جو شخص عالم موجودات پر غور کریگا۔ اُسکو معلوم ہوگا کہ اُسمین بھلائی کا پلہ بھاری ہو بیماریان گو بہت ہین تاہم صحت کے اعتبار سے کم ہین تکلیفون کے مقابلہ مین لذتین زیادہ ہین آرام کے مقابلہ مین بلائین کم ہین اسکی مثال آگ ہو آگ مین بہت سے فائدے ہین اور نقصانات بھی ہین لیکن فائدون کے مقابلہ مین نقصانات کی کچھ حقیقت نہین بارش ہوا۔ گرمی سردی سب کا یہی حال ہے غرض عالم سفلی مین جسقدر عناصر ہین اُنمین نفع اور نقصان دونون ملے ہوئے ہین لیکن نفع کا پلہ بھاری ہے۔

تمام تقریر کا حاصل یہ ہو کہ عالم سلسلۂ اسباب پر قایم ہو سبب کے ساتھ خود مسبب کا وجود ضروری ہو سلسلۂ اسباب خدا نے پیدا کیا ہو انسان کا ارادہ اور خواہش بھی منجملہ اسباب کے ہو اس بنا پر انسان اپنے افعال کا سبب اور خالق ہو لیکن علۃ العلل ہونیکے لحاظ سے ان افعال کا خالق بھی خدا ہی ہو انسان جو افعال کرتا ہو اپنی فطرت کے لحاظ سے کرتا ہو اور اُن افعال کے جو لازمی نتایج ہین یعنی عذاب وثواب وہ خودبخود اسی سلسلۂ اسباب کی بنا پر وجود مین آتے ہین انسان کی فطرت مین خدا نے برائی کا مادہ بھی رکھا ہو اور ایسا کرنا حکمت کا اقتضا تھا۔ ان اصول کے بعد تمام اعتراضات رفع ہوجاتے ہین اور یہ بھی ظاہر ہوجاتا ہو کہ قرآن مجید نے اس بحث کو ہر پہلو کے لحاظ سے فیصل کر دیا ہو۔

یہ پوری عبارت مولوی شبلی صاحب کی ہے جسکو اونہون نے اپنے مشہور رسالہ الندوہ صفحہ ۷ نمبر ۱ جلد ۳ مین شایع کیا۔

اس کلام سے یا اسکے پہلے جو عبارتین علماء اہلسنت کی اس مسئلہ تقدیر کے متعلق لکھی گئین اون سے یہ مقصود نہین ہے کہ مرزائی پر حجت ہین۔ بلکہ چونکہ آیات و احادیث اسمین نقل ہوئی ہین اور اونکی توضیح و تشریح کی گئی ہے لہذا مرزائیون سے امید ہے کہ وہ ان آیات صریحہ پر غور فرما کر دیکھین نتیجہ اونکے حسب خواہ نکلتا ہے یا خلاف مطلب۔ کیونکہ خداوند عالم نے مشیت۔ حکم۔ ارادہ۔ سبکو بتایا ہے کہ دو قسم کا ہر ایک فطری۔ دوسری شرعی۔ پس ہمکو علم ہے اطاعت اوامر و احکام شرعی کا کہ جن احکام کو خداوند عالم نے بطور شریعت نازل کیا۔ یعنی انبیا کے ذریعہ سے احکام پہونچائے گئے کہ یہ کرو یہ کرو۔ اوسکے تو ہم محکوم ہین۔ اور جو احکام ایسے ہین کہ اوسکی مشیت و ارادہ یا علم کے تابع ہین جسکو قضا و قدر کہتے ہین اوسکا نہ حکم ہے نہ اوسکی اطاعت و انقیاد کے ہم محکوم ہین کیونکہ وہ تو اسطرح ہم مین جاری ہے جسطرح نبض کا چلنا سانس کا لینا۔ غذا کا مستحیل بہ خون ہونا۔ خون کا تمام بدن مین تقسیم ہونا کہ نہ ہم اوسکو جان سکتے ہین۔ نہ ہمارا علم یا خیال اوسکو کوئی مدد دے سکتا ہو نہ روک سکتا ہے۔

یہ ساری تقریر صرف مذاق اہلسنت پر ہے کیونکہ علم کلام شیعہ کا پایہ بہت رفیع ہے جو مرزائیون کے فہم و ادراک سے بالا ہے۔ اسیوجہ سے مولوی شبلی صاحب کے کلام سے بھی تعرض نہین کیا گیا

# نظر ثانی بر خلافت راشدہ

بہرحال اب ہم اس تحریر کو یہین تمام کرتے ہین کیونکہ خلافت راشدہ کا مضمون یہین تک لکھا گیا ہے اور اوسپر دوبارہ پھر ایک نظر ثانی کرتے ہین۔ کیونکہ اس تحریر کے چند فقرات سخت طور پر قابل غور ہین۔

(۱) مولف کا پہلا فقرہ "اور یہ خلافت ویسی ہی منصوص اور صاف صاف ہے جیسے کہ محمد رسول اللہ کی رسالت اور نبوت" بالکل مصداق کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ہے کہ آجتک سلف سے خلف تک کسی نے اسکا دعوی نہین کیا کہ کسی طرح بھی خلافت ابوبکر منصوص ہو چہ جائیکہ وہ معاذ اللہ مثل رسالت محمد مصطفے منصوص ہو۔

اس فقرہ نے اچھی طرح بتا دیا کہ یہ لوگ کیسے مسلمان ہین اور انکا اسلام کیسا ہے کیونکہ یہ خلافت

ابوبکر کو ویسا ہی منصوص مانتے ہین جیساکہ رسالت رسول اللہؐ کو منصوص اور صاف صاف سمجھتے ہین حالانکہ اہلسنت مین ایک شخص بھی ایسا نہین گذرا جسنے خلافت ابوبکر پر نص کا دعوی کیا ہو۔ تواب آپ ہی بتائیے یہ مسلمان رہے یا گیا۔

نص کا لفظ عربی ہے جسکے لئے ہملو لغت کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ نص کسکو کہتے ہین مجمع بحار الانوار مین ہے جو اہلسنت کے یہان لغت قرآن وحدیث مین نہایت مستند ہے نص القرآن و السنۃ ای ما دل ظاھر لفظھما علیہ من الاحکام صفحہ ۳۶۲ جلد ۳

کہ نص قرآن وسنت وہ ہے جسپر ظاہر الفاظ قرآن دلالت کرے احکام سے۔ تو اب ضرور ہوا کہ جسطرح کا نص رسول اللہؐ کی رسالت پر ہو ویسا ہی نص ابوبکر کی خلافت پر بھی ہو۔

قرآن مین یہ آیتین تو ہمکو آج بھی ملتی ہین وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ آل عمران

وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سورہ احزاب

والذین آمنوا وعملوا الصالحات وآمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم سورہ محمد

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

واذ قال عیسی بن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

اب بتائیے قرآن مین وہ کونسی آیت ہے جسمین ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کا نام مذکور ہے کیونکہ آپ نے دعوی کیا ہے "اور یہ خلافت ویسی ہی منصوص اور صاف صاف ہے جیسے کہ محمدؐ رسول اللہ کی رسالت ونبوت" جس سے ضرور ہوا کہ آپ اسی طرح کا نص جو حضرت کی رسالت پر ہے قرآن سے ابوبکر کی خلافت پر دکھائے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین تو موجود ہے۔

اسلام کے وجود کو ساڑھے تیرہ سو برس قریب کے ہوتے آتے ہین جسمین لاکھون کروڑون خارجی ناصبی ہر طرح کے پیدا ہوے یہانتک کہ یزید کا نام بھی قرآن سے دکھا دیا گیا۔ مگر یہ جرات کسیکو نہ ہوئی تھی

---

سلہ علامہ عبدالکریم سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین

| وجماعۃ کثیرۃ لقیتھم بالعراق فی جبل حلوان ونواحیھا من الیزیدیۃ وھم یتزھدون | یعنی بہت سے لوگون کو دیکھا مینے فرقہ یزیدیہ سے کوہ حلوان اور اوسکے اطراف مین یہ لوگ زہد کرتے تھے۔ ان |
| --- | --- |

جو اسکا دعوی کرتا کہ ابوبکر کی خلافت منصوص ہے چہ جائیکہ اسکا دعوی کرتا کہ ابوبکر کی خلافت ویسی ہی منصوص اور صاف ہے جیسا کہ حضرت کی نبوت و رسالت۔

اگر آپ مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت دعوی کرتے تو ایک بات بھی تھی کہ قرآن میں لفظ احمد موجود ہے جسکی نسبت آپ لکھدیتے کہ غلام کا لفظ عثمان نے از راہ تحریف نکال دیا۔ مگر آپنے دعوے بھی کیا تو ابوبکر کی نسبت جسکو کوئی لگاؤ ہی نہیں۔

ہان اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آپکی حقیقت کیا ہے کیونکہ جب قرآن مین رسول اللہ کی نسبت خاص طور پر لفظ خاتم النبیین موجود ہے تو آپکا مرزا صاحب کو نبی ماننا صاف بتا رہا ہے کہ آپ

فی القریۃ التی فی بلاد الجبال ویاکلون الحلال فلا یخالطون الناس ویعتقدون فی یزید بن معاویۃ الامامۃ وکونہ علی الحق ورایت جماعۃ منہم فی جامع المرج منصرفی من العراق یوم الجمعۃ وکان قد حضر والجامع الصلوۃ وسمعت ان الادیب الحسن بن بنار البروجردی وکان فاضلا مسعارا نزل علیھم مجتازا ودخل مسجد الجمعۃ ابرواحد من الیزیدیۃ ما قولک فی یزید فقالت ایش نقول المرء ذکرہ اللہ تعالی فی کتابہ فی عدۃ مواضع حیث قال یزید فی الخلق ما یشآء وقال یزید واللہ الذین اھتدوا ھدی قال فاکرموہ وقدموا الی الطعام الکثیر

دیہاتوں میں جو ان پہاڑوں میں ہیں اور اکل حلال کے پابند ہیں۔ بہت کم لوگوں سے مخالطت کرتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں یزید بن معاویہ کے بارہ میں امامت کا اور اس کا کہ وہ حق پر تھا اور میں نے ایک جماعت کو ان میں سے دیکھا بروز جمعہ مسجد جامع مرج (نام مقام) میں جسوقت میں واپس آ رہا تھا عراق سے لوگ بغرض نماز جمع ہوئے تھے مسجد جامع میں اور سنا میں نے حسن بن بنار بروجردی کو جو بڑے فاضل و کامل تھے کہ ان کا گذر ہوا اس جماعت پر اور داخل ہوئے انکی مسجد میں تو ایک شخص نے اسی فرقہ یزیدیہ سے درباره یزید سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا میں ایسے شخص کی نسبت کیا کہوں جسکو عالم نے چند مقام پر قرآن میں ذکر کیا ہے کہ ایک جگہ فرماتا ہے یزید فی الخلق ما یشاء اور دوسری جگہ فرماتا ہے و یزید اللہ الذین اھتدوا ھدے کہا اس نے کہ میرے اس بیان پر یزیدی لوگ بہت خوش ہوئے اور اقسام طعام کثیر حاضر کیا اور بہت خاطر داری کی۔

مسلمان ہین مانا گیا کیونکہ نبی تشریعی اور بھی غیر تشریعی کا فرق تو صرف منافقانہ [illegible]
خاتم النبیین تو ایک صاف اور واضح لفظ ہے کہ نبوت ختم ہو چکی حضرت خاتم النبیین ہین کسی طرح کی
قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنا اسکی نسبت صریح تکذیب کلام الٰہی ہے

اور اب تو اور بھی کھل گیا کہ آپ ابوبکر کی خلافت کو ویسا ہی منصوص اور صاف مانتے ہین
جیسا کہ رسول اللہ کی رسالت و نبوت کو تو پھر آپکے اسلام مین اسکو عذر ہو سکتا ہے کیونکہ یہی عقیدہ
تو مسیلمہ کذاب وغیرہ کا بھی تھا جو حضرت کو بھی نبی مانتے تھے اور اپنی نبوت کا بھی
ادعا تھا - کوئی اونمین منکر رسالت رسول اللہ نہین تھا -

مولوی صاحب اسکے پہلے بھی لکھ چکے ہین "میرا شرح صدر سے اسپر یقین اور ایمان ہے کہ
ابوبکر اور آپکی جماعت کی خلافت وہ خلافت ہے جسپر قرآن کریم کے نصوص بینہ یعنی خدا کے کلام
کی اور پھر اوسکے مقتدرانہ اور حکیمانہ فعل یعنی کام کی ابدی مہر لگی ہوئی اور یہ خلافت ویسی ہی
منصوص اور صاف صاف ہے جیسے کہ محمد رسول اللہ کی رسالت اور نبوت"

جس سے معلوم ہوا کہ آپ ابوبکر کی نسبت قرآن کریم کے نصوص بینہ مدعی ہین - تو اگر نص سے
آپکا مقصود وہی نص ہے جو اہل اسلام سمجھتے ہین کہ ایسا صریح حکم ہو جسکے سمجھنے مین ذرہ دقت
نہ ہو - تو آپکا فرض ہے کہ جیسے نصوص بینہ رسالت رسول اللہ کے دکھاے ہین اوسی قسم کے
نص آپ بھی پیش کرین -

اور اگر کوئی دوسرا مقصود ہو جسکو آپ خدا کے مقتدرانہ اور حکیمانہ افعال کے جال مین پھنسا بیٹھے
ہین تو پہلی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ آپ رسول اللہ کی رسالت کو بھی اسی وجہ سے مانتے ہین
کہ حضرت کی رسالت تسلیم کی گئی جیسا کہ آپکی تمثیل سے ظاہر ہے جسکے مطلب یہ ہوے کہ آپ اوس
زمانہ مین حضرت کی رسالت کو نہین مانتے جس زمانہ مین آنحضرت مغلوب کفار مکہ تھے

دوسری یہ کہ پھر ابوبکر یزید مین کوئی فرق نہین رہتا کیونکہ جو نصوص بینہ خلافت ابوبکر کے
لئے ہین وہی نصوص بینہ تو یزید کی خلافت کیلئے بھی ہین کیونکہ آپنے نص تو اسکا نام رکھا ہے کہ
جو دنیا مین واقع ہوا تو اب بتلائے خلافت ابوبکر و یزید مین کیا فارق رہا -

(۲) مؤلف لکھتے ہین "راستی کی حمایت مد نظر رکھتا ہون" مگر یہ ایسا جملہ ہے کہ ہر حرف اسکا

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ رہا ہے کیونکہ جس شخص نے تکذیب کلام الٰہی ایک نبی اپنا مانا وہ راستی کی حمایت کب کرسکتا ہے یہی توسبب ہے کہ آپنے وہ راہ اختیار کی ہے جس سے کہین ٹھکانا نہ ملے۔

(۳) بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مضمون دل مین گذرا" یہ صفت تو شاعرون کی ہے جنکے بارہ مین خدا فرماتا ہے والشعراء یتبعہم الغاون فی کل واد یھیمون۔ مضمون سے احقاق حق کیا واسطہ۔ حق کا مدار تو صرف قول خدا و رسول پر ہے۔

اس تحریر سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ اس مذہب باطل کی بنیاد صرف خیالات پر ہے جس سے یقولون مالا یفعلون کی بھی تصدیق ہوئی۔

(۴) مین ایک اصرار اور الحاح سے" اس سے میری اوس پیشینگوئی کی پوری تصدیق ہوئی کہ یہ رسالہ بغرض حمایت خلافت شیخین نہین لکھا گیا ہے بلکہ آیندہ جو خلافت قایم ہونیوالی ہے اوسی کا یہ پیش خیمہ ہے کیونکہ یہی مولوی نورالدین آپکے خلیفہ ہوے حالانکہ آپکے نبی الوصیت مین لکھ چکے ہین کہ خلافت میری اولاد کو پہونچیگی۔ مگر وہ سب وصیتین بالاے طاق رکھدی گئین اور مولوی نورالدین خلیفہ بن بیٹھے۔

(۵) مین بہت غور اور تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہون" مگر افسوس خدا کا کلام تو کوئی نہ لا سکے حالانکہ تمامی اہل اسلام بلکہ تمامی ادیان مین اصل اصول یہی مانا گیا ہے کہ کلام خدا سے استدلال کیا جاے اور آپنے بھی زبان سے اوسیکا اقرار کیا ہے اور سب کے پہلے کلام خدا ہی کو لکھا۔ مگر ایک حرف بھی کلام اللہ کا نہ لا سکے جس سے کسیطرح آپکا مطلب ثابت ہوسکتا۔ رہا کلام اوسکو خدا نے اسطرح دکھا دیا کہ پھر کسی طرح کا شک وشبہ ہی نہین رہتا کہ یہ خلافت باطل ہے کیونکہ خدا نے صرف ایک ابوبکر ہی کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ آجتک جتنے خلیفہ ہوے یا بادشاہ وہ سب اسی رنگ کے الا ماشاء اللہ

لہذا اگر یہ کام خدا ہے اور اوسی نے ان سبکو خلیفہ بنایا ہے توجسطرح یزید۔ عبدالملک۔ ولید مروان کو، خلیفہ مانتے ہین اوسی طرح بے تامل ابوبکر کو بھی خلیفہ مانتے ہین بلکہ سب خلفا کا قافلہ سالار کیونکہ مدعی اسلام سبھی تھے خلیفہ سب ہی ہوے حکمرانی فرمانروائی سبھی کو نصیب

ہوئی۔ پھر ہمارے آپکے نزاع ہی کیا ہے جسکے لئے آپ اسقدر شور وغل کرتے ہین۔
مگر افسوس یہ تو ایسا بدیہی نتیجہ ہے جسپر کچھ غور وفکر کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ حسب عقیدہ آپکے دنیا
مین جو ظلم فسق فجور زنا شرب خمر ہو رہا ہے وہ سب خدا کا فعل ہے تو اسی طرح یہ خلافت بھی ہے
وجعلناهم ائمة يدعون الى النار
(۶) "شیعونکو تو قصون اور روایتون سے استدلال واستخراج کرنیکے سوا اور کوئی راہ نظر ہی نہین آسکتی
تھی"
جس سے معلوم ہوا کہ آپکو الحمدللہ آپکو بھی اسکا اقرار ہے کہ قصے اور روایتین تمامتر شیعونکے
موافق ہین۔ کیون نہو۔ خدا فرماتا ہے ان هذا لهو القصص الحق آل عمران
فاقصص القصص لعلهم يتفكرون اعراف
نحن نقص عليك احسن القصص بما اوحينا اليك یوسف
تو پھر کوئی مسلمان قصص وروایات سے کیونکر علحدہ ہو سکتا ہے جب رسول اللہ کو یہی حکم ہو کہ تم
ان قصونکو بیان کرو شاید وہ غور وفکر کرین۔
اب آپ ہی غور فرمائیے کہ قصص وروایات کے حکم کا اتباع کسیکا دون باتونکا جنکا
تعلق قضا وقدر سے ہے کہ تؤتی الملك من تشاء کہ جسکو خدا چاہتا ہے ملک و بادشاہی دیتا ہے
تعز من تشاء وتذل من تشاء جسکو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے جسکو چاہتا ہے عزیز کرتا ہے۔ اسکا کہان
حکم ہے کہ ہر بادشاہ کو ہم خدا اور رسول کا نائب وجانشین سمجھین۔
(۷) "ہر صدی مین مسلمانون نے اس زہریلے سانپ کا مقابلہ کیا" افسوس کہ جو شخص اوس مار
گزیدہ کا پیرو ہے جسکی نسبت شیخ سعدی لکھ چکے ہین ؎ تراآنکہ گر بود یار غار + ازان بہ کہ جاہل
بود غمگسار۔ وہ اوس جماعت کو زہریلا سانپ کہے جسکے امام نے کل اشر در کو چاک کیا جسکو
عرب مین معیار الولد کہتے تھے۔
اس تحریر کی تہذیب نے بتا دیا کہ ردالملاحدہ اس کتاب کا نام کیون رکھا گیا کیونکہ کافر
کو جو صدمہ کافر کہنے سے پہونچتا ہے اور کسی جملے سے نہیں پہونچتا۔
(۸) مگر خدا کی جناب سے مہلت دیتی رہی اور اسوقت تک اسے چھوڑ دیا۔ اس فقرہ نے آپکے

سارے دمدمہ کو خاک میں ملادیا کیونکہ جب آپ اسکے قائل ہوئے کہ خدا کی حکمت مہلت دیتی ہے تو پھر خلافت ابوبکر و یزید کو کیوں نہیں اسی قسم سے مانتے کہ یہ خدا کی ڈھیل ہے جسنے انکو مہلت دی کہ دنیاوی تمتع حاصل کرلین جسکی سب سے پہلے ابتدا شیطان سے ہوئی قال انظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم یعنی شیطان نے کہا خدایا قیامت تک مجھے مہلت دے۔ خدا نے فرمایا تو مہلت یافتون سے ہے شیطان نے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ضرور میں اونکے گمراہ کرنیکو تیری صراط مستقیم پر بیٹھونگا۔

دیکھیئے جو عقیدہ آپکا ہے کہ خلافت ابوبکر خدا کے فعل سے ہوئی یہی عقیدہ شیطان کا تھا یا نہین جو کہتا ہے خدایا تو نے مجھے گمراہ کیا۔ پھر ادسپر اوسنے مہلت مانگی اور ملی یا نہین۔

(۹) اور اب وقت آگیا ہے الشکر خدا کہ بہت جلد تمام عالم کو معلوم ہوگیا آپکے مرزا اوسی اوندھے گڑھے مین گرے جس سے حق و باطل مین تیز ہوگئی اور سبکو معلوم ہوگیا یہ اپنے مونہ آپ دجال تھا کذاب تھا مفتری تھا۔ دیکھو صفحہ ۹ رسالہ ہذا

(۱۰) مین حق پوشی بن جاؤنگا یہ بھی خدا کی شان ہے جو آپکی زبان پر ایسے کلمات جاری ہوے جس سے آپکے خصم کو اسکا موقع ملا کہ خود ابن تیمیہ ہی کے آلات حرب سے آپکو ہلاک کرے کیونکہ آپ بعد خروج شیخ الاسلام کہ نبوت مرزا کے مدعی ہوت۔ آپکو حق تھا کہ کل کتب اہلسنت سے انکار کرتے جس سے ہمکو نہایت دقت ہوتی کہ آپکا جواب صرف آپ ہی کے یا مرزا کے اقرار و دن دلیجاتا مگر اس جملہ نے ہمکو اجازت دی کہ ابن تیمیہ کے کلمات سے آپکے مقابلہ مین استدلال کرین کیونکہ آپ اونکو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہہ رہے ہین اور لفظ رضی اللہ عنہ کا اونکے حق میں استعمال کررہے ہین جو خاص خلفاء ثلثہ کیلئے ایجاد ہوا تھا۔

ہم یہان اون الفاظ کو نہین لکھتے جو علماے اہلسنت نے ابن تیمیہ کے حق مین لکھے کیونکہ ہمکو بہت کچھ اونکے حربو نکا آپ پر استعمال کرنا ہے۔ لہذا جو تعریفین آپنے اونکی لکھی ہین اونہیں کو بحال و برقرار رکھتے ہین۔ ورنہ آپکو معلوم ہے کہ ابن تیمیہ وہ شخص تھا جسکے نسبت علامہ صفدی بھی لکھتے ہین کان الشیخ العالم تقی الدین احمد بن تیمیہ علمہ متسع جدا

الی الغایہ وعقلہ ناقص یورطہ فی المہالک ویوقعہ فی المضائق امام الکلام عبدالحی صنہ

یعنی ابن تیمیہ اگرچہ بہت بڑا عالم تھا مگر عقل اوسکی ناقص تھی جس سے اکثر وہ بڑے بڑے مہلکون مین مبتلا ہوئے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی درر کامنہ مین بذیل ذکر علامہ حلی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ انکی کتاب (منہاج الکرامہ) کی رد ابن تیمیہ نے لکھی جو بہ لقب الرد علی الروافض مشہور ہے اس رد مین ابن تیمیہ نے بہت طول دیا ہے اور خوب لکھا ہے مگر بہت سے مقامات پر بہت زیادتی کی ہے کہ احادیث موجودہ کو رد کیا اور موضوع کہا۔ لسان المیزان مین لکھتے ہین کہ مینے ابن تیمیہ کی وہ رد دیکھی ہے جو ابن مطہر (علامہ حلی) کے جواب مین لکھی گئی اسمین انہون نے بہت سی مستند ومعتمد حدیثونکو رد کر دیا۔"

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ علمای اہلسنت کے نزدیک کیسا تھا مگر ہمارے لائق مخاطب اوسکو اپنا شیخ الاسلام مانتے ہین لہذا ہم بھی اوسکے آلات حرب سے آپکے مقابلہ مین زیادہ کام لینگے۔

شکر خدا کہ خود مخاطب کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ خاص اور معدود لوگون کے سوا اس سے کوئی مستفید نہ ہوسکا اور فائدہ عامہ کے لحاظ سے اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہوگیا جس سے اوس کتاب کی لغویت خود ظاہر ہوئی کہ جو کتاب ایسی ہو کہ فائدہ عامہ کے لحاظ سے اوسکا وجود وعدم برابر ہو وہ کس مصرف کی کتاب ہوسکتی ہے۔

مگر افسوس اسکو وہ خدائی کام نہین بتاتے کہ جو کتاب انکے خیال مین اسدرجہ قابل عظمت ہو وہ کیونکر خاک مین ملادی گئی۔ کیا یہ کام بغیر خدا اور کسی سے ہوسکتا ہے۔

(۱۱) مین دلوثوق سے کہتا ہون کہ افسوس کہ آب یہ تمنا دلمین رہ گئے مگر خدا کا فرد کی تمنا کو بھی پورا کرتا ہے کہ بحث تمام ہوچکا چنانچہ وہ کتاب مصر مین چھپ گئی اور ہزارون نسخے ہندوستان مین اوسکے آئے مگر خدا کے [illegible] مستحفظ لنکم [illegible] نے اپنا کام کیا اور اوس کتاب کو ویسا ہی رکھا جیسا [illegible] فائدہ عامہ کے لحاظ [illegible] اوسکا ہونا نہ ہونا برابر ہوگیا کیونکہ

جب بتصریح علامہ صفدری وہ کم عقل تھے تو جو تحریر اونکی ہے بے عقلی کی - جو باتین ہین خلاف دیانت اسیوجہ سے وہ کتاب جیسے پہلی بہل تھی اب بھی بہل رہی کہ کوئی اوسکو تصنیفات کے مرزا کے برابر بھی نہین پوچھتا -

(۱۲) یارب محمد و اصحابہ صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین" اس فقرہ نے اور بھی اچھی طرح آپکے ایمان کو روشن کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آل کا نام لینا بھی نہ گوارا ہوا - مگر نہ معلوم آپ وجود آل کے بھی قائل ہین یا مثل بنی امیہ قرابت مندی رسول سے بھی انکار ہے آپکے اس ترکیب کی اصلی غرض تو یہ تھی کہ کسی طرح آل رسول پر صلوۃ و سلام نہ کہین مگر خدا نے آپکی اس آرزو کو بھی خاک مین ملا دیا کیونکہ جو آل رسول ہین وہ اصحاب رسول بھی ہین لہذا آپکی صلوۃ بھی اصحاب پر پہونچ گئی اگر قابل قبول ہوگی تو وہ آل رسول ہی تک پہونچیگی کیونکہ آپکے اصحاب کی نسبت تو خدا فرماتا ہے اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون -

اب ہم بقیہ تقریر مخاطب کی طرف متوجہ ہوتے ہین -

**خلافت راشدہ** - اس وقت ہمارے سامنے دو باطل ہین جو شوخی اور بے باکی سے میدان مین نکل کر دلیرانہ جنگ کے دعوی کرتے ہین - وہ ہین شیعیت اور علیسویت - مگر یہ خدا کے فضل کی بات ہے اور درحقیقت اسی کی تائید کیلئے خدا کی غیرت کی مقصداً ایسی کارروائی ہے کہ ان دونون ملمع جھوٹون اور ریت کے تون کو خدا کے کلام اور کام سے سہارا نہین ملتا علیسویت جس انسان کو خدا اور نا لغا بے علم مخلوق کو معبود پیش کرتی اور نجات کیلئے اس کے تجسم اور صلیب اور لعنتی ہونے

ـــــ

۵ اس کتاب کا ترجمہ دو اخبار نویسون نے شروع بھی کیا ایک مرزا حیرت نے جو بنام کتاب شہادت اوسکا ترجمہ شایع کرتے ہین دوسرے النجم نے بھی اوسکا ترجمہ شروع کیا تھا - مگر خدا نے ایسے اسباب فراہم کیئے کہ وہ کالعدم کے حکم مین ہین کیونکہ جو لوگ اہلسنت مین بافہم ہین وہ تو انکو دیکھا کیسا ہاتھ لگانا بھی نہین چاہتے - ان اخبارات کو ہر قوم کے بموجب شہرہ فساد ہوتے ہی ہین - لہذا اس زمانہ کے سنیونکا معیار شرافت بھی ہے کہ جو شخص ان اخبار کو دیکھے [illegible] شرافت نہین کر سکتا

کو فرض کرتی اور عقیدہ کے طور پر پیش کرتی ہو خدا کی پہلی کتابین اس عقیدہ پر
بنگالہ کی برسات کے قطرونکے برابر لعنت بھیجتی ہین ان کتابون مین کوئی اشارہ تک
پایا نہین جاتا کہ کسی نبی نے کبھی خبر دی ہو کہ خدا کسی زمانہ مین انسان کا جامہ پہن کر
دنیا مین آئیگا عورت کے پیٹ سے پیدا ہوگا - اور معمولاً ناتوان گود مین فانی دودھ
سے پرورش پاکر بالآخر صلیب پر لعنتی موت سے مارا جائیگا - سو اس باطل کا مقابلہ
بہت ہی آسان ہو اور عقلی دلائل کے وسیلہ سے بات کو دور تک لیجانے اور گفتگو
کے دامن کو خواہ نخواہ پھیلانے کی ضرورت لاحق نہین ہوتی - ادھر ادھر کی خود تراشیدہ
باتون اور افسانون کو چھوڑ کر اصل توریت کی طرف رجوع کرنا ہی عیسویت
کے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہے - بہت جلد ہی مطالبہ کیا جاے - اور
دوسری طرف رخ کرنا حرام کر دیا جاے کہ توریت کے راستباز نبیون کی تعلیم مین
خدا کے تجسم اور مصلوبیت کی لعنتی موت کا ثبوت دو اور ثابت کرو کہ کسی زمانہ مین
توریت کے وارثون مین کوئی ایسی قوم یا افراد ہوے ہین جنہون نے توریت سے
کبھی ایسا سمجھا ہو - اسی طرح شیعیت اپنا سارا مدار افسانون اور کتھا کی کتابون پر
رکھتی ہو جنکا نام اس نے ائمہ کی روایتین اور حدیثین رکھا ہوا ہے قرآن کو طرح طرح
کے پیرایون مین کم وزن کیا گیا ہے کبھی ایک پرجوش شیعہ بیاض عثمانی کہہ کر اسے
خفیف کر دیتا اور اس سے سند لینے سے بے پروا ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی بزرگ یہ
کہکر اس کی طرف رجوع کرتا ہے سو دھمن سمجھتا ہے کہ قرآن خدا کی خاموش اور گنگی
کتاب اور علی خدا کی گویا کتاب ہے - اور یہ اعتقاد ظاہر کیا جاتا ہے کہ قرآن موم کی
ناک ہے جدھر چاہو پھیر لو اور خدا کے فعل یا سنت اللہ سے تو استدلال کرنا حرام
جانتے ہین ؎

قولہ اس وقت ہمارے سامنے دو باطل ہین -

اقول - افسوس کہ اس تحریر نے بھی آپکے اسلام کو دوبالا کر دیا کیونکہ آپکی تقریر سے معلوم ہوا
اسوقت آپکے سامنے دو ہی باطل ہین ایک شیعیت دوسرے عیسویت - اسکے سوا

جتنے مذاہب آپکے سامنے موجود ہین وہ سب حق ہین جنمین سب سے درجہ اول تو حنفیون کا ہے اور غیر مقلدین کا جو ڈنکے کی چوٹ آپکو کافر فاسق مرتد بتا رہے ہین تو حسب اقرار آپکے وہ سب حق پر ہین -

دوسرے فرقہ آریہ جو آپکو اوسی طرح چٹ کر رہا ہے جسطرح چونٹیان لکھی کو کھا جاتی ہیں پھر حیف ہو کہ ان فرقون کی حقیت و بطلان کی نسبت کوئی فتوی نہ صادر ہوا اور سارا نزلہ گرا تو شیعو نپر -

حمایت اسلام بمقابلہ مرزا - یہ منزور ہو کہ دین نصاریٰ - اہل اسلام کے نزدیک دین منسوخ ہے اور جو عقائد عیسائیون مین پھیلے ہوئے ہین وہ بالکل باطل اور لغو محض ہین -
اگر جو اصول آپنے حقیت کا قرار دیا ہے کہ خدا کا کلام اور خدا کا کام اگر متحد ہو تو وہی دلیل حقیت مذہب ہے اوس سے تو یہی مذہب حق قرار پاتا ہے پہلے خدا کا کلام اپنے مسلمہ قرآن مین وعدہ خدا حضرت عیسیٰ سے ملاحظہ فرمائیے اور پھر خدا کا کام اس قوم کے عروج و ترقی سے ملاحظہ فرمائیے سورہ آل عمران مین فرماتا ہے اِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ اور جبکہ کہا خدا نے اسے عیسی ہم تجھکو وفات دینے والے ہین اور اٹھا لینگے تجھے اپنی طرف اور پاک کرنے والے ہین تجھے ان لوگون سے جنہون نے کفر کیا اور جن لوگون نے تیرا اتباع کیا ہے انکو ہم قیامت تک غالب رکھینگے اون لوگون پر جنہون نے کفر کیا - پھر تم سبکی رجوع ہماری طرف ہے اور ہم حکم کرینگے تملوگون مین ان باتون مین جنمین تم اختلاف کرتے ہو دیکھئے یہ اٹل وعدہ الٰہی ہے حضرت عیسیٰ سے کہ ہم تمہارے پیرو ونکو مخالفون پر غالب رکھینگے اور اسکے ساتھ خدا کا کام دیکھئے کہ اسوقت دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جسمین عیسائیونکو غلبہ اور قوت نہ ہو -

اب کہئیے جو اصول آپنے مقرر کیا ہے اوس سے اسلام کیا ہوا کیونکہ خدا کا کلام اور خدا کا کام تو حقیت دین عیسوی کو نہایت مذہبی طور سے ثابت کر رہا ہے -

آپ یا فرقہ اہلحدیث توکسی طرح اسکے مدعی ہونہیں سکتے کہ اصلی تابع حضرت عیسی آپلوگ ہین کیونکہ جتنی مغلظات گالیان آپ سے یا آپکے مرزا سے ہوسکی ہین وہ سب آپلوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت خرچ کرچکے ہین۔ اسی طرح وہابیون نے بھی کوئی دقیقہ اسکا اوٹھا نہین رکھا اب اگر معیار حقیت خدا کے کام اور کلام کا انطباق قرار دیا جاے جیسا کہ اس نئے مذہب فاسد کا اصول ہو تو مذہب اسلام توہمیشہ کیلئے رخصت ہوا۔ اسلئے کہ خدانے جو وعدہ حضرت عیسیٰ کے پیرووں سے کیا تھا وہ آجتک پورا ہو رہا ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین

**وعدہ خدا اسلام سے** جو وعدہ خدانے رسول اللہ سے کیا تھا وہ بالکل غلط ہو رہا ہو کیونکہ خدا فرماتا ہو ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (توبہ) یعنی وہی خدا ہے جسنے اپنے رسول کو بھیجا ساتھ ہدایت اور دین حق کے۔ تاکہ اس دین کو تمامی ادیان پر غالب کرے اگرچہ کراہت کرین مشرکین اب مرزائی لوگ بتائین کہ مطابق اونکے اصول مقررہ کے یہ وعدہ کس زمانہ مین پورا ہوا کیونکہ عہد رسول اللہ ہی سے آجتک اسلام کو کبھی ایسا تسلط ظاہری نہین نصیب ہوا کہ قوم و مذہب نصاری اسکے سامنے ایسا مطیع و منقاد بنا ہو جیسا کہ دوسرے مذاہب و ادیان و اقوام اسلام کو تسلط ظاہری حاصل ہوا ہو۔

تو اب خدا کا کلام جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ جب خدا کے اس کام سے ملایا جاے کہ تمام عالم مین نصاری کی حکومت ہے اور ہر طرح کی فوقیت۔ تو اہل اسلام کا مصداق الذین کفروا ہونا بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اور خداوند عالم کا یہ قول لیظھرہ علی الدین کلہ بالکل غلط ہوتا ہو کیونکہ ظاہری تسلط کے اعتبار سے توکبھی بھی اسلام کو ایسا غلبہ نہین حاصل ہوا۔

اب آیے دونو آیتونکی تفسیر تفسیر کبیر مین ملاحظہ فرمایے پہلا آیہ سورہ آل عمران کا ہے جسکی تفسیر مین سنیونکے امام فخر الدین رازی لکھتے ہین جلد دو صفحہ ۶۹۱

الصفة الرابعة قولہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة یعنی چوتھی صفت خدانے اس آیہ مین یہ بیان کی ہو کہ متابعین حضرت عیسی کو خدا

وجہان الاول ان المعنی الذین اتبعوا
دین عیسیٰ یکونون فوق الذین کفروا
بہ وہم الیہود بالقہر والسلطان و
الاستعلاء الی یوم القیامہ فیکون
ذلک اخبارا عن ذل الیہود وانہم
یکونون مقہورا الی یوم القیمۃ فاما
الذین اتبعوا المسیح فہم الذین
کانوا یومنون بانہ عبد اللہ ورسولہ
واما بعد الاسلام فہم المسلمون و
النصاری فہم وان اظہروا من انفسہم
موافقتہ فہم یخالفون اشد المخالفۃ
من حیث ان صریح العقل یشہد انہ
علیہ السلام ما کان یرضی بشیٔ مما
یقولہ ہولاء الجہال ومع ذلک فانا
نری ان دولہ النصاری فی الدنیا اعظم
واقوی من امر الیہود فلا نری فے
طرف من اطراف الدنیا ملکا یہودیا
ولا بلدۃ مملوۃ من الیہود بل یکونون
این کانوا بالذلۃ والمسکنۃ - واما
النصاری فامرہم بخلاف ذلک
القول الثانی ان المراد من ہذہ الفوقیۃ
الفوقیۃ بالحجۃ والدلیل ص۷۶

فوقیت دیگا اونکے مخالفین پر۔ اس کے
دو معنی بیان کئے گئے ہین ایک یہ کہ فوقیت
سے مراد قہر و غلبہ ہے کہ ظاہری تسلط ہو
تا بہ قیامت تو اس آیہ مین خبر ہے ذلت
یہود سے کہ وہ ہمیشہ مغلوب و مقہور رہینگے
تا روز قیامت -
لیکن وہ لوگ جو پیروان عیسیٰ ہوے ہین
پس وہ لوگ تہے جو ایمان رکھتے تھے
اسپر کہ وہ بندہ و فرستادہ خدا تھے اور
بعد اسلام تو مراد پیروان عیسیٰ سے صرف
اہل اسلام ہین -
رہے نصاریٰ تو گو وہ دعوی کرتے
ہین عیسائی ہونے کا لیکن درحقیقت وہ
پورے مخالف ہین حضرت عیسیٰ کے کیونکہ
صریح عقل اسپہ گواہ ہے کہ ہرگز حضرت عیسیٰ
ان باتونپر راضی نہ ہے جو یہ جہال کہتے
ہین
باانیہمہ ہم دیکہتے ہین کہ دولت نصاری دنیا
مین اعظم و اقوی ہے یہود سے - کیونکہ
دنیا کے کسی حصہ مین انکی حکومت یا ملکیت
نہین ہے - بلکہ جہان ہین ذلیل و حقیر بخلاف
نصاری کہ اونکے امور بالکل یہود کے خلاف ہین

دوسرا قول یہ ہے کہ مراد فوقیت سے فوقیت بذریعہ حجت و دلیل ہے - تمام ہوا ترجمہ تفسیر کبیر

اب اس مرزائی مدعی اسلام کو غور کرنا چاہیئے کہ عیسائیت کو خدا کے کلام اور کام سے سہارا ملتا ہے یا تمہارے اسلام کو تو اب بجز اسکے چارہ نہیں کہ تم دین عیسوی کو قبول کرو کیونکہ جو وعدہ خدا نے اون سے کیا تھا وہ آجتک پورا ہو رہا ہے بخلاف اوس وعدہ کے جو اسلام سے کیا گیا۔

اب آؤ لگے ہاتھ دوسرے آیہ کی بھی تفسیر دیکھو تو تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۴۲۲ مین ہے

اعلم انه تعالى لما حكى عن الاعداء انهم يحاولون ابطال امر محمد صلى الله عليه وسلم وبين تعالى انه يابى ذلك الابطال وانه يتم امره بين كيفية ذلك الاتمام. فقال هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق واعلم ان كمال حال الانبياء صلوات الله عليهم لا تحصل الا بمجموع امور (اولها) كثرة الدلائل والمعجزات وهو المراد من قوله ارسل رسوله بالهدى (وثانيها) كون دينه مشتملا على امور يظهر لكل احد كونها موصوفة بالصواب والصلاح ومطابقة الحكمة وموافقة المنفعة في الدنيا والآخرة وهو المراد من قوله ودين الحق (وثالثها) صيرورة دينه مستعليا على سائر الاديان عاليا عليها غالبا لاضدادها قاهرا لمنكريها وهو المراد من قوله ليظهره على الدين كله واعلم ان ظهور الشيء على

یعنی جب خدا نے اعداے اسلام کے ارادہ کو بیان کیا کہ وہ ابطال امر محمد مین کوشان ہین۔ اور خدا نے یہ بھی بتا دیا کہ اونکے ارادہ کو خدا باطل کریگا اور حضرت کے امر کو تمام کریگا۔ تو اب اوسکی کیفیت اتمام کا بیان شروع کیا۔

جاننا چاہیئے کہ کمال حال انبیا چند امور کے اجماع سے حاصل ہوتا ہے ایک تو کثرت دلائل و معجزات ہونا چاہیئے جو ارسل رسوله بالهدى سے مراد ہے۔ دوسرے دین کو مشتمل ہونا چاہیئے ایسے امور پر کہ ہر شخص پر اوسکا موافق مصلحت و ثواب اور مطابق حکمت و منافع دنیا و آخرت ہونا ظاہر ہو یہی مراد ہے دین الحق سے تیسرے یہ کہ اوس دین کو چاہیئے تمامی ادیان پر عالی اور غالب ہو قاہر ہو۔ اپنے کل منکرین کا یہی مراد ہے لیظهره على الدين كله سے۔

غیرہ قد یکون بالحجۃ وقد یکون بالکثرۃ
والوفور وقد یکون بالغلبۃ والاستیلاء
ومعلوم انہ تعالی بشر ذلک ولا یجوز
ان یبشر الا بامر مستقبل غیر حاصل
وظہور ہذا الدین بالحجۃ مقرر معلوم
فالواجب حملہ علی الظہور بالغلبۃ
فان قیل ظاہر قولہ لیظہرہ علی الدین
کلہ یقتضی کونہ غالبا لکل الادیان و
لیس الامر کذلک فان الاسلام لم یصر
غالبا لسائر الادیان فی ارض الہند و
والصین والروم وسائر اراضی الکفرۃ
قلنا اجابوا عنہ من وجوہ (الاول) انہ
لا دین بخلاف الاسلام الا وقد قہرہم
المسلمون وظہروا علیہم فی بعض المواضع
وان لم یکن کذلک فی جمیع مواضعہم
فقہروا الیہود واخرجوہم من بلاد
العرب وغلبوا النصاری علی بلاد الشام
وما والاہا الی ناحیۃ الروم والغرب
وغلبوا المجوس علی ملکہم وغلبوا
عباد الاصنام علی کثیر من بلادہم مما
یلی الترک والہند وکذلک سائر الادیان
فثبت ان الذی اخبر اللہ عنہ فی ہذہ
الایۃ قد وقع وحصل وکان ذلک اخبارا

اسکے بعد جاننا چاہیئے کہ ظہور شئی دو میر ونپر
(۱) کبھی حجت وبرہان سے ہوتا ہے
(۲) کبھی کثرہ اور وفور سے
(۳) کبھی غلبہ واستیلا سے
اور معلوم ہو کہ خدانے اپنے نبی کو اسکی
بشارت دی ہے - اور بشارت اوسی
بات کی دی جاتی ہو جو آیندہ حاصل ہونے
والی ہو کہ اسوقت نہ حاصل ہو - پس معلوم
ہوا کہ مراد اس سے غلبہ ظاہری ہو کیونکہ
حجت وبرہان سے غلبہ تو حاصل ہی تہا
اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ لیظہرہ علی
الدین کلہ کا ظاہری اقتضا تو یہ تہا کہ تمامی
مذاہب پر اسلام کو غلبہ ہو جاتا لیکن ایسا
نہیں دیکہو ابتک اسلام کو سائر ادیان
پر زمین ہند و چین و روم مین
غلبہ نہین ہوا -
اس اعتراض کا جواب یہ ہے (۱)
کہ اب کوئی دین ایسا نہین رہا جس کو
مسلمانون نے مقہور نہ کیا ہو اور بعض
مواضع مین انکو ظہور نہ ہوا ہو اور نیز
اگرچہ تمامی بلاد مین ایسا نہوا ہو کیونکہ
یہود پر مسلمانونکو غلبہ ہوچکا کہ ملک عرب
سے نکال دیا اسی طرح نصاری پر مسلمانو

عن الغيب فكان معجزا (الوجه الثاني)
في الجواب ان نقول روي عن ابي
هريرة رضي الله عنه انه قال هذا وعد
من الله بانه تعالى يجعل الاسلام عاليا
على جميع الاديان وتمام هذا انما يحصل
عند خروج عيسى وقال السدي ذلك
عند خروج المهدي لا يبقى احد الا دخل
في الاسلام او ادى الخراج (الوجه الثالث)
المراد ليظهره الاسلام على الدين كله في
جزيرة العرب وقد حصل ذلك فانه
تعالى ما ابقى فيها احدا من الكفار (الوجه
الرابع) ان المراد من قوله ليظهره على
الدين كله يوقفه على جميع شرايع الدين
ويطلعه عليها بالكلية حتى لا يخفى عليه
منها شي (الخامس) ان المراد من قوله
ليظهره على الدين كله بالحجة والبيان
الا ان هذا الوجه ضعيف لان هذا
وعد بانه تعالى سيفعله والتقوية
بالحجة والبيان كانت حاصلة من اول
ويمكن ان يجاب عنه بان في مبدا
الامر كثرت الشبهات بسبب ضعف
المومنين واستيلاء الكفار ومنع الكفار
سائر الناس من التامل في تلك الدلائل

کو غلبہ ہو چکا بلاد شام مین اطراف روم
تک اسی طرح مجوس پر اور بت پرستون پر
غلبہ ہوا قریب ترک و ہند۔ اسی طرح تمامی
ادیان کا حال ہی تو معلوم ہوا کہ خدا نے جو
کچھ خبر دی ہی وہ بطور خبر غیب ہے جس سے
یہ کلام معجزہ ہوا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ سے
روایت ہی کہ یہ وعدہ خدا ہی کہ اسلام کو تمامی
ادیان پر غالب کریگا اور اس وعدہ کا ایفا
پورا ہوگا زمانہ مہدی مین جبکہ حضرت
عیسیٰ کا نزول ہوگا کہ اوسوقت یا تو سب
مسلمان ہونگے یا مسلمانونکے خراج گذار ہونگے
تیسرا جواب یہ ہی کہ مراد ظہور اسلام سے صرف
جزیرہ عرب مین ظہور ہی جو پورا ہو چکا۔
چوتھا جواب یہ ہی کہ مراد اس سے یہ ہی کہ
حضرت کو جمیع شرایع دین پر مطلع کریگا کہ
پھر کوئی چیز حضرت پر مخفی نہ رہے۔
پانچوان یہ کہ مراد اس سے یہ ہی کہ حجت
و برہان سے اس دین کو ظاہر کرینگے۔
اس وجہ پر یہ ہی کہ خدا نے وعدہ کیا ہے
کہ قریب ہے ہم کرین (یعنی زمانہ آیندہ مین) اور
حجت و برہان سے تو اس دین کی تقویت
پہلے سے حاصل تھی۔ مگر اسکا یہ جواب

امابعد قوۃ دولۃ الاسلام عجزت الکفا
ضعفت الشبہات فقوی ظہور
دلائل الاسلام فکان المراد من تلک
البشارۃ ہذہ الزیادۃ۔

دیا جاسکتا ہے کہ ابتداے امر مین چونکہ اسلام
کمزور تھا بسبب کی وکمزوری مومنین کے
لہذا ان دلائل مین غور وفکر کا موقع نہ
ملا جب دولت اسلام قوی ہوئی توکفا

بھی عاجز آے اونکے شبہات بھی کمزور ہوے تو دلائل اسلام بخوبی ظاہر ہوے بس اسی غرض سے یہ بشارت ہے"

غرض اب دو ہی صورت ہے یا توحقیت دین عیسوی کا اقرار کیجیے جس سے خدا نے وعدہ کیا تھا ہم ہمیشہ اونکو فوقیت دینگے جو حضرت عیسیٰؑ کی متابعت کرینگے جس سے آج تمام دنیا مین اونکو فوقیت حاصل ہے جس سے وہ وعدہ خداوندی غلط ہوتا ہے جو دین اسلام سے کیا گیا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ۔

یا اسکا اقرار کیجیے کہ مقصود غلبہ ظاہری نہین ہے۔ بلکہ قوت دلیل وبرہان ہے کہ گو تمام دنیا مین حکومت واقتدار عیسائیونکو عروج ہے مگر دینی حیثیت سے بالکل چراغ اونکا خاموش ہے۔ کیونکہ اولاً تو عام طور سے امور دین سے وہ آزاد ہین ثانیاً جو کچھ لوگ اس کام کے ذمہ وار بھی بنے ہین تو اونکی خودرای اور خودداری ایسی ہے کہ اونکے اتباع کو دین سے علحدہ کر رہی ہے جسکا تمام رونا رویا جارہا ہے اور حال مین ایک مذہبی کانفرنس بھی منعقد ہوئی ہے جسمین بہت کچھ غور وفکر کیا جاتا ہے تو اس حیثیت سے اسلام کو ہر طرف ترقی ہے۔

مولوی صاحب نے جو تمامی مخالفین کو چھوڑکر صرف شیعیت وعیسویت کو ایک ساتھ لیا ہے تو اسکی وجہ بھی خاص ہے کیونکہ اکثر احادیث مین رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی نزل بالمنزلۃ التی لیس بہا۔ (روضہ ندیہ صفحہ)

کہ اے علیؑ تم مین پوری مثل حضرت عیسیٰؑ کی ہے کہ یہود نے اونسے بغض کیا تو اونکی ماں پر تہمت لگایا اور نصاری نے محبت کیا تو اوس درجہ پر پہونچایا جسکے وہ کسیطرح اہل نہین۔

تو معلوم ہوا کہ مرزائیونکی یہ عداوت جناب امیرؑ سے مطابق اسی پیشین گوئی کے ہے
جسکی خبر حضرت دے گئے ہین کہ جناب امیرؑ مین پوری مشابہت حضرت عیسیٰ کی ہے جسکی
تصدیق اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس فرقہ کو جتنی عداوت حضرت عیسیٰ اور جناب امیرؑ سے ہے
اور تنی کسی سے نہین -

بہرحال مرزائی صاحب کہتے ہین "خدا کے کلام اور کام سے انکو سہارا نہین ملتا" مگر
افسوس کہ یہ کلام آپکا خود آپ پر ہنس رہا ہے - باقی جو خیالات آپ عیسائیونکے لکھتے ہین اوس
سے ہمکو کسیطرح بحث نہین کیونکہ بیشک یہ سب لغویات اور مزخرفات ہین جو اونکے ایجاد
خاصہ سے ہین اور حد کفر و شرک تک اس سے پہنچے ہین مگر آپکی حالت اونسے بدتر ہے
جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگی -

اب آپکی نظر مہربانی شیعونپر ہوتی ہے "اسی طرح شیعیت اپنا سارا مدار افسانون
اور کتھا کی روایتونپر رکھتی ہے"

مگر یہ ایسا دروغ بے فروغ ہے کہ جو سنیگا وہ ہنسے گا کیونکہ ہزارون نہین لاکھون کتابین شیعونکی
بمقابلہ اہلسنت شایع ہو چکین - اونکو اوٹھا کر آپ دیکھیے تو کہین ایک روایت بھی ائمہ
ہدیٰ کی اونمین نہ پائیگا کیونکہ شیعونکا اصول قدیم سے یہی ہے کہ کفار یا فساق و فجار سے
جب مقابلہ کیا ہے تو خود اونہین کے مسلمہ سے - کیا آپکو قرآن مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قصہ
نہین ملا ہے کہ جب کافر نے کہا انا احی و امیت کہ ہم بھی تو زندہ کرتے ہین اور مارتے ہین
تو خلیل اللہ نے فرمایا ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب
فبھت الذی کفر خدا تو آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے تو بھی اگر خدا ہے تو مغرب
کی طرف سے لا جس سے وہ مبہوت ہو گیا -

شیعونکا جو استدلال ہے اسی طرح کہ جب استدلال کرتے ہین تو قرآن سے یا احادیث مسلمہ
فریق مخالف سے جس سے اہلسنت کو اکثر کہنا پڑا کہ یہ لوگ تو ہماری ہی کتابون سے استدلال
لاتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے انکے مذہب مین کوئی کتاب نہین -

افسوس کسقدر اس فرقہ مین جرأت آگئی ہے کہ کہتے ہین "کبھی ایک پرجوش شیعہ یا صرف

عثمانی لکھکر اسے خفیف کردیتا ہی،، مگر افسوس کوئی سند اسکی نہ دی کہ آخر کون اسکو بیاض عثمانی کہتا ہی اور کون اسے خفیف کرتا ہے - حالانکہ الشمس کی چار جلدین اس بحث مین مرتب ہو چکی ہین کہ اہلسنت کو عموماً قرآن سے اسدرجہ مخالفت ہی کہ رات کو بھی اتنی مخالفت دن سے نہ ہو

اے مخالفت صادقین - دیکھو شاہ ولی اللہ صاحب قرآن کو بیاض قصاید دیوان شعرا بنا رہے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰۹ مقصد دوم - چون آنحضرت ازدار فنا برفیق اعلی انتقال فرمود قرآن عظیم مجموع در مصحف نبود سور و آیات در اوراق نوشتہ درمیان اصحاب متفرق یافتہ می شد اگر اینرا خواہی فرض کنی کہ منشی منشات خود را یا شاعرے قصاید و مقطعات خود را در بیاضہا و بر پشت کتابہا گذارد و آن بمنزلہ عصافیر برشرف ضیاع باشند

بتائے یہ عبارت پرجوش شیعہ کی ہی یا پورے برحق سنی کی جو بحمایت خلفاے ثلثہ قرآن کو نہ خدا کا کلام مانتا ہے نہ رسول اللہ صلعم کا مصدق معجزہ بلکہ رسول اللہ صلعم کا کلام ظاہر کرتا او روہ بھی اس بے عنوانی سے کہ جسطرح شاعر یا منشی اپنے منشات کو کسی بیاض مین لکھ دی۵ یا کتابونکی پشت پر جو سب قریب فنا ہون - تو اب بتائے بیاض کا لقب دینے والا کون ہوا

۵ اس چودھوین صدی کے محدث اڈیٹر صاحب الحدیث کی تحقیق مین حضرت نے کچھ لکھوایا نہین تھا - بلکہ صحابہ کو یاد کرادیتے تھے چنانچہ لالہ منسراج صاحب پرنسپل آریہ کالج نے جو ایک مضمون "اشاعت اسلام کیونکر ہوئی،، لکھا تھا اوسمین لکھا تھا "حضرت محمد جبتک زندہ رہی وہ کہتے تھے مجھپر وحی نازل ہوتی ہی - آپکا دستور تھا کہ جو وحی نازل ہوئی اسکو کسی تختے یا ہڈی پر لکھکر ایک صندوق مین بند کردیتے - انکے انتقال پر اس صندوق کو کھولا گیا اور ان تختیون اور ہڈیون کی نقل اتار کر اونہین کتاب مین مرتب کیا گیا،،

اس تقریر کی رد مین اڈیٹر صاحب الحدیث فرماتے ہین "اسلامی تواریخ مین تو اس صندوق کا پتہ نہین - ہان پتہ ہو تو یہ ہے کہ اصحاب کے سینون مین قرآن جمع تہا - کیونکہ وہ حافظ تھے - کیا آریہ سماج ہمین اس صندوق کا پتہ دینگے صلہ مورخہ ۲ شعبان ۱۳۲۳ھ مطابق

جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اڈیٹر صاحب کو مطلق کتابت قرآن سے انکار ہی کیونکہ اونکا مذہب یہی ہی کہ اصحاب

رہا عثمان کی طرف منسوب ہونا تو کبریت احمر میں قول محی الدین عربی ملاحظہ فرمائیے
قد زعم بعض اهل الكشف انه سقط من مصحف عثمان كثير من المنسوخ
قال ولوان رسول الله كان هو الذی جمع القران لوقفنا وقلنا هذا وحده
هو الذی نتلوه یوم القیمة قال لولا ما یسبق للقلوب الضعیفة و وضع
الحکمة فی غیر اهلها جمیع ما سقط من مصحف عثمان ص۱۴ ابر حاشیہ

یعنی بعض اہل کشف کا گمان ہے کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ ساقط ہو گیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلے اس قرآن کو جمع کیا ہوتا تو ہم کہتے اسی کی تلاوت کرینگے بروز قیامت اور اگر عوام کا خیال نہوتا تو مصحف عثمان میں جہاں جہاں سے ساقط ہوا ہے ہم سبکو بیان کر دیتے"

اب غور فرمائیے بیاض عثمانی یا مصحف عثمانی کے کہنے والے کون لوگ ہوئے شیعہ یا سنی۔
افسوس کہ آپکی مخالفت خدا و رسول ص سے اب اسدرجہ ترقی کر گئی کہ قرآن کو کتاب صامت کہنے پر تمسخر کر رہے ہیں۔ حالانکہ اگر ایسا نہوتا تو رسول اللہ ... انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی کیوں فرماتے۔ اور عمر صاحب نے اوسکے مقابلہ میں حسبنا کتاب اللہ اسی لئے تو کہا کہ اگر کتاب اللہ اہلبیت اطہار کے ساتھ ضم ہو گئی۔ تو پھر کسی کی دال نہ گلے گی۔

اب اوسی بزرگ کا نام کیوں نہیں لیتے جسنے یہ جملہ فرمایا تھا ازالۃ الخفا میں ہے ص۲۷۳
اہل شام مصحف بر داشتند کہ درمیان ما و شما این قرآن است و حضرت مرتضی فرمود کہ این قرآن صامت است و من قرآن ناطقم۔

---

(بقیہ نوٹ ص۸۶) کے سینوں میں جمع تھا" جبھی تو چار پانچ سو صحابہ حافظان قرآن کے مارے جانے پر قرآن جمع کیا گیا کہ اوسوقت کوئی حافظ ایسا نہ تھا جسکو پورا قرآن یاد ہو۔

اڈیٹر صاحب اہلحدیث ۱۹۳۰ء میں یہی لکھتے ہیں "حضور پیغمبر خدا ... شروع میں سوا کلام الہی (قرآن مجید) کے ہر ایک کو کلام الہی لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ مگر جب حضور کو معلوم ہوا کہ لوگونکو کلام خدا اور کلام نبوی میں تمیز حاصل ہو گئی ہے تو اپنی احادیث لکھنے کی بھی اجازت بخشی تھی"

پس جب صحابہ کی لیاقت علمی ایسی تھی کہ وہ قرآن و حدیث میں تمیز نہ کر سکتے تھے تو کب ممکن تہا وہ کتابت قرآن کرتے پہر شاہ صاحب کا یہ لکھنا کہ حضرت نے مثل شاعروں یا منشیونکے بیاض میں یا کتابونکی پشت پر لکھ رکھا تھا کسدرجہ لغو ہے" اڈیٹر

ہم جانتے ہین آپ اون لوگون سے نہین ہین جو حق کو قبول کرین۔ کیونکہ اسلام سے
نکلنے والا کبھی جویاے حق نہین ہو سکتا اگر جس شخص کو زبانی آپ بھی خلیفہ اور امام مانتے ہین
اوسکا ایک فیصلہ لکھنا مناسب ہے کہ شائد مرزائیون سے کوئی بھی ہدایت پاجاے شاہ ولی اللہ
صاحب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین باز واقعہ نہروان اعلام فرمودہ در آن حدیث متواتر است
اخرج احمد عن عبد اللہ بن عیاض بن عمرو القاری قال جاء عبد اللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ
ونحن عندہا جلوس مرجعہ من العراق لیالی قتل علیؓ رضی اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن شداد
ہل انت صادقی عما اسألک عنہ تحدثنی عن ہولاء القوم الذین قتلہم علیؓ قال ومالی لا اصدقک
قالت فحدثنی عن قصتہم قال فان علیا لما کاتب معاویۃ وحکم الحکمین خرج علیہ ثمانیۃ آلاف
من قراء الناس فنزلوا بارض یقال لہا حروراء من جانب الکوفۃ وانہم عتبوا علیہ فقالوا
انسلخت من قمیص البسکہ اللہ واسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت فحکمت فی دین اللہ فلا حکم
الا للہ فلما ان بلغ علیا ما عتبوا علیہ وفارقوہ علیہ فامر موذنا فاذن ان لا یدخل علی امیر
المومنین رجل الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلأت الدار من قراء الناس دعا
بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ بیدہ ویقول ایہا المصحف حدث الناس
فناداہ الناس فقالوا یا امیر المومنین ما تسأل عنہ انما ہو مداد فی ورق ونحن نتکلم بما روینا
منہ فماذا ترید قال اصحابکم ہولاء الذین خرجوا بینی وبینہم کتاب اللہ عزوجل یقول اللہ
عزوجل فی کتابہ فی امرأۃ ورجل وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ
وحکما من اہلہا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما فامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعظم
دما وحرمۃ من امرأۃ ورجل ونقموا علیّ ان کاتبت معاویۃ کتب علی بن ابی طالب
وقد جاءنا سہیل بن عمرو ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حین صالح
قومہ قریشا فکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال سہیل لا اکتب
بسم اللہ الرحمن الرحیم قال کیف نکتب قال اکتب باسمک اللہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاکتب محمد رسول اللہ فقال لو اعلم انک رسول اللہ لم اخالفک فکتب ہذا ما صالح علیہ
محمد بن عبد اللہ قریشا یقول اللہ عزوجل فی کتابہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ

حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الآخر فبعث اليهم علیؓ عبد الله بن عباس فخرجت
معه حتى اذا توسطنا عسكرهم قام ابن الكواء يخطب الناس فقال يا حملة القرآن هذا عبد الله
بن عباس من لم يكن يعرفه فانا اعرف من كتاب الله ما يعرفه به هذا ممن نزل فيه وفي قومه
قوم خصمون فردوه الى صاحبه ولا تواضعوه كتاب الله فقال خطباءهم فقالوا والله لنواضعنه
كتاب الله فان جاء بحق نعرفه لنتبعنه وان جاء بباطل لنبكتنه بباطله فواضعوا عبد الله الكتاب
ثلثة ايام فرجع منهم اربعة آلاف كلهم تائب فيهم ابن الكواء حتى ادخلهم على علی الكوفة فبعث
علی الى بقيتهم فقال قد كان من امرنا وامر الناس ما قد رايتم فقفوا حيث شئتم حتى تجتمع امة
محمد صلى الله عليه وسلم بيننا وبينكم ان لا تسفكوا دما حراما وتقطعوا سبيلا وتظلموا ذمة فانكم ان
فعلتم فقد نبذنا اليكم الحرب على سواء ان الله لا يحب الخائنين فقالت له عائشة يا ابن شداد
فقد قتلهم فقال والله ما بعث اليهم حتى قطعوا السبيل وسفكوا الدم واستحلوا اهل الذمة فقالت
الله قال الله الذي لا اله الا هو لقد كان قالت فما شیء بلغني عن اهل العراق يتحدثونه يقولون
ذو الثدي ذو الثدي قال قد رايته وقمت مع علی عليه في القتلى فدعا الناس فقال۔
اتعرفون هذا فما اكثر من جاء يقول قد رايته في مسجد بني فلان يصلي ورايته في مسجد بني
فلان يصلي ولم ياتوا فيه بثبت يعرف الا ذلك قالت فما قول علی حين قام عليه
كما يزعم اهل العراق قال سمعته يقول صدق الله ورسوله قالت هل سمعت منه انه قال
غير ذلك قال اللهم لا قالت اجل صدق الله ورسوله يرحم الله عليا انه كان من كلامه
لا يرى شيئا يعجبه الا قال صدق الله ورسوله فيذهب اهل العراق يكذبون عليه ويزيدون
عليه في الحديث واخرج احمد عن طارق بن زياد قال خرجنا مع علی الى الخوارج فقتلهم ثم
قال انظروا فان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال انه سيخرج قوم يتكلمون بالحق لا يجوز
حلقهم يخرجون من الحق كما يخرج السهم من الرمية سيماهم ان منهم رجلا اسود مخدج اليد في
يده شعرات سود ان كان هو فقد قتلتم شر الناس وان لم يكن هو فقد قتلتم خير الناس فبكينا
ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا وخر علی معنا ساجدا غير انه قال يتكلمون
بكلمة الحق —

یعنی رسول اللہ صلعم نے واقعہ نہروان سے بھی خبر دی جو حدیث متواتر ہے۔ امام احمد بن حنبل عبید اللہ بن عیاض سے روایت کرتے ہین کہ ہم سب خدمت عائشہ مین بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن شداد بھی آئے اوس زمانہ مین کہ حضرت علی مقتل کئے گئے تھے۔ عائشہ نے کہا اے عبداللہ۔ کیا تم سچ سچ ہماری باتونکا جواب دوگے۔ بتاؤ اس قوم کا حال جسے علی کرم نے قتل کیا ہے۔ عبداللہ بن شداد نے کہا ہم سچ کیون نہ بیان کرینگے (جو تم ایسا پوچھتی ہو)۔ عائشہ۔ اچھا انکا قصہ بیان کرو۔ عبداللہ بن شداد۔ جب حضرت علی اور معاویہ مین دربارہ حکمین نوشتہ ہوچکا۔ تو آٹھ ہزار قرار (حافظ) نے حضرت پر خروج کیا اور جانب کوفہ ایک مقام کا نام حرورا ہے وہان آکر ٹھہرے۔ اور حضرت علی پر اپنی ناراضی ظاہر کرنی شروع کی اور کہا آپ اوس قمیص سے نکل گئے جسے خدا نے پہنایا تھا۔ اور وہ نام بھی جاتا رہا جو خدا نے رکھا تھا کیونکہ آپنے دین خدا مین حکم مانا ہے حالانکہ بجز خدا کوئی حکم نہین دے سکتا۔

جب حضرت علی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور یہ کہ اسوجہ سے وہ جدا ہوے ہین۔ تو حضرت نے حکم دیا منادی کو کہ ندا کرے۔ کوئی شخص بغیر قرآن داخل خدمت امیرالمومنین نہو۔ جب مکان حافظان وحاملان قرآن سے بھر گیا۔ تو حضرت نے اوس مصحف کو منگایا جو امام عظیم کہا جاتا ہے۔ اوسکو اپنے سامنے رکھا۔ اور ہاتھ سے پکڑکر فرمانے لگے اے مصحف خبر دے لوگونکو (اڈیٹر اہلحدیث والخلہ بھی یہی چاہتے ہین) یہ دیکھکر ہر طرف سے آواز بلند ہوئی کہ یا امیرالمومنین آپ قرآن سے کیا پوچھتے ہین۔ وہ تو سیاہی ہے کاغذ پر پس حضرت نے فرمایا تو ہمارے تمہارے درمیان مین کتاب خدا ہے جسمین خدا میان بی بی کے متعلق ارشاد فرماتا ہے وان خفتم شقاق بینہما یعنی اگر تم لوگ ڈرو باخود ہاکے اختلاف سے تو ایک شخص کو مرد کے قرابت مندون سے اور ایک شخص کو عورت کے اہل سے حکم بناؤ اگر اصلاح چاہتے ہو خدا دونون مین توفیق دیگا۔

تو امت محمدیہ کی عظمت وحرمت کہین بڑھی ہوئی ہے۔ خون یا حرمت سے ایک مرد و عورت کے تو جب وہان حکم مقرر کرنا جائز ہوا تو یہان کیونکر نہ جائز ہوگا۔

تملو گونکا ہمپر اعتراض یہ بھی ہے کہ ہمنے معاویہ سے صلح کی صلحنامہ لکھا گیا۔ حالانکہ ہملوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے حدیبیہ مین جب حضرت نے صلح کیا ہے قریش سے اور ہم بن رسول اللہ کی طرف سے لکھا گیا بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل بن عمر نے جو منجانب قریش آیا تھا کہا بسم اللہ نہ لکھو حضرت نے پوچھا پھر کیا لکھا جاے تو اوسنے کہا لکھو باسمک اللہم۔

اسکے بعد حضرت نے محمد رسول اللہ لکھوایا تو اسپر بھی اوسنے اعتراض کیا اور کہا کہ ہم اگر آپکو رسول خدا جانتے تو پھر جنگ کیون کرتے۔ آخر لکھا گیا محمد بن عبداللہ

اور خداوند عالم قرآن مین فرماتا ہے لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر یعنی تملوگونکو مناسب ہے تاسی کرنا رسول خدا کی جو امیدوار یوم آخر ہو۔

عبداللہ بن شداد کہتے ہین پس حضرت نے عبداللہ بن عباس کو بھیجا فہمایش خوارج کیلیے۔ ہم بھی ساتھ تھے جب خوارج کی لشکر کے بیچ مین ہملوگ پہونچے۔ تو ابن الکوا (خوارج کا سردار) خطبہ دینے کھڑا ہوا اور کہا اے حاملان قرآن یہ عبداللہ بن عباس ہین جو نہ پہچانتا ہو۔ اوسکو ہم بتا دیتے ہین کتاب اللہ سے کہ انکے بارہ مین نازل ہوا ہے قوم خصمون (جھگڑالو قوم) لہذا تم سب کو مناسب ہے کہ انکو پھیر دو اپنے صاحب کے پاس چلے جائین اور ان سے کتاب اللہ کے بارہ مین کچھ بات چیت نہ کرو۔

خوارج : دوسرے خطیبون نے کہا یہ نہین ہوسکتا ہم کتاب خدا مین ضرور ان سے مباحثہ کرینگے اگر حق ہوگا تو قبول کرینگے اور باطل ہوگا تو ہم اوسپر ملامت کرینگے۔

اسکے بعد تین روز خوارج سے اور حضرت ابن عباس سے کتاب اللہ سے مباحثہ رہا جس سے چار ہزار خوارج نے توبہ کیا جنمین ابن الکوا بھی تھا اور سبکو حضرت علیؑ کے پاس لائے۔

پھر حضرت علیؑ نے باقی لشکر خوارج سے کہلا بھیجا کہ جو ہو اوسکو تم دیکھ رہے ہو کہ سطرح (معاویہ وغیرہ) مخالفت پر ہین۔ لہذا جہان چاہو تم قیام کرو یہانتک کہ امت محمدیہ مین اجتماع پیدا ہو۔ ہان تمپر یہ لازم ہے کہ ناحق خون نہ کرو۔ راہ نہ لوٹو۔ کسی ذمی کو نہ ستاو۔

اگر ایسا کروگے تو تم سے بھی ہم اونہین کے طرح جنگ کرینگے کیونکہ خدا دوست نہین رکھتا خیانت کرنے والون کو۔

عائشہ نے کہا اے ابن شداد مگر علی نے سبکو قتل کر ڈالا۔ یعنی جو عہد کیا تھا اوسپر قایم نہ رہے اور سبکو قتل کر ڈالا)

ابن شداد ہان ہان قسم خدا کی جب تک اون خوارج نے مسافرونکو نہ لوٹا۔ خون ناحق نہ گرایا۔ اہل ذمہ پر ظلم نہین کیا۔ اوسوقت تک حضرت علیؑ نے اونپر لشکر نہین بھیجا۔ اونکو چھوڑ دیا تھا۔

عائشہ نے کہا سچ کہو خدا کی قسم۔ ابن شداد۔ ہان قسم ہو اس خدا کی جسکے سوا کوئی خدا نہین۔

تب عائشہ نے کہا اچھا یہ اہل عراق ذوالثدی وذوالثدیہ کا کیا حال بیان کرتے ہین۔

عبداللہ بن شداد نے کہا ہم حضرت علیؑ کے ساتھ جب کشتونکو دیکھ رہے تھے تو حضرت علیؑ نے لوگون کو بلایا اور کہا کہ دیکھو اسکو پہچانتے ہو۔ تو اکثر لوگ آتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمنے اسکو فلان مسجد مین نماز پڑھتے دیکھا تھا ہمنے فلان مسجد مین۔ اسکے سوا اور کچھ کسی نے نہین بیان کیا۔

عائشہ نے پوچھا پھر اوسوقت حضرت علیؑ نے کیا کہا تھا۔ تو عبداللہ بن شداد نے کہا ہمنے یہی سنا تھا کہ حضرت فرماتے تھے صدق اللہ ورسولہ کہ خدا اور اوسکے رسول نے سچ کہا عائشہ نے پوچھا کچھ اسکے سوا اور بھی کہا تھا عبداللہ بن شداد۔ ہرگز نہین۔ عائشہ نے کہا بیشک سچ کہا اللہ اور رسول نے خدا رحم کرے علیؑ پر کہ جب اس قسم کی کوئی بات عجیب ہوتی تھی تو وہ یہی کہتے تھے صدق اللہ ورسولہ اب اہل عراق چلے ہین اونپر افترا کرنے۔

دوسری روایت احمد بن حنبل نے طارق سے یہ روایت کی ہے کہ جب حضرت نے خوارج کو قتل کیا تو فرمایا دیکھو کیونکہ رسول اللہؐ نے خبر دی ہے کہ ایک قوم نکلیگی جو بتکلف حقدار بنے گی۔ حالانکہ حق اونکی حلق کے نیچے نہ اوترنگا یہ لوگ ایسا حق سے نکل جائینگے جسطرح تیر نکل جاتا ہے کمان سے۔

انکی علامت خاص یہ ہے کہ اونمین ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ جسکا ایک ہاتھ ناقص ہوگا

اور اوسکے ہاتھ مین چند بال سیاہ ہونگے ۔ اگر وہ ملگیا ہو تو سمجھ لو تمنے بدترین ناس کو قتل کیا اور نہین تو بہترین ناس کو قتل کیا۔ اس بیان سے سب رونے لگے پھر حضرت نے فرمایا اوس کو طلب کر تو ہملوگون نے آخرا سے پالیا اور ہم سب سجدۂ شکر کیلئے جھک گئے حضرت علی بھی اسی طرح سجدہ مین تھے اور اس حدیث مین بجائے یتکلفون یتکلمون بکلمۃ الحق فرماتے تھے۔ تمام ہوا ترجمہ روایت ازالۃ الخفا

ہماری غرض اس روایت سے صرف اسقدر ہے کہ یہ حقانیت جو دکھائی جاتی ہے اور ہر بات مین کتاب خدا پیش کی جاتی ہے ۔ تو اسکی ابتدا خوارج سے ہوئی جو آجتک اوسی زور وشور سے ترقی پر ہے ورنہ قبل از خوارج نہ کسی نے کتاب اللہ سے استدلال کیا تھا نہ اس سے استدلال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ تمامی اہل فہم کو معلوم ہے کہ خلافت ثلثہ تک نہ کتاب اللہ سے استدلال کیا جاتا تھا نہ کوئی سند لاتا تھا ۔

حالانکہ موجد حسبنا کتاب اللہ خلیفہ دوم ہین جنھون نے بمخالفت حکم رسول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اسکا ایجاد کیا تھا۔ مگر یہ فقرہ نکالا تھا جو اوسیوقت تیر بہدف ثابت ہوا کہ رسول اللہ کی ایک نے بھی نہ سنی ۔ اور سب خلیفہ دوم کے ہم آواز ہوے جسکا جواب رسول اللہ کے پاس اسکے سوا کچھ نہ تھا قوموا عنی ۔ دور ہو نکلو ۔ چلے جاؤ ۔ ہمارے پاس سے ۔

تو یہ سمجھ رکھنا چاہئے کہ جو حضرات چاہتے ہین صرف کتاب اللہ سے استدلال کیجاوے اول مخالف رسول اللہ سے ہین کہ حضرت نے انی تارک فیکم الثقلین فرمایا ہے ۔

اسپر دعوای اسلام وایمان اور بھی حیرت خیز ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔

**خلافت راشدہ** چنانچہ صاحب اشاعۃ البصائر صفحہ (۲۰۰) مین لکھتا ہے کہ

”مدار سارا اخبار پر ہے عقلی دلائل کچھ نہین“ اور حقیقت مین کمزوری تھا کہ شیعہ اس سچے حکم عدل اور نور سے فیصلہ لینے مین کوتاہی کرتے اور اس کی طرف قدم نہ بڑھانے کی توفیق ان سے چھینی جاتی اس لئے کہ خدا کی حکمت نے قرآن کی ۔

اشاعت کا ذریعہ حضرت ابوبکر کی جماعت کو بنایا۔ اور حضرت ابوبکر کی نسبت ایسے عقیدہ کے ہوتے کیونکر ممکن تھا کہ شیعہ فیصلہ کا سارا مدار بلکہ کچھ بھی قرآن پر رکھتے سوہین خدا کے بندون اور راستی کے حامیون کو بتاکید کہتا ہون کہ اِس قوم کے مقابل قرآن سے ہتھیار پہن کر نکلو اور یقیناً یاد رکھو کہ حق کی راہ کو ان کانٹون سے پاک صاف کرنا کچھ بھی مشکل نہین شیعیت کا مقابلہ مسلمانون کو عیسویت کے مقابلہ سے بھی زیادہ آسان ہے۔ ان دونون کے فرضی بتون مین تفریق کرنا سخت مشکل ہے کہ ان مین زیادہ بودا اور بہت جلد ٹوٹ جانے والا کونسا ہے اس سے دھوکا نہ کھاؤ کہ کبھی کبھی یہ لوگ قرآن کی آیتین بھی پیش کرتے ہین۔ جیسے حلی شیعی دو ہزار آیتین اپنے عقیدہ کی تائید مین لایا ہے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ دو ہزار مین سے ایک بھی اوسکے باطل اور بطلان کی تائید نہین کرتی ؎

ردالملاحدہ اب اس فرقہ کے کذب و زور کی زیادہ پردہ دری کی ضرورت نہین رہی۔ پہلے اس عبارت کو دیکھیے جو اس شخص نے لکھی ہے۔ پھر ہلی عبارت انارۃ البصائر کو دیکھیے۔ اور غور فرمایے اس شخص نے کہانتک خشیۃ اللہ کا لحاظ کیا ہے۔

آیہ ومن یرتد منکم فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم کے متعلق بحث لکھ رہے ہین ملاحظہ ہو انارۃ البصائر صفحہ ۸۸ جلد ۲ سطر ۱۲

باقی رہا زوال سلطنت اور اضمحلال اہل ملت یہ دلیل حقیت کی نہین ہے بلکہ حق تعالے موافق مصالح کے جسے چاہتا ہے صاحب سلطنت و عزت کیا ہے اور جب چاہتا ہے خلع انتزاع مملکت اس سے کرتا ہے جو شوکت و رونق اسلام کو پہلے تھی وہ اب کہان ہے۔ بالجملہ یہ امور لائق استدلال نہین ہین بلکہ منشا اُنکا عناد وانحراف سے واقع مین معانی اور مراد آیات قرآنی کا مدار اخبار پر ہے۔ اور اسمین ظاہر یہ ہے کہ جو اخبار فریقین کے موافق ہو وہی صحیح ہے نہ کہ ایسی عقلیات جو محض بے حقیقت ہین اور اگر ایسا ہی ہوا تو اکثر انبیا بھی ہمیشہ مقہور و ممنوع رہے اور منکرین الوہیت بلکہ مدعیان الہ نے

کیسی سلطنتین اور حکومتین کین ہین اور اس وقت بھی منکرین نبوت کی کیسی کثرت اور کسقدر شوکت وقوت ہے حالانکہ غلبہ اسلام کا وعدہ ہے لیکن وعدہ الٰہی کا علم کسے ہے کہ کس بناپر اور کس وقت کے لئے فرمایا ہے کیا فسوف یاتی اللہ بقوم اقترب الساعۃ سے بھی زیادہ ہے اور کیا عجب ہے کہ مراد الٰہی اس وعدے سے زمانہ ظہور صاحب العصر ہی ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے پھر کیا وہ زمانہ گذر گیا جو قضیہ شرطیہ بنایا گیا ہم تو انتظار کر رہے ہین انھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا ؏

کیا اس عبارت کو دیکھکر کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ مولف ازالۃ البصائر نے دلائل عقلی سے انکار کیا ہے ؟ یا ان توجیہون کو رد کیا ہے جو بے عقلی سے مخالفین نے تراش لیا تھا۔ اوسکے نسبت لکھتے ہین "یہ امر لائق استدلال نہین بلکہ نشا انکا عناد و انحراف ہی واقع مین معانی اور مراد آیات قرآنی کا مدار اخبار پر ہے "۔

جس مین بدیہی طور پر بیان کیا گیا کہ قرآن کے معانی و مطالب ایسی توجیہات سفیہانہ سے نہین ہوسکتے جسکو توجیہ عقلی کا خطاب دیا جاتا ہو بلکہ اخبار و احادیث متفق علیہ فریقین سے تحقیق کی جاتی ہے۔

زیادہ قابل عبرت یہ ہے کہ مولوی صاحب اس حمایہ پر یوٹ بھی لکھتے ہین جو انہی موجب حیرت ہے کیونکہ لکھتے ہین "کافی کلینی مین سب سے پہلے عقل کی فضیلت مین بسوط باب باندھا گیا ہے۔ اور دیباچہ مین لکھا ہے کہ قرآن کے سوا اور کسی شی سے تمسک نہین کرنا چاہئیے۔ مگر افسوس خود کلینی اور اُسکی قوم نے ان دونون سچے مشیرون سے کبھی مشورہ نہین لیا مین نے بحمد اللہ اس تمام کتاب مین ان ہی دو گواہون کی شہادت سے کیا ہے جو کچھ کیا ہے۔ کیا مجھے توقع رکھنی چاہئیے کہ اب کوئی رشید ان مین سے اُٹھے گا جو باطل کی کمزور تار و پود کو تاڑ لیگا "۔

افسوس کہ شیطان اصلاح انسان کے اغوا مین سرگرم رہتا ہے کہ پھر اوسکو کچھ نہین معلوم ہوتا ہم کیا کہ رہے ہین اور کیا لکھ رہے ہین کہان تو وہ دعوی تھا کہ شیعہ قرآن کو کم وزن کرتے ہین۔ بیاض عثمانی کہتے ہین۔ پھر یہ دعوی کیا کہ قرآن کتاب صامت ہے۔ اب یہان یہ شگوفہ چھوٹ رہا ہے کہ شیعہ قرآن کے مقابلہ مین عقل کو نہین مانتے۔ بلکہ سارا مدار اخبار و احادیث پر رکھتے ہین۔

چونکہ یہ مباحث محض نزاع لفظی کے اقسام سے ہے لہذا ہم اس مین زیادہ تضیع اوقات نہین چاہتے بلکہ اون مطالب عالیہ پر آنا چاہتے ہین جو انکے مذہب کی جان ہے کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے قرآن شیعون کے گھر اوترا قرآن کی ترتیب وترسیت جو کچھ ہوئی وہ شیعون کے گھر۔ قرآن کو رسول اللہ نے اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیا۔ قرآن کا سچا عالم اور پیرو دنیا مین کوئی نہین کیونکہ بجز شیعہ بھی اسکو حدیث کا محکوم اور ماتحت جانتے ہیں صرف شیعہ ہی اسکے قایل ہین کہ حدیث بر عقل پر تمام تبایح قرآن کو فوقیت ہے یہ صرف شیعون ہی کا عقیدہ ہے جو تمامی حدیث کو بمقابلہ قرآن رد کرتے ہین۔

اگر آپ غور کرینگے تو ابتداے اسلام سے آجتک کسی فرقہ کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ قرآن کو جاے پناہ بناے اور اپنا ایک مسئلہ بھی اختلافی مسایل سے قرآن سے ثابت کرسکے مگر یہ حوصلہ ہے توصرف شیعون کا جنہون نے ابتداے اسلام سے آجتک نہ کبھی اس سے انحراف کیا نہ قرآن واہل بیت کا دامن ایک منٹ کے لئے چھوڑا۔

حالانکہ رسول اللہ نے بتاکید تمام فرمایا کہ خود میری حدیث کی بھی بمقابلہ قرآن نہ مانو مگر اہل سنت نے اس فرمان کو نہ مانا اور حدیث کو موضوع کہکر نکال دیا۔

مشکوۃ مین ہے عن ابن عباس قال من تعلم کتاب اللہ ثم اتبع ما فیہ ھداہ اللہ من الضلالۃ فی الدنیا ووقاہ یوم القیمۃ سوء الحساب وفی روایۃ قال من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا یشقی فی الاخرۃ ثم تلا ھذہ الایۃ فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی رواہ رزین۔ صفحہ ۵۳ جلد اول

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ جس نے سیکھا قرآن کو پھر اوسپر عمل کیا تو خدا وسکی ہدایت کریگا ضلالت سے دنیا مین اور بچائیگا سوء حساب سے بروز قیامت دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا جسنے پیروی کی کتاب اللہ کی وہ نہ گمراہ ہوگا دنیا مین اور نہ شقی ہوگا قیامت مین۔ پھر پڑھا اس آیہ کو کہ جس نے پیروی کی میری ہدایت کی وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی۔

پھر اوسی مشکوۃ مین ہے۔ قال رسول اللہ صلعم کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ

کلامی وکلام الله ینسخ بعضہ بعضہا وعن ابن عمر قال قال رسول الله ان احادیثنا ینسخ بعضہا بعضا کنسخ القرآن۔ صفہ ۵۵۔

یعنی حضرت نے فرمایا کہ ہمارا کلام نہین منسوخ کرتا کلام اللہ کو اور کلام اللہ منسوخ کرتا ہے ہمارے کلام کو اور کلام اللہ نسخ کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو اور ابن عمر کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہماری حدیثین بعض اوسکی بعض کو منسوخ کرتی ہین۔

تفسیر کبیر مین ہے جلد ۳ صفحہ ۳ التاسع انہ روی عن النبی انہ قال اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ والا فردوہ ولا شک ان الحدیث اقوی من القیاس فاذا کان الحدیث الذی یوافقہ الکتاب مردودا فالقیاس اولے بہ۔

کہ رسول اللہ سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی حدیث ہمسے روایت کی جائے تو اوسکو کتاب اللہ پر عرض ہو اگر وہ حدیث موافق کتاب اللہ ہو تو اوسکو قبول کرو والا چھوڑ دو اور نہین شک ہے کہ حدیث قوی ہے قیاس سے پس جب وہ حدیث کہ موافق کتاب اللہ نہو مردود ہوتی ہے تو قیاس بدرجہ اولے۔

یہ تو احادیث اہل سنت ہین جن سے وہی بات معلوم ہوتی ہے جو احادیث شیعہ مین ہے جسکو اپنے نوٹ مین لکھا ہے اور کافی کلینی مین سب سے پہلے عقل کی فضیلت مین مبسوط باب باندھا گیا اور دیباچہ مین لکھا ہے کہ قرآن کے سوا اور کسی شے سے تمسک نکرنا چاہئے جس سے بحیثیت حکم رسول ہونے کے شیعہ وسنی اس بارے مین متحد نکلے کہ یہی فرمان رسول ہے کہ قرآن کے مقابلہ مین ہماری حدیث نہ مانو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کس فریق نے اس حکم رسول کو مانا اور کس نے نہین مانا ہم اہل سنت کا صریحی اقرار پیش کرتے ہین لہذا اہل سنت پر فرض ہے کہ وہ ہمارے علما کا صریحی انکار پیش کرین جس سے فوری تصفیہ ہو جاسے کہ کون قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔

قاضی بن محمد بن علی بن محمد شوکانی جو امام شوکانی کہلاتے ہین ارشاد الفحول مطبوعہ مطبع سعادت بجوار محافظہ مصر مین لکھتے ہین صفہ ۱۳۱ ملاحظہ ہو۔

واما يروى من طريق ثوبان الامر
بعرض الاحاديث على القرآن فقال يحيى
بن معين انه موضوع وضعته الزنادقة
وقال الشافعي ما رواه احد عمن يثبت
حديثه في شيء صغير ولا كبير وقال
ابن عبد البر في كتاب جامع العلم قال
عبد الرحمن بن مهدي الزنادقة و
الخوارج وضعوا حديث ما اتاكم
عني فاعرضوه على كتاب الله فان
وافق كتاب الله فانا قلته وان خالف
فلم اقله وقد عارض حديث العرض
قوم فقالوا عرضنا هذا الحديث الموضوع
على كتاب الله فخالفه لانا وجدنا في
كتاب الله (وما اتاكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا) ووجدنا فيه
(قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم
الله) ووجدنا فيه (من يطع الرسول
فقد اطاع الله) قال الاوزاعي الكتاب
احوج الى السنة من السنة الى الكتاب
قال ابن عبد البر انها تقضي عليه وتبين
المراد منه وقال يحيى بن ابي كثير السنة تبين
المراد منه وقال يحيى بن ابي كثير السنة
قاضية على الكتاب والحاصل ان سنة

یعنی جو روایت کہ بطریق ثوبان اس بارے
مین وارد ہے کہ حدیث کو عرض کرنا چاہئے کتاب
اللہ پر تو یحیی بن معین کہتے ہین کہ یہ حدیث موضوع
ہے جسکو زنادقہ نے وضع کیا ہے کہا شافعی نے
کہ نہین روایت کیا ہے اس حدیث کو اون
لوگون نے جنکی حدیثون سے کوئی بات ثابت
ہوتی ہے خواہ صغیر ہو خواہ کبیر۔ کہا ابن عبد البر
نے کتاب جامع العلم مین کہ عبد الرحمن بن مہدی
کہ زنادقہ و خوارج نے وضع کیا ہے حدیث ما
اتاکم عنی فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافق
کتاب اللہ فانا قلتہ وان خالف فلم اقلہ
یعنی جو حدیث تمکو ہمسے پہونچے تو اوسکو عرض
کرو کتاب اللہ پر پس اگر موافق ہو تو ہمنے کہا اوسکو
اور اگر خلاف ہے تو نہین کہا۔ اس حدیث
عرض کا معارضہ کیا ہے قوم نے بایں طور کہ
اسکو ہمنے عرض کیا کتاب اللہ پر تو اسکو قرآن کے
کے معارض پایا کیونکہ کتاب اللہ مین ہے
وما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہو
اور اوس مین یہ آیہ بھی پایا ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ [illegible]
ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ [illegible]
نے کہ قرآن [illegible]
حدیث کے کہ وہ محتاج قرآن [illegible]

حجیۃ السنۃ المطہرۃ واستقلالہا بتشریع
الاحکام ضروریۃ دینیۃ ولا یخالف فی
ذلک الا من لا حظ لہ فی دین الاسلام

نے کہ حدیث فیصلہ کرتی ہے قرآن کا اور اسکے
مطلب کو بیان کرتی ہے۔ کہا یحیی بن ابی کثیر
نے کہ سنت قاضی ہے کتاب اللہ پر۔ خلاصہ
یہ کہ حدیث کا حجت ہونا استقلال تشریع احکام مین ضروری دین ہے جسکا کوی مخالف
نہین ہوسکتا جو مسلمان ہو"

اب تو نہین کوئی سنی کہہ سکتا "اس قوم کے مقابل قرآن کا ہتھیار پہن کر نکلو" کیونکہ قرآن کے
ہتھیار کو پیروان قایل حسبنا کتاب اللہ نے بیکار کر دیا ہے۔ قرآن کو حدیث کا محتاج
بنا دیا۔ قرآن کو حدیث کا رعیت بنایا پھر تمہاری کیا طاقت ہی کہ شیعون کے مقابلہ مین
قرآن کو لا سکو۔

قاضی شوکانی نے جو جواب دیا ہی وہ بہت ہی مزہ دار ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہین کہ اس
حدیث سے حدیث کی ضرورت ہی نہین رہتی حالانکہ یہ اونکی خوش فہمی ہے کیونکہ جب وہ
فہم معانی قرآن سے بہ نص رسول محروم ہین تو بھلا حدیث کو کب سمجھ سکتے ہین کیونکہ حدیث
کا یہ ارشاد وضعی حدیث کی شناخت کے لئے ہے جیسا کہ توضیح الالباب فی ترجیح الفقہا
شہاب الدین احمد مین ہے بذیل حدیث طولانی کہ حضرت نے فرمایا خطبہ منی مین۔

وانہ سیکون من بعدی اقوام یکذبون
من بعدی ومعاذ اللہ ان اقول علی
اللہ الحق وانطق مامرہ الا الصدق
وما امرکم الا ما امرنی بہ اللہ ولا ادعوکم
الا الی اللہ وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون۔

یعنی کچھ لوگ ہمارے بعد ہمپہ جھوٹھ باندھین گے
جو قبول کر لیا جاے گا۔ خدا کی پناہ جو مین خدا
پر حق کے سوا کوئی دوسری بات کہون یا
راستی کے سوا دوسرا کلام کرون مین تو وہی
حکم دیتا ہون جسکا خدا نے حکم دیا ہے۔ اسی
لئے حضرت نے تصدیق اور تکذیب احادیث
کا اسکو معیار قرار دیا ہے کہ اسکو کتاب خدا پر عرض کرو جو اوسکے مطابق ہو اوسکو قبول
کرو اور جو اوسکے خلاف ہو اوسکو رد کرو۔ نہ یہ کہ عام طور پر یہ حکم ہو کہ کوی حدیث نہ قبول
کیجائے جیسا کہ اہل قرآن کا خیال ہے۔

رہی وہ آیتین جن سے شوکانی نے استدلال کیا ہے یعنی ما اتیکم الرسول یا ان کنتم تحبون اللہ یا من یطع اللہ و الرسول تو مسلّم ہین کہ بے شک احکام رسول بھی مثل احکام الہی کے واجب التعمیل ہین مگر گفتگو اسمین ہے کہ دو حدیث اگر متعارض ہین تو کونسی حدیث قبول کیجاتی جو موافق قرآن ہوگی یا وہ جو مخالف قرآن ہوگی۔

رہا یہ کلام شوکانی کہ یحیی بن معین نے اسکو موضع کہا ہے تو یہ اونکے اختیار کی بات نہین ہے مگر قرآن تو کہہ رہا ہے قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما اوحی الی کہ کہہ تو محمد نہین ہے میرے لئے یہ کہ اوسکو بدل دین اپنے دلسے مین تو اوسی کی پیروی کرتا

## قرآن کا منسوخ ہونا خبر واحد سے

اہل سنت نے یہانتک ترقی کی ہے کہ عام طور پر قرآن کو اخبار احاد سے جو مفید علم بھی نہین منسوخ مانتے ہین جیسا کہ حصول المامول مین ہے۔

واما نسخ القران او المتواتر من السنۃ بالاحاد فقد وقع الخلاف فی ذلک فی الجواز والوقوع اما الجواز عقلا فقال بہ الاکثرون واما الوقوع فذھب الجمھور کما حکاہ ابن برھان و ابن الحاجب وغیرھما الی انہ غیر جایز وذھب جماعۃ من اھل الظاھر الی وقوعہ وھی روایۃ عن احمد وھو الحق ومما یرشدک الی جواز النسخ بما صح من الاحاد لما ھو اقوی متنا او دلالۃ منھا ان الناسخ فی الحقیقۃ انما جاء رافعا لاستمرار حکم المنسوخ ودوامہ وذلک ظنی ان کان دلیلہ قطعیا فالمنسوخ انما ھو ھذا الظنی لا ذلک القطعی فتامل پھر لکھتے ہین قال ولم نعلم احدا منع من جواز نسخ الکتاب بالخبر الواحد عقلا فضلا عن المتواتر صفحہ ۱۵۱

یعنی اسمین اختلاف ہے کہ قرآن و حدیث متواتر خبر احاد سے منسوخ ہوسکتا ہے یا نہین اکثر اسکے قایل ہین کہ عقلا جایز ہے خبر واحد سے منسوخ ہو جائے۔ برہان و ابن حاجب وغیرہ قایل ہین کہ گو جائز ہے مگر واقع نہین ہوا اور ایک جماعت اہل ظاہر سے جنمین امام احمد بھی ہین قایل ہین کہ واقع بھی ہوا اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ناسخ کی غرض تو رفع استمرار ہے جو منسوخ سے پیدا ہوا پس یہ حکم جو منسوخ سے معلوم ہوا تھا ظنی ہے تو یہی ظن

منسوخ ہوا نہ وہ جو قطعی ہے پھر لکھتے ہین کہ کہا ہم نہین جانتے کہ کسی نے بھی منع کیا ہو جواز نسخ کتاب کو خبر واحد سے چہ جائیکہ حدیث متواتر سے نسخ کا مانع ہو۔

اس عبارت نے واضح طور پر بتادیا کہ قرآن کی جس آیت کو چاہو صحیح بخاری صحیح مسلم سے منسوخ کردو کیونکہ وہ سب خبر احاد ہے بلکہ خبر احاد کے اعلیٰ افراد سے ہے نہین نہین جس حدیث سے چاہو قرآن کو منسوخ کردو کیونکہ حدیث صحیح کے ٹھیکہ دار صرف صحاح ستہ ہی نہین ہین انکے علاوہ ہزار ون کتاب حدیث کی ہے وہ سب ناسخ قرآن ہین۔

اسقدر اچھی طرح معلوم ہوا کہ اہل سنت کے یہان قرآن کریم کیا حیثیت ہے کہ معمولی حدیثین بھی اوسکی ناسخ ہین۔

حرمت متعہ حدیث سے ہے | قاضی شوکانی ارشاد الفحول مین لکھتے ہین ومن الوقوع نسخ نکاح المتعۃ بالنہی عنہا وھو احاد ونحو ذلک کثیرۃ صفحہ ۷۰ یعنی وقوع نسخ قرآن کی حدیث سے یہ بھی دلیل ہے کہ نکاح متعہ کا حکم منسوخ ہے اخبار احاد سے اور مثل اسکے بہت ہین۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ نکاح متعہ کا جواز قرآن سے ثابت ہے فما استمتعتم بہ منہن فاتوھن اجورھن اور حرمت اوسکی حدیث سے معلوم ہوی حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ بانی اس ممانعت کے حضرت عمر ہین جنہون نے فرمایا تہا متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما تو مطلب یہ ہوئے کہ قرآن قول عمر سے منسوخ ہوا

قرآن کا منسوخ ہونا اجماع سے | اب اسپر ترقی سنئے کہ صرف حدیث ہی ناسخ قرآن نہین ہے بلکہ اجماع بھی کون اجماع جس سے خلیفہ بنے ناسخ قرآن ہے جیساکہ شرح اصول بزدوی مین ہے

فکذا الاجماع یجوز ناسخا للکتاب والسنۃ والاجماع عند بعض مشایخنا منہم عیسی بن ابان والیہ ذھب بعض المعتزلۃ تمسکوا بما روی ان عثمان رضی اللہ عنہ لما حجب الام عن

یعنی اجماع بھی قرآن کو منسوخ کرسکتا ہے نزدیک بعض مشایخ کے جن سے ابان بن عیسی بھی ہین اور اسکی طرف گئے ہین بعض معتزلہ بھی انکی دلیل یہ ہے کہ عثمان نے حکم میراث مین دو بھائیون کے رہتے ہین ماں کو ثلث سے گھٹا کر سدس دلوایا

الثلث الى السدس باخوين قال
ابن عباس رضی الله عنهما كيف
تحجبها باخوين وقد قال الله تعالى
فان كان له اخوة فلامه السدس
والاخوان ليسا باخوة فقال حجبها
قومك يا غلام فدل على جواز النسخ
بالاجماع وبان المؤلفة قلوبهم سقط
نصيبهم من الصدقات بالاجماع
المنعقد فی زمان ابی بكر رضی الله
عنه وبان الاجماع حجة من حجج الشرع
موجبة للعلم كالكتاب والسنة
فيجوز ان يثبت النسخ به كالمنصوص
الا ترى انه اقوى من الخبر المشهور
الذی قد اجاز به الزيادة على النص
الذی هی النسخ فبالاجماع اولى

تو کہا ابن عباس نے دو بھائیون کی موجودگی
مین کیونکر محروم کرسکتے ہو حالانکہ خدا نے کہا ہے
فان کان له اخوة اگرچہ مردہ کے کئی بھائی ہون
تو مان کا چھٹا حصہ ہے اور دو بھای لغت مین
کئی بھائی نہین کہے جاتے کیونکہ وہ تثنیہ ہے اور
یہ جمع تو عثمان نے کہا اے غلام تیری قوم نے
اسکو محجوب کردیا ہے اس سے صاف معلوم
ہوا کہ اجماع سے حکم قرآن منسوخ ہوتا ہے اسیطرح
مولفۃ القلوب کا حصہ صدقات مین اس اجماع سے
موقوف ہوگیا جو بعہد ابوبکر ہوا تھا اور اجماع بھی
تو حجج شرعیہ سے ہے جس سے علم ویقین حاصل ہوتا ہے
جیسا کہ قرآن وحدیث سے ہوتا ہے پس جایز ہے
کہ اجماع بھی ناسخ ہو کیا تم نہین دیکھتے کہ قرآن کا نسخ
بذریعہ خبر مشہور جائز ہے اور اجماع تو اس سے
زیادہ قوی ہے پھر اس سے نسخ کرنا تو بدرجہ اولے
جایز ہے۔

**قیاس بھی ناسخ قرآن ہے** ایک قدم اور بڑھائیے تو معلوم ہو کہ آپکے یہان قرآن کا ناسخ وہ
قیاس بھی ہے جس کے بارہ مین اول من قاس ابلیس وارد ہے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان
ہے جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ ہر شیطانی بات سے آپکے یہان قرآن منسوخ ہوتا ہے اسی
شرح بزدوی مین ہے۔

وذكر فی بعض الكتب ان النسخ يجوز عند
ابی القاسم بالقياس الجلی دون
الخفی قال الغزالی رحمه الله لفظ الجلی

یعنی بعض کتابون مین مذکور ہے کہ نسخ قرآن جایز
ہے قیاس سے ابو القاسم کے نزدیک مگر قیاس
جلی ہو نہ خفی اور غزالی نے کہا لفظ جلی مبہم ہے اگر

| مبہم ان امرادیہ ۱ما قطوع بہ فھو صحیح و اما المظنون فلا صفحہ ۱۰ | مراد یہ ہی ہے کہ قیاس قطعی ہے تو اسکا ناسخ ہونا صحیح ہے اور اگر ظنی ہے تو نہین - |
|---|---|

اب اہل انصاف غور کرین کہ اہل سنت کہان تک متبع قرآن ہین کیونکہ حدیث سے وہ منسوخ اجماع سے وہ منسوخ قیاس سے وہ منسوخ پھر اسکی کیا حالت رہی -

اگر ہم یہان اون تصریحات کو لکھین جسمین علماے اہل سنۃ نے اسکا اقرار کیا ہے کہ اہل سنۃ نے اتباع قرآن کو بالکل چھوڑ دیا ہے تو نہایت طول ہو گا لہذا الشمس بزغہ ۱۳ و ۱۴ جلد ۲ کا حوالہ کافی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۶ نغایۃ صفحہ ۱۳ کہ کسطرح اقرار ہے ترک قرآن کا -

اگرچہ اس تحقیقات کے بعد ضرورت نہ تھی کہ ہم مخاطب کے بقیہ اقوال کا جواب دین کیونکہ خود مولوی صاحب نے اسکا اقرار کیا ہے وہ اس سے دھوکھا نہ کھاؤ کہ کبھی کبھی یہ لوگ قرآن کی آیتین بھی پیش کرتے ہین ،، جس سے اونکا پہلا دعوی غلط ہوا اور کیونکر ممکن تھا کہ شیعہ فیصلہ کا سارا مدار بلکہ کچھ بھی قرآن پر رکھتے ،، کیونکہ پہلے آپ اسکو محال بتاچکے ہین کہ شیعہ قرآن سے اسکا فیصلہ کرین - پھر اسکا اقرار کرتے ہین کہ ،، کبھی کبھی یہ لوگ قرآن کی آیتین پیش کرتے ہین ،، تو اب بتائے کہ آپکا کونسا مقولہ صحیح ہے کہ اوسپر ایمان لایا جائے -

اب تو آپکو خدا کی حکمت کا راز معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کی حکمت نے قرآن کی اشاعت کا ذریعہ حضرت ابوبکر کی جماعت کو بنایا کیونکہ اگر یہ قرآن اونکا جمع کیا ہوا نہ ہوتا تو صحیح آپ کا یہی دعوی ہوتا جسکی حکایت خود قرآن مین ہے قال الرسول یا رب انی قومی اتخذوا ہذا القرآن مھجورا کہ رسول نے عرض کیا اے رب میرے اس قوم نے قرآن کو ترک کیا ہوا تھا پس یہی اصلی حکمت ہے اسکی کہ اگر قرآن کی اشاعت کا ذریعہ بقول آپ کے یہ نہ ہوتے تو سرے سے قرآن ہی سے انکار کر دیا جاتا جیسا کہ پہلے ابوبکر صاحب نے جمع قرآن سے انکار کیا تھا -

خدا کرے کہ آپ اون لوگون سے ہون وہ قرآن کے ہتھیار پہن کر نکلو ،، کیونکہ یہی خرابی تو اسی وجہ سے ہوی کہ قرآن کا ہتھیار آپ لوگون نے اوتار دیا ورنہ اگر قرآن ہی کا اتباع کرتے تو اجماع کو کیون تراشتے -

بہت سی آیتین انکے بے بنیاد اور غیر معقول عقیدہ کے نزدیک ساری کی ساری بڑی
وضاحت سے حضرت کی شان مین نازل ہوی ہین اور مثلا یہ آیت ویوتون الزکوۃ
وھم راکعون اسکی نسبت بڑے فخر سے ان کے اگلے پچھلے دعوے کرتے ہین کہ حضرت علی
کی شان مین اوتری ہے۔ کافی کلینی اور انارۃ البصایر مین اسے گل سرسبد مانا گیا ہے اس کے
ساتھ عادتا یہ شان نزول تراشا گیا ہے کہ ایک روز حضرت علی نماز مین مصروف تھے
اتنے مین ایک سایل نے کچھ مانگا آپ نے اپنا ہاتھ رکوع کی حالت مین اسکی طرف بڑھایا
کہ انکی اونگلی سے انگوٹھی اوتار لے اس چند بیسون کی انگوٹھی کا خدا نے وہ مول ڈالا
کہ عرش اور فرش پر آپکی جود وسخا اور ایثار کے غلغلے بلند ہوے۔ عجیب بیداد گر قوم ہے
حضرت ابوبکر نے چالیس ہزار دینار آجکل کے حساب سے تین لاکھ ساٹھ ہزار کو جو مکہ
کی پر محنت اور پر فتنہ زندگی مین انہون نے اسلام کی تائید مین خرچ کئے اور مظلوم غلامونکو
کفار کی غلامی کے بے رحمانہ جوے سے آزاد کیا اور حضرت عثمان نے جیش العسرت* کی
گرانقدر امداد کو اور ایسا ہی بہت سے نازک وقتون مین لانظیر امداد کو خاک مین
ملاتے ہین اور صریح ظلم سے ایک معمولی چھلے کو آسمان پر چڑھاتے ہین

**ردالملاحدہ** یہ بھی نرالی بات ہے کہ آپ بے اصل بات کو اصل بناتے ہین حالانکہ
تو آپلوگون کا دستور ہے کہ جو آیات عام مہاجرین انصار کے فضایل مین واردہین انکو
خاص اپنے خلفا کی شان مین لے جاتے ہین اور شیعون کا عام استدلال تو صرف ان
سے ہوتا ہے جو باتفاق فریقین یا بنص خاص علماے اہل سنت خاص طور پر جناب امیر
واہلبیت طاہرین کی شان مین باستحقاق تمام واردہین۔

شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفامین فرماتے ہین۔ فقیر گوید حق عز جلاتعالے سورہ نسا
نازل فرمود براے تنبیہ مومنین حقا از کفار ومنافقین بجانہ مطلب متنوعہ درمیان فریق معد
وآن دو فریق اشقیا تباین منازل وتباعد مراتب ذکر میفرمائد در اقوال وافعال و مآل
ودر ضمن این مبحث اشارات بلوازم خلافت خاصہ واضداد آن مذکور می شود وتلمیح نمودہ

*اس لشکر کی تجہیز میں حضرت ذوالنورین نے ایک ہزار اونٹ دئے (منہاج السنہ) منہ

می آید یا انکہ ہر دو فریق در زمان مبارک آنحضرت موجود بودند۔ و ہر چند عموم آیات شامل بر مومن و منافق است تعریض کردہ شد بحال حاضرین از فریقین قولہ الذین کفروا وصدوا قولہ والذین امنوا وعملوا الصالحات دلالت میکند بر وجود ہر دو طایفہ۔ قولہ یا ایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم چون وجود کفر و ثبات قدم در حق قوی دیدیم ظن قوی بہم رسید کہ تنصروا اللہ در ایشان متحقق بود و ثواب ان اللہ یدخل الذین امنوا الایۃ برای ایشان مترتب چون در مقابلہ قوتیات الحق اخرجتک وزین لہ سوء عملہ گفتہ شد افمن کان علی بینۃ من ربہ معلوم گشت کہ مہاجرین وانصار حاضرین مراد اند و مثل الجنۃ التی وعد المتقون ثواب ایشان است و نیز درین آیات اشارہ واقع است بانکہ ضد خلافت راشدہ کہ منافقین فاسقین را میباشد آن است کہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم و بطریق مفہوم مخالف پے توان برد بانکہ خلافت راشدہ انست کہ مقتضی باشد باصلاح فی الارض و وصل ارحام و ہر چیز را در محل خود نگاہ داشتن و ہو المقصود

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اصل طریقہ استدلال اہلسنت یہی ہے کہ عموم آیات جو مومن و منافق سب کو شامل ہے اون سے اپنے خلفاء حقیت پر استدلال کرتے ہین نہ کہ کوئی آیہ خاص ہو۔

سورہ قتال جسکا دوسرا نام سورہ محمد ہے ایک ایسا سورہ ہے کہ ہر ہر لفظ ہر ہر آیہ اوسکا بتا رہا ہے۔ مومنین کی کیا شان ہے۔ منافقین کی کیا حالت مگر یہ لوگ زبردستی منافقین کو اسطرح علحدہ کرتے ہین جسطرح شرفا کی بستی مین ایک علحدہ قوم محسوب ہوتی ہے حالانکہ بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ ایمان و نفاق قلبی حالت سے متعلق ہے نہ کہ منافق کی کوئی قوم علیحدہ ہو۔ مومن کی علحدہ سب ایکسان نماز پڑہتے روزہ رکہتے جہاد مین شریک ہوتے۔ غنیمت پاتے مناکحت مباشرت سب کی یکسان تھی مگر قلبی حالت سے ایک مومن تھا ایک منافق۔ تو پھر مولوی صاحب تاتیاین عامہ مومنین کے صفات مین جسقدر قرآن کریم مین آیات وارد ہین ہم اونسے استدلال

کرنے والے اہل سنت ٹھہرے یا شیعہ۔
شاہ صاحب فرماتے ہین خدا تعالے سورہ قتال نازل فرمود برائے تمیز مومنین و تعاقب کفار و منافقین جس مین وہ مومنین سے اپنے خلفا کو مراد لیتے ہین اور منافقین سے ایک فرضی اور وہمی قوم کو یا مخالفین خلافت کو حالانکہ خود روایات اہل سنت مین موجود ہے کہ یہ آیہ سورہ در بارہ اہل بیت طاہرین و بنی امیہ وارد ہوا چنانچہ در منثور سیوطی مین ہے واخرج ابن مردویہ عن علی قال سورۃ محمد آیۃ فینا وآیۃ فی بنی امیہ صفحہ اجلا کم فرمایا حضرت علی نے سورہ محمد خاص طور پر ہمارے حق مین نازل ہوا کہ ایک آیہ ہم اہلبیت کے بارہ مین ہے اور دوسرا بنی امیہ کے بارے مین۔
مگر شاہ صاحب اپنے یہان کی روایت مانتے ہین نہ دوسرے کی اور زبردستی اس سورہ کو مومنین و منافقین کی شان مین قرار دیتے ہین بس اس سے ایک حصہ روایت کی تو ضرور تصدیق ہوئی کہ جو پایا ہے تمیز مومنین جتنا جس مین لفظیاوہ جناب امیر کو داخل جانتے ہین مگر کفار و منافقین کو عام کر دیا اور یہ نہ کہا کہ منافقین سے بنی امیہ مراد ہین جس مین کم سے کم عثمان تو آ جاتے۔
پھر فرماتے ہین درضمن این حیثیت اشارت بلوازم خلافت خاصہ و اضداد آن مذکور می شود جس سے استدلال تو یقینا معلوم ہوا کہ تصریح نہین ہے بلکہ اشارہ ہے اور لوازم اشارہ سے ہر کہ ہر شخص اپنے مسلک ہی اپنی غرض پر لے جا سکتا ہے۔
پھر جب خلافت کا دو طرح پر ہونا ثابت ہو چکا [illegible] ایک نص خدا و رسول سے دوسرا اپنی خواہش و اختیار سے تو پھر کیونکر قتل جائز ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ اوس خلافت کی تو تعریف کرے جس کو خود منظور کیا ہے اور دوسری خلافت کی تعریف کرے جو باختیار ناس ہو حالانکہ تمام قرآن بھرا ہے کتاب انزل الیک من ربک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ و ذکری للمومنین اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون یہ کتاب تمہارے نازل ہوئی ہے جس سے تنگدل نہ ہو اس سے لوگون کو ڈراو اور نصیحت ہو مومنین کے لئے پیروی کرو تم لوگ اوسکی جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور

اسکے سوا اور لوگون کو اپنا ولی مت بناؤ۔ کم لوگ تم سے نصیحت کو مانتے ہین۔
اسطرح کے صدہا نہین بلکہ ہزارہا آیتین ہین جن سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ ہمکو صرف اتباع
خدا اور رسول کا حکم دیا گیا ہے نہ خلیفہ بنانے کا نہ اوسکے اطاعت کرنے کا کیونکہ خلیفہ تو خدا نے
اوسی روز مقرر کردیا جس روز رسول اللہ نے اپنی نبوت کا اعلان دیا اور یون تو جس روز سے
باطنی رسالت رسول اللہ تھی اوسیطرح خلافت جناب امیر بھی مقرر تھی۔
بہر حال ہمارا مطلب یہان صرف اسیقدر ہے کو مولوی صاحب کو بتائین دو عامہ مومنین کے
صفات سے استدلال تو خاص طریقہ اہل سنت ہے جو صفات مومنین کو اپنے ممدوحین پر
ڈھالتے ہین اور صفات منافقین کو فرضی دو ہی اشخاص پر مگر طریقہ شیعہ اسکے خلاف ہے
کہ ہمیشہ وہ اون آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہین جو خاص ہین۔
دیکھیے شاہ صاحب آیہ الذین کفروا اور آیہ الذین آمنوا سے دونون فریق کا وجود ثابت
کرتے ہین۔
افمن کان علی بینۃ من ربہ سے مراد مہاجرین و انصار لیتے ہین حالانکہ تفسیر درمنثور سیوطی
مین ہے فی قولہ افمن کان علی بینۃ من ربہ قال ہو محمد کمن زین لہ سوء عملہ قال ہم
المشرکون صفحہ ۹ جلد ۶ کہ مراد افمن کان علی بینۃ من ربہ سے مراد رسول اللہ ہین اور
کمن زین لہ سوء عملہ سے مراد مشرکین ہین۔
یہی حال ہے تمامی تفاسیر اہل سنت کا کہ کہین تو خاص کو عام کردیا اور کہین عام کو خاص
حالانکہ اگر وہ آیات قرآن کو اپنے حال پر رہنے دیتے تو ایک اندھے کو بھی شک نہ
رہتا کہ اس سے کون لوگ مراد ہین۔
دیکھیے اسی آیہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم یعنے
کہ اے منافقو کس قدر جلد ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو فساد کرو زمین مین اور قطع رحم کرو
اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم۔ افلا یتدبرون القرآن
ام علی قلوب اقفالہا ان الذین ارتدوا علی ادبارہم من بعد ما تبین لہم الہدی الشیطان
سول لہم واملی لہم ذلک بانہم قالوا للذین کرہوا ما نزل اللہ سنطیعکم فی

بعض الامر واللہ یعلم اسرارھم ۔ یہی لوگ ہین جنپر خدا نے لعنت کی ہے اور اونکو بہرا اور
آنکہ کا اندھا کردیا ہے ۔ جو لوگ مرتد ہوئے اپنے پیٹہہ کی طرف بعد اسکے کہ ہدایت ظاہر ہوی
شیطان نے زینت دیا ہے اونکے لئے اور طول عمر کا امیدوار کیا ہے ۔ اسلئے کہ جو لوگ
کراہت کرتے ہین اوس سے کہ خدا نے نازل کیا ۔ کہتے ہین ہم تمہاری بعض باتوںمین اطاعۃ
کرینگے اور حالانکہ خدا جانتا ہے اونکے اسرار (پوشیدہ باتون کو) ۔
غور تو کیجئے یہ آیتین جو مسلسل ہین آپکو کیا بتا رہی ہین کیونکہ خداوند عالم فہل عسیتم ان تولیتم
بہت قریب ہے کہ تملوگ حاکم بنو جس سے یہ تو یقینی معلوم ہوا کہ اونکو حکومت ملیگی تو
اب غور کریجئے منافقین سے کون شخص خلیفہ ہوا کیا کسی خلیفہ کو آپ منافق مانتے ہین ؟
جو بقول شاہ صاحب یہ سورہ تمیز مومن حق و کافر و منافق کیلئے قرار پائے کیونکہ اہل سنۃ
تو کسی خلیفہ کو بھی منافق نہین مانتے ۔
اسی سے معلوم ہوا کہ یہ آیہ اونہین منافقین کے بارے مین ہے جو خلیفہ ہوے کیونکہ سورہ بقرہ
مین بھی فرماچکا ہے ۔ من الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا و یشھد اللہ
علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام ۔ واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک
الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد ۔ یعنی بعض آدمیون سے وہ شخص ہے جس کی
گفتگو تم کو دنیا کی زندگی مین خوش معلوم ہوتی ہے اور خدا کو گواہ بناتا ہے اپنی اوس
بات پر جو دل مین ہے حالانکہ وہ بڑا جھگڑالو ہے اور جب حاکم ہوتا ہے تو سعی کرتا ہے
زمین کے فساد مین اور ہلاک کرتا ہے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا انہین دوست رکھتا فساد
کو ۔ دونون آیتون کو ملائیے تو معلوم ہوا ایک ہی مطلب ہے ایک ہی غرض کہ منافقین کی
خلافت اور فساد فی الارض کو ظاہر کررہا ہے جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جو لوگ بلا
حکم خدا و رسول خلیفہ بنے وہی مراد ہین کیونکہ دونون آیتون مین اذا تولی ۔ اور ان تولیتم
فرمایا ہے کہ جب تم حاکم ہوجاو جسکا ظاہری مطلب یہی ہے کہ از خود حاکم بن جاؤ بلا حکم
خدا و رسول تو پھر بجز خلفاے ثلاثہ اسکا کون مصداق ہوسکتا ہے ۔
شاہ صاحب اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین وخلافت راشدہ آن ست کہ مفضی باشد باصلاح

فی الارض و وصل ارحام،، جسکے مطلب یہ ہوئے کہ اگرچہ خلاف حکم خدا و رسول وہ خلیفہ ہوجائے اور عمدہ انتظام کرے تو وہ خلیفہ راشد ہے اور اگر خدا و رسول کے حکم سے کوئی خلیفہ ہو مگر اوس سے عمدہ انتظام نہ ہو تو وہ خلیفہ راشد نہین ہے۔ حالانکہ خدا وند عالم کا یہ مطلب نہین ہے بلکہ وہ اوسکو لوازم خلافت و حکومت باطلہ سے قرار دے رہا ہے کہ جو شخص اس طرحکا خلیفہ ہوگا اوس سے یہی مفاسد پیدا ہونگے اگرچہ بظاہر وہ اصلاح معلوم ہو کیونکہ اسکو بھی خدا کہہ چکا ہے واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون یعنی جب اون سے کہا جاتا ہے کہ زمین مین فساد نہ کرو تو کہتے ہین ہم تو مصلح ہین خدا فرماتا ہے خبردار رہو۔ یہی لوگ مفسد ہین لیکن نہین جانتے۔

جس سے معلوم ہوا کہ وہ مفسد جو خلاف حکم خدا و رسول اسطرحکا کام کرتے ہین وہ اوسکو فساد نہین جانتے بلکہ عین اصلاح مانتے ہین مگر خدا اونکو مفسد کہہ رہا ہے تو آپ کے اس فیصلہ سے کیا ہو سکتا ہے جو اپنے خلفا کو مصلح فی الارض بنا رہے ہین حالانکہ آپ بدیہی طور پر دیکھ رہے ہین کہ سب سے اعظم فساد فی الارض آپکے خلفا نے یہ کیا کہ طریقہ استخلاف کو بدل دیا جو بہ نص رسول تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یزید وہ و آن خلیفہ ہوئے جنکو منافق یا شیطان کہنے مین کسی کو تامل نہ ہوگا دوسرا فساد جسکو خدا نے قطع رحم سے تعبیر کیا ہے یہ کیا کہ خانہ جناب سیدہ کو جلایا اور خاندان رسالت کے لئے وہ سامان مہیا کیا جسکی وجہ سے وہ ہمیشہ مظلوم و مجبور رہے کیا اس سے بڑھکر کوئی واقعہ ہو سکتا ہے جس سے ان تفسدوا فی الارض کے مصداق آپ کے خلفا ہون اگر اس سے زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو اصلاح ۱۰۱-۱۲۲ جلد ۱۱ ملاحظہ ہو

بہرحال آپ کے اعتراض کی بنیاد یہان دو آیتون پر ہے ایک یہ کہ آیہ یطعمون الطعام کو شیعہ مخصوص بہ جناب امیر ع کرتے ہین دوسرے یہ کہ آیہ و یؤتون الزکوۃ کو جناب امیر کی ولایت مین مانتے ہین۔

آیہ اول کی تفسیر در منثور سیوطی مین ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹۹ جلد ۶ اخرج ابن مردویہ عن ابن

عباس فی قول اللہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیۃ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی ابن ابیطالب وفاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابن مردویہ نے روایت کی ہے ابن عباس سے کہ یہ آیہ نازل ہوا حق مین جناب امیرؑ کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ کے بارے مین۔

پھر بتائیے ہمین ہمارا کیا قصور ہے جبکہ خود آپ کے یہان اس قسم کی روایت موجود ہے تو پھر اوس سے استدلال کیون نادرست ہوگا۔

طرہ تو یہ ہے کہ اور آیتون مین اگر کسیطرح اختلاف کیا گیا ہے اور دوسرے دوسرے لوگون کا نام لیا بھی گیا ہے تو یہان کسی طرح دوسرے کا نام نہین لیا گیا ہے۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی مین، ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹۳ جلد ۸ والواحدی من اصحابنا ذکر فی کتاب البسیط انھا نزلت فی حق علی علیہ السلام وصاحب الکشاف من المعتزلۃ ذکر ھذہ القصۃ فروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان الحسن والحسین علیہما السلام مرضا فعادھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اناس معہ فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدک فنذر علی وفاطمۃ وفضۃ جاریۃ لہما ان شفاھما اللہ تعالیٰ ان یصوموا ثلثۃ ایام فشفیا وما معھم شیء فاستقرض علی من شمعون الخیبری الیہودی ثلاثۃ اصوع من شعیر فطحنت فاطمۃ صاعا واختبزت خمسۃ اقراص علی عددھم ووضعوھا بین ایدیہم لیفطروا فوقف علیھم سائل فقال السلام علیکم یا اھل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنۃ فاثروہ وباتوا ولم یذوقوا الا الماء واصبحوا صائمین فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیہم وقف علیہم یتیم فاثروہ وجاءھم اسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذلک فلما اصبحوا اخذ علی علیہ السلم بید الحسن والحسین ودخلوا علی الرسول فلما ابصرھم وھم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم وقام فانطلق معھم فرای فاطمۃ فی محرابھا قد التصق بطنھا بظھرھا وغارت عیناھا فساءہ ذلک فنزل جبرئیل علیہ السلم وقال خذھا یا محمد ھناک اللہ فی اھل بیتک فاقرا ھا السورۃ

یعنی واحدی نے جو ایک تفسیر شافعی المذہب ہین کتاب بسیط مین اور زمخشری نے معتزلی اپنی

اپنی کتاب تفسیر کشاف مین روایت کیا ہی ابن عباس سے کہ امام حسن و حسین علیہ السلام بیمار ہوئے تو رسول اللہ مع صحابہ عیادت کے لئے تشریف لاے لوگون نے حضرت علی سے کہا کہ اپنے فرزندون کی صحت کے لئے کچھہ نذر کیجئے تو حضرت علی و فاطمہ و فضہ لونڈی نے نذر کیا کہ اگر خداوند عالم نے دونون کو شفا دی تو تین روز روزہ رکہین گے۔ دونون نے شفا پائی حالانکہ گھر مین کچھہ کھانے کو نہ تھا تو جناب امیرؑ نے شمعون یہودی خیبری سے تین صاع جو قرض لیا جسکو جناب سیدہ نے پیسکر پانچ روٹیان پکائین اور افطار کے لئے لاکر سامنے رکھا اتنے مین ایک سایل آیا جس نے کہا السلام علیکم اہل بیت محمد ایک مسکین ہو مساکین مسلمین سے کھلاؤ ہمکو خدا تمکو میوہ ہاے جنت سے کھلائیگا۔ ان حضرات نے اس سایل کو اپنے نفس پر ایثار کیا اور خود پانی پی کر سو رہے پھر صبح کو روزہ رکھا دوسرے روز بھی جب خوان پر پانچ روٹیان رکھی گئین تو ایک یتیم نے اسی طرح آکر سوال کیا اور کل روٹیان اوسکو دیدی گئین تیسرے روز ایک اسیر آیا جسکو اسی طرح کل روٹیان دیدین۔ چوتھے روز صبح کو جناب امیرؑ حسنین کا ہاتھ پکڑکر جناب رسالت مآبؐ کے پاس لائے تو حضرت نے دیکھا مارے ضعف کے دونو صاحبزادے لرز رہے ہین حضرت نے فرمایا کس قدر شاق ہو ہمپر تم لوگون کی یہ حالت۔ دولتسرائے جناب جناب سیدہ مین تشریف لائے تو دیکھا کہ محراب عبادت مین کھڑی ہین مگر شکم اقدس پشت سے ملصق ہوگیا ہے اور آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین جس سے حضرت کو نہایت ملال ہوا اوس وقت حضرت جبریل امین یہ سورہ لائے اور عرض کیا کہ لیجئے اس سورہ کو یا حضرت کہ خدا نے آپکو مبارکباد دی ہے آپکے اہلبیت کے بارے مین۔

(۲) تفسیر ابو سعود مین ہے جو اسے تفسیر کبیر کے حاشیہ پر ہے صفحہ ۲۹۲ وہی روایت جو پہلے مذکور ہوئی۔

(۳) تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۳ مطبوعہ مصر مین بھی بعینہٖ یہی روایت ہی۔

(۴) تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۳ مین بھی یہی روایت ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل جلد صفحہ ۹۹ مطبوعہ مصر مین بھی یہی روایت ہی۔

(۶) تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ مین بھی یہی روایت ہے۔

ہان یہ تو ارشاد ہو کہ کیا آپ اس گنج قارون کے خزانچی ہین یا تربجر افسر جو آپ کو معلوم ہوا کہ ابو بکر کے تین لاکھ ساٹھ ہزار تھا کیونکہ قرآن و حدیث مین تو اس کا ذکر نہین کسی مورخ نے لکھا نہین پھر اسکا حال آپکو وحی سے معلوم ہوا یا کسی پرانی پوتھی یا پوتھی سے کیونکہ توراۃ و انجیل مین بھی تو اسکا کہین ذکر نہین ضرور اسکی خبر آپکو مسیح موعود سے ملی ہوگی لہذا براہ کرم لکھیے کہ تین لاکھ ساٹھ ہزار کی رقم آپ کو کہان سے ملی حالانکہ ایک درہم بھی اونکا راہ خدا مین خرچ ہوا تو خدا اوسکی تعریف ضرور کرتا۔

**فقر و غناے رسول اللہ** یہان سب سے پہلے ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ اپنے خاندان مین کیسے تھے کیونکہ خدا نے قرآن مین حضرت کی کسی حالت کو مخفی نہین رکھا ہے آپ کے خاندانی اسلام و شرف کو آیہ وتقلبك في الساجدين مین ظاہر کیا کہ تمہارے پھرنے کو ساجدین مین دیکھتے ہین۔

حضرت کے ذاتی شرف کو آیہ لقد جاءكم رسول من انفسكم مین دکھایا جو اصل مین انفس یعنی نفیس تھا اور بغرض مساوات تلفظ انفسکم بنا لیا گیا تمہین لوگون سے۔

اسی طرح حضرت کے احتیاج اور غنی کو آیہ ووجدك عائلا فاغنى مین بیان کیا کہ تنگدست تھا تو غنی کر دیا۔

تفسیر معالم التنزیل مین ہے ای فقیرا فاغناك بمال خديجة ثم بالغنائم قال مقاتل یعنی تم فقیر تھے تو مال حضرت خدیجہ سے تمکو غنی کر دیا پھر بوجہ غنیمت۔

تفسیر کشاف مین ہے صفحہ ۲۵۲ ای فقيرا فاغناك بمال خديجة وبالغنائم یعنی تم کو مال حضرت خدیجہ پھر مال غنیمت سے غنی کر دیا۔

تفسیر مدارک مین ہے حاشیہ کشاف پر صفحہ ۳۸۶ فاغناك بمال خديجة او بما افاء عليك یعنی تم کو غنی کیا مال خدیجہ سے یا اوس سے جو غنیمت مین تم کو ملا۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر تو تین لاکھ ساٹھ ہزار خرچ کرین اور خدا اوس کو اتنی بھی عزت نہ دے کہ ایک لفظ بھی تعریف کا فرمائے۔

کیا مولوی صاحب اپنا یہ فقرہ عجیب بھلا دو گے تو ہم سے حضرت ابو بکر کے چالیس ہزار

بال ہلنے لگا اور فرمایا قسم خدا کی ہرگز اوس سے بہتر بدلہ ہمکو نہین ملا وہ اوس وقت ایمان لائین جبکہ سب نے ہمارے ساتھ کفر کیا (اسپر بھی اولیت اسلام ابوبکر کا دعوی ممکن ہے؟) اوسوقت اونہون نے ہماری تصدیق کی جبکہ سب نے ہماری تکذیب کی (صدیق پر سب غور کرین ؟) اوسوقت اونہون نے اپنے مال سے مواسات کیا جبکہ سبنے ہم کو محروم کیا (کیا اوسوقت ابوبکر کا احسان حضرت بھول گئے؟) خدا نے ہمکو اون سے اولاد دی اور تمام عورتون کو اولاد سے محروم رکھا عایشہ کہتی ہین توسوقت مینے اپنے دل مین کہا کہ اب کبھین برائی سے اونکو نہ یاد کرین گے۔

علی ابن مدینی عایشہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے ایکروز حضرت خدیجہ کا ذکر کیا تو ہم نے گالی دی کہ بڑھیا تھی ایسی ویسی کہ خدا نے اوسکے بدلے مین اوس سے اچھی دی حضرت نے فرمایا کہ ہرگز بہتر اون سے بدلہ ہمکو نہین ملا وہ اوس وقت ایمان لائین کہ سبنے ہمارے ساتھ کفر کیا اونہون نے ہماری تصدیق کی جبکہ سبنے تکذیب کی ہمکو اپنے مال مین شریک کیا جبکہ سب نے محروم کیا خدا نے ہمکو اون سے اولاد دی اور دوسری عورتونکی اولاد سے محروم رکھا اوسوقت عایشہ نے کہا کہ اب کبھی ہم آپ پر اس بارے مین عتاب نہ کرینگے۔

ہمنے اس روایت کو اس غرض سے لکھا کہ اگر ابوبکر کا ایک کوڑی کا احسان بھی رسول اللہ پر ہوتا تو حضرت اس طرح سے عایشہ کے مقابلہ مین فرماسکتے تھے اور کیا عایشہ ایسی حالت مین شرمندگی کا سکوت کرسکتی تھین۔

اب ہم تمامی اہلسنت کو خدا و رسول کی قسم دیکر پوچھتے ہین کہ کیا تم اس بیان مین بھی رسول اللہ کو صادق مانتے ہو اور سبقت اسلام ابوبکر کے قایل ہو اور اون کو صدیق کہتے ہو اور رسول اللہ کا محسن کہتے ہو کہ حضرت پر چالیس ہزار ابوبکر نے خرچ کیا۔ واللہ ہرگز تم رسول کو صادق نہین جانتے ہو ورنہ تم بھی عایشہ کو صدیقہ نہ کہتے جیسا کہ رسول اللہ نہ کہتے اونکی افضلیت کے ثبوت مین عیان نہ لاتے کیونکہ حضرت تو صاف کنایہ سے ابوبکر کی تکذیب فرماتے تھے اور تم نہ قسم رسول اللہ کا اعتبار کرتے ہو نہ قران کا نہ حدیث کا اور پھر اسکا دعوی کرتے ہو کہ ابوبکر سب سے افضل تھے۔

اگرچہ علماء شیعہ نے مالداری ابوبکر پر بہت تفصیلی بحث کی ہے جیساکہ رسالہ بارقہ ضیغمیہ میں ہے کہ صحیح بخاری میں ہے باب ماکان النبی یعطی المولفۃ قلوبھم کہ ابوبکر کی بیٹی اسماء زوجہ زبیر بیان کرتی ہین کہ ہم خرما کی ٹوکری سر پر رکھے ہوئے اوس باغ سے لا رہے تھے جسکی زمین حضرت نے زبیر کو عنایت کی تھی جو ہمارے مکان سے تین فرسخ پر تھا جس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر ابوبکر مالدار ہوتے تو کیا اپنے داماد زبیر کو ایک لونڈی نہ خرید دیتے جو انکی صاحبزادی اس ذلت سے بچتین کہ گنوارنون کیطرح ٹوکرا سر پر رکھے ہوئے باغ سے آئین جس سے صاحب رسالہ نے ناداری ابوبکر کا نتیجہ نکالا ہے۔

دوسری روایت اوسی بخاری سے اس مضمون کی لائے ہین کہ اسماء بنت ابوبکر کہتی ہین کہ جب ہمارا نکاح زبیر سے ہوا تو زبیر کے پاس نہ زمین تھی نہ مال نہ مملوک نہ کوئی شے بجز ایک شتر آبکش یا گھوڑے کے جسکو ہم دانہ گھاس دیتے۔ پانی لاتے اور آٹے کا خمیر کرتے۔ مگر ہمکو اسمین سلیقہ نہ تھا بلکہ ہمسایہ کی عورتین پکا دیا کرتین اور اوس باغ سے جسکی زمین حضرت نے دی تھی خرمے کی گٹھلیان چن چن کر ٹوکری مین سر پر رکھکر لاتے ایکروز حضرت نے دیکھ لیا تو فرمایا آ ہماری سواری پر بیٹھ جا کیونکہ وہ بوجھ ہم تین فرسخ سے لا رہے تھے۔

ابوبکر کے باپ ابوقحافہ عبداللہ بن جدعان کے یہان مزدوری کرتے اور مہمانون کے کھانے سے جو برتنون مین بچ جاتا اوس کو چاٹا کرتے پھر ابوقحافہ کا بیٹا اتنا مالدار کہان سے ہوگیا۔

ابوبکر [illegible] بعض افاضل کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ معلمی کا پیشہ [illegible] مین [illegible] اور باپ [illegible] ابوقحافہ نہایت نادار تھے جب [illegible] سے [illegible] ہوئے تو عبداللہ بن جدعان کے یہان اس کام پر مقرر ہوئے کہ وہ مہمانون کو [illegible] دیتے۔ [illegible] آکر کھانا کھاوا اون کے کھانے پینے سے جو [illegible] وہ [illegible]۔

حیوۃ الحیوان مین ہے کہ ابو بکر بزاز تھے جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حصول خلافت کے بعد دوسرے ہی روز کپڑا بیچنے بازار مین چلے کہ عمر ابو عبیدہ نے دیکھ لیا او بیت المال سے اونکا روزانہ مقرر کیا۔

نہایہ ابن اثیر مین ہے ان ابا بکر لما زوج ابنتہ عایشہ لم یکن علیہا الا الحوف یعنے جب عایشہ کا نکاح ہوا ہے تو عایشہ کے بدن پر حوف تھا۔ حوف اُس بے آستین کو کہتے ہین جسے بچے اور زنان حایض پہنتی ہین جس سے معلوم ہوا کہ ابو بکر اسقدر نادار تھے کہ بیاہ مین ایک ثابت کپڑا نہ دے سکے۔

مگر ہم اس جواب کو اس وجہ سے یہان نہین پیش کرسکتے کہ ہمارا مخاطب محض سنی نہین ہے جو روایات صحیح بخاری و روضۃ الاحباب کے سامنے سر جھکا دے بلکہ وہ سنی ہے جسکا مقتدا پہلے وہابی تھا اور اب مدعی نبوت ہوا۔ اسکا مقولہ ہے وہ کہ اس قوم (شیعہ) کے مقابل مین قرآن کے ہتھیار پہن کر نکلو، لہذا ہمکو قرآن سے آگے بڑہنے کی ضرورت نہین جسکا ایک فیصلہ تو پہلے مذکور ہوا کہ ووجدک عائلا فاغنی مین تمام مفسرین نے تصریح کیا ہے کہ مراد اس سے مال حضرت خدیجہ ہے جسکی بدولت خدا نے حضرت کو غنی کیا تو کیا اگر مال ابو بکر ہوتا اور وہ راہ خدا مین صرف کرتے تو کیا ممکن تھا کہ خدا اوس کی مدح نہ کرتا۔

قرآن کے بعد درجہ حدیث کا ہے جب تلاش مال ابو بکر مین ہم حدیثون تک پہونچے۔ تو موضوعات امام شوکانی مین بتواتر اسا حصہ اون روایتون کا ملا جسے یاران طریقت نے ہوا خواہی خلیفہ اول مین تراشا ہے مگر افسوس وہان بھی اس ۴۰ ہزار دینار کا پتہ نہ لگا جسکا ہندوستان کے حساب سے تین لاکھ ساٹھ ہزار ہوتا ہے۔

بخیال اسکے کہ کوئی تہمت نہ لگائے ہم اس حصہ کو پورا نقل کردیتے ہین ملاحظہ ہو فوائد مجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ شوکانی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۰۹۔

مناقب الخلفاء الاربعۃ و اھل البیت وسایر الصحابۃ عموما و خصوصا و مناقب غیرھم من الناس حدیث ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال یا ابا بکر ان اللہ

ابشرک قال بلی فداک امی وابی قال
ان الله عزوجل یتجلی للخلایق یوم القیمة
عامة ویتجلی لک خاصة رواہ الخطیب عن
انس مرفوعا وقال لا اصل له وضعه محمد
بن عبد بن عامر وله طرق منها انه
صلی الله علیه واله وسلم قال لابی بکر
اعطاک الله الرضوان الاکبر فقال له
بعض القوم یا رسول الله وما الرضوان
الاکبر قال یتجلی الله فی الاخرة لعباده
المومنین عامة ویتجلی لابی بکر خاصة
رواہ ابونعیم عن جابر مرفوعا فی اسناده
محمد بن خالد الختلی وهو کذاب وا
قال ابونعیم بعد اخراجه هذا حدیث
ثابت رواہ اعلام تفرد به الختلی عن
کثیر بن هشام مجهول قال فی اللالی وقد
اخرجه الحاکم فی المستدرک من طریق
الختلی وتعقبه الذهبی فقال تفرد به
الختلی وضعفه حدیث ان ابابکر قال
للنبی صلی الله علیه واله وسلم انه معک
فی الصف الاول فکبرت وکبرت فاستفتحت
بالحمد فقراتها فوسوس الی شیء من الطهور
فخرجت الی باب المسجد فاذا انا بهاتف
هتف بی وهو یقول وراءک فالتفت فاذا

بقیہ یہ باب ہی مناقب خلفاء اربعہ و اہلبیت اور
سایر صحابہ کا عموماً اور خصوصاً اور دوسرے آدمیوں کا
(۱) حدیث کہا رسول اللہ نے ابوبکر سے ہم تمکو بشارت
دین کہا ہاں حضرت نے فرمایا خدا خلایق کیلئے
جلوہ گر ہوگا بروز قیامت عام طور پر اور تمہارے
لئے خاص طور پر۔ اس روایت کو خطیب نے
انس سے روایت کیا ہی مگر لا اصل له اسکی کوئی
اصل نہین واضع اسکا محمد بن عبد بن عامر ہے
(۲) حضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خدا نے تمکو
رضوان اکبر عطا کیا ہے لوگون نے پوچھا رضوان اکبر
کیا ہی فرمایا خدا کی تجلی سب کے لئے عام طور پر اور
ابوبکر کے لئے خاص طور پر اسکے اسناد مین محمد بن
خالد ہی جو کذاب ہے ابونعیم نے کہا یہ حدیث ثابت
ہی روایت کی اسکی اعلام نے مگر متفرد
ہو ختلی لآلی مصنوعہ مین ہے کہ حاکم نے مستدرک
مین روایت کیا ہی مگر تعقب کیا ذہبی نے کہ صرف
ختلی اسکا راوی ہے اور اوسکی تضعیف کی ہے
(۳) حدیث ابوبکر نے کہا رسول اللہ سے کہ ہم صف
اول مین تھے کہ تکبیر کہا اور شروع کیا الحمد کو کہ وسوسہ
ہوا باب مسجد پر آئے تو ہاتف کی آواز سنی کہ پیچھے
دیکھو دیکھا تو ایک ظرف طلا تھا جو پانی سے بھرا تھا
جو شہد سے زیادہ شیرین اور برف سے زیادہ
سرد اور مسکہ سے زیادہ نرم اوسپر ایک مندیل

انا بقدس من ذهب مملوماء ابيض
من الثلج واعذب من الشهد والين
من الزبد عليه منديل اخضر مكتوب
عليه لا اله الا الله الصديق ابوبكر فاخذت
المنديل فوضعته على منكبي وتوضأت
للصلوة واسبغت للوضوء ورددت
المنديل على القدس ولحقتك وانت
سابع الركعة الاولى فقمت صلوتي معك
يا رسول الله قال النبي صلى الله عليه
اله وسلم ابشر يا ابابكر الذي وضاك
للصلوة جبرئيل والذي مندلك ميكا
والذي مسك ركبتي حتى لحقت الصلوة
اسرافيل هو حديث موضوع ومحمد بن
زياد المذكور في اسناده كذاب قد
روى نحو هذا لعلي بن ابي طالب وفيه
ذكر المستطل والمنديل والكل كذب
موضوع حديث ان الله لما خلق الارواح
اختار روح ابي بكر الصديق من بين
الارواح فجعل ترابها من الجنة وماءها
من الحيوان وجعل له قصرا في الجنة
من درة بيضاء الى آخره رواه الخطيب
عن عائشة مرفوعا وقال لا يثبت و
قد اتهم به هارون بن احمد العلاف

رکھا تھا جسپر لا الہ الا اللہ الصدیق الاکبر لکھا تھا
ہمنے اوس سے وضو کیا اور منديل کو اوسی طرف
پر رکھدیا اور آگے بڑھے تو آپ ربع رکعت تمام
کر چکے تھے اور ہم شریک ہوئے اور آپکے ساتھ نماز
تمام کی حضرت نے فرمایا بشارت ہو اے ابوبکر
کہ جس نے تجھے وضو کرایا وہ جبرئیل تھے اور جس نے
منديل دیا وہ میکائیل تھے اور جسنے ہماری گھٹنوں کو
روک رکھا وہ اسرافیل تھے کہ نماز کو نہ تمام کرنے
دیا۔ یہ حدیث موضوع ہے محمد بن زیاد جو اس کی
سند مین ہے وہ کذاب ہے اسطرح کی روایت حضرت
علی کیلئے بھی بنائی گئی ہے وہ سب موضوع ہے۔
(۴) حدیث ہے کہ خدا نے جب ارواح کو پیدا کیا تو
روح ابوبکر کو اختیار کیا تمامی ارواح مین اوسکی
مٹی جنت سے قرار دی اور پانی آب حیات سے
اور ایک قصر بنایا جنت مین جو در ابیض سے ہے
راوی اسکے خطیب ہین عائشہ سے مگر یہ حدیث
ثابت نہین ہارون بن احمد متہم ہے جو معروف
بہ قطان ہے۔ ذہبی نے میزان مین جزم کیا ہے کہ یہ
حدیث باطل ہے۔
(۵) ایک یہودی نے ابوبکر سے کہا قسم اوسکی جسنی
موسی کو نبی مبعوث اور کلام کیا کہ مین تم کو
دوست رکھتا ہون ابوبکر نے سر نہین اوٹھایا
بغرض تحقیر یہودی تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا

المعروف بالقطان وقد جزم الذہبی
فی المیزان فی ترجمتہ بان ھذا باطل
حدیث ان یھودیا قال لابی بکر والذی
بعث موسی وکلمہ تکلیما انی احبک فلم
یرفع ابوبکر لہ راسہ تھاونا بالیھودی
فھبط جبرئیل وقال یا محمد ان العلی
الاعلی یقرئک السلام ویقول لک قل
للیھودی الذی قال لابی بکر انی
احبک ان اللہ قد احاد عنہ فی النار
خلتین لا توضع الانکال فی عنقہ ولا
الاغلال فی عنقہ لحبہ ابا بکر الخ رواہ
ابن عدی عن انس مرفوعا وھو موضوع
فی اسنادہ کذابان حدیث ان
اللہ اتخذ لابی بکر فی اعلی علیین قبۃ
من یاقوتۃ بیضاء معلقۃ بالقدرۃ
رواہ الخطیب عن البراء مرفوعا و
قال موضوع حدیث ھبط جبرئیل و
علیہ طنفسۃ وھو متخلل بھا فقال النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یا جبرئیل
ما نزلت الی فی مثل ھذا الزی فقال
ان اللہ امر الملائکۃ ان تتخلل فی السماء
لتخلل ابی بکر فی الارض رواہ الخطیب
عن ابن عباس وھو موضوع حدیث ان

اے محمد علی اعلی سلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ
کہو اوس یہودی سے جس نے ابوبکر سے کہا
کہ ہم دوست رکھتے ہیں کہ اس محبت کے عوض
میں خدا انکال اور اغلال کو اوسکی گردن میں
نہ ڈالے گا بوجہ محبت ابوبکر۔ اسکے راوی ابن
عدی ہیں انس سے اور حدیث موضوع ہے
جس میں دو واضع حدیث داخل ہیں۔
(۶) حدیث خدا نے اعلی علیین میں ابوبکر کے
لئے ایک قبہ بنایا ہے یاقوت سے جو معلق ہے
قدرت سے۔ راوی اسکے خطیب ہیں براء سے
مرفوعا اور کہا کہ موضوع ہے۔
(۷) حضرت جبرئیل ایک دفعہ نازل ہوئے طنفسہ
چادر اوڑھے حضرت نے پوچھا کہ اس وضع
سے تو کبھی نہیں آئے مجھے کہا خدا نے حکم دیا ہے
فرشتوں کو کہ اسیطرح اوڑھیں کیونکہ ابوبکر اسیطرح
اوڑھتے ہیں زمین میں۔ اسکے راوی ہیں خطیب
ابن عباس سے حالانکہ یہ حدیث موضوع ہے
(۸) جب ابوبکر پیدا ہوئے تو خدا نے جنت عدن سے
فرمایا قسم اپنے عزت و جلالت کی کوئی تجھ میں
داخل نہ ہوگا جب تک اس مولود کو نہ دوست
رکھے۔ راوی اسکے خطیب ہیں ابن عمر سے
مرفوعا اور حدیث باطل ہے۔
(۹) خدا نے ابوبکر کو ہمارا خلیفہ بنایا ہے اپنے دین میں

ولد ابوبکر الصدیق اقبل الله علی جنة
عدن فقال وعزتی وجلالی لا ادخلها
الا من یحب هذا المولود رواه الخطیب
عن ابن عمر مرفوعا وقال باطل حدیث
ان الله جعل ابابکر خلیفتی علی دینه
ووحیه فاسمعوا له تفلحوا واطیعوه
ترشدوا رواه الخطیب عن ابن عباس
مرفوعا هذا موضوع حدیث بینما النبی
صلی الله علیه واله وسلم مع جبریل اذ مر
ابوبکر فقال ابوبکر قال اتعرفه یا جبرئیل
قال نعم انه لفی السماء اشهر منه فی الارض
وان الملائکة لتسمیه حلیم قریش وانه
وزیرك فی حیاتك وخلیفتك بعد
موتك رواه ابن حبان عن ابی هریرة
مرفوعا وفی اسناده اسمعیل بن محمد
بن یوسف کذاب وذکر له صاحب اللآلی
طرقا اخری فیها وضاع وقال الذهبی
اسناده مظلم وتعقبه ابن حجر فی اللسان
بان رجاله معروفون بالثقة لیس
فیهم من ینظر فی حاله الا معلی بن
الولید وقد ذکره ابن حبان فی الثقات
قلت بل فی اسناده اسمعیل بن محمد
وهو کما ذکرناه وقد قال الحاکم انه روی

وحی پر تو اسکی باتوں کو سنو کہ فلاح پاؤ اور
اطاعت کرو کہ رشد پاؤ۔ راوی اسکے خطیب
ہیں ابن عباس سے حالانکہ وہ موضوع ہے
(۱۰) ایکروز حضرت مع جبرئیل جارہے تھے کہ ابوبکر
کا گزر ہوا تو کہا یہ ابوبکر ہیں اے جبرئیل تم ان کو
پہچانتے ہو کہا ہاں یہ آسمان میں زیادہ مشہور
ہیں بہ نسبت زمین کے ملائکہ انکو حلیم قریش نام
لیکرتے ہیں اور یہ تمہارے وزیر ہیں حیات
میں اور خلیفہ ہیں بعد موت کے۔ راوی اسکے
ابن حبان ہیں مرفوعا ابوہریرہ سے۔ اس کی
سند میں اسمعیل بن محمد بن یوسف کذاب ہے
لآلی مصنوعہ میں دوسرے طریق سے یہ روایت
ہے جسمیں ایک وضاع ہے۔ ذہبی نے کہا اسناد
اسکے مظلم (تاریک) ہیں ابن حجر نے تعقب
کیا کہ رجال اسکے معروف بہ ثقہ ہیں کوئی ایسا
نہیں ہے جس کے حال میں نظر ہو بہ استثناء
معلی بن ولید جسکو ابن حبان نے ثقات میں لکھا
ہے۔ شوکانی کہتے ہیں کہ اسکی سند میں اسمعیل بن
محمد ہے جس کے بارے میں حاکم کہتے ہیں کہ وہ
راوی موضوعات ہے۔
(۱۱) کون ہے وہ شخص مثل ابوبکر جس نے اوسوقت
ہماری تصدیق کی جبکہ سب نے تکذیب کی اور ایمان
لایا ہم پر اور اپنی بیٹی ہمارے عقد میں دی اور اپنا

الموضوعات حديث ومن مثل ابي
بكر كذبني الناس وصدقني وامن
بي وزوجني ابنته وانفق ماله وجاهد
معي في جيش العسرة الا انه ياتي يوم
القيمة على ناقة من نوق الجنة قوائمها
من المسك والعنبر ورحلها من الزمرد
الاخضر وزمامها من اللؤلؤ الرطب
عليها حلتان خضروان من سندس
واستبرق رواه ابن عدي عن ابن
عباس مرفوعا وفي اسناده اسحاق
بن بشر بن مقاتل وضاع حديث اذا
كان يوم القيمة نصب لابراهيم منبر
امام العرش ونصب لي امام العرش و
نصب لابي بكر كرسي فيجلس عليه الى
آخره رواه الخطيب عن معاذ مرفوعا
وفي اسناده محمد بن احمد الحلبي قيل
هو مجهول وقال الذهبي احاديثه منكرة
بل باطلة قال ابن ماكولا الحمل عليه في
هذا الحديث حديث عرج بي الى السماء
فما مررت بسماء الا وجدت فيها اسمي
مكتوبا محمد رسول الله وابو بكر الصديق
من خلفي رواه ابن عدي عن ابي هريرة
مرفوعا وفي اسناده عبد الله بن ابراهيم

مال خرچ کیا اور جہاد [illegible] ساتھ جہاد عسرت میں
یہ بروز قیامت ایک [illegible] ناقہ جنت پر آئیگا جسکے
قوائم مشک و عنبر کے ہونگے اور پیر اوس کے زمرد
اخضر سے اور زمام اوسکا لولوے رطب سے ہوگا
جسپر دو حلے سبز ہونگے سندس و استبرق کے راوی
اسکے ابن عدی ہیں ابن عباس سے مرفوعا
اسکی سند میں اسحاق بن بشیر بن مقاتل ہے جو
وضاع تھا۔

(۱۴) بروز قیامت حضرت ابراہیم کے لئے ایک
منبر نصب ہوگا امام عرش اور ہمارے لئے بھی
ایک منبر نصب کیا جائیگا عرش کے سامنے اور
ابوبکر کے لئے ایک کرسی رکھی جائیگی وہ اس پر
بیٹھیں گے الی آخرہ۔ راوی اسکے خطیب ہیں
معاذ سے مرفوعا اسکی سند میں محمد ابن احمد حلبی
ہیں جو مجہول ہے کہا ذہبی نے کہ حدیثیں اسکی
کل منکر ہیں بلکہ باطل ہیں ابن ماکولا نے کہا ہے
یہ حدیث اوسپر محمول ہے۔

(۱۵) شب معراج ہم جہاں جہاں گئے تو یہ لکھا
دیکھا محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق من خلفی۔ راوی
اس کے ابن عدی ہیں ابوہریرہ سے مرفوعا اور
سند میں اسکی عبداللہ بن ابراہیم غفاری وضاع
ہے۔ لآلی میں ہے کہ ہم اسکو حدیث حسن کہتے
ہیں نہ موضوع نہ ضعیف بسبب کثرت شواہد کے

الغفاری وضاع قال فی اللآلی الذی
استخیر الله فیه الحکم علی هذا الحدیث
بالحسن لا بالوضع ولا بالضعف لکثرة
شواهده ثم ذکره ابن عباس مرفوعا
رواه الخطیب فی التاریخ وعن ابن عمر
مرفوعا عند البزار فی سنده ولکن من
طریق الغفاری المذکور ثم ذکر له شواهد
غیر ذلک کلها لا یخلوا عن مقال لا
ینتهض معه الاستدلال وما کان
هکذا فلا یکون من الحسن لغیره فان
کثرت طرقه حدیث لا ینبغی لقوم فیهم
ابو بکر ان یؤمهم غیره رواه ابن
عدی عن عایشة مرفوعا قال ابن الجوزی
موضوع وفی اسناده عیسی بن میمون
منکر الحدیث والراوی عنه احمد بن
بشیر وهو متروک قال فی اللآلی الحدیث
اخرجه الترمذی من هذا الطریق و
احمد بن بشیر من رجال البخاری والاکثر
علی توثیقه وعیسی بن میمون قال
فیه ابن معین مرة لا باس به وقال
حماد بن سلمة ثقة ومن ضعفه لم
یتهمه بکذب فمن این یحکم علیه بالوضع
ویجاب عنه بان من اسمه احمد بن

پھر ابن عباس سے بھی مرفوعا خطیب نے روایت
کی ہے مگر کوئی سند اعتراض سے خالی نہیں ہے جس سے
قابل استدلال نہیں ہے اور ایسی حدیث حسن
لغیرہ بھی نہیں ہے اگرچہ طرق کثیرہ سے مروی ہو
(۱۴۲) نہیں مناسب ہے کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں
اونکی امامت غیر ابوبکر کرے راوی اسکے ابن
عدی ہیں عائشہ سے کہا ابن جوزی نے کہ یہ
حدیث موضوع ہے عیسی بن میمون منکر الحدیث
اس سند میں ہے اوس سے احمد بن بشیر راوی
ہے جو متروک ہے کہا لآلی کہ اس حدیث
کو اسی سند سے ترمذی نے روایت کی ہے اور
احمد بن بشیر اسکا راوی رجال بخاری سے ہے اور
اکثر اسکی توثیق کرتے ہیں عیسی بن میمون کے
بابت ابن معین نے کہا ایکدفعہ لاباس بہ حماد
بن سلمہ نے کہا وہ ثقہ ہے اور جسنے اوسکو ضعیف
کہا وہ بھی اسکو متہم بکذب نہیں کہتا پھر حکم بوضع
کہاں سے کیا جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ احمد
بن بشیر دو ہیں ایک [illegible] دوسرا متروک ہے
جیسا کہ صاحب تقریب نے کہا ابن کثیر نے لکھا
ہے مسند صدیق میں کہ اس حدیث کے شواہد ہیں
جس سے صحت کا [illegible] ہو سکتا ہے سیوطی
نے کہا اسکے شواہد بھی [illegible]
(۱۴۳) خدا کراہت کرتا ہے آسمان میں اس سے

بشیاد جلان احدهما هذا والآخر
متروك كما ذكره صاحب التقریب و
قال ابن کثیر فی مسند الصدیق ان
لهذا الحدیث شواهد یقتضی صحته
ثم ذکر له صاحب اللآلی شواهد حدیث
ان الله فی السماء یکره ان یخطی ابوبکر
الصدیق رواه الحرث فی مسنده و
هو موضوع وفی اسناده محمد بن سعید
المصلوب فی الزندقة وکذلک فی اسناده
نصر بن حماد الوراق وهو کذاب حدیث
لما عرج بی الی السماء قلت اللهم اجعل
الخلیفة بعدی علی بن ابیطالب فارتجت
السماء وهتف بی الملائکة من کل جانب یا
محمد اقرء وما تشاؤن الا ان یشاء الله قد شاء الله
ان یکون من بعدک ابوبکر الصدیق
رواه الجوزقی عن ابن سعید مرفوعا
هو موضوع حدیث ان جبریل قال
کل امتك علیها حساب ماخلا ابوبکر
الصدیق فاذا کان یوم القیمة قیل لیا
ابابکر ادخل الجنة یقول ما ادخل حتی
ادخل معی من کان یحبنی فی الدنیا ذکره
فی الذیل وهو موضوع قول عمر کان
النبی صلے الله علیه واله وسلم یتکلم مع ابی

کہ ابوبکر زمین مین خاطی ہون راوی اس کے
حرث ہین اپنی مسند مین حالانکہ یہ حدیث موضوع
ہی اسکے سند مین محمد بن سعید ہے جسکو زندقہ مین
سولی دیگئی دوسرا راوی نضر بن حماد وراق
ہی جو کذاب ہے۔

(۱۶) جب ہم معراج مین گئے تو خدا سے کہا کہ
ہمارا خلیفہ علی ابن ابیطالب کو بنا تو تمام آسمان
مین شور ہوا اور ملائکہ نے ہر طرف سے آواز
دی کہ محمد [illegible] وما یشاؤن الا ان یشاء اللہ [illegible]
خدا کی مشیت ہو کہ ابوبکر تمہارے بعد خلیفہ ہون
جوزقی اسکے راوی ہین ابی سعید سے حالانکہ
حدیث موضوع ہے۔

(۱۷) جبرئیل نے کہا تمہاری امت پر ہر شخص پر
حساب ہی باستثناے ابوبکر کہ بروز قیامت
انسے کہا جائیگا داخل جنت ہو ابوبکر کہین گے
جب تک ہمارے سب دوست رکھنے والے
نہ داخل ہون ہم نہ داخل ہون گے اسکو ذیل
مین ذکر کیا ہے حالانکہ موضوع ہے۔

(۱۸) عمر کہتے ہین کہ ابوبکر اور رسول اللہ کلام کرتے
تھے تو ہم دونو کے درمیان زنگی کیطرح ہوتے
تھے (کہ انکی باتین نہ سمجھتے) کہا ابن تیمیہ نے کہ یہ
حدیث موضوع ہے۔

(۱۹) اگر وزن کیا جائے ایمان ابوبکر ایمان

بل و کنت ... کما قال [illegible] ابن تیمیہ موضوع حدیث لو وزن ایمان ابی بکر الصدیق مع ایمان الناس [illegible] ابی بکر ذکرہ صاحب المقاصد وسندہ موقوفا صحیح ومرفوعا ضعیف حدیث ما صب اللہ فی صدری [شیئا] الا وصببتہ فی صدر ابی بکر ذکرہ صاحب المقاصد [illegible] ۱۱۲

تا اس کے ساتھ تو ایمان ابوبکر کا پلہ بھاری ہوگا اس روایت کو صاحب مقاصد نے ذکر کیا ہے مگر سند اسکی عمر پر موقوفاً صحیح ہے اور مرفوعاً ضعیف (یعنی اگر قول عمر ہے تو صحیح ہے اور اور اگر حدیث رسول مانی جائے تو ضعیف ہے) (۲۰) نہین مجھ الا کوئی چیز خدا نے میرے دل مین مگر ڈالدیا مین نے اوسکو سینہ ابوبکر مین ذکر کیا ہے صاحب مقاصد نے اور کہا موضوع ہے

[illegible] احادیث موضوعہ سے جو خلیفہ اول کے لئے بنائی گئیں پس جب قبولیت [illegible] اہلسنت کی یہ نوادر شہرہ خلیفہ اول بلکہ خلفاے ثلاثہ میں رہی ہین تو آپ کے تین لاکھ ساٹھ ہزار برباد ہوا لی دعوے پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب کا شیعونکو بیداد گر قوم کہنا کسی طرح مستبعد نہین جبکہ وہ یوسف [illegible] خلفا کا ظاہر کردیتے ہین اور آپکے علما کے کارنامون کو خود آپکے علما کی زبانی کھولدیتے ہین کہ دیکھو فلان صاحب نے یہ غلاظت کی اور دوسرے اسطرح اسکی ملمع کاری کی۔

حدیث نمبر ۱۱۔ کون ہے مثل ابوبکر جسنے تصدیق کی جب سب نے تکذیب کی اور اپنی بیٹی کا ہم سے نکاح کیا اور اپنا مال خرچ کیا۔ بمقابلہ اوس حدیث کے بنائی گئی ہے جو سابقا مذکور ہوئی کہ عائشہ نے حضرت خدیجہ کو گالی دی ہے تو رسول اللہ کے سر کا بال مارے غصہ کے ہلنے لگا اور فرمایا ہرگز خدا نے اونکا بدلہ نہین دیا کہ اونھون نے ہماری تصدیق کی جبکہ سبنے تکذیب کی اور اپنا مال ہمکو دیدیا جبکہ سبنے محروم کیا اور ہمکو اون سے اولاد دی جبکہ کل عورتون کی اولاد سے محروم کیا۔

مگر کیا وضعی کارروائی چل سکتی ہے کیونکہ اگر ذرہ برابر بھی اسکی اصلیت ہوتی تو کیا رسول اللہ ایسا کلمہ فرماسکتے تھے یا حضرت عائشہ اسپر ساکت رہتین سیکڑون صلواتین رسول اللہ کو سناتین ہان اوس وضاع حدیث سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ ابوبکر کو تین لاکھ ساٹھ ہزار کا مالک بنا سکے کیونکہ وہ صدر اول کا آدمی تھا ایسی بات کیونکر کہتا کہ فوراً اوسکی کذابیت ظاہر ہو۔ کیونکہ وہ قدیم

تمدن عرب سے واقف تھا جانتا تھا اتنا مالدار توکوئی عرب مین ہوا ہی نہین ۔ پھر ایک خیاط یا طبیب بلخ کا بچہ کیونکر اتنا مالدار ہوسکتا ہے اسلئے اوس نے صرف گول لفظون مین ابوبکر کی مالداری دکھایا جسے خود علمائے اہل سنت نے موضوع کہہ دیا ۔

اس مضمون کی ایک روایت بھی بنائی گئی ہے جیساکہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے بذیل ترجمہ فضل بن مختار ۔ فضل بن مختار عن ابان عن انس مرفوعاً قال لابی بکر ما اطیب مالک منه بلال موذنی وناقتی کانی انظر الیک علی باب الجنة تشفع لامتی فهذا لاباطیل وعجائب ۔ صفحہ ۳ جلد ۲

کہ حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کسقدر تیرا مال طیب ہے جس سے میرا موذن بلال ہے ۔ اور میرا ناقہ گویا دیکھتا ہون باب جنت پر کہ ہماری امت کی شفاعت کرتا ہے یہ سب قصے باطل اور عجائب سے ہین ۔

ہان یہ حوصلہ ہے تو مرزائیون کا جنھون نے مرزا صاحب کو نبی ۔ رسول پیغمبر مہدی مسیح دیکھتے ہی دیکھتے بنا دیا تو اون کو ابوبکر کو قارون وقت بنانے مین کیا عذر ہوسکتا ہو ۔

مگر کاش اتنا تو خیال کرتے کہ اس سے پر کیا آفت آتی ہو ۔ کیونکہ ابھی تک تو خلفا کی بدولت صرف یہی الزام تھا کہ بزور شمشیر اسلام پھیلا ۔ اس روایت کے ماننے سے یہ [illegible] بھی الزام قایم ہوتا ہے کیونکہ تین لاکھ ساٹھ ہزار کی مقدار تو اتنی ہو کہ شاید اوس وقت عرب کی مردم شماری بھی اتنی نہو ۔ چہ جائیکہ مکہ کی مردم شماری جو نہایت ہی قلیل تھی ۔ پھر بہت آسانی سے مخالفین اسلام کہہ سکتے ہین کہ حضرت نے روپیہ اشرفی کے ذریعہ سے لوگون کو مسلمان بنایا ۔ گویا اس الزام کو ہواداری خلیفہ اول و دوم مین قبول کرسکتے ہین ۔ ۹

اب ہم آپکو ایک بہت بڑا مناظرہ سناتے ہین جو اسی بحث مین ہوچکا ہے ملاحظہ ہو کتاب مروانی جاحظ ناصبی جو علمائے معتزلہ سے ہے جسنے بحمایت مروانی ایک کتاب لکھی تھی جس کے نسبت امام اہل سنت ابن تیمیہ جنکے کلام سے خود مخاطب نے بھی استدلال کیا ہے منہاج السنة مین لکھتے ہین نعم مع معویہ طائفة کثیرة من المروانیة وغیرهم کالذین قاتلوا معه واتباعهم بعدهم یقولون انه کان فی قتاله علی الحق مجتهدا او مصیبا وان

علیاً ومن معہ کانوا ظالمین او مجتہدین مخطئین وقد صنف لہم فی ذلک مصنفات مثل کتاب المروانیہ صنفہ الجاحظ۔

یعنی ہمراہیان معویہ مروانیہ وغیرہ سے قائل تھے کہ معویہ حق پر لڑتا تھا اور وہ مجتہد مصیب تھا۔ اور حضرت علیؓ معاذ اللہ ظالم تھے یا مجتہد خاطی تھے۔ اس بارہ میں بہت سی تصنیفیں ہوئیں مثل کتاب مروانیہ کے جسکا مصنف جاحظ ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں وقد صنف الجاحظ کتابا فی المروانیہ ذکر فیہ من الحجج التی لہم مالا یمکن الزیدیۃ نقضہ مع الرافضۃ۔

یعنی جاحظ نے مروانیوں کی تائید میں ایک کتاب لکھی جسمیں مروانیوں کے ایسے دلائل لکھے ہیں کہ زیدیہ سے تو اوسکا جواب ممکن نہیں چھوڑ دے رافضہ کو۔

اسی کتاب مروانیہ میں جاحظ نے لکھا ہے جسے ہم کتاب مستطاب عبقات الانوار ۱ھ جلد اول سے نقل کرتے ہیں۔ وقد علمتم ما صنع ابو بکر فی مالہ وکان مالہ اربعین الف درہم فانفقہ فی نوائب الاسلام وحقوقہ ولم یکن خفیف الظہر قلیل العیال فیکون فاقد جمیع الیسار بین بل کان ذا بنین وبنات وزوجۃ وخدم وحشم ویعول والدیہ وما ولد ولم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ذلک عند مشہور فیخاف العار فی ترک مواساتہ فکان انفاقہ علی وجہ الذی لاتجد فی غایۃ الفضل مثلہ ولقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما نفعنی مال کما نفعنی مال ابی بکر۔

کہ تم لوگ جانتے ہو ابو بکر نے اپنے مال میں کیا کیا حالانکہ وہ چالیس لاکھ درہم تھا کہ مصائب اسلام میں سب خرچ کر ڈالا۔ حالانکہ وہ خود عیالدار تھے۔ بلکہ کم عیال ونسل نہ تھی کہ خرچ کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ بیٹے تھے بیٹیاں تھیں۔ زوجہ تھی حشم خدم جس سے اپنے والدین کی خبر گیری کرتے۔ اور رسول اللہ اسکے قبل کچھ ایسے مشہور بھی نہ تھے کہ ترک مواسات سے ابو بکر پر عار وننگ آتا تو اب یہ انفاق اون کا محض از راہ دردمندی تھا جس سے بڑھکر کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی جناب رسول اللہ سے کہا ہے کہ جسقدر مال ابو بکر نے ہمکو نفع دیا کسی کے مال نے نہیں نفع دیا۔

یہ ہے جاحظ ناصبی کا دعویٰ جس پر نہ کوئی سند لایا نہ کوئی دلیل بلکہ صرف ایک دعویٰ کر دیا
مگر وہ دعویٰ بھی صرف اسی قدر ہے کہ ابوبکر نے چالیس ہزار درہم خرچ کیا تھا۔ جو اس زمانہ
کے حساب سے بحساب فی درہم ۳؍ تیرہ ہزار تین سو تینتیس روپیہ ہوتا ہے۔ جسکو ہمارے
مخاطبین نے معلوم ہوتا ہے اسوقت سے اسوقت تک سود سلامی جوڑ کر تین لاکھ ساٹھ ہزار بنایا۔
اسی تقریر کے جواب میں شیخ ابو جعفر اسکافی لکھتے ہیں جو اوسی زمانہ کے سنیوں سے ہیں

اخبرونا علی ای نوائب الاسلام انفق هذا المال وفی ای وجه وضعه فانه لیس
بجائز ان یخفی ذلک ویدرس حتی یفوت حفظه وینسی ذکره وانتم فلم تقفوا علی
شیء اکثر من عتقه بزعمکم ست رقاب لعلها لا یبلغ ثمنها فی ذلک العصر مائة درهم
وکیف یدعی له الانفاق الجلیل وقد باع من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
بعیرین عند خروجه الی یثرب واخذ منه الثمن فی مثل تلک الحال روی ذلک
جمیع المحدثین وقد رویتم ایضا انه کان حیث کان بالمدینة غنیا موسرا ورویتم
عن عائشة انها قالت هاجر ابو بکر وعنده عشرة الاف درهم وقلتم ان الله تعالی
انزل فیه ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی قلتم هو فی ابی بکر
ومسطح بن اثاثة فاین الفقر الذی زعمتم انه انفق حتی تخلل بالعباء ورویتم ان
لله تعالی فی سمائه ملئکة قد تخللوا بالعباء وان النبی صلی الله علیه وآله وسلم
رآهم لیلة الاسراء فسال جبرئیل عنهم فقال هؤلاء ملائکة تاسوا بابی بکر
بن ابی قحافة صدیقک فی الارض فانه سینفق علیک ماله حتی یخلل عباء فی
عنقه وانتم ایضا رویتم ان الله تعالی لما انزل آیة النجوی فقال یا ایها الذین آمنوا
اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة ذلک خیر لکم الآیة
لم یعمل بها الا علی بن ابی طالب وحده مع اقرارکم بفقره وقلة ذات یده وابو بکر
فی الحال التی ذکرناه من السعة امسک عن مناجاته فعاتب الله المؤمنین فی
ذلک فقال أأشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقات فاذ لم تفعلوا
وتاب الله علیکم فجعله سبحانه ذنبا یتوب علیهم منه وهو امساکهم عن

تقدیم الصدقة فکیف سمحت نفسه بانفاق اربعین الفا وامسک عن مناجاة الرسول وانما کان یحتاج فیها الی اخراج درهمین واما ما ذکر من کثرة عیاله ونفقته علیهم فلیس فی ذلک دلیل علی تفضیله لان نفقته علی عیاله واجبة مع ان ارباب السیرة ذکروا انه لم یکن ینفق علی ابیه شیئا وانهم کانوا اجراء لابن جدعان علی مائدته یطردون عنها الذبان ـ

بتاؤ ہو کہ ابوبکر نے اسلام کی کون سی خدمت میں اس مال وافر کو خرچ کیا ۔ اور کہاں کہاں دیا کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایسی فیاضی ابوبکر کی مخفی ہو جائے ۔ اور زمانہ اس طرح اوس کو بھولا دے کہ کسی کو معلوم نہ ہو ۔ تم لوگوں نے بڑی کوشش سے اگر دعویٰ کیا ہے تو اسی قدر کہ ابوبکر نے چند غلام کو آزاد کیا جسکی قیمت اوس زمانہ میں سو درہم سے بھی زاید نہ تھی ۔ پھر کیونکر اسکا دعویٰ کرتے ہو کہ اتنا مال وافر ابوبکر نے خرچ کیا ۔ حالانکہ خود رسول اللہ ص کے ہاتھ بوقت ہجرت ابوبکر نے اپنا دو اونٹ بیچا تھا اور حضرت سے اوسکی قیمت لی ۔ ایسی حالت میں (کہ حضرت اہل و عیال و وطن کو چھوڑ کر ہجرت کر رہے ہیں) جسکو قاضی محمد ثمین نے لکھا ہے ۔ حالانکہ تم اسکے بھی مدعی ہو کہ [illegible] البخاری [illegible] تم یہی روایت کرتے ہو عائشہ سے کہ جب ابوبکر نے ہجرت کی تو اوسکے پاس دس ہزار درہم تھا اور [illegible] کہ ابوبکر کے بارے میں آیہ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربیٰ نازل ہوا ۔ کیونکہ تم کہتے ہو یہ آیہ ابوبکر و مسطح بن اثاثہ کے بارے میں نازل ہوا (مسطح خالہ زاد بھائی تھا عائشہ کا قصہ افک میں اس نے سب سے زیادہ حصہ لیا جس پر ابوبکر نے اوسکے ساتھ سلوک وغیرہ کو روک دیا [illegible] باعتقاد اہل سنت یہ آیہ اسی بارے میں نازل ہوا)

تو پھر تمہارا دعویٰ فقر ابوبکر کیا ہوا [illegible] بیان کرتے ہو کہ ابوبکر نے اسقدر خرچ کیا کہ عبا سے تخلل کرنے لگا [illegible] فرشتوں کو حکم دیا کہ تم بھی اسی طرح عبا کا استعمال کرو کہ رسول اللہ ص نے شب معراج اس طرح جو فرشتوں کو دیکھا تو پوچھا یہ کیا حال ہے ۔ تو جبرئیل نے کہا یہ ملائکہ تاسی کرتے ہیں ابوبکر [illegible] جو قریب ہے تمہارے [illegible] اسی طرح خرچ کرینگے کہ صرف ایک عبا رہ جائیگی جسکو وہ گلے میں ڈالے رہینگے ۔

پھر تم ہی تو یہ بھی روایت کرتے ہو کہ جب آیہ نجویٰ نازل ہوا یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم

الرسول فقدموا بین یدی نجوٰیکم صدقة ذلکم خیر لکم واطہر سورہ مجادلہ
کہ اے ایمان والو جب رسول اللہ ص سے راز کی باتین کرو تو اس مشورہ کے پہلے کچھ خیرات دیدیا
کرو کہ یہ بہتر ہے تمھارے لئے اور پاکیزہ۔

تو اس پر نہ عمل کیا کسی نے بجز حضرت علی ابن ابی طالب تہا۔ حالانکہ تم کہتے کہ وہ فقیر تھے نادار تھے اور
ابوبکر کو اس درجہ مالدار کہتے ہو۔ باانیہمہ ابوبکر نے امساک کیا اس قسم کے نجوی سے جس پر خدا نے تمامی مومنین
پر عتاب کیا ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجویکم صدقات فاذلم تفعلوا و تاب اللہ
علیکم۔ تو خدا نے اس امر کو کہ قبل سرگوشی کچھ خیرات نہین دیا گناہ قرار دیا۔ تو جب ابوبکر کے نفس
نے اسکو نہ گوارا کیا کہ دو درہم خیرات دین مشورہ وصلاح کرنے مین رسول ص سے۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے
کہ وہ چالیس ہزار درہم خرچ کرین۔

رہا یہ دعوی کہ ابوبکر عیالدار تھے۔ اور اون کا نان ونفقہ دیتے تھے۔ تو اس سے کونسی فضیلت
اون کی نکلی کیونکہ نفقہ عیال تو واجب ہے۔ حالانکہ ارباب سیر نے ذکر کیا ہے کہ ابوبکر اپنے
والدین کو کچھ نہ دیتے تھے۔ بلکہ ابوبکر کے باپ (ابوقحافہ) ابن جدعان (ایک رئیس کا نام ہے)
کے یہان مزدوری پر دسترخوان کی مکھی مارا کرتے۔

پہلی تقریر جاحظ کی ہے جو سنی ہے معتزلی ہے ناصبی ہے۔ اور دوسری تقریر ابوجعفر اسکافی کی
ہے جو وہ بھی معتزلی ہے اس مین کسی شیعہ کی تقریر کو مداخلت نہین ہے جس سے معلوم
ہوسکتا ہے کہ ابوبکر کی مالداری کا دعوی کیسا غلط ہے۔ کیونکہ جاحظ نے چالیس ہزار درہم کا
دعوی کیا تھا۔ مولف خلافت راشدہ نے اوسکو چالیس ہزار اشرفی بنایا۔ و مع سود تین لاکھ
ساٹھ ہزار روپیہ۔

اس تقریر کا پہلا جواب یہ ہے کہ اگر ابوبکر کے پاس اتنا مال ہوتا اور وہ اعانت اسلام مین خرچ
کئے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ یہ خبر مخفی رہ جاتی۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ خبر ایسی مخفی اور پوشیدہ تھی
کہ خود اوس زمانہ کے لوگ نے بھی اس خبر کو نہ سنا تھا بلکہ صرف جاحظ نے اسکا دعوی کیا اور
آخر زمانہ مین مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ آئی۔ مگر افسوس کہ انھون نے بھی کوئی سند نہ دی
کہ آخر یہ خبر انکو کہان سے ملی کہ ابوبکر کے پاس اوس وقت مین چالیس ہزار دینار یا درہم تھا۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ ابوبکر ایسے مالدار تھے تو بوقت ہجرت رسول اللہ صلعم کے ہاتھ اونٹ کیون فروخت کیا جسکو تمام محدثین نے لکھا ہے۔ مگر یہ سنکے آپ اور بھی متحیر ہونگے کہ ابوبکر صاحب نے دونو اونٹ صرف دام کے دام ہی پر نہین دیا۔ بلکہ دوگنا۔ بلکہ چوگنا۔ بلکہ اوس سے بھی زیادہ درام لیا۔

**خریدن ناقہ از ابوبکر** ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ صفحہ ۷۷ جلد ۲ ابوبکر را دو شتر بود کہ بچہار صد درم و در مدینہ ہشتصد خرید و مدت چہار ماہ از علف داد و فربہ ساختہ نگاہ داشتہ بود براے روز ہجرت آوردہ یکی را آنحضرت قبول فرمایند فرمود قبول کردم ولیکن بہ ثمن بیاع پس بہ ہشتصد درم آن ناقہ را از ابوبکر صدیق بخرید ما ناکہ حکمت در خریدن ناقہ از ابوبکر صدیق با وجود نہایت صدق او و کمال اتحاد و سابقہ انفاق ابوبکر اموال کثیرہ را بر آنحضرت آن بود کہ نخواست کہ در راہ خدا استمداد و استعانت از کسی جوید چنانکہ خلاصہ اشارت آیہ لا تشرک بعبادۃ ربہ احدا در آن ناظر است۔

اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ ابوبکر نے چار سو درہم پر دو اونٹ لیا تھا جس کا ایک اونٹ حضرت کے ہاتھ **نو سو درہم** پر فروخت کیا اور حضرت نے بلاقیمت لینا اوس کا ناپسند کیا۔ جسکی وجہ بتحقیق شیخ عبدالحق دہلوی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر حضرت بلاقیمت لیتے تو مخالفت آیہ لاتشرک بعبادۃ ربہ لازم آتی۔ پس تعجب ہے کہ دس بیس روپیہ کی مالیت کے اونٹ لینے مین تو حضرت کا یہ خیال ہوا اور تین لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مالیت لینے مین کچھ بھی نہ خیال ہوا۔ اسی کو کہتے ہین گڑ کھائین گلگلے سے پرہیز"

اس واقعہ سے جہان رسول اللہ کی بے مثل فیاضی اور اعلی درجہ کی غیرت نمایان ہوئی کہ تیس چالیس روپیہ کا اونٹ بھی بلاقیمت لینا جائز نہ سمجھا۔ وہان ابوبکر کی اعلی درجہ کی مشاقی کسی فن تجارت مین نمایان ہوئی کہ ایسی حالت مین بھی نفع کو فی الحال دینا پسند نہ کیا۔ دو سو درہم کا مال نو سو پر فروخت کیا۔

شیخ صاحب نے یہان بھی صدق و صفائے ابوبکر کا دم بھر دیا ہے کہ پہلے بہت کچھ مال حضرت کی اعانت مین خرچ کر چکے تھے۔ مگر افسوس کہ اسپر نہ غور کیا۔ اگر حضرت ایسے وقت مین اون سے

مال کو قبول کئے ہوتے تو اسوقت کیا عذر تھا حالانکہ تاریخ کامل میں ہے - فلما مضت الثلاث وسکن الناس اتاھما دلیلھما ببعیریھما فاخذ رسول اللہ احدھما بالثمن فرکبہ صفحہ ۳۵ جلد ۲ کہ جب حضرت غار میں پوشیدہ ہوئے اور تین روز گذر گئے - لوگوں میں سکون ہوا تو حضرت کا راہبر دو اونٹ لایا جسمیں سے ایک اونٹ رسول اللہ ص نے بقیمت خریدا -

دیکھیئے کہاں تو وہ ابر دھوان دھار اوٹھا تھا کہ ابوبکر نے دو اونٹ لیا اور کھلا پلا کر فربہ کیا - دو سو کا اونٹ لیکر نوسو درہم پر حضرت کے ہاتھ بیچا - یہاں آکر کیسا مطلع صاف ہوا کہ وہ اونٹ نہ ابوبکر کا تھا نہ کچھ بلکہ جو راہ نما بنایا گیا تھا وہ اونٹ لایا اور حضرت نے اوسکو خرید فرما کر سواری کی

## شرکت ابوبکر با حکم رسول اللہ ص

تفسیر درمنثور سیوطی میں ہے جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ و

اخرج ابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال لما خرج رسول اللہ من اللیل لحق بغار ثور - قال وتبعہ ابوبکر فلما سمع رسول اللہ حسہ خاف ان یکون الطلب فلما رای ذلک ابوبکر تنحنح فلما سمع رسول اللہ ص عرفہ فقام لہ حتی تبعہ فاتیا الغار فاصبحت قریش فی طلبہ فبعثوا الی رجل من قافۃ بنی مدلج فتبع الاثر حتی انتہی الی الغار وعلی بابہ شجرۃ فبال فی اصلہ القائف ثم قال ما جاز صاحبکم الذی تطلبون ھذا المکان قال فعند ذلک حزن ابوبکر فقال لہ رسول اللہ لاتحزن ان اللہ معنا قال فمکث ھو وابوبکر فی الغار ثلثۃ ایام تختلف الیھم بالطعام عامر بن فہیرۃ وعلی یجھزھم فاشتروا ثلثۃ اباعر من ابل البحرین واستاجر لھم دلیلاً فلما کان بعض اللیل من اللیلۃ الثالثۃ اتاھم علی ؑ بالابل والدلیل فرکب رسول اللہ ص راحلتہ ورکب ابوبکر اخری فتوجھوا نحو المدینۃ وقد بعثت قریش فی طلبہ -

ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے ابن عباس سے کہ جب رات کے وقت رسول اللہ ص نکلکر غار ثور کی طرف روانہ ہوئے تو ابوبکر نے ... کا پیچھا کیا جب حضرت کو ان کی آہٹ معلوم ہوئی تو ڈرے کہ کوئی کافر پکڑنے آتا ہے ... بو... نے اسکو سمجھ کر تنحنح

لیا (کھنکارے) حضرت ان کی آواز پہچان کر ٹھہر گئے یہانتک کہ ابوبکر بھی پہونچے اور حضرت کے ساتھ داخل غار ہوئے۔ ادھر قریش نے حضرت کی طلب مین آدمی دوڑائے اور بنی مدلج کے قیافہ شناس کو بلا بھیجا جو اونکے ساتھ دروازہ غار تک آیا وہان ایک درخت تھا اوسکے نیچے بیٹھکر پیشاب کرنے لگا اوسکے بعد کہا کہ جسکو تم طلب کرتے ہو وہ یہان سے آگے نہین بڑھا ہے۔ اوسوقت ابوبکر کو حزن ہوا۔ اور رسول اللہ نے فرمایا نہ غم کھا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت تین روز تک مع ابوبکر غار مین رہے عامر بن فہیرہ کھانا وغیرہ لیکر آتا حضرت علیؑ اوسکا سامان کرتے اسکے بعد تین اونٹ بحرین کے خریدے اور ایک آدمی کو مزدوری پر راہ نما مقرر کیا جب تیسری رات کا کچھ حصہ گذرا تو حضرت علیؑ اونٹ اور دلیل لیکر آئے حضرتؐ اپنے راحلہ پر سوار ہوئے اور ابوبکر دوسرے اونٹ پر اور جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ قریش نے حضرت کی طلب مین آدمی روانہ کئے ۱ھ

اس روایت کو اوس ناول سے ملایئے جو حضرتؐ کے قصہ ہجرت مین تصنیف ہوا ہے تو آپکو خود معلوم ہو جائیگا کہ اصل کیا ہے اور یارون نے کیا بنایا ہے۔ وہ دوپہر کو رسول اللہ کا ابوبکر کے گھر آنا۔ اور آپکو ابوبکر کے دریچہ سے دو تو آدمیون کا نکلنا۔ اور ابوبکر کا اونٹ پیش کرنا۔ اور ابوبکر کے بیٹیونکا کھانا لانا وغیرہ وغیرہ جس مین ہر طرح ابوبکر صاحب۔ رسول اللہؐ کے سرپرست بنائے گئے ہین۔ اور حضرت بے خان و مان کہ نہ آپکے گھر تھا نہ کنبہ نہ قبیلہ۔ ابوبکر کے مال کی روٹی پہ بسر کرتے۔ حالانکہ ابھی شادی بھی نہین ہوئی تھی نہ کوئی تعلق تھا صرف نام بہادی عقد ہوا تھا

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سارا قصہ محض ناول ہے۔ نہ حضرت نے ابوبکر کو ساتھ لیا۔ نہ آپکی مرضی سے وہ ساتھ ہوئے۔ بلکہ حضرت تو انکو ایک کافر سمجھکر ڈرے تھے اور خوف زدہ ہوئے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ یہ ذات شریف ہین تو مجبوری ساتھ لے لیا جو موجب سوہان روح ہوتے رہے جسکو شیخ سعدی کہتے ہین ؎ ترا اژدہا گر بود یار غار ÷ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار۔

خدا کی مار پڑے اون حیا دارون پر جنہون حصول خلافت ہی پر قناعت نہ کی کہ ابوبکر خلیفہ رسول بن گئے۔ بلا وجہ اسقدر افترا کیا جسکی کوئی انتہا نہین۔

ناول نویسان تتمہ ہجرت نے ظاہر تو یہ کیا ہے کہ اس واقعہ ہجرت میں جناب امیرؑ کو ہر بات سے اس طرح علیحدہ کیا ہے کہ کوئی واسطہ ہی حضرت سے نہ رہا جز اسکے کہ اسقدر رہ بیان کیا ہے وغیر از علی و آل ابوبکر کسے بران مطلع نبود صفحہ ۴۷ مدارج النبوۃ جلد ۲

کہ بجز حضرت علیؑ اور خاندان ابوبکر کوئی اس راز سے مطلع نہ تھا جسکے مطلب یہ ہوئے کہ حضرت علیؑ کی صرف اسی قدر مداخلت تھی کہ آپ جانتے تھے رسول اللہ نے ہجرت کیا اور کچھ بھی نہیں جسکو عائشہ صاحبہ یوں ادا کرتی ہیں کہ ما تعجیل تمام کار سازی سفر کردیم صفحہ ۸ یعنی ساز و سامان سفر تو سب ہمنے انجام دیا اور کسی کو یعنی حضرت علیؑ کو تو اس میں کسی شئی کی مداخلت ہی نہ تھی حالانکہ روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ ملا محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر میں ہے کہ

و فی مسند احمد بن حنبل من حدیث ابن عباس فی حدیث طویل علم یاتی انه وشری علی نفسه لبس ثوب رسول الله ونام مکانه قال فکان المشرکون یتوهمون انه رسول الله فجاء ابوبکر وعلی نائم یحسب انه نبی الله قال فقال یا نبی الله فقال له علیؑ ان نبی الله قد انطلق نحو بیر میمونه فادرکه فانطلق ابوبکر فدخل معه الغار قال وجعل علی یرمی بالحجارة کما کان رسول الله وهو یتضور قد لف راسه فی الثوب لا یخرجه حتی اصبح فکشف راسه الخ

کہ مسند احمد بن حنبل میں ایک طولانی روایت حضرت ابن عباس سے ہے کہ جب جناب امیرؑ جامہ رسول اوڑھ کر فرش خواب پر سوئے تو مشرکوں نے خیال کیا کہ حضرت ہی سوئے ہوئے ہیں۔ رستے میں ابوبکر آئے اور کہا یا رسول اللہ اس گمان پر کہ حضرت ہی سوتے ہیں تو جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت جانب بیر میمونہ تشریف لیگئے ہیں تم بھی جاؤ۔ ابوبکر نے جاکر حضرت کو پایا اور انکے ساتھ داخل غار ہوئے اور حضرت علیؑ چادر رسول اوڑھے ہوئے اسی طرح سوتے رہے اور حضرت پر اسی طرح پتھر پڑنے لگا جس طرح رسول اللہ پر پڑتا تھا اور آپ منہ چھپائے ہوئے تھے جب صبح ہوئی تو سر کھولا۔

اس روایت نے اچھی طرح بتا دیا کہ ابوبکر کو مطلق اس کا علم نہ تھا کہ حضرت نے ہجرت فرمایا وہ تو جناب امیرہی کو رسول خدا جانتے تھے۔ جس طرح مشرکین سمجھتے تھے کہ حضرت ہی سوئے ہیں حسب ارشاد جناب امیر ابوبکر کو معلوم ہوا کہ آپ مکہ سے روانہ ہوگئے۔

اب اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ اپنی روایتوں میں تطبیق دیں۔ مگر یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ ابوبکر صاحب۔ نہ حضرت کے حکم او ارادہ سے غار میں گئے تھے۔ نہ آپ کے اطلاع اور خبر دینے پر۔

دوسرا امر اس روایت کے متعلق اسحٰق نے لکھا ہے کہ بروایت عائشہ ابوبکر کے پاس وقت ہجرت دس ہزار درہم تھا۔

مگر افسوس ہمکو جو روایت ملی ہے اوس سے تو اسکی مقدار پانچ ہی ہزار رہتی ہے تاریخ خمیس میں ہے سنہ جلد اول در وی ان ابابکر حین خرج الی الغار احتمل ماله كاه وكان ماله وهو خمسة آلاف درهم او ستة آلاف درهم فانطلق بها معه

یعنی ابوبکر جب جانب غار چلے ہیں تو اپنا کل مال لیا اور وہ صاحب مال تھے جس کی مقدار پانچ ہزار تھی یا چھ ہزار تو ابوبکر سب لیکر روانہ ہوئے۔

پانچ ہزار درہم دو ہزار روپیہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ اسی پر یہ سارا زور شور ہے۔ حالانکہ یہاں کے ادنے ادنے کسان ہزار دو ہزار وقت پر خیرات کر دیتے ہیں۔ مگر ابوبکر کے لئے یہی مایہ ناز قرار دیا جاتا ہے۔ اگر روایت عائشہ مان لی جائے کہ دس ہزار تھا تو چار ہزار روپیہ بھی نہیں ہوتے۔

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ اگر ابوبکر ایسے مالدار تھے تو پھر یہ روایت غلط ہوتی ہے کہ ابوبکر تو صرف ایک عبا گلے میں ڈالے تھے جسکی تقلید فرشتوں نے بھی کی جسکی موضوعیت ہم کلام شوکانی سے دکھا چکے ہیں۔

تیسرا جواب یہ دیا ہے کہ جب ابوبکر ایسا نہ ہو سکا کہ یا ایها الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول کی تعمیل کرتے کہ دو درہم رسول اللہ کے سامنے خیرات کرتے تو صلا چالیس ہزار

درہم وہ کب خرچ کر سکتے تھے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خداوند عالم سورہ مجادلہ مین فرماتا ہے جسمین خاص طور پر عظمت و شان رسول اللہ دکھلایا گیا ہے یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویکم صدقۃ ذلک خیر لکم و اطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجویکم صدقات فاذ لم تفعلوا و تاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و اطیعوا اللہ و رسولہ و اللہ خبیر بما تعملون۔

اے ایمان والو جب تم مشورہ کرو رسول اللہ سے تو کچھ خیرات دیا کرو کہ یہ بہتر اور اطہر ہے تمہارے لئے اگر نہ پاؤ تو خدا غفور و رحیم ہے کیا تم ڈر گئے کہ اپنے نجوی کے سامنے کچھ خیرات دو اگر نہ دے سکو اور خدا نے تم پہ مہربانی قبول کیا تو قائم کرو نماز کو اور دو زکوۃ اور اطاعت کرو خدا اور اسکے رسول کی کہ خدا خوب باخبر ہے تمہارے عمل سے۔

اس آیہ کی تفسیر مین فخر الدین رازی لکھتے ہین ص۲۶ جلد ۸ جسکا خلاصہ یہ ہے۔

کہ یہان چند مسائل ہین پہلے یہ کہ یہ حکم بہت سے فوائد پر مشتمل ہے (۱) تعظیم جناب رسول کی اور تعظیم ہے اونکے مناجات (یعنی سرگوشی کرنے کی) کیونکہ جو بات انسان کو بمشقت حاصل ہوتی ہے اوسکو وہ عظیم جانتا ہے بخلاف اسکے کہ وہی بات بسہولت حاصل ہو تو اوسکو حقیر جانتا ہے (۲) اس سے بہت سے فقرا کا نفع تھا اگر لوگ قبل مشورہ کچھ صدقہ دیتے۔

(۳) کہا ابن عباس نے کہ مسلمانون نے سوالات کی بھرمار کردی رسول اللہ پر یہانتک کہ حضرت کو اس سے تکلیف پہونچنے لگی۔ تو خدا نے اس ذریعہ سے چاہا کہ رسول اللہ کی تخفیف کرے چنانچہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو بہت سے لوگون نے بخالت کی۔ اور پوچھنا رسول اللہ سے چھوڑ دیا۔

(۴) مقاتل بن حیان کہتے ہین کہ مالدارون نے حضرت کی مجلس کو گھیر لیا تھا۔ اور فقرا پر غالب آگئے تھے اور ہر وقت حضرت سے صلاح کرتے تھے۔ یہانتک کہ حضرت کو اونکا زیادہ بیٹھنا ناگوار ہوتا تھا۔ پس خدا نے خیرات کرنے کا حکم دیا بوقت مشورہ جس سے مالدار

تو بخیال خیرات رک گئے۔ اور فقیرون کے پاس چونکہ مال نہ تھا اسوجہ سے وہ زیادہ مشتاق ہوئے صحبت رسول کے اور اسکی تمنا کرنے لگے کہ اگر مال ہوتا تو ہم بھی خدمت رسول مین پہونچتے۔ اس تکلیف سے فقرا کا درجہ خدا کے نزدیک بڑہ گیا اور مالدارون کا درجہ گھٹ گیا۔

(۵) یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مقصود حضرت کی تخفیف ہو۔ کیونکہ اہل غرض حضرت سے امرا کرتے تھے جس سے حضرت کا ہرج اوقات ہوتا تھا۔ کیونکہ آپکی اوقات تو مقسوم تھی ابلاغ امت اور عبادت پر جس سے اسکا بھی احتمال ہوتا ہے کہ بعض مومنین کا دل بھی مشغول ہوجاتا تھا کہ وہ خیال کرتا تھا فلان شخص نے اپنے کسی دنیاوی کاروبار مین حضرت سے مشورہ لیا ہوگا

(۶) اس ذریعہ سے وہ لوگ متمیز ہوئے جو دنیادار تھے۔ کیونکہ مال محک دعاوی ہے۔

(یہ تو اسرار حکم ہین کہ یہ حکم اس غرض سے نازل ہوا کہ طالب دنیا اور طالب آخرت متمیز ہوجائین جو دنیادار ہوگا وہ خیرات دینے کے نام سے بھاگے گا اور جو طالب آخرت ہوگا وہ اسپر عمل کریگا)

**دوسرا مسئلہ** یہ ہے کہ ظاہر آیہ دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم وجوب کیلئے ہے کہ بوقت مشورہ خیرات دینا واجب تھا۔ کیونکہ صیغہ امر ہمیشہ وجوب کیلئے ہے اور اسکی تاکید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خدا اسکے بعد فرماتا ہے فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم کیونکہ یہ کلام ایسے ہی موقع پر کہا جاتا ہے کہ جہان اوسکے زوال سے زوال وجوب ہو۔

بعض نے کہا ہے کہ واجب نہین تھا بلکہ مستحب تھا۔ کیونکہ خدا کہتا ہے ذلک خیر لکم واطھر اور ایسا جملہ مستحبات مین کہا جاتا ہے نہ وجوب مین۔ **اسکا جواب** یہ دیتے ہین کہ یہ کلمہ وجوب و استحباب مین دونون مین مستعمل ہوتا ہے۔ تو دعوی استحباب غلط ہوا۔

دوسری دلیل قائلین استحباب کی یہ ہے کہ اگر یہ حکم واجبی ہوتا تو فوراً ہی دوسری آیہ سے جو اسکے بعد ہے ازالہ حکم وجوب نہ کیا جاتا۔

اسکا جواب دیتے ہین کہ اسوقت اگر تلاوت مین دونو آیہ متصل ہین تو اس سے نزول مین اتصال نہین لازم آتا جیسا کہ ہم چار مہینہ دس روز کے عدہ مین کہہ آئے ہین کہ یہ ناسخ ہے اوس آیہ کا جسمین سال بھر عدہ کا حکم ہے حالانکہ تلاوت مین ناسخ مقدم ہے منسوخ سے۔

پھر اسمین اختلاف ہے کہ اس آیہ مین جو ناسخ و منسوخ ہے تو اس مین کسقدر فرق ہوا باعتبار زمانہ کلبی کہتے ہین کہ یہ حکم ایک ساعت رہا پھر منسوخ ہوا۔ مقابل بن حبان کہتے ہین کہ یہ حکم دس روز رہا پھر منسوخ ہوا۔

مسئلہ ثالثہ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے قرآن مین ایک ایسی آیت ہو جسپر بجز ہمارے نہ کسی نے عمل کیا نہ اسکے بعد کوئی عمل کریگا۔ ہمارے پاس ایک دینار رکھا دا شرفی) جسکو خرد کرکے اس درہم لیا جب ہم رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کرتے تو ایک درہم تصدق کرتے اسکے بعد وہ حکم منسوخ ہوا تو مطابق اس حکم کے کسی نے عمل نہین کیا۔

ابن جریج۔ کلبی۔ عطا۔ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ سے مناجات کرنے کی ممانعت کی گئی کہ جب تک کچھ صدقہ نہ دین مشورہ نہ کرین۔ تو بجز حضرت علیؑ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ نہین کیا کہ اکثر روایات مین یہی ہے کہ صرف حضرت علیؑ متفرد ہوے اس تصدق مین قبل مناجات اوسکے بعد نسخ وارد ہوا۔

اگرچہ بروایات مین یہ بھی وارد ہوا ہے کہ افاضل صحابہ نے اسکا وقت پایا تھا کہ اسپر عمل کرین۔ مگر کسی نے عمل نہین کیا۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بجز حضرت علیؑ کسی نے اسپر عمل نہین کیا تو اسوجہ سے کہ وقت کافی نہ تھا ورنہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ وہ صحابہ ایسے کام سے باز آنے والے نہ تھے۔

مین کہتا ہون (غالباً متکلم خود فخر رازی ہین) کہ بر تقدیر اسکے کہ صحابہ نے وقت بھی پایا اور عمل بھی نہین کیا۔ تو اس سے بھی صحابہ پر کوئی طعن نہین آتا۔ کیونکہ یہ کام ایسا تھا جس سے فقرا کے دل تنگ ہوتے کہ ہم اسپر قادر نہونگے۔ اور امرا اغنیا کو وحشت ہوتی کہ اگر وہ نہ کرین اور دوسرا کرے۔ تو نہ کرنے والے مین موجب طعن ہوگا۔ پس چونکہ یہ عمل موجب دل تنگی فقرا اور وحشت اغنیا تھا لہذا اسکے ترک کرنے مین چندان مضرت نہ تھی۔ کیونکہ جو کام موجب الفت ہوتا ہے وہ بہتر ہے اوس کام سے جو باعث وحشت ہو۔

پھر مشورہ لینا رسول اللہ ﷺ سے نہ واجب تھا نہ اون طاعات سے تھا جو مستحب ہو۔ بلکہ ہم بیان کر چکے ہین کہ غرض اسکی یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ گفتگو ہونا ترک ہو جائے۔

تو اسکا ترک موجب طعن نہین ۔

**اقول** اب دنیا مین کون ہی جو اس فلسفہ رازی مین غور کرے کہ خود ہی تو پہلے اس حکم کے فوائد و حکمت کو بیان کرآئے ہین کہ اصلی مقصود اظہار عظمت رسول ہے اور امتحان اونلوگونکا جو دنیادار ہین یا طالب آخرت ۔ اور یہان آکر جب طعن صحابہ پر نظر پڑی تو وہ فلسفہ بدل گیا۔ اور اسی کو مستحسن قرار دیا جو عمل صحابہ تھا کہ اس سے الفت قائم ہوگی بخلاف اس حکم کے جس سے وحشت ہوتی ۔ جسکے دوسرے مطلب یہ ہوے کہ خوب ہوا جو صحابہ نے اسپر نہ عمل کیا۔

تقریر سابق مین تو اس حکم کا وجوب ثابت کرآئے تھے ظاهر الاية يدل على ان تقديم الصدقة كان واجبا لان الامر للوجوب کہ ظاہر آیہ دلالت کرتا ہے اس حکم کے واجب ہونے پر۔

اور یہان حمایت صحابہ مین وجوب بلکہ استحباب بھی غائب کردیا گیا۔

اگر آپ ذرہ برابر بھی غور کرینگے تو اہل سنت کے یہان شریعت وہی ہی جو صحابہ کا عمل ہو نہ قرآن کوئی چیز ہے نہ حدیث رسول ۔ حالانکہ کس صراحت سے خداوند عالم حکم دیرہا ہے کہ اے ایمان والو جب تم صلاح و مشورہ کرو رسول سے تو قبل از صلاح کچھ صدقہ دیا کرو ۔ مگر امام صاحب فرماتے ہین ليست من الواجبات ولا من الطاعات للمندوبة کہ یہ حکم نہ واجبات سے ہے نہ طاعات مندوبہ سے ۔

جو لوگ اس زمانہ کی روش سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ جہان کسی حاکم نے کوئی فہرست چندہ کھولی تو کیسے کیسے غربا فقرا محض اس خیال سے کہ حاکم خوش ہوگا۔ خوشی خوشی چندہ دیتے ہین ۔ حالانکہ وہ چندہ نہ سرکاری ٹکس ہو نہ کوئی لازمی چیز۔

مگر کیسے دیندار تھے وہ صحابہ کہ خداوند عالم اون سے خطاب کرکے فرماتا ہے يا ايها الذين امنوا اے ایمان والو پھر حکم بھی دیتا ہی تو خیرات کرنے کا نہ رسول اللہ کے دینے کا ۔ مگر بجز جناب امیر ایک متنفس بھی ایسا نہین نکلتا جو اسکی تعمیل کرے ۔ تو بتاؤ ۔ وہ صحابہ ایماندار تھے ۔ یا اس زمانہ کے معمولی مسلمان جو اپنے حاکمون کے معمولی اشارہ پر صدہا روپیہ خرچ کردیتے ہین ۔ حالانکہ وہ جانتے ہین اسکا نفع خود مولوی صاحب کو ملے گا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اسپر غور کریں کہ آخر جناب ایڈیٹر کو باین عسرت ونادارای جسپر تمامی اہل سنت کا اتفاق ہے کیا داعی ہوا جو اسپر عمل کیا کہ فوراً ایک اشرفی خوردہ کرکے دس سوال کئے رسول اللہؐ سے۔ کیا آپلوگ جناب ایڈیٹر سے زیادہ معنی ومطلب قرآن کے سمجھنے والے ہین۔

بہرحال امام صاحب اسکے بعد فرماتے ہین مسئلہ رابعہ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو حضرت نے ہمکو بلایا اور فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو ایک دینار مقرر کرنے مین حضرت نے عرض کیا اتنی طاقت نہین ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا ہونا چاہیئے تو عرض کیا کہ ایک حبہ یا ایک شعیرہ حضرت نے فرمایا تم بڑے زاہد ہو یعنی نادار ہو اسلئے سب کو اپنے پر قیاس کیا یہ مشورہ بھی قابل غور ہے کہ حسب بیان اہل سنت ہر امر مین تو رسول اللہؐ شیخین وغیرہ سے صلاح لیتے تھے۔ مگر اس بارہ مین اون لوگون سے کسی طرح مشورہ نہین لیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت جانتے تھے یہ لوگ اس سے بالکل سرتابی کرینگے۔

پھر فخر رازی لکھتے ہین کہ آیہ فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم سے یہ مراد ہے کہ فقرا اگر مال نہ پائین تو وہ معفو ہین مسئلہ خامسہ یہان بھی ابومسلم اصفہانی نے اس سے انکار کیا ہے کہ کسی طرح نسخ ہو بلکہ وہ کہتے ہین ان المنافقین کانوا یمتنعون من بذل الصدقات وان قوماً من المنافقین ترکوا النفاق وامنوا ظاھراً وباطناً ایماناً حقیقیاً فاراد اللہ ان یمیزھم عن المنافقین فامر بتقدیم الصدقۃ علی النجوی یمیز ھولاء الذین امنوا حقیقیاً عمن بقی علی نفاقہ الاصلی واذا کان ھذا التکلیف لاجل ھذہ المصلحۃ المقدرۃ بذلک الوقت لاجرم یقدر ھذا التکلیف بذلک الوقت وحاصل قول ابی مسلم ان ذلک التکلیف کان مقدراً بغایۃ مخصوصۃ فوجب انتہاءہ عند الانتہاء الی الغایۃ المخصوصۃ فلا یکون ھذا نسخاً۔ ھذا الکلام حسن ما بہ باس والمشھور عند الجمھور انہ منسوخ بقولہ ءاشفقتم صفحہ ۲۷ جلد ۸

کہ منافقین چونکہ صدقہ دینے سے امتناع کرتے تھے اور بہت سے منافق ایمان حقیقی لاچکے تھے اللہ

خدا نے اس حکم کو اس لئے جاری کیا کہ مومن اصلی۔ منافق سے متمیز ہو جائے۔ پس چونکہ یہ
تکلیف ایک خاص مدت کے لئے جاری تھی لہذا بعد انقضاء وقت وہ حکم زایل ہوا۔ تو
یہان نسخ نہین ہوا۔ فخر رازی کہتے ہین کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ چونکہ یہ حکم خاص مدت کے لئے
تھا لہذا جب وہ مدت تمام ہوئی تو حکم بھی تمام ہوا۔ تو یہان نسخ نہین پایا گیا۔ یہ کلام بہتر
ہے جس مین کوئی مضائقہ نہین مگر قول جمہور یہی ہے کہ یہ آیہ منسوخ ہے۔ تمام ہوا ترجمہ تفسیر کبیر
اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اتنے صحابہ مین جنکی تعداد لاکھ سے زیادہ تھی صرف ایک
ہی مومن کامل تھا جسنے اس آیہ پر عمل کیا ورنہ سب وہی تھے جنپر محبت دنیا ایسی غالب
تھی کہ ایک درہم بھی راہ خدا مین خرچ کرنا جائز نہ جانتے۔

غرض چونکہ یہ آیہ کریمہ ایک فارق بین ہے درمیان مومن ومنافق کے جیسا کہ تفسیر
ابو سعود مین بھی ہے وفی ھذا الامر تعظیم الرسول وانفاع الفقراء والزجر
عن الافراط فی السوال والتمیز بین المخلص والمنافق ومحب الاخرۃ ومحب
الدنیا صفحہ ۶۲۷ جلد ۸ تفسیر کبیر

یعنی اس حکم مین تعظیم ہے رسول کی۔ اور نفع رسانی فقرا کی۔ اور ممانعت ہے افراط
سوال سے اور تمیز ہے درمیان مخلص ومنافق کے اور محب آخرت ومحب دنیا کے
لہذا اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ اسکا وعدہ بہت دنون سے خدا کا
چلا آتا تھا چنانچہ سورہ آل عمران مین فرماتا ہے وما کان اللہ لیذر المومنین علی
ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی یہ نہوگا کہ خدا تملوگون کو اسی حال پر
رہنے دے جسپر تم ہو جب تک کہ خبیث کو طیب سے جدا نہ کر دے۔ اور خدا تمکو غیب کی باتون پر
بھی مطلع نہ کریگا مگر خدا جسے چاہتا ہے اپنے پیغمبرون سے منتخب کر لیتا ہے۔

خدا کا یہ وعدہ جیسا کہ حدیث مین آیا تھا جسکو اگرچہ اوس نے ہر وقت پورا کیا۔ مگر اس سورہ
[illegible] ایسا پورا کیا کہ کسی عاقل ذی فہم کو پھر شبہہ ہی نہ رہا۔ کیونکہ ایک ہی شخص ایمان
[illegible] الا نقد پڑا۔

بہرحال شیخ ابوجعفر اسکانی کا اسی آیہ سے استدلال ہے کہ جب دو بلکہ ایک درہم کے کام میں ابوبکر کی ہمت نہ پڑی حالانکہ یہان آکر ان کی مالداری اور بڑھ گئی تھی کہ ہزارون روپیہ مال غنیمت سے پیدا کیا اور بزازی کی دوکان سے علحدہ سیکڑون پیدا کیا کرتے تھے۔ تو بھلا چالیس ہزار درہم یا دینار وہ کیا خرچ کرتے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آخری تقریر اون کی کہ نہ وہ اپنے والد کی خبرگیری کرتے نہ والدہ کی اور بھی مزہ دار ہے کہ جو فرزند ایسا لائق ہو کہ ضعیف باپ کی اس پریشانی کو دیکھتا ہو کہ وہ ابن جدعان کے دسترخوان پر بھی مانگ کر بسر کرتا ہو اور ریشیا بزازہ کی دوکان کرے یہ کہ تین لاکھ ساٹھ ہزار کا مالک ہو اور باپ کو ایک کوڑی نہ دے اوس سے کب امید ہو سکتی ہے کہ خدا کی راہ میں ایک کوڑی خرچ کرے۔ کیونکہ والدین کے ساتھ احسان اور سلوک ملک تو فطری امور سے ہے جس سے کوئی فرد بشر خالی نہین ہو سکتا۔ مگر واہ رے ابوبکر کہ بوڑھے باپ کو کبھی کچھ نہ دیا تو پھر بھلا وہ رسول کو کیا دیتے اور خدا کی راہ مین کیا خرچ کرتے۔

جاحظ ناصبی تیسری صدی کے علما سے تھا ۲۵۵ھ وفات ہوا اور شیخ ابوجعفر اسکانی کا سنہ وفات ۲۴۰ھ ہے جس سے معلوم ہوا کہ جاحظ کی زندگی ہی مین اوسکا جواب لکھا گیا تھا مگر پھر جواب الجواب اوس کا نہو سکا چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین کہ

ابو جعفر فاضلاً عالماً وصنف سبعين كتاباً فى علم الكلام وهو الذى نقض كتاب العثمانية على ابى عثمان الجاحظ فى حيوته ودخل الجاحظ الوراقين ببغداد فقال من هذا الغلام السوادى الذى بلغنى انه تعرض لنقض كتابى وابو جعفر جالس فاختفى منه حتى لم يره۔

کہ ابوجعفر اسکافی عالم فاضل تھا جسنے ستر کتابین علم کلام مین تصنیف کین یہی وہ شخص ہے جسنے جاحظ کی کتاب عثمانی کا جواب لکھا اوسکی حیات مین۔ ایک دفعہ جاحظ وراقین بغداد کے یہان آیا تو کہا یہ کون لڑکا ہے جس نے ہماری کتاب کا جواب لکھا ہے۔ ابوجعفر اسکافی بھی اوس وقت وہین تھا۔ تو جاحظ سے روپوش ہو گیا کہ جاحظ نے اوسکو نہین دیکھا۔

خلاصہ یہ کہ ابوبکر صاحب کے چالیس ہزار درہم و دینار کا پتہ تو بجز خوارج و نواصب کسیکو معلوم

نہین جیسیرؔ سنہ ۱۴۴ھ سے تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے کہ حافظ ذہبی نے اس کا دعوی کیا اور ابوجعفر اسکافی نے اسکو باطل کردیا کہ کوئی روایت اسکی صحیح نہین ہے۔ پھر جو مصنف خلافت راشدہ نے اسکا دعوی کیا تو بجز دعوی جاہلانہ کیا خطاب مل سکتا ہے۔

اب آپکو اسکی وجہ بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ بقول مصنف خلافت راشدہ جناب امیرؑ کے چند پیسون کی انگوٹھی کا خدا نے وہ مول ڈالا کہ عرش اور فرش پر انکی جود وسخا در ایثار کے غلغلے بلند ہوئے۔ کیونکہ یہ امر واقعی تھا اور صحیح تھا۔ اسلئے درگاہ رب العزت مین مقبول ہوا کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ بخلاف ابوبکر کے جنہون نے بقول مصنف چالیس ہزار دینار خرچ کیا۔ مگر مقبول درگاہ احدیت نہوا۔ کیونکہ درحقیقت انھون نے تو ایک کوڑی بھی نہ خرچ کیا۔ بلکہ ہارون نے محض کذب و افترا کا انبار لگایا تو کیا خداوند عالم بھی وضعی اور جھوٹی روایات پر کسی کی بھی تعریف کرسکتا ہے۔ حالانکہ آپنے دیکھ لیا کہ جب رسول اللہؐ سے مشورہ کرنے پر خیرات دینے کا حکم آیا تو کس طرح ابوبکر صاحب نے اس سے چشم پوشی کرلی کہ دس روز تک یہ حکم جاری رہا اور اتنی توفیق نہوئی کہ ایک درہم بھی خرچ کرتے آزادی غلامان مولوی صاحب نے اسی تقریر مین اسکا بھی دعوی کیا ہے " اور مظلوم غلامون کو کفار کی غلامی سے بیرحمانہ جور سے آزاد کیا "

مگر افسوس اسکی بھی نہ کوئی سند دی نہ تفصیل کی کہ آخر وہ کتنے اور کون غلام تھے۔ کیونکہ جس شخص کا باپ ابن جدعان کے دسترخوان پر مکھی ہانکا کرتا ہو وہ کیا دوسرونکو آزاد کرسکتا ہے۔ حالانکہ اون کی ناداری کا یہ حال تھا کہ عائشہ کو بیاہ کے وقت ایک جانگیا پہنایا تھا۔ اور انکی بڑی بیٹی اسما کی یہ حالت تھی کہ خود مدینہ مین خرما کی گٹھیون کا بوجھ سر پر رکھے ہوئے بیرون مدینہ سے لایا کرتین۔ حالانکہ مدینہ آکر بہت کچھ حالت درست ہوچکی تھی مال غنیمت سے مالامال ہوچکے تھے۔ مگر اوس پر بھی عسرت کا بھوت ایسا سوار تھا کہ خلافت ملنے پر بھی دوسرے ہی روز چلے بازار مین کپڑہ بیچنے۔

ابوجعفر اسکافی کے کلام مین آپ پڑھ آئے ہین کہ تمہارے دعوے تو اسقدر ہی ہے کہ ابوبکر نے چھ غلام آزاد کئے جنکی مجموعی قیمت اوس زمانہ مین سو درہم سے زیادہ نہ تھی مگر افسوس کہ محققین

سے ایک کا بھی وجود نہین ثابت ہوتا کیونکہ سب سے زیادہ مشہور حضرت بلال کا نام ہے مگر استیعاب مین ہے کہ انکو عباس عم رسول اللہ نے خرید کیا تھا فاشتراہ العباس مسلم پھر ابوبکر کو کیا فائدہ ملا۔

رہا قصہ جیش العسرت جسکے نسبت فرماتے ہین اور حضرت عثمان کے جیش العسرت کی گران قدر امداد کو اور ایسا ہی بہت سے نازک وقتون مین لانظر امداد کو خاک مین ملاتے ہین جسپر حاشیہ دیتے ہین اس لشکر کی تجہیز مین حضرت ذوالنورین نے ایک ہزار اونٹ دیئے منہاج الستقیم

تو اسکا حال بھی سابق تحریر پر قیاس کرنا چاہیئے کہ محض بے اصل فسانون کو ان علماؤن نے اس طرح مشہور کر رکھا ہے۔

جیش العسرت نام ہے جنگ تبوک کا جو ۹ھ مین واقع ہوا۔ اسی سفر مین حضرت نے جناب امیر کے بارےمین فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ جسکو تمامی محدثین نے لکھا ہے حتی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بھی یہ حدیث لی گئی ہے۔ اور علمائے اہل سنت نے اسکی تصریح کی ہے کہ اسمین نص ہے خلافت جناب امیر پر۔

مدارج النبوۃ مین ہے واین غزوہ را غزوہ فاضحہ گویند کہ بسبب فضیحت و رسوائی منافقان شد و غزوۃ العسرۃ و جیش العسرۃ نیز گویند بجہت رسیدن مشقت و گرسنگی و تشنگی بسیار باہل این غزوہ از آنکہ مسافت بعید بود و ہوا بغایت گرم و لشکر دشمن بہ شوکت و سال قحط و لشکر کثیر و زاد و حالت قلیل و عسرت درین غزوہ بمرتبہ بود کہ ہژدہ تن را از فقرا اصحاب یک شتر بیشتر نبود سواری شدند و خرمای کرم خوردہ و جو بو رچہ خوردہ و چربی بوے گرفتہ زاد راہ ایشان بود و آب بمرتبہ کمیاب بود کہ باوجود قلت مراکب شتر می کشتند و بر طباق احجاف فامعائے آن دہان را تر می ساختند ص ۱۴۱

یہ تو اس سفر کی حالت تھی کہ اس حالت مین حضرت نے سفر کیا۔

وجہ سفر دو ہین ایک تو جو تواریخ مین مندرج ہے دوسرے جو تفاسیر مین ہے۔ تاریخی وجہ تو یہ ہے کہ ہرقل بادشاہ روم کو یہ خبر ملی کہ مدینہ مین قحط پڑا ہے جان و مال سے سب تباہ ہو رہے ہین لہذا اوس نے قصد کیا کہ مدینہ پر حملہ کرین چنانچہ قباد نامے افسر رومی کو چالیس ہزار فوج

دیکر حملہ کا حکم دیا۔ حضرت کو جب خبر معلوم ہوئی۔ تو قبل اسکے کہ وہ آتے خود حضرت نے بغرض مدافعت اسکا قصد کیا اور لشکر تیار کرکے اوس طرف روانہ ہوئے۔

دوسری وجہ جو تفاسیر مین مرقوم ہے یہ ہو واخرج ابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر عن عبد الرحمن بن غنم ان الیہود اتوا النبی ؐ فقالوا ان کنت نبیا فالحق بالشام فان الشام ارض المحشر وارض الانبیاء فصدق رسول اللہ ؐ ما قالوا فغزا غزوۃ تبوک لا یرید الا الشام فلما بلغ تبوک انزل اللہ علیہ آیات من سورۃ بنی اسرائیل بعد ما ختمت السورۃ وان کادوا لیستفزونک من الارض الی قولہ تحویلا فامرہ بالرجوع الی المدینۃ صفحہ ۱۹۴ جلد ۴ تفسیر در منثور سیوطی۔

یعنی امام ابن ابی حاتم۔ بیہقی۔ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ یہود نے آکر حضرت سے کہا کہ اگر آپ نبی ہین تو شام کو چلے جائیے کہ وہ زمین انبیا ہے۔ حضرت نے اون کے کلام کی تصدیق کی اور اسی غرض سے کہ شام جائین سفر تبوک کیا نہ بغرض جنگ وغیرہ۔ جب حضرت وارد تبوک ہوئے تو خدا نے بعد ختم سورہ بنی اسرائیل آیہ وان کادوا لیستفزونک کو نازل کیا جو چند آیتین ہین۔ اسمین حضرت کو حکم دیا کہ مدینہ کی طرف پھر جاؤ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت کا مقصود اصلی مدینہ چھوڑ کر ملک شام مین سکونت کرنے کا تھا۔ اسی وجہ سے جناب امیر کو خاص طور پر اس سفر مین حکم قیام دیا اور انت منی بمنزلۃ هارون من موسی فرمایا۔ نیز یہ بھی کہا المدینۃ لا یصلحہا الا انا او انت کہ مدینہ کی اصلی درستی نہین ہو سکتی مگر مجھ سے یا تجھ سے ہو سکتی ہے یا تیرے۔ غالبا اسی مصلحت سے حضرت نے کل اون لوگون کو اپنے ساتھ لیا جن سے فتنہ و فساد کا خوف تھا۔

__ناگواری سفر مالدارون پر__ مدارج النبوۃ مین ہے۔ واختیار کردہ بود صحابہ نیز در صدر روز آمدن بحکم طبع کرانی داشتند بہ وقت رسیدن میوہا بود و رسایہ ہا گوار و متمتع الد شمار و خوب جمعیت مطلوب نفس بود پس آیہ یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ

الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل نازل شد و ثانیاً طعن و تشنیع بر اسورہ تان و فراغت طلبان
زد و خروج برائے این غزوہ روز پنجشنبہ در ماہ رجب سنہ تسع بود بے خلاف ص ۱۷۱۲

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جو لوگ صحابہ مین مالدار اور غنی تھے وہ عام طور پر اس
سفر سے کارہ تھے اور نہ جانا چاہتے تھے کہ اس سفر مین جائین جس مین ابوبکر عمر عثمان تو یقینی
داخل تھے۔ کیونکہ بہ اتفاق اہل سنت یہ لوگ مالدار و راغنیا سے تھے۔ جب کسی طرح
حکم رسول کو ان لوگون نے نہ مانا اور دیر کرتے رہے تو خدا نے اس سختی سے آیہ مذکورہ
نازل کیا جو سورہ [illegible] ہے اور [illegible] ہے جس کا یہ ہے اے ایمان والو کیا ہوا ہے
تمکو کہ جب تمسے کہا جاتا ہے کہ جہاد کیلئے خدا کی راہ مین نکلو۔ تو زمین کی طرف بوجھل ہو کر
گرے جاتے ہو کیا [illegible] تم زندگی دنیا پر بعوض آخرت [illegible] نہین ہے زندگی دنیا
بمقابلہ آخرت کے مگر [illegible] الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما و یستبدل قوما غیرکم
ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شیء قدیر۔ اگر تم نہ نکلوگے جہاد کیلئے تو خدا تمپر عذاب
کریگا عذاب دردناک [illegible] تمہارے بدلے دوسری قوم کو لائیگا۔ اور خدا کا تم کچھ بگاڑ نہین سکتے
وہ ہر شی پر قادر ہے۔

ان آیات پاک پر غور کیجیے تو معلوم ہو۔ کہ ان صحابہ کی کیا حالت تھی اور کس طرح خدا نے انکو
عتاب کیا ہے کہ مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ کیا ہو گیا ہے تمکو کہ جب کہا جاتا ہے تمسے جس سے معلوم
ہوا ان صحابہ کی عام یہی حالت تھی کہ جب جہاد کیلئے کہا جاتا تو انکی یہی حالت ہو جاتی۔ تو کیا
ایسے ہی صحابہ کیلئے [illegible] اہل سنت [illegible] اثاقلتم الی الارض کہ بوجھل ہو کر زمین پر گر جاتے
کیا یہی لوگ انصار دین ہو سکتے ہین؟

الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما اگر جہاد مین نجاؤگے تو خدا تمپر نہایت سخت عذاب کریگا۔
کیا اس حکم کے بعد نکلنا کوئی تعریف کی بات ہے؟

ویستبدل قوما غیرکم تمہارے بدلے دوسری قوم کو لائیگا جس قوم سے خدا کا یہ خطاب ہے
کیا وہ قوم تعریف کی مستحق ہو سکتی ہے۔

وجہ اعانت عثمان | اس آیہ اور ان حالات سے تو آپکو معلوم ہو چکا کہ صحابہ کی اسوقت

کیا حالت تھی اور کس طرح پہلو تہی کرتے تھے اور کس طرح عتاب کیا گیا جو سفر پر آمادہ ہوئے اب سنیئے کہ عثمان نے جو کام کیا وہ کیونکر مدارج النبوۃ مین ہے نقل است کہ وے در تجہیز قافلہ میکرد کہ بتجارت شام فرستد آنرا ترک کرد ونزد آنحضرت آمد وگفت یا رسول اللہ این دو صد شتر مکمل است پالانہا وگلیمہا وپوششہا کہ بر آن افگند و دو لیست اوقیہ نقرہ بستان ودر کار سازی این لشکر صرف نمائی ص۱۳۶

جس سے معلوم ہوا کہ ادہر تو رسول اللہ کو اس مہم کی فکر تھی کہ اس زمانہ عسرت وقحط سالی مین لشکر روانہ کرین۔ ادہر عثمان صاحب کو اپنی تجارت کی فکر تھی کہ قافلہ تجارت شام کا تیار کر رہے تھے کہ یہ آیہ عتاب آمیز نازل ہوا جس سے عثمان صاحب نے شرماشرمی وہی قافلہ پیش کیا کیونکہ خدا نے نہایت سختی سے فرمایا تھا الا تنفروا یعذ بکم عذابا الیما اگر اس جہاد مین کوچ نہ کروگے تو خدا تمپر سخت عذاب کریگا۔ لہذا عثمان نے مجبور ہو کر پیش کیا ہوگا کہ اب نفاق کا پردہ فاش ہوتا ہے عذاب کا علیحدہ خوف ہو۔

یہی تو وجہ ہے کہ اونٹ تو دو سو دیا جو ایک کھلی ہوئی چیز تھی چھپ نہین سکتی تھی۔ مگر روپیہ صرف دو سو اوقیہ لائے جو یہان کے حساب سے تخمیناً چار سو روپیہ ہوتا ہے۔ جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص دو سو اونٹ بغرض تجارت مدینہ سے شام بھیجیگا وہ فی اونٹ دو ہی روپیہ زادراہ دیگا۔

یہی وجہ ہے کہ ان لوگون کی ایسی خدمتین جو اگر کبھی ہوتی بھی تھین نہایت مجبوری وناچاری کی حالت مین وہ کسی طرح مقبول درگاہ احدیت نہ ہوتی تھی کیونکہ وہ تو عالم الضمائر ہے جانتا ہے کون کس نیت سے کام کرتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ آجتک اسکا دعوی نہ کرسکے کہ خدا نے اس بارہ مین کوئی آیہ قرآنی نازل کیا ہو۔ بڑی ہمت کی تو ایک حدیث رسول بنایا کہ فرمایا ضرر نمیکند عثمان را ہرچہ بکند بعد ازین۔ کہ اب عثمان جو چاہین کرین کوئی مواخذہ نہین ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ حدیث کیسی ہے جسکی تاویل کرنی پڑی وہ نہ کہ ارخاء عنان باشد وگذاشتن ایشان کہ ہرچہ خواہند بکنند ص۱۳۸ مدارج النبوۃ

کہ اس سے مراد بشارت دینا ہے نہ کہ آزادی دینا کہ جو چاہیں کریں۔ مگر یہ تاویل ایسی ہے کہ ہر شخص اس پر مضحکہ کر سکتا ہے کہ حضرت تو فرمائیں اب جو چاہیں عثمان کریں کوئی مواخذہ نہیں۔ اور مطلب اوسکا یہ بتایا جائے کہ ان سے کوئی امر ایسا واقع ہی نہو گا۔ جسکی تکذیب صدہا واقعات مابعد نے کر دی۔

بہر حال اصلیت اس واقعہ کی بنا بر تحقیقات اہل سنت یہی ہے کہ عثمان نے بہایت مجبور ہوکر وہ اونٹ جو قافلہ تجارت شام کے لئے طیار کیا گیا تھا حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔

اب یاران طریقت نے اُس دو سو اونٹ کو کبھی تین سو بنایا اور ہزار مثقال طلا ابن تیمیہ نے ہزار اونٹ بنایا اور مواہب لدنیہ میں تو ستر گھوڑے کا بھی اضافہ کیا ہے۔

اب آیئے حضرت ابوبکر و عمر کی زیارت کیجئے کہ اون لوگوں نے کیا کیا مدارج النبوۃ میں ہے کہ ابوبکر نے تو اپنا سارا مال لا کر حاضر کیا۔ مگر عمر صاحب کی جز رسی دیکھیئے کہ مدارج النبوۃ میں ہے اموال بسیار داشتم نصف آن اموال را نزد رسول خدا بردم ص ۱۵۱

جس سے معلوم ہوا کہ یہاں بھی عمر صاحب نے دوراندیشی سے کام لیا کہ کل مال نہیں دیا بلکہ نصف۔ مگر آجتک نہ معلوم ہوا کہ آخر وہ کسقدر تھا۔ جسکی وجہ ظاہر ہے کہ عثمان کا مال تو سب کے سامنے ظاہر ہو چکا تھا کہ قافلہ تجارت شام کے لئے دو سو اونٹ طیار کر چکے تھے لہذا تو نہ چھپا سکے نقدی میں ہزاروں ترکیبیں ہو سکتی تھیں لہذا اوس میں سے صرف دو سو اوقیہ یعنی چار سو لائے۔ ابوبکر عمر کا نہ قافلہ جاتا تھا لہذا جس مقدار کو چاہا لا کر دیا ہوگا اور کہدیا ہوگا کہ یہی مایہ بضاعت ہمارا ہے یا نصف مال ہے جو ایسا حقیر اور کم وزن تھا کہ آجتک کوئی مورخ یہ نہ لکھ سکا کہ آخر تھا کتنا۔ کیونکہ اوسی مدارج النبوۃ میں عبد الرحمن بن عوف کے نسبت لکھا ہے وا ز عبد الرحمن بن عوف آمدہ است کہ چہل ہزار درہم بیاورد و گفت ہشتاد ہزار درہم داشتم نصف بجہت عیال گذاشتم و نصفے بجہت طلب جزیل ثواب آوردم ص ۱۵۶

دوسرا رخ یہاں تک تو اغنیائے صحابہ کا ذکر رہا جسمیں بڑے بڑے سیٹھ مہاجن ہیں کہ ان نے کسی وجہ سے ہو اس طرح لشکر کی مدد کی۔ اب غربا کا حال سنئے مدارج النبوۃ میں ہے بعض

از زنان ایشان زیورہا از دست و پائے و گردن و گوش برآوردہ بحضرت فرستادند و عاصم بن عدی انصاری چند وسق خرما آوردہ۔ ابوعقیل انصاری صاعی از خرما آوردہ و گفت امشب تا صباح بجہت مردم آب کشیدہ ام دو صاع اجرت آن بمن دادند یکے را برائے عیال گذاشتہ و دیگرے نزد حضرت آوردہ ام۔ آنحضرت آن صاع خرما را بر بالائے صدقات ہمہ نہاد و منافقان زبان بآن مرد عیب و سخریت کشادند پس این آیہ نازل شد الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لایجدون الاجھدھم فیسخرون منہم سخر اللہ منہم ولہم عذاب الیم ص۴۱۲

جو لوگ طعن کرتے ہیں صاحب مقدرت مومنین پر صدقات میں اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے ہیں۔ مگر کمائی بھر۔ ان پر لوگ تمسخر کرتے ہیں خدا اونکے تمسخر کا بدلا دیتا ہے اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

اس عبارت سے آپکو پتا دیا ہے کہ ابوعقیل صحابی کا یہ ایک صاع خرما رسول اللہ کو ایسا مقبول ہوا کہ حضرت نے فرمایا اس ایک صاع خرما کو سب کے اوپر رکھو۔ اور خداوند عالم کو اس درجہ محبوب ہوا کہ یہ آیہ کریمہ نازل کیا۔

تفسیر در منثور سیوطی میں ہے وجاء ابوعقیل بنصف صاع فقال المنافقون ان اللہ لغنی عن صدقۃ ھذا فنزلت الذین یلمزون المطوعین ص۲۶۲ جلد۳

اب ہم عام اہلسنت سے عموماً اور مولوی عبدالکریم صاحب مصنف خلافت راشدہ سے خصوصاً سوال کرتے ہیں کہ آپکو جناب امیر کی انگوٹھی دینے پر تو بڑا تعجب ہوا تھا کہ فرمایا "اس چند پیسوں کی انگوٹھی کا خدا نے وہ مول ڈالا کہ عرش و فرش پر انکے جود و سخا اور ایثار کے غلغلے بلند ہوئی حضرت ابوبکر کے چالیس ہزار دینار وغیرہ کی گران قدر امداد کو خاک میں ملاتے ہیں"

مگر نہ معلوم یہاں بھی وہ جملہ مستعمل ہوگا کہ نہیں۔ کیونکہ سیٹھ عثمان کا دو سو اونٹ دو سو اوقیہ ابوبکر کا کل مال عمر صاحب کا نصف مال۔ عبدالرحمان بن عوف کا چالیس ہزار درہم۔ ایک طرف رہا اور ابوعقیل صحابی کے نصف صاع خرما کو یہ عزت ملی کہ سب کے اوپر رکھا گیا۔

اور درگاہ جناب احدیت سے یہ عزت ملی کہ خاص آیہ کریمہ اس بارہ مین نازل ہوا
اب دو ہی نتیجہ نکال سکتے ہین ایک یہ کہ جس طرح جناب امیرؑ کی انگوٹھی دینے سے انکار کیا تھا۔ ابوبکر
عثمان کی اس امداد سے انکار کیجیے یا یہ کہیئے کہ چونکہ وہ سب عمل غیر صالح تھا۔ اسلئے نہ بارگاہ رسالت
مین مقبول ہوا نہ درگاہ احدیت مین کیونکہ وہان تو وہی چیز مقبول ہوتی ہے جو نیت خالص
سے ہو۔ پس بالفرض محال اگر ابوبکر نے یا عثمان نے اسقدر مال بھی خرچ کیا تو کیا نتیجہ ملا حالانکہ
ہم سب کی حقیقت ظاہر کر چکے۔ کیونکہ یہ سب مالداری ابوبکر کی یا عثمان کی مدینہ منورہ مین
اگر ہوئی بذریعہ غنیمت و فتوحات جس سے وہ لوگ سیٹھ بنے۔ ورنہ مکہ مین تو وہ ایسے
ہی محتاج تھے کہ خود رسول اللہ ان کی کفالت فرماتے۔ پس اگر بعد ورود مدینہ کچھ امداد
بھی کی تو اوسکا معاوضہ نہ صرف خلافت لینے سے وصول کیا بلکہ کرورون روپیہ بیت
المال سے بنام قرض وصول کیا جو آجتک اون کے ذمہ باقی ہے۔

اب ہم بقیہ مضامین خلافت راشدہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین تاکہ اوس کی گلکاریان
بھی نمایان ہو۔

خلافت راشدہ۔ میرا یہ مذہب نہین اور نہ یہ میرا طریق ہے اور نہ کسی دانشمند محقق کا ہو سکتا
ہے۔ کہ مین انسانون کے ہاتھون کی تراشی ہوئی روایتون اور رہوا و ہوس سے آلودہ
قصون کو حق کی رفیع الشان عمارت کے لئے بنیادی پتھر قرار دیتا ہون۔ مین جیسے محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت اور منجانب اللہ ہونے کے لئے خدا
کے کلام اور خدا کے کام کو کافی سمجھتا اور صاف شاہد پاتا ہون اسی طرح ایک بال بھر
کی تفاوت کے بغیر خدا کے کلام اور خدا کے کام کو اسلام کے آدم اول سیدنا وحبیبنا
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کے آدم ثانی حضرت صدیق اور آپ
کی جماعت کی تائید مین بین شاہد اور مؤید دیکھتا ہون چنانچہ اس کتاب مین خدا کے
فضل سے جابجا اس دعوی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ کوئی بھی حدیث کوئی روایت اور
کوئی قصہ اور کتھا یا بلفظ دیگر کوئی بھی شان نزول دنیا مین نہ ہو۔ بخاری نہ ہو۔ مسلم
نہ ہو۔ ابوداؤد نہ ہو۔ ترمذی نہ ہو۔ ابن ماجہ نہ ہو۔ اور سارے مجموعے اور مسندین

اور ان کے مستدرکات سے کوئی بھی نہ ہو حق اور حقیقت کو ذرہ بھر ضرر نہیں پہونچتا۔ دو گواہ اور راوی زندہ اور عادل گواہ بلا تبدل و تغیر موجود ہین خدا کا کلام اور خدا کا کام مثلاً قرآن مین خداوند عالم نے استخلاف کا وعدہ کیا اور اٹل وعدہ کیا۔ اس پر خدا کے وجود کے ثبوت کا مدار تھا۔ اسلام کی سچائی کا مدار تھا۔ اور رسول کریم کی حقیت[1] کا مدار تھا۔ اس لئے کہ موسوی[2] اور محمدی دونون سلسلون مین اس بڑے بھاری مادہ یعنی استخلاف کے لحاظ اور حیثیت سے پوری مشابہت اور مطابقت ازبس ضروری تھی اور یہی قرآن کریم کا دعوی تھا جسے اس نے بڑی شدومد سے آیت انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا[3] ور پھر اس کی تفسیر و تائید مین واضح طور پر آیۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الایۃ ہین دونون مقامون مین۔ لفظ کما کے وارد کرنے سے بیان کیا تھا۔ خدا تعالی[4] کا یہ وعدہ ضرور پورا ہونا تھا اور یہ خدا کا کلام تھا۔ یہ اس[5] طرح پر پورا ہوا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاً بلا فصل خدا کی رسالت و نبوت کی مسند پر حضرت ابوبکر صدیق جلوہ افروز ہوئے۔ اور خدائے غیور[6] قدوس حکیم کے اس ارادہ اور کامل مکمل نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مرضی کی راہ مین کوئی روک پیدا نہ ہوئی۔ پاک[7] اور پر تاثیر ہاتھون اور توجہات کی تربیت کردہ اور تعلیم یافتہ قوم نے خدا کے مقتدر کلام کے مقابل سر تسلیم خم کیا اور اس عجیب انسان خلیفہ بلا فصل کو سچا مورد اور حقیقی مصداق اور خلافت یا استخلاف کے مبارک سلسلہ کا پہلا بانی مانا۔ اس طرح خدا کا کلام اور خدا کا کام دونون پورے ہوگئے۔

مطلب یہ کہ خدا کے کلام نے وعدہ کیا اور خدا کے قادرانہ کام نے راہ راست سے ساری روکون کو ہٹا کر اپنے اٹل وعدہ کے موافق حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کون تھا جو اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ اس طرح رکھتا۔ ہزارون روکین پیدا ہوجاتین۔ یہ ناعاقبت اندیش خدا کے واقع شدہ فعل اور ارادہ سے لڑائی کرنیوالے محبان اہلبیت بھی تو اوس وقت موجود نہ ہوگئے جو اس روز بد کے پیش آنے سے قبل یعنی اپنے فرضی

محبوب اور وصی مستحق کے چوتھے نمبر پر پھینکے جانے سے پہلے پہلے جس سے صدیوں انکے گھر گھر مین رونے اور دانت پیسنے کا ماتم پڑنا تھا۔ آخر کو اول اور اول کو آخر کر دیتے۔ مگر نہین وہی ہوا جو ہونا تھا۔"

رد الملاحدہ مگر افسوس یہ ایسا دعوی ہے کہ ایک منٹ بھی آپ اسپر قائم نہین رہ سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ ابو بکر صاحب کے چالیس ہزار والی رقم کا یہان نام نہ لیتے جو بقول آپکے انسانو کے ہاتھون کی روایت ہے اور ہوا و ہوس آلودہ قصہ ہے۔ بلکہ بدترین ہاتھون کی بنائی ہوئی ہے جنکا نام خوارج ہے۔

دعوی تو آپنے بڑا بھاری کیا کہ خلافت ابو بکر مثل نبوت و رسالت آنحضرت خدا کے کلام اور کام سے ثابت کرتے ہین۔ مگر افسوس کہ اس سے اسلام ہی تشریف لیجاتا ہے۔ کیونکہ حضرت کی رسالت۔ تو نہ صرف قرآن مجید سے ثابت ہے۔ بلکہ کل صحف سماویہ اسکی شاہد ہین۔ پھر خدانے حضرت کو معجزہ دیا جس سے تمام خلائق پر حضرت کی حقیت ثابت ہوئی۔ آپکے ابو بکر کی خلافت کا کس کتاب آسمانی مین تذکرہ آیا ہے۔ کونسی آیہ قرآن مجید مین ذکر ہے۔ کونسا معجزہ دیکر بولا دوسرا نکتہ آپنے یہ بھی رکھا کہ اسلام سے انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ تو یقینی معلوم ہے کہ حقیت خلافت ابو بکر قیامت تک کلام خدا سے ثابت نہین ہو سکتی۔ لہذا حسب رائے آپکے رسالت آنحضرت بھی نہین ثابت ہو سکتی۔ یہی انکار اسلام ہے۔

جو شخص مقر نبوت مرزا قادیانی ہے وہ در حقیقت منکر رسالت خاتم الانبیا ہے۔ کیونکہ جو شخص قرآن اور رسول اللہ پر ایمان لایا ہے۔ اوس سے غیر ممکن ہے کہ وہ پھر حضرت کے بعد کسی کو بھی مان سکے خواہ وہ مسیلمہ کذاب ہو یا مرزا غلام احمد قادیانی۔ تو آپ کا یہ جملہ اسی غرض سے ہے کہ مسلمانون کو دھوکا دیکر انکار رسالت کرائین کیونکہ جب خلافت و نبوت کا ثبوت یکسان ہوا تو خلافت کی طرح رسالت بھی باطل ٹھری۔

ہم اس بحث کو پہلے بہت وضاحت سے طے کر چکے ہین کہ خدا کا کلام تشریعی ہے۔ اور کا تکوینی کلام خدا کے ہم محکوم ہین تکوینی کا حکم نہین۔ مگر افسوس کہ آپ تو مر چلے ہین اسپر کون غور کرے۔ مگر آپکے مریدون کی تسکین کے لئے آپکے امیر المومنین مولوی محمد سرور شاہ صاحب

کا نوٹ درس قرآن شریف کے متعلق جو درج ہے ملاحظہ ہو اخبار بدر ۲۲ و ۲۳ جلد ۱ مورخہ
۲۷ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

لو شاء الرحمن ما عبدناهم کے لوگ اپنے گندوں کیلئے کچھ نہ کچھ ڈھکوسلے بنا لیتے
ہیں اسکا جواب دیا مالہم بذلک من علم۔ عقاید کی بنا حکم الٰہی پر ہے اور وہ عملی
زندگی کیلئے بطور روح کے ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تکلیں چلا رہے ہیں۔ کیا
کسی کتاب میں ہمنے شرک کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ اصل صحیح ہے کہ جو کام ہم کر رہے ہیں وہ خدا کی
مرضی سے ہے اور جائز ہے۔ تو پھر خود شرک کو اس دلیل سے جائز قرار دینے والے بعض
باتوں میں چیخ اٹھیں گے جب ان کو کوئی مالی ... یا عرضی۔ یا جانی نقصان پہونچا"
کہیئے اس تحریر نے آپکے خیالات کی تصدیق کی یا تکذیب۔ کیونکہ کفار کا بھی یہی عقیدہ
تھا جو آپکا ہے اوسکو خدا نے رد کیا اور آپکے مولانا صاحب نے صاف کر دیا کہ عقائد کی بنا حکم
الٰہی پر ہے نہ مشیت و تقدیر پر۔

مگر ہم اونکا دوہرانا نہیں چاہتے۔ بلکہ جس عنوان پر آپ چل رہے ہیں ہم بھی اوسی تقریر سے
آپکے باطل کا ابطال کرتے ہیں۔

ہاں ہم بھی مانتے ہیں کہ اگر صحیح بخاری۔ مسلم۔ صحاح ستہ دنیا میں کوئی کتاب بھی نہو۔
صرف قرآن مجید رہ جائے۔ تو مذہب اہلسنت کا بطلان اس طرح ظاہر ہو کہ پھر کسی اندھے
کو بھی شک نہ رہے۔ کیونکہ دو گواہ عادل بلا تبدل و تغیر موجود ہے ایک خدا کا کلام اور
خدا کا کام۔ مثلاً خدا نے استخلاف کا وعدہ کیا اور بقول مخاطب وہ اس طرح پورا ہوا کہ
ابوبکر بلا حکم خدا و رسول خلیفہ بنے اوسکے بعد عمر خلیفہ ہوئے پھر عثمان۔ پھر معویہ پھر یزید۔ اس
طرح خدا کا کلام اور خدا کا کام دونو پورے ہوگئے۔ مطلب یہ کہ خدا کے کلام نے وعدہ
اور خدا کے قادرانہ کام نے ساری روکون کو ہٹا کر اپنے اٹل وعدہ کے موافق حضرت ابوبکر
کو خلیفہ بنایا۔ اور سلسلہ وار یزید تک پہونچا یا۔ اگر خدا ایسا نہ چاہتا تو کون تھا جو اس سلسلہ
کی بنیادی اینٹ اس طرح رکھتا اور اوسکی ایسی عالیشان عمارت بناتا کہ یزید پلید اوسکا مالک
ہوا۔ ہزاروں روکین پیدا ہو جاتیں مگر یہ اوسی خدائے غیور کی قدرت تھی جسنے الم

حسینؑ ایسے مدعی خلافت کو یزید کے مقابلہ مین شہید کرایا۔ یہ با عاقبت اندیش خدا کے واقع شدہ فعل اور ارادہ سے لڑائی کرنے والے اہل سنت بھی جو مدعی ولائے اہلبیت ہین اُس وقت موجود نہ ہوگئے جو آخر کو اول اور اول کو آخر کر دیتے مگر نہین وہی ہوا جو ہونا تہا۔ محبوب اور امام بحق شہید ہوا۔

تو اب کسکو اسمین شبہہ ہو سکتا ہے کہ یزید کی خلافت بھی مثل ابوبکر بلکہ بمدارج اوس سے بڑھکر حق اور جائز تھی کیونکہ خلافت مین کامیاب تو وہی ہوئے جو مثل ابوبکر تھے خواہ عمر ہون خواہ عثمان خواہ معویہ خواہ یزید خواہ عبدالملک خواہ ولید خواہ ہشام خواہ ہارون ومامون ومستعصم باللہ

اگر ہمارے مخاطب اس فیصلہ پر راضی ہین کہ یہ سب خلافتین خدا کی مرضی اور حکم سے ہوین۔ تو ہمکو تسلیم مین عذر نہین کیونکہ لا نفرق بین احد من رسلہ موجود ہے جس سے جس طرح انبیا و مرسلین مین فرق نہین ہو سکتا اوسی طرح اوسکے خلفا اور جانشینون مین بھی تفریق ناممکن ہے۔ پھر بتایئے ہمارے آپکے اختلاف ہی کیا ہو۔

جس طرح مسیلمہ کذاب اسود عنسی عبہلہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہین۔ اوسی طرح ابوبکر عمر عثمان معویہ یزید عبدالملک وغیرہ کو بھی بلا شک وریب خلیفہ جانتے ہین۔ کہ اون سبہون نے دعوی نبوت کیا قوم نے تصدیق کی امر واقع ہوا۔ اوسی طرح یزید وغیرہ مدعی خلافت ہوئے قوم نے خلافت کو اونکی مانا اور یہ جناب امام حسینؑ کو اوسکے مقابلہ مین شہید کیا یہ امر واقع ہوا۔

مولوی صاحب اگر آپ خدا کے کلام اور رسول کے کلام مین غور کرتے تو بھی اچھی طرح معلوم ہوتا کہ کلام اوسکا تو یہی حکم جسکی اطاعت سب پر لازم ہے۔ اور کام اوسکا تابع مشیت ہے جسکی متابعت کا حکم نہین۔

اسی لئے خدا نے یزید پلید کو مالک خلافت بنایا تاکہ اسکا فیصلہ ہوجائے خدا کا کلام اور ہے کام اور ہے یہی تو وجہ ہے کہ وہی لوگ خلیفہ ہوئے جو بدترین ناس تھے تاکہ ہمیشہ کیلئے فیصلہ ہوتا رہے کہ یہ حکم خدا کے خلاف خلیفہ ہوئے۔

یہ عجیب جملہ ہے کہ خلافت پر ثبوت وجود خدا کا مدار تھا معاذ اللہ۔ اسلام کی سچائی کا مدار تھا
اور رسول کریم کی حقیت کا مدار تھا۔ حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے وما محمد الا رسول قد
خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب
علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین۔
کہ نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول جنکے پہلے بہت سے پیغمبر گذر چکے۔ اگر وہ مرجائیں یا قتل ہون
تو کیا تم مرتد ہوجاؤ گے جو مرتد ہوگا وہ خدا کو ضرر نہیں پہونچا سکتا۔ اور قریب ہے کہ خدا شاکرین کو
جزا دے۔
دیکھئے جس خیال کو خداوند عالم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے رد کیا تھا وہی آپکے دلمین
موجود ہے بلکہ اوس سے بدتر کیونکہ خدا تو وجود بقاے رسول اللہ کو بھی ثبوت وجود خدا
کا مدار نہیں قرار دیتا۔ مگر آپ ہین کہ خلافت کو مدار ثبوت وجود خدا اور رسالت قرار دیرہے ہین
پھر نہ معلوم آپ سچے ہین یا ہمارا خدا جسنے خود عہد رسول اللہ مین اسکی تشریح فرمائی تھی کہ اگر
رسول اللہ مرجائینگے یا قتل ہونگے تو تم مرتد ہوجاؤ گے؟
کہئیے مولوی صاحب کیا اچھا ہے یا قرآن کا بھی منکر نکلے ہین کہ قول خدا کو غلط کر رہے ہین اور خیال
کفار کی تصدیق کیونکہ یہی کہکر تو آپکے خلیفہ دوم بیٹھ رہے تھے کہ محمد نے شہادت پائی۔
(۲) ہان صاحب بہت صحیح ہے "موسوی اور محمدی دونون سلسلون مین اس بڑے بھاری
مادہ استخلاف کے لحاظ اور حیثیت سے پوری مشابہت اور مطابقت ازبس ضروری
تھی"
مگر کیا اسپر بھی کبھی غور کیا ہے کہ یہان دونون مین کسی طرح کی مشابہت نہین پائی گئی۔ کیونکہ
اصلی مشابہت تو مادہ استخلاف مین ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ نے بنص صریح خلیفہ کیا۔ اوسی
طرح چاہیئے کہ رسول اللہ صلعم اپنے خلیفہ پر نص صریح کر جائین۔ مگر آپ نص حضرت موسیٰ کو تو مانتے ہین
اور نص صریح رسول اللہ سے انکار کرتے ہین۔ حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ اگر یہان نص برخلافت
نہو تو قول خداوند عالم انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون
رسولا غلط ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول تو ایسا تھا جسنے اپنے بعد والے خلیفہ پر نص کیا۔ اور یہ

رسول ایسا ہے جسنے بقول اہلسنت کسی طرح نص نہین کیا۔ تواب دو ہی صورت ہوسکتی ہی
یا قول خدا غلط ہی یا عقیدہ اہلسنت غلط ہے۔
(۳) اولا تو یہ تفسیر اوسکی ہو نہین سکتی۔ کیونکہ وہان تو حکم الہی ہے واذا قال موسیٰ لاخیہ
ھارون اخلفنی فی قومی ولا تتبع سبیل المفسدین۔ جسمین نص صریح خلافت ہے
اوریہان وعدہ الہی ہی وعدہ اور حکم مین نہ مطابقت ہے نہ مشابہت۔
ثانیا وہان خلیفہ منصوص فرد واحد ہے۔ اوریہان وعدہ الہی ہے جمیع افراد مومنین کیلئے۔
پھر دونون مین مطابقت کہان ہوئی۔ اسلئے کہ خلیفہ جب ہوگا تو ایک ہی شخص لاکھون
کروڑون آدمی کیونکر خلیفہ ہوسکتے ہین۔ پھر اونکا محکوم و تابع کون ہوگا جسپر خلیفہ حکمران ہو۔
لہذا معلوم ہوا کہ وہان خلافت بمعنی نیابت رسول ہے اوریہان خلافت بمعنی آبادی زمین
ہے جیساکہ محاورات کلام مجید سے ظاہر ہی ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض
(۴) خدا کا جو وعدہ ہے اوسکا پورا ہونا ضروری ہی خواہ کیسا ہی وعدہ ہو۔ تشریع سے متعلق
ہو یا تکوین سے۔
(۵) اگر یہی خدا کا وعدہ تھا اور وعدہ خدا کے مطابق پورا ہوا۔ تو یزید بھی تو اوسی وعدہ مین
داخل ہوا کیونکہ جس طرح مسند رسول پر ابوبکر متمکن ہوے اوسی طرح سلسلہ وار یہ گدی یزید
کو بھی ملی۔ لہذا اگر ابوبکر کو مثل یزید آپ خلیفہ مانتے ہین تو ہمکو عذر نہین۔
مگر افسوس ایک بھاری مشابہت چھوٹی جاتی ہی جسپر کبھی آپنے غور کیا نہ غور کرسکتے ہین ورنہ
اس درجہ ضلالت مین نہ پڑتے۔ کیونکہ قصہ حضرت موسی مین جب خلافت ہارونی قائم ہوئی یعنی
حضرت موسی خلیفہ کرکے جانب طور روانہ ہوئے۔ تو بنی اسرائیل حضرت ہارون کو خلافت
سے علحدہ کرکے گوسالہ پرستی مین مبتلا ہوئے جیساکہ قرآن مین تصریح تمام مذکور ہے۔
تو آپنے اسکی مشابہت رسالت محمدیہ مین نہین دکھائی کہ حضرت کے خلیفہ کے مقابلہ مین کس
طرح گوسالہ پرستی جاری ہوئی۔ اسکا سامری کون ہوا۔ اگر اسپر غور کرسے اور کلام الہی کو سچ
صادق مانتے تو ضرور اسکا اقرار کرتے کہ جس طرح امت موسی مین خلیفہ برحق کے مقابلہ مین گوسالہ
پرستی ہوئی اور تمامی بنی اسرائیل نے اسی گوسالہ کو اپنا خدا مانا۔ اوسی طرح امت محمدیہ مین

خلیفہ برحق کے مقابلہ مین یہ گوسالہ پرستی ہوئی۔

(۱۶) مگر افسوس آپ خدا اور اوسکے رسول کو ایسا مجبور مانتے ہین کہ وہ لفظون مین اپنا مطلب ادا کر سکا کہ ہمارے خلیفہ ابوبکر ہین جس سے ہمیشہ کے لئے قطعی فیصلہ ہو جاتا کہ سچی مرضی خدا و رسول کے مطابق یہ خلیفہ ہین۔ ورنہ آپکا طرز استدلال تو سب سے بڑھکر یزید پلید کو خلیفہ بنا رہا ہے کیونکہ اگر ابوبکر کے مقابلہ مین جناب امیرؑ نے صرف زبان سے کام لیا تھا اور اظہار حق فرمایا تھا۔ تو یزید کے مقابلہ مین جناب امام حسینؑ نے تلوار سے کام لیا اور جہاد دفاعی فرمایا۔ مگر بقول آپکے چونکہ یہی خلافت سچی مرضی کے مطابق تھی یہ روک اس طرح دفع ہوئی کہ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک سب نے دیکھ لیا کہ یزید کے مقابلہ مین حضرت اس طرح معرکہ آرا ہوئے اور شہید کئے گئے کہ سر مبارک کی مع اہل بیت تمام ملک مین تشہیر ہوئی۔

اب ایمان سے فرمایئے کہ اگر واقعات عالم سے حقیت کا فیصلہ ممکن ہے۔ تو آپکے ابوبکر زیادہ کامیاب ہوتے ہین یا یزید پلید کیونکہ ابوبکر نے تو صرف خانہ جناب سیدہ کو جلایا تھا اور یزید نے قتل بھی کیا غارت بھی کیا آگ بھی لگایا۔

(۲۰) یہی سب مقدس صورتین۔ پرنا ظیرہا نظر۔ توجہات کی ترتیب کردہ تعلیم یافتہ قوم نے یزید کو بھی تو خلیفہ بنایا۔ پھر اوسکی صحت خلافت سے کیون انکار ہے۔ اور خلافت ابوبکر پر کیون اصرار ہے حالانکہ علت صحت خلافت دونون مین موجود ہے۔ بلکہ یزید مین چار حصہ ہے تو ابوبکر مین ایک حصہ۔

ہان فرق ہے تو اسقدر کہ خلافت ابوبکر کے مخالف ایک صحابی نہین ہین بلکہ بہت سے صحابہ ہین۔ سعد بن عبادہ حباب بن منذر اور تمامی قبیلہ اوس۔ زبیر۔ عثمان[۵] مع تمامی بنی امیہ عبدالرحمان بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص حضرت علیؑ اور حضرت عباس مع تمامی بنی ہاشم سب مخالف ہین۔ اور خلافت یزید کے صرف امام حسینؑ مخالف ہین جو شہید کیے گئے۔ اور عبداللہ

---

۵ واجتمعت بنو امیۃ الی عثمان واجتمعت بنو زہرۃ الی سعد و عبد الرحمان بن عوف فکانوا فی المسجد الشریف مجتمعین فلما اقبل علیہم ابوبکر وابو عبیدۃ وقد بایع الناس ابابکر قال لہم عمر مالی اراکم مجتمعین حلقا شتی۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ص۱

بن زبیر جو اوسی طرح دندناتے رہے۔
غرض جو تقریر کہ خلافت ابوبکر کے متعلق لکھی ہے وہ تمامتر یزید کی خلافت مین بھی پوری طور سے بلکہ کچھ زیادتی کیساتھ جاری ہے۔ لہذا اگر وہ اثبات حقیت خلافت ابوبکر مین کامیاب ہونگے تو اثبات حقیت **خلافت** یزید مین بھی اوس سے بدارج کامیاب ہونگے۔
یہ تقریر ہماری صرف بمخاطبہ مولوی صاحب ہی نہین ہے بلکہ خود یزید نے اس تقریر استدلال کیا ہے لہذا ضرور ہوا کہ ابتدائی مخرج ان دونون کا ظاہر کرین۔
دیکھیے استیعاب مین ہے صفحہ ۲۲۶ جلد اول مطبوعہ حیدرآباد د
عن سعید بن المسیب قال لما قبض رسول اللہ صلعم ارتجت مکۃ فسمع بذلک ابو قحافۃ فقال ماھذا قالوا قبض رسول اللہ صلعم قال امر جلل قال فمن ولی بعدہ قالوا ابنک قال فھل رضیت بذلک بنو عبد مناف وبنو المغیرۃ قالو نعم قال لا مانع لما اعطی اللہ ولا معطی لمن منعہ اللہ
یعنی جب رسول اللہ صلعم نے انتقال کیا اور یہ خبر مکہ مین پہونچی اور ابو قحافہ نے سنا تو پوچھا کیا ہوا لوگون نے کہا رسول اللہ صلعم نے انتقال کیا ابو قحافہ نے کہا امر سخت پیش آیا پھر اونکے بعد کون خلیفہ ہوا لوگون نے کہا تمھارا بیٹا۔ کہا کہ خاندان عبد مناف و بنی المغیرہ اسپر راضی ہوئے کہا کہ ہان تو ابو قحافہ نے کہا جسکو خدا دیتا ہے اوسکو کوئی روک نہین سکتا اور جسکو خدا روکتا ہے اوسکو دوسرا کوئی نہین دیسکتا۔
یہ تو ابتدائی خیال ہے اس استدلال کی جسکے موجد ابو قحافہ ہوئے مگر بغرض استدلال بلکہ مقام تعجب اور شکر مین کہا۔
یہی خیال یزید بعد شہادت امام حسینؑ و اسیری اہل بیت طاہرین ظاہر کرتا ہے تاریخ طبری مین ہے صفحہ ۲۶۶ جلد ۲
ثم قال اتدرون من این اتی ھذا قال ابی علیؑ خیر من ابیہ وامی فاطمۃ خیر من امی وجدی رسول اللہ خیر من جدہ وانا خیر منہ واحق بھذا الامر منہ فاما قولہ ابوہ خیر من ابی فقد حاج ابی اباہ و علم الناس ایھما حکم لہ۔ و

اما قوله امی خیر من امه فلعمری فاطمه ابنة رسول الله خیر من امی و اما قوله جدی خیر من جده فلعمری ما احد یومن بالله والیوم الاخر یری لرسول الله فینا عدلا ولاند ولکنه انما اتی من قبل فقهه ولم یقرء قل اللهم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔

یعنی جب گرفتاران بلا دربار یزید مین لائے گئے۔اور یزید نے دربار عام کیا تو کہا جانتے ہو امام حسین اس مصیبت مین کیون گرفتار ہوئے۔انھون نے کہا کہ ہمارے پدر بزرگوار پدر یزید سے بہتر ہین ماادر گرامی بہتر ہین مادر یزید سے ہمارے جد رسول اللہ بہتر ہین جد یزید سے ہم بہتر اور مستحق تر ہین یزید سے۔تو یہ قول کہ باپ اون کے بہتر ہین ہمارے باپ سے اسکا فیصلہ بروز صفین ہو گیا جسکو سب جانتے ہین کس کے لئے حکم ہوا۔رہا یہ قول کہ مان اون کی بہتر ہین۔تو بیشک فاطمہ بنت رسول اللہ بہتر ہین ہماری مان سے۔اور جد اونکے رسول اللہ افضل ہین ہمارے جد سے۔

امام حسین پر یہ مصیبت اون کی سمجھ سے آئی کہ آیہ قل اللھم مالک الملک کی تلاوت نہ فرمائی کہ خدا فرماتا ہے مالک ملک خدا ہے جسکو وہ چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔خدا ہی کے ہاتھ مین خیر ہے اور وہ ہر شی پر قادر ہے۔

دیکھئے جو استدلال آپ حصول خلافت سے ابوبکر کیلئے کرتے ہین۔وہی استدلال یزید نے کیا تھا۔پھر نہ معلوم اسی اصول سے آپ ابوبکر کو کیون حقدار خلافت بتاتے ہین اور یزید کو اوس سے کیون محروم کرتے ہین۔

ہان عجب تر یہ ہو کہ یزید قاتل امام حسین ہو کر افضلیت جناب امام حسین کا کسی وجہ سے ہو اقرار کرے۔اور مرزا غلام احمد قادیانی باین نسب وحسب دعوی کرین کہ ہم امام حسین سے افضل ہین ملاحظہ ہو دافع البلا۔

غرض آپ حضرات اگر ابوبکر و یزید وغیرہ کو خلیفہ منجانب اللہ مانتے ہین تو ذرا

نہین خداوند عالم فرماتا ہے انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین توزھم ازا۔ آ
ہمنے شیطانون کو کافرونپر مقرر کیا ہے کہ وہ انکو برانگیختہ کرین پس تسلط ابوبکر و یزید کو ہم
اسی قبیل سے سمجھتے ہین۔ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا۔
کہ جب کسی گاؤن کو برباد کرنا چاہتے ہین تو وہان کے لوگون کو حکم دیتے ہین کہ وہ فسق کرین
**خلافت راشدہ**۔ غرض خدا کا کلام اور اس کے ضمن مین خدا کا کام استخلاف کے
وعدہ مین یون پورا ہوا۔ یہ ایک بات ہوئی۔ دوسری بات سے پہلی اور حقیقت مین ان
سب باتون کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیق کی معیت ہے۔ آنحضرت کی یہ قیمتی گھڑی مین اور
معیت غار ثور مین۔ یہ بھی خدا کا روشن فعل تھا جو ذو رفرا ت سے نصہ رکھنے والون
کو اسی گھڑی سے سبق دے گیا کہ خادم اور مخدوم مین یا اصل اور ظل مین یا صدیق اور
نبی مین کیا نسبت اور جوڑ ہے اور یہ سلسلہ دنیا مین کس ترتیب اور احسن نظام سے چلنے والا
ہے۔ تیسری اور آخری اور کامل اور ساری باتون پر خدا کی دستخط یا مہر کر دینے والی بات
حضرت صدیق کا اپنے محبوب نبی کیساتھ سونا ہے۔ یہ خدا کا تیسرا فعل ہے۔ اب ہر ایک طالب
حق غور کرے اور خدا سے ڈرنیوالے خدا کیلئے گواہی دین کہ خدا کے کلام سے موجود ہوتے
اور خدا کے ان تین فعلون کی گواہی کے مقابل کس کا دل گردہ ہے کہ اس پاک سلسلہ
یعنی صدیقی خلافت پر اعتراض کی زبان کھولے۔ اور کھولے بھی تو بجز لغویت اور بیہودہ
درائی کے اسکے پلے کیا پڑیگا۔ ہونیوالی بات ہو چکی تقدیر مبرم اپنا کام کر چکی۔ کوئی نیا خدا
ہو۔ نیا نظام ہو۔ اور پھر نئے سرے رسالت محمدی کا ظہور ہو۔ اور ایک خدیجہ آپ کے
نکاح مین آئے اور فاطمہ پیدا ہو اور علیؑ کو دامادی کا فخر ملے۔ اور اس پاک زمرہ نہ قوم
کے سوا شیعیان ایران اور مومنان لکھنؤ ہون تو ممکن ہے کہ خلافت اس نظام پر واقع ہو جائے
جس کی تمنی مین شیعی مر رہے ہین !!

**رد الملاحدہ** اس طرح کی باتین تو بہت سی ہوئین رسول اللہ مر بے غسل و کفن چھوڑے
گئے۔ صحابہ نے جاکر سقیفہ کا دنگل آباد کیا خانہ جناب سیدہ مین آگ لگائی گئی۔ خاندان رسالت
سے حکومت و خلافت کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے علحدہ کیا گیا بنی امیہ و بنی عباس خلیفہ ہوتے رہے

خاندان رسالت ہمیشہ قتل اور اسیر ہوتا رہا۔ اگر یہ کامیابی دلیل حقیت ہے تو یہان بھی موجود ہے۔

مگر افسوس قرآن و حدیث اسکے بالکل خلاف ہے جسکی تفصیل سابقاً مرقوم ہو چکی ہے۔

غرض جو استدلال کفار کا تھا۔ بلکہ جو استدلال شیطان کا تھا وہی استدلال آپکا بھی ہے کیونکہ شیطان بھی تو یہی کہتا ہے ربما اغویتنی لازینن لہم کہ چونکہ تو نے ہمکو گمراہ کیا لہذا ہم بھی اونکو گمراہ کرینگے۔

مخاطب کو اگر کچھ بھی عقل و فہم زیادہ ملا ہوتا نہین بلکہ ذرا توجہ ہوتی تھی اگر وہ راہ باطل مین صرف کر رہے ہین ورنہ اگر ذرہ برابر بھی غور کرتے تو حق کی نشانی ان کے سامنے ایسی واضح تھی کہ ذرہ اونکو تردد بھی نہوتا۔ کیونکہ یہ تو سب جانتے ہین "مردہ بدست زندہ" مردہ کو جہان چاہو گاڑ دو نہ اوسکو اختیار ہے نہ زمین کو۔ بلکہ آدمیون کار کنون کا اختیار ہے۔ بخلاف ولادت کے کہ بالکل خدا کے ہاتھ مین ہے جہان چاہے اور جب چاہے پیدا کرے دیکھو خدا نے جناب امیر کو کہان پیدا کیا خانہ کعبہ مین جو بالکل اوسکے اختیار کی بات تھی اس خانہ کعبہ کا بانی آخری حجاج بن یوسف ثقفی ہے جو کیسا دشمن اہلبیت ظاہر ہے۔ مگر اوسکا بھی اختیار اسی قدر چل سکا کہ اس نشان کو جو شق دیوار خانہ کعبہ سے ہوا مٹا سکے آجتک وہ نشان بنا ہوا ہے جسکو تمام حاجی جا کر دیکھتے ہین کہ یہ مولد علی ہے جسپر ایک سرخ پتھر لگا ہوا ہے۔

اب خود غور کرو کہ دفن ابوبکر سے پہلوے رسول مین جو بلا اجازت ورثہ ہوا تھا۔ ابوبکر کی فضیلت ظاہر ہوئی یا منقصت کہ زمین مغصوب مین دفن ہوے حالانکہ اگر وہان ایک سگ ناپاک کو بھی کوئی دفن کر دیتا تو کسیکا اختیار نہ تھا چنانچہ زمانہ یزید مین وہی روضہ رسول اصطبل اسپان فوج شامی بنا تھے گدھے اوس مین بول و براز کرتے۔ تو جب بقول آپکے خدا اسپر قادر رہا کہ روضۂ رسول کو ان نجاستون سے بچاتا۔ تو پھر اس مین خدا پر کونسا الزام آتا ہے کہ بلا اجازت اوسکے ابوبکر اوس مین غصباً دفن کر دیے گئے۔

اگر دفن پہلوے رسول مین بلا اجازت خدا و رسول ابوبکر کو شرف ملا تو وہ گھوڑے گدھے۔

کتنے زیادہ قابل تعظیم ہین جو روضۂ رسول ہین ہوگا ہوتا کرتے یہ سب باتین تو عین مصلحت خدا کے مطابق ہین کہ تم ان باتون سے حقیقت کو نہ ڈھونڈو۔ بلکہ صرف احکام خدا سے حقیقت کا پتہ لگاؤ کہ کیا وہ حکم دیتا ہے کیونکہ اگر واقعات قضا و قدر کو تم اپنا رہبر بناؤ گے تو کبھی راہ حق نہین پا سکتے کیونکہ دنیا مین کروڑون بت پرست ہین لاکھون بت ہین آپ تو اون کو دیکھکر یہی کہینگے کہ اگر سچ مچ خدائے واحد کی عبادت کا حکم ہوتا تو وہ ضرور ان سب کو فنا اور نیست و نابود کر دیتا لہذا معلوم ہوا کہ بت پرستی حق ہے۔

ہان صاحب آپنے رفاقت ابوبکر کو بھی خوب دلیل حقیقت قرار دیا ہے حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ دنیا مین کوئی رئیس یا بادشاہ کسی خطرہ کے مقام مین جاتا ہے تو اپنے ولیعہد یا جانشین کو اپنی جگہ پر چھوڑ جاتا ہے کہ اگر ہمکو کوئی خطر آوے تو ہماری اولاد یا قائم مقام تو ہو جو پھر امور ریاست کو سنبھال لیگا۔ اور ایسے خدمتگارون نوکرون کو ساتھ لیجاتا ہے جنکے ضایع ہونے کا کوئی افسوس نہین ہوتا۔ بلکہ اسی غرض سے وہ سب ساتھ لیجاتے ہین کہ آقا پر جان نثار ہی کرین

حالانکہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ رسول اکرم نے نہ ابوبکر کو اپنے ساتھ لیا تھا نہ وہ آپکی مرضی سے ساتھ ہوئے تھے۔ بلکہ بمجبوری حضرت نے ساتھ لے لیا پس اگر بالفرض وہ آپکی مرضی سے بھی ساتھ ہوئے تھے تو ان کی حیثیت ایک خدمتگار موقت سے نہین بڑھ سکتی۔

بخلاف جناب امیر کہ حضرت نے جب اونکو علحدہ کیا تو اسی حیثیت سے کہ اگر کوئی امر خلاف امید واقع ہو تو ہمارا خلیفہ جانشین موجود رہے پھر سنبھال لیگا چنانچہ شب ہجرت حضرت نے اسی غرض سے جناب امیر کو اپنے فرش خواب پر اپنی سبز چادر اوڑھا کر سلایا کہ کفار و منافقین و مومنین سب کو معلوم ہو یہی خلیفہ رسول ہین۔ دوسرا موقع جنگ تبوک کا ہے کہ حسب روایات اہلسنت حضرت ملک شام مین بغرض سکونت و قیام جا رہے تھے تو جناب امیر کو اسی غرض سے مدینہ چھوڑ گئے کہ اگر ہم نہ آئین تو یہ خلیفہ رہین۔

جس عقل سے آپ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے قائل ہوئے اوسی عقل کا تقاضا یہی ہے کہ حکم خدا و رسول کو تو نہ مانیئے اور جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے جسکو آپنے خدا کا کام کہا ہے اوسیر

ایمان لائے جسروز حضرت کو اعلان نبوت کا حکم ہو رہا ہے اوسی روز تو رسول اللہؐ جناب امیرؑ کی خلافت و وصایت کا بھی اعلان فرمائین ھذا اخی و وصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوہ مگر اوسکو نہ مانئیے۔

اور ابوبکر جو بلا علم و اجازت حضرت کے ساتھ غار مین چلے جائین وہ آپکے نزدیک دلیل خلافت ہو جائے۔ خدا جو جناب امیرؑ کو خاص اپنے بیت اللہ مین پیدا کرے جو بالکل اوس کے اختیار کی بات ہے۔ وہ تو آپکے نزدیک دلیل حقیت نہو۔ اور چار آدمی جو زبردستی ابوبکر کو پہلوئے رسول مین دفن کردین وہ آپکے نزدیک دلیل حقیت ہو۔؟

ہان معلوم ہوتا ہے کہ جو کام انسان باختیار خود کرتا ہے اوسکو آپ خدائی کا کام کہتے ہین۔ کیونکہ رفاقت ابوبکر تو بلا حکم خدا و رسول تھی۔ اسی طرح دفن ابوبکر روضۂ رسول اللہؐ مین جو بہ اختیار عمر و عائشہ ہوا اوسکو آپ خدائی کام کہتے ہین اور جو کام خاص خدا کی مشیت و حکم سے ہوا اوسکو آپ کچھ نہین سمجھتے۔ حالانکہ آپ دیکھ رہے ہین ولادت جناب امیرؑ خاص خانہ کعبہ مین حکم و مشیت خدا سے تھا جس مین انسانی ہاتھ کو کسی طرح کا دخل نہ تھا۔ ازالۃ الخفا مین ہے جو شاہ ولی اللہ صاحب ناصبی کی تصنیفات سے مشہور ہے۔

واز مناقب وی رضی اللہ عنہ کہ در حین ولادت او ظاہر شد یکے آنست کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت۔ فقد تواترت الاخبار ان فاطمہ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیاؑ فی جوف الکعبۃ ص ۲۵۱ مقصد دوم

یعنی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد سے جناب امیرؑ جوف خانہ کعبہ مین متولد ہوے۔

تو اب ایمان سے فرمائیے یہ کام خدا کا ہے۔؟ یا وہ کہ ابوبکر کو عمر ابو عبیدہ نے پہلو سے رسول اللہؐ مین دفن کردیا؟

غرض اگر آپ حقیقت مین خدا کے کلام اور کام پر ایمان لائے ہوتے تو سمجھتے خدا کا کلام اور کام یہ ہے نہ وہ جسکا آپکو دعوی ہے کہ ابوبکر پہلوے رسول اللہؐ مین دفن ہوے۔

رفاقت ہجرت کے نسبت آپ لکھتے ہین "جو نور فراست رکھنے والون کو اسی گھڑی سوجھتی

دے گیا کہ خادم اور مخدوم سیا اصل اور ظل مین یا صدیق ابوبکر مین کیا نسبت اور جوڑ ہے
مگر آپ کے علما تو حضرت کے جناب امیرؑ کو فرش خواب پر سولا جانے ہی کو خاص عظمت کی نگاہ
سے دیکھتے ہین علامہ محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر روضہ ندیہ مین لکھتے ہین واقام علیؓ
بمکۃ بعد النبی صلعم ثلاث لیال وایامہا حتی ادی عنہ الودایع التی کانت عندہ
للناس حتی اذا فرغ منہا لحق برسول اللہ فنزل معہ علی کلثوم بن ہدم ولم
یقم بقبا الا لیلۃ او لیلتین انتہی وتادیۃ الودایع عنہ بیدہ من جملۃ ما اقامہ
فیہ مقام نفسہ مثل نحرہ بقیۃ بدنۃ فنحر بیدہ الشریفہ ثلاثا وستین ونحر
علی باقیہا کما فی حدیث جابر الطویل الذی اخرجہ مسلم ص۱۳
یعنی بعد رسول اللہ حضرت علیؑ تین روز تک مکہ مین رہے یہانتک کہ سب کی امانتون کو ادا کیا
جو حضرت کے پاس لوگون کی تھین جب فارغ ہوے تو رسول اللہ سے ملحق ہوے اور
کلثوم بن ہدم کے یہان فرود ہوے ایک روز یا دو روز قبا مین رہے۔ تو جناب امیرؑ
کا ان امانتون کو ادا کرنا اوس قبیل سے ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو اپنے نفس کی جگہہ
قایم کیا۔ جیسا کہ حج مین ۶۶ قربانی سے ۶۳ قربانی تو حضرت نے کیا اور ۳۷ کو جناب امیرؑ
کے حوالہ کیا جیسا کہ حدیث جابر مین ہے جسکو مسلم نے لکھا ہے۔
سبحان اللہ علماے اہلسنت تو جناب امیرؑ کے فرش خواب پر سونے اور لوگون کی امانتون کے
ادا کرنے کو نفس رسول کی قائم مقامی تصور کرین کہ بجز جناب امیرؑ کسی کو یہ درجہ ملا ہی نہین کہ
نفس رسول کی جگہ قائم ہون کہ جو کام خاص رسول کا تھا اوسکو حضرت نے جناب امیرؑ سے
انجام دلوایا۔ اور مرزائی اسکو دلیل حقیت خلافت نہ سمجھین۔
کاش یہ مرد خدا اسپر غور کرتا کہ ہر ولیعہد کا کام یہی ہے کہ وہ جسکا نائب اور قائم مقام ہو
اوسکے امور ذاتی وصفاتی کو وہ انجام دیتا ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا کہ رسول اللہ کو
غار کی طرف روانہ کر کے حضرت کی سبز چادر اوڑھ کر فرش خواب پر سوے کہ سبکو معلوم ہو
رسول اللہ موجود ہین یہانتک کہ ابوبکر بھی آئے تو حضرت علیؑ کو یا نبی اللہ کہکر پکارا۔
[illegible] لکھواکر بھیجئے۔ اونٹ اور راہ [illegible] رجوع کے

حضرت کو جانب مدینہ روانہ کیا۔ پھر مکہ مین تشریف لائے اور سب کی امانتین ادا کین جب کل امور سے فارغ ہوئے تو اپنے آقا کی خدمت مین حاضر ہوے وہ بھی اس طرح کہ حضرت کی بیٹی پھوپھی چچی کو لیکر۔

تو اب تم ہی خود غور کرو یہ شخص خلیفہ و جانشین رسولؐ ہے یا وہ جو حضرت کے ساتھ بطور ایک دلی نزار غلام کے بلا مرضی و بلا اجازت شامل ہو گیا ہے۔ اسکا تصفیہ ہم ناظرین کے انصاف پر چھوڑتے ہین۔

یہ بات "ہونے والی بات ہو چکی تقدیر مبرم اپنا کام کر چکی" نہایت ہی مضحک جملہ ہے۔ کیونکہ یہ تو سبکو معلوم ہے شیطان پیدا ہو اگر ہوروں بندگان خدا کو گمراہ کر چکا۔ رسول اللہؐ کو بے غسل و کفن چھوڑ کر یاران سقیفہ مین جا دھمکے امام حسینؑ شہید ہو چکے خاندان رسالت تباہ ہو چکا نہ نئے خدا کی ضرورت ہے نہ نظام عالم کے بدلنے کی صرف اسکی ضرورت ہے کہ حکم خدا و رسول پر ایمان لائیے جسکو اون نے جس درجہ پر مقرر کیا ہے مانیئے۔ ظالم سے نفرت کیجیئے مظلوم سے ہمدردی فرمائیے حقدار کے حق کو تسلیم کیجیئے سارا قصہ طے ہے۔

خداوند عالم نے حبیب رب العالمین کو پیدا کیا۔ اون کی نبوت کا ڈنکہ تمام عالم مین بجوا دیا۔ حضرت خدیجہؑ عقد مین آئین جناب سیدہؑ پیدا ہوئین جناب امیرؑ سے اونکا عقد ہوا حسینؑ پیدا ہوئے ایک کو معویہ نے زہر دیکر شہید کرایا جناب امام حسینؑ کو یزید نے عاشور کو شہید کرایا۔ یہ سب جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب ہمارا کام صرف ظالمون پر لعنت کرنا ہے اور ائمہ معصومین مظلومین کی پیروی کرنا کہ فلاح دین و دنیا حاصل ہو۔ نہ ہم اسکے طالب ہین کہ آپ لوگ فدک کو واپس کرین نہ اسکے خواہان ہین کہ خلافت پر قبضہ دین صرف ظالمون کے لئے تین حرف کے خواہان ہین والسّلام۔

**خلافت راشدہ** مینے اس کتاب مین رفاقت ہجرت اور معیت غار اور اکٹھی قبرون کے ہونے پر اور استخلاف کے اس طرز اور ترتیب پر جو واقع ہوئی بہت زور دیا ہے مین بھی بصیرت اور صادق ایمان سے اسپر مستقیم ہون اور ہر ایک کو جو میری سنے متنبہ کرتا ہون۔ شیعون کے مقابلہ مین ان تیز ہتھیارون سے کام لو۔ یہ ہتھیار قیامت تک زنگ آلود

اور کیونکر نہ ہو نگے۔ پھر سوچو[۱] اور خدا کے لئے غور کرو کہ یہ ساری باتین کیونکر ابوبکر مین جمع ہو گئین۔ ہجرت کی رفاقت کا بھی آپ کے لئے مقدر ہونا۔ غار ثور مین خاص نصرت اور الٰہی تائید اور سکینت کی معیت اور یکسان دونون کا سفاک اعدا کی دست برد سے محفوظ رہنا۔ پھر حضرت نبی کریم کی وفات کے بعد بلا فصل خلافت پر رونق افروز ہو۔ اور پھر اس عالم کی آخری منزل یعنی قبر مین آپ کے پہلو بہ پہلو سونا۔ جسکا صاف مطلب ہے دوستی کے حق کو آخر دم تک بنا ہنا بلکہ آخر کے آخر تک بھی ساتھ نہ چھوڑنا۔ اور یار غار کی سچی صفت اور نام کو اپنے لئے مخصوص کرنا۔ یہ ساری باتین حضرت صدیق کے ساتھ کیون مخصوص ہو گئین۔ کیا اتنی باتون کا جمع ہونا ایک شخص مین اتفاقی بات ہے تو پھر یہ کیون نہوا کہ اتفاقی طور پر یہ باتین یا ایک ہی ان مین سے حضرت علیؓ مین جمع ہو جاتی[۲]۔ اور اس طرح عمرون کے رونے جھینکنے نہ ہوتے۔ اور گھرون مین ماتم نہ پڑتے تعجب کی بات ہے کہ بقول شیعون کے حضرت علیؓ کی نسبت خدا کا ارادہ پہلے سے قطعی فیصلہ کر چکا ہوا موجود۔ حضرت پیغمبر کا دلی منشا موجود۔ بلکہ خدا کا بار بار جبریل کو بھیجکر آپ کے کان کھولنا کہ دیکھنا کہین علیؓ کی خلافت پر زور نہ دیا تو تمھاری نبوت بھی چھن جائے گی[۳] یہ سارا انتظام نبوت اور رسالت کا ایک علیؓ کی وصایت کی خاطر سے ہے[۴]۔ غرض یہ دلیل ہمکیا موجود۔ پیاری بیوی فاطمہ جس کا باپ پر بہت بڑا اثر تھا موجود۔ بنو ہاشم کی زبردست قوم موجود۔ اور پھر اتفاق نہوا کہ کوئی کام کی بات آپکے حق مین ہوتی اور ایک عائشہ نے سب کو نیچا دکھا دیا[۵]۔ جھوٹے ہین۔ دھوکا کھاتے ہین اور دھوکا دیتے ہین جو صدیق کی خلافت پر ناراض ہوتے ہین[۶] خدا کا وہی ارادہ تھا جو اس نے استخلاف کی آیت مین ظاہر کیا۔ اور پھر اپنے فعل سے اس ارادہ کی تکمیل کی[۷]۔ خدا کے کلام اور فعل کے اور کونسا صحیفہ ہے جس سے شیعون نے معلوم کیا کہ خدا کا ارادہ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کے متعلق تھا[۸]۔

رد الملاحدہ۔ یہ آپکی خوشی کی بات ہے کہ پیدائش شیطان۔ اور اونکے تسلط اور لوگونکی بت پرستی سے یہ نتیجہ نکالئیے کہ اگر خدا کو یہ باتین منظور نہ ہوتین تو کس کے امکان مین تھا جو شیطان کو پیدا کرتا۔ کیا یہ باتین اتفاقی طور سے تھین۔ پھر یہی باتین انبیا کو کیون نہین حاصل ہو گئین جو ہزارون در ہزار نبی قتل ہوے دار پر چڑہائے گئے آرہ سے چیرے گئے۔ جو اس طرح

بھینکنے نہ پڑتے خدا کو کتابین بھیجنے کی ضرورت نہوتی۔ اس طرح کی مصیبتین نہ اوٹھائی جاتین
ارے مرد آدمی اسپر تو غور کر کہ ابوبکر کو توجہ رفاقت ہجرت معیت غار قبرون کی یکجائی سب
ملی جس سے وہ مستحق خلافت ہوئے۔ یزید نے کونسا تیر مارا تھا۔ کونسے غار مین رفیق بنا۔ کہان
قبر رسول مین وہ دفن ہوا پھر وہ کیسے خلیفہ بن گیا۔ یہ تو مسلمانون کی بے ایمانی تھی۔ کفر و نفاق
کا چھپا ہوا غبار تھا جس سے رسول اللہ ص کی آنکھ بند ہوتے ہی اپنے گذشتون اپنے بزرگون کا
انتقام لینے لگے کہ ابھی آنحضرت دفن بھی نہ ہوئے تھے کہ یہ سقیفہ مین خلافت جمانے لگے حضرت
کو کفن بھی نہ ملا تھا کہ بیعت ہونے لگی۔ کسی کو اسکی توفیق نہوئی کہ رسول اللہ ص کی بیٹی نواسون کے
لئے دو روٹی تو لیجائین جو سنت رسول ہے اسکی عوض آئے تو گھر جلانے آگ لگانے قید کرنے
گرفتار کرنے اگر ان لوگون کو تم اچھا سمجھتے ہو تو بہتر مگر افسوس یہی سلوک اگر قادیانی نبی کے
ساتھ کیا جاتا اور تم اوسپر پھر ایمان لاتے تو ہم جانتے۔

مرزائیو تم کیسے مسلمان ہو جو مولوی نورالدین کو خلیفہ جانتے ہو۔ حالانکہ مسلمانون کا خلیفہ
تو دفن رسول مین نہین شریک ہوتا۔ اہلبیت رسول کو ہر طرح ایذا دیتا ہے زندون کو آگ مین
جلاتا ہے۔ پھر تم کیون انکو مانتے ہو۔

ہم بھی یہی کہتے ہین کہ اگر حضرت ابوبکر کم سے کم مثل نورالدین صاحب اتنا انتظار کر لیتے کہ رسول اللہ
دفن ہو لین۔ اصحاب سب جمع ہو کر انکو خلیفہ بنا لین تو ہمکو کیا کسی مسلمان کو بھی عذر نہوتا۔ مگر مسلمان
تو دیکھ رہے ہین کہ اس شخص نے وہ کام کیا جو آجتک کسی مذہب کسی ملت مین نہین ہوا پھر کیونکر کوئی
مسلمان اسکو خلیفہ جائز مان لے۔ یون ناجائز طور پر تو یزید کو بھی خلیفہ مانتے ہین۔

(۱) شیعون نے تو اس ہتیار کو ایسا نکما کر دیا کہ کبھی کوئی ذی علم اس ہتیار کو ہاتھ نہین لگاتا۔
سیکڑون حدیثین بنا ڈالین۔ رسول اللہ پر صدہا قسم کا افترا کیا۔ مگر یہ جرات نہوئی کہ کوئی اسکو
دلیل حقیت قرار دے۔

ہان جب علم دنیا سے اوٹھ گیا آپ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے
ہین تو مجھ کو کچھ بھی تعجب نہ ہو تھوڑا ہے۔ کیونکہ جہلا البتہ ایسی باتون کو دلیل حقیت سمجھتے ہین جیسے ہندو
دیسی شیوالے کو۔ یا دہ قابل پرستش جانتے ہین جو خوب بڑا اور اونچا ہو اور خوب اوس پر

سونا چڑھا ہو۔

علما تو حقیقت کا مدار حکم خدا و رسول پر رکھتے ہین کہ جسکا اوسنے حکم دیا اوسکو مانتے ہین جسکا حکم نہین دیا اوسکو نہین مانتے اگرچہ وہ ہفت اقلیم کا بادشاہ کیون نہو۔ زہد و تقوی مین یکتاے دہر کیون نہو۔ مگر جب خدا و رسول کا حکم اوسکے مطابق نہو اوس کا عمل حکم خدا و رسول پر نہو تو وہ شیطان سے بدتر ہے۔

(۲) یہ سب تو سوچی ہوئی بات ہے کہ خدا نے شیطان کو پیدا کیا۔ معلم الملکوت اوسکا خطاب ہوا۔ زمین کا کوئی گوشہ اوسکی عبادت سے خالی نہ رہا مگر ایک ادنی نافرمانی سے مستوجب لعنت ہوا۔ حالانکہ وہ کہہ رہا ہے کہ جب ہم خدا کو سجدہ کر چکے۔ تو کسی مخلوق کو کیونکر سجدہ کرین۔ مگر صرف اس خیال سے کہ اوسنے کہا انا خیر منہ خلقتنی من نار۔ کہ ہم حضرت آدمؑ سے بہتر ہین یہ عتاب ہوا کہ آجتک وہ مورد لعنت بنا ہوا ہے تو اگر دنیا بھر کے فضایل و مناقب بھی ابوبکر مین جمع ہون اور وہ خلاف حکم خدا و رسول مدعی خلافت بنین تو لعنت ابدی کے سوا کیا مل سکتا ہے۔

ارے صاحب غور تو کیجئے کہ ابوبکر صاحب تو بقول آپکے رفاقت غار کی بدولت مستحق خلافت ہوئے تو یزید کس حسن عمل پر خلیفہ بنا لہذا معلوم ہوا کہ یہ سب امتحان ہے خدا کی طرف سے کہ دیکھین کون اس دنیا وی ٹیپ ٹاپ پر جاتا ہے۔ اور کون اوسکے حکم پر جسنے حکم خدا کو مانا وہ رستگار ہوا جس نے اپنی خواہشون کی پیروی کی وہ فی النار ہوا۔

(۳) مجموعہ کی تو ضرورت نہین کیونکہ اگر مدار خلافت رفاقت ہجرت پر رکھا جائے تو عمر عثمان ... یزید سب اوس سے محروم تھے پھر وہ کیون خلیفہ مانے گئے اور وہ بھی بدرجہ مساوی۔ رہا دفن وہ تو بعد موت ہوا اگر اوسکو معیار خلافت مانتے ہین تو پھر قبل از موت و دفن کس قاعدہ سے خلافت ملی۔

لہذا معلوم ہوا کہ اصل مطلب حصول خلافت ہے۔ کہ چونکہ اونکو خلافت ملگئی لہذا وہ خلیفہ برحق ہو... اولاً یہ مصادرۃ علی المطلوب ہے کہ حصول خلافت سے صحت خلافت پر استدلال کیا جا...

**ثانیاً** پھر خلافت معویہ و یزید و عبد الملک سے کیون انکار کیا جاتا ہے جب وہ بھی خلیفہ ہو... ایسے کامیاب خلیفہ کہ وہ درجہ ابوبکر کو... نہ عمر کو۔

(۱۴) یہ تو کسی کا بھی مقولہ نہین ہے کہ جناب امیرؑ کی خلافت پر تقدیر الٰہی جاری ہوئی تھی کیونکہ اگر قضائے الٰہی اسپر جاری ہوتی تو اسکی کون مخالفت کر سکتا تھا۔ بلکہ شیعہ و سنی سب کا اجماع اسپر ہے کہ آپ کی خلافت پر نص خدا و رسول تھا نہ تقدیر کیونکہ خدا خود فرماتا ہے یفعل اللّٰہ ما یشاء و یحکم ما یرید بلکہ قضا مطابق مشیت الٰہی ہے۔ اور حکم مطابق رضائے الٰہی۔ بندونکو حکم اطاعت امر کا ہے۔ نہ تقدیر کا۔

یہی وہ حیلہ ہے جس سے آپ عوام کو بہکانا چاہتے ہین حالانکہ درحقیقت حال سے بخوبی واقف ہین کہ تکلیفات الٰہی جملہ متعلق بہ اوامر و نواہی ہین نہ قضا و قدر سے۔

آپ اسی رد الملاحدہ کا صفحہ ۲۱ لغایت ۲۹ دیکھ جائیے جس مین آیات و احادیث و اقوال علمائے اہلسنت سے اسکا فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ حکم اطاعت اوامر الٰہی کا ہے۔ نہ اون امور کا جنکو خداوند عالم اپنی مشیت سے جاری کرتا ہے چنانچہ خود خداوند عالم فرماتا ہے ولو شاء اللّٰہ لجمعہم علی الھدیٰ اگر خدا چاہتا تو سبکو ہدایت پر جمع کرتا ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰیھا و لکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیتے لیکن یہ بات ہماری طے ہو گئی ہے کہ ہم دوزخ کو آدمیون اور جنون سے بھر دینگے پھر خدا فرماتا ہے ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا و لقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس اور اگر تیرا خدا چاہتا تو دنیا مین جس قدر آدمی ہین سب ایمان لاتے اور ہمنے بہت سے آدمی اور جن دوزخ کیلئے پیدا کئے ہین۔ پس جب خداوند عالم کی مشیت نہ تھی کہ سب ہدایت پائین تو پھر اہین کسکو تامل ہو سکتا ہے۔

جس طرح خدا نے اپنی نسبت قطعی فیصلہ کر لیا تھا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے مگر بندونکے آگے نہ چل سکا کہ اوس وقت سے اسوقت تک کرورون مخلوق خدا بت پرست ہین اوسی طرح سمجھئے کہ خدا کا فیصلہ جناب امیرؑ کی نسبت بھی نہ چل سکا۔

مگر فرق اسقدر ہے کہ ہم کہتے ہین قضی ربک سے مراد حکم خدا ہے کہ اوسنے ایسا حکم دیا لہذا ان کی بت پرستی سے تناقض نہین لازم آتا اور آپ قضا کو معنی تقدیر لیتے ہین لہذا کذب کلام خدا لازم آتا ہے نہ اوسکی تقدیر بھی نہ چل سکی۔

بیشک خدا کا حکم قطعی یہی تھا کہ جناب امیرؑ کو خلیفہ رسول مانو۔ رسول کا بھی یہی دلی منشا تھا جبرئیل
امین بار بار یہی حکم لائے کہ اوسکی تبلیغ کرو وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اگر نہ کیا تو تمنے کوئی
رسالت نہ انجام دیا مگر اسکے یہ مطلب نہیں ہین کہ رسول کو اس مین بھی اختیار ہو کہ کسی کو اس حکم
کے قبول پر مجبور کرین۔
انک لا تھدی من احببت موجود ہے کہ جسکو تم چاہتے ہو اوسکی ہدایت نہین کر سکتے ولکن اللہ
یھدی من یشاء بلکہ خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔
(۵) یہ آپکی نافہمی نہین ہے تو کیا ہے جو اسپر الزام دیتے ہین کہ یہ سارا انتظام نبوت اور رسالت کا
ایک علیؑ کی وصایت کی خاطر سے ہے "کیونکہ جس طرح توحید بغیر رسالت ناقص ہے اوسی
طرح رسالت بلا امامت ناقص ہے جسپر الیوم اکملت لکم دینکم شاہد ہے تو پھر آپکو اسمین کیا عذر
ہے حالانکہ آپ دیکھ رہے ہین کہ جس روز حضرت اعلان نبوت فرماتے ہین اوسی روز اعلان امامت
جناب امیر بھی فرماتے ہین خدا بھی کہتا ہے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔
تو اب دو ہی صورت ہے یا آپکی عقل زیادہ تیز ہے یا رسول کی عقل۔ بلکہ خدا کا قول کہ آنحضرتؐ
تئیس سال تک کار رسالت انجام دیچکے مگر خدا فرماتا ہے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ
اگر نہ کیا تو تبلیغ رسالت ہی تمنے نہ کیا۔
(۶) نہ کسی کو ان دہمکیون مین عذر ہے نہ جناب سیدہؑ کی موجودگی مین نہ آپکے اثر مین جو باپ پر
تھا۔ نہ بنی ہاشم کی قوت و شوکت مین۔ مگر اسکے ساتھ بھی یہ سچ ہے کہ "ایک عائشہ نے سب کو
نیچا دکھا دیا"
کیونکہ خود خداوند عالم فرماتا ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاھرا علیہ
فان اللہ ھو مولاہ وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر۔ سورہ تحریم
کہ اگر تم دونو (اے عائشہ وحفصہ) خدا کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ دل تمھارے کج ہوگئے
ہین اور اگر پیغمبر کی مخالفت پر تم دونو زور آزمائی کرو تو خدا اوسکا مولا ہے اور صالح المومنین اور
ملئکہ بعد اسکے مددگار ہین۔
غور تو کیجئے کہ ان دو عورتون کے مقابلہ مین خدا کو اپنی کتنی قوت ظاہر کرنی پڑی کہ ہم

اوسکے مولا ہین اور صالح المومنین اور ملٰئکہ اوسکے مددگار ہین۔ پس جب خود رسول اللہؐ کے مقابلہ مین ان دونو لوگون کا یہ زور تھا کہ خدا کو اپنے اور صالح المومنین اور ملٰئکہ کے زورون کا اون کے مقابلہ مین نام لینا پڑا تو پھر جناب امیرؑ کے مقابلہ مین اونکا کیا زور ہوگا۔

کیا آپنے سنا ہے کہ کسی عظیم الشان سلطان نے اپنے معمولی رعایا کے مقابلہ مین اتنی طاقت اپنی ظاہر کی ہے نہین نہین بلکہ جیسا قوی دشمن ہوتا ہے ویسی ہی قوت اوس کے مقابلہ مین خرچ کی جاتی ہے۔

ان کیدکن عظیم کہ تم دونون کا کید بہت بڑا ہے۔ بخلاف شیطان کے کہ اوسکی نسبت فرماتا ہی ان کید الشیطان کان ضعیفا کہ شیطان کا مکر ضعیف ہے۔

پس جبکہ نص قرآن سے آپکی عائشہ کے کید کا عظیم ہونا ثابت ہے جسکے مقابلہ مین کید شیطان بھی ضعیف ہے پھر آپکو یہان کیون تعجب ہو رہا ہے کہ "ایک عائشہ نے سبکو نیچا دکھا دیا"

(۷) اگر آپ سچے ہین تو ابوبکر پر نص خلافت کیون نہین دکھاتے جو سارا قصہ طے ہو جاے۔

(۸) تو اوسکے ساتھ یہ بھی تو خدا ہی کا ارادہ تھا کہ یزید کو اوس نے خلیفہ بنایا جسکو اوسنے آیہ استخلاف مین ظاہر کیا اور پھر اپنے فعل سے اس ارادہ کی تکمیل کی۔

کیونکہ عقل انسانی کی ہدایت کو یہی کافی ہے کہ اگر وہ اپنے احکام کو تابع مشیت کرتا تو ایسے شخص کو تو نہ خلیفہ بناتا جسکو شیعہ وسنی بلکہ تمام عالم کافر ملحد کہہ رہے ہین۔

(۹) اسکا علاج اب کیا ہو سکتا ہے کہ آپ خدا کے حکم اور مشیت کو ایک ساتھ کہہ رہے ہین حالانکہ خدا دونو کو علیحدہ کرتا ہے یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔

غرض اگر اقتضاے الٰہی کو آپ دلیل حقیت خلافت جانتے ہین تو ابوبکر کے ساتھ یزید اور تمامی بنی مروان وعباس کی خلافت کو بھی حق مانئے پس قصہ طے ہے۔

اور اگر دونون مین فرق کرنے کا کوئی آلہ آپکے ہاتھ مین ہے جس سے ابوبکر کی خلافت کو حق اور یزید کی خلافت کو باطل کر سکتے ہین تو بتائیے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے۔ کیونکہ کلام خدا اور فعل کی تکمیل تو دونون پر یکسان ہوتی ہے۔

بخلاف اسکے اگر کلام اور فعل خدا کو علیحدہ لیجئے۔ تو صرف جناب امیرؑ ہی کی خلافت حق ہوتی ہے

جسپر نص خدا و رسول شاہد ہے۔

**خلافت راشدہ** میرے بھائیو ان باتون کو خوب مضبوط پکڑو۔ او رباطل کے مقابل ان سے کام لیئے جاؤ جبتک کہ باطل کے سارے پیادے اور سوار ناپید ہوجائین ہم رواتیون اور حدیثون کو کیا کرین۔ ان تین نشانون کے مقابل وہ کونسی بات ہے جسکے ساتھ حق کے پیاسون کے دل مطمئن ہوسکتے ہین۔ ہمین کیا ضرورت ہے کہ ہم شیعون کو کہین کہ تمھاری ساری کہانیان بیجوڑ ہین۔ رسول خداتک تو کیا خود ائمہ تک ان کی سند متصل مرفوع نہین پہونچتی۔ اور وہ شوخی سے حریف مقابل کی حدیثون پر جرح قدح کرین اور اسی قضیہ مین الجھے رہین۔ یہان تک کہ زہریلا سانپ جسکے ہلاک کرنے کیلئے ہم آمادہ ہین موقعہ پاکر کسی سوراخ مین گھس جاوے۔ خدا کی محفوظ لاشریک کتاب قرآن کریم کو بڑی قوت سے پکڑو اور اس کی تائید مین خدا کے لاتبدیل کام کو پیش کرو یقین کرو کہ ان حربون سے سچائی کا دشمن کبھی مقابلہ نہ کرسکیگا۔

**ردالملاحدہ** ہمارا فرض سب اون تحریرونکا جواب دینا ہے جو کسی طرح علمی جامہ رکھتے ہون نہ لغویات کا جو ہتیار آپ اپنے بھائیونکو دیرہے ہین اس سے تو کسی طرح کامیابی ممکن نہین۔ کیونکہ یہ باتین جاہلون کے بہکانے کیلئے ہین نہ اہل علم کی توجہ کے قابل اسی وجہ سے جتنے عمل گذرے ہین اونھون نے اس ہتیار کو اس قابل نہ جانا کہ اوس سے معرکہ آرا ہوسکین ہان جاہل باخود دل اس سے تسکین کرلیتے ہین کہ اگر خدا کو ان خلفا کا خلیفہ کرنا منظور نہ تھا تو کیونکر خلیفہ بنگئے اور پہلوے رسول مین کیونکر دفن ہوے۔

جسکے جواب مین دوسرے عاقل کہتے ہین۔ پھر رسول اللہ صلعم کو جنگ احد مین کیون شکست ہوئی آپکا سر کیون زخمی ہوا۔ دندان مبارک کیون شہید ہوے اس سے معلوم ہوا کہ دین کفار حق تھا۔

اسی طرح امام حسین کیون شہید ہوے۔ خانہ کعبہ کیون جلایا گیا۔ روضہ رسول کی [illegible] اس طرح بے حرمتی ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب یزید حق تھا۔

آپ اگر مسلمان ہین تو آپکا فرض ہے صحیح روایتون اور صحیح حدیثون پر ایمان لائیے۔

یہ تین نشانیان تو وہی ہین جنکے مقابل مین اول درجہ پر تمام دنیا کے کفار خم ٹھونک کر کھڑے ہونگے کہ تمھارے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون نے کیا بنایا جبکہ آج بھی لست گونہ کفار کی

تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ پھر یزید و عبدالملک وغیرہ اپنا رنگ دکھائینگے کہ تمھارے رسول کا دین حق کیسا تھا کہ ہمنے اون کی اولاد کو قتل کرڈالا گھر مین آگ لگادی اہل حرم کو اسیر کیا خانۂ کعبہ کو جلایا روضۂ رسول کو بے حرمت کیا۔

حق کا پیاسا تو صرف حکم خدا و رسول کو چاہتا ہے جس سے اوسکی تشنگی رفع ہو اور پیاس بجھ جائے ورنہ وہ تو دیکھتا ہے کہ آج دنیا مین ہر طرف نصاری کو غلبہ ہے اسلامی سلطنتین مٹ گئین مٹ رہی ہین۔ تو کیا اس سے وہ دین نصاری کو قبول کریگا۔

تم ہرگز شیعون سے نہین کہہ سکتے کہ تمھاری کہانیان بے جوڑ ہین۔ کیونکہ اونکی ساری کہانیان کتاب خدا اور سنت رسول سے ثابت ہین جو خود کتب اہلسنت مین موجود ہین اور ایک ایک روایت اس سند صحیح سے رسول تک پہونچی ہین کہ کسی مسلمان کو اوس مین ذرا شک نہین ہوسکتا۔ کافرون کا ذکر نہین۔

زہریلا سانپ تو وہی ہے جسکی نسبت شیخ سعدی کہہ چکے ہین ؎ ترا اژدہا گر بود یار غار بر ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار + مگر آپ تو اوس سانپ کو پال رہے ہین۔

کتاب قرآن کریم کو آپ کہان پکڑ سکتے ہین جبکہ خود قرآن گواہی دے رہا ہے کہ آپکی قوم نے اوسکو چھوڑ دیا وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ہذا القران مھجورا۔ کہ رسول نے خدا سے فریاد کی کہ ہماری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز بنا لیا۔ پھر آپ قرآن کو کہان پا سکتے ہین۔

ہان خدا کا لاتبدیل کام بھی آپکے خلاف ہے کیونکہ اوسی لاتبدیل کام سے یزید وغیرہ بھی خلیفہ ہوئے اور اوسی لاتبدیل کام سے آج اسلام اس مصیبت مین مبتلا ہے۔ پس یا کلام خدا پر ایمان لاؤ تو ان کافرون کو کافر سمجھو اور اگر کام پر ایمان لاتے ہو تو اسلام سے دست بردار ہو جاؤ۔

کیونکہ کفار کو تو ہمیشہ غلبہ رہا۔

سچائی کے دشمن تو آپ ہین کہ چھوڑنکو اپنا امام اور پیش رو بنا رہے ہین جس سے اس طرح ذلیل وخوار ہو رہے ہین۔

خلافت راشدہ سب سے اول ایک فہرست بناؤ جسکے دو خانے ہون۔ ان مین عنوان جماعۂ منافقین اور ان کی وہ صفات جو قرآن کریم مین مذکور ہوئی ہین۔

دیکھیں کہ خانہ میں مومن اوران کی صفات پھر خوب تدبر اور تفکر سے ان دونون گروہون کی علامات اور آیات اور افعال اور اعمال اور اعمال کے نتیجون پر نگاہ کرو۔ اور سوچو کہ منافقون نے کیا کیا اور اسکا کیا نتیجہ ہوا اور مومنون نے کیا کیا اور اسکا کیا نتیجہ ہوا۔ اس پسندیدہ اور معقول کارروائی سے تم صاف صاف سمجھ لوگے کہ وہ ساری محمودہ اور مرضیہ صفتین اور علامتین خصوصاً وعدۂ استخلاف کی آیت جلیلہ کی متضمنہ علامتین اور صفتین یعنی اول بلافصل خلیفہ ہوجانا اور دین کو قدرت اور تمکن حاصل ہونا۔ اور خوف کے بعد اسلام کی حالت کا امن سے بدل جانا یعنی آنحضرت کی وفات کے بعد ارتداد کے فتنہ کے سبب سے گرنے اور مرنیکے قریب پہونچ چکے ہوئے اسلام کا ازسرنو زندہ ہونا یہ سب امہات الصفات صفتین اپنے وسیع اور لامحدود لوازم کے ساتھ ابوبکر صدیق میں جمع ہین اور پھر آپکے اتباع اور محبت اور وساطت اور شفاعت سے آپکے بعد دوسرون مین پائی جاتی ہین۔ اور تم بلاتردد سمجھ لوگے۔ کہ منافقون کی تمام بری صفتین مع سارے لوازم کے جن مین بڑی یہ ہین ان کی تمام کارروائیون کا حبط یعنی بے ثمر ہوجانا ان کا اپنے منصوبون مین نامراد رہنا۔ اور آخر مدینہ سے تتر بتر ہوکر ناکامی کے دشتون مین آوارہ ہونا ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ جلاوطن ہونا اور گمنام ہوجانا یہ سب حضرت صدیق کے مخالفون مین جمع ہین۔ یہ سب سے پہلا اور بہت بڑا کاری حربہ ہے جس سے شیعیت کا باطل ہرگز ہرگز جانبر نہین ہوسکتا اسپر مین نے اس کتاب مین بہت کچھ اور بحمداللہ سیر کن لکھا ہے اگرچہ اس خصوص مین بہت تھوڑی آیتین نقل کی ہین مگر ایک راہ کھولدی ہے۔ اس پگڈنڈی پر چلکر تم خود بہت کچھ پیدا کرلوگے اسکے بعد غار ثور اور رفاقت ہجرت کے واقعہ کو پکڑو اور مطالعہ کرو۔ کہ حکیم کتاب نے اسکا ذکر کیون کیا ہے اور اس سے مومنون کو کیا سبق سکھانا مقصود ہے اور اسپر میری تفسیر کو خوب ذہن مین رکھکر خداداد جودت ذہن سے کام لو۔ اور پھر اسکے بعد موسوی اور محمدی سلسلون کے استخلاف کی مطابقت اور مشابہت کو پکڑو اور اس نتیجہ پر پہونچ کر لذت اٹھاؤ کہ موسوی خلیفہ بہادر دشمن کش یوشع بن نون کی طرح خدا کی حکمت اور قدرت نے محمدی خلافت پر حضرت صدیق کو متمکن کیا اور معاً آپ کے سپرد بہادری اور دشمن کشی کا کام ہوا جو نبوت کے کذاب مدعیون کے استیصال سے ظہور مین آیا اور اسکے متعلق ان بہت سی دلچسپ باتون کو بیان کرو اور ان سے استدلال کرو جو حضرت مرسل اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام

نے اپنے رسایل مین تحریر فرمائی ہین۔ پھر اس کے بعد بڑی قوت سے حضرت صدیق اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یک جا سونے کو پیش کرو اور حق کے دشمن سے سوال کرو کہ اگر حضرت علیؑ غار ثور مین ہوتے۔ خلیفہ بلافصل ہوتے اور بالآخر شیخین کی طرح یا ان کی جگہ ان کی قبر حضرت رسول کریم کے ساتھ ہوتی تو کیا تو خوش نہوتا اور بڑے فخر سے ان امور کو پیش نہ کرتا میرا دل اس سے لذت اٹھاتا اور اسے خدا تعالی کا بڑا حکیمانہ فعل یقین کرتا ہے کہ حضرت صدیق او آپکے دوست او رتابع حضرت فاروق کی قبر اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ایک ہی جگہ ہے۔ مین اسکو ایسا سمجھتا ہون کہ گویا خدا نے دنیا کی زندگی کی ساری کارروائی کے آخری ورق پر اپنی دستخط کر کے دکھا دیا کہ اسکے نزدیک اکٹھے خواب ناز مین استراحت فرمانے والے تینون وجود ایک ہی جوہر کے ایک ٹکڑے تھے۔ زندگی مین ان کے درمیان وہی نسبت تھی جو آج موت کے بعد نظر آتی ہے۔ اور خدا کا یہ فعل قیامت تک کی نزاعون کیلئے حکم اور قول فصل ہے۔

**رد الملاحدہ** خدا آپکو حق کی توفیق دے کہ اس طرح مومن و منافق کا موازنہ قایم کرین۔ مگر افسوس کہ اس سے روگردان ہوگئے اور ثابت قدم نہ رہے کیونکہ آپ نتیجہ پر جاتے ہین اور کلام خدا کو پس پشت ڈالتے ہین۔ حالانکہ آپکا فرض یہ تھا کہ پہلے صفات منافقین کو کلام الہی سے دکھلاتے ہین اوسکے بعد تطبیق دیتے مگر آپنے ایسا نہین کیا۔

ہان اگر آپ مومنین سے ابوبکر اور اونکی جماعت کو مراد لین۔ اور منافقین سے جناب امیر اور اونکی اولاد طاہرین کو مراد لین تو ضرور کامیاب ہو سکتے ہین کیونکہ بقول آپکے "اپنے منصوبون مین نامراد رہنا اور آخر مدینہ سے تتر بتر ہو کر ناکامی کے دشتون مین آوارہ ہونا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہونا جلاوطن ہونا اور گمنام ہو جانا یہ سب حضرت صدیق کے مخالفون مین جمع ہین" وہ باتین ہین جو ان حضرات مین پائی گئین خواہ بحق ہو یا بلاحق۔ بس اگر یہی ذریعہ تصفیہ ہے جس کے نسبت فرماتے ہین "یہ سب سے پہلا اور بہت بڑا کاری حربہ ہے جس سے شیعیت کا باطل ہرگز جانبر نہین ہوسکتا" تو اس سے نہ صرف شیعیت کا باطل جانبر نہین ہوسکتا۔ بلکہ اہل سنت بھی اوسکے ساتھ قعر ہلاکت مین گر جاتے ہین۔ کیونکہ اہلسنت بھی جناب امیرؑ کو خلیفہ چہارم مانتے ہین اور وعدۂ الہی استخلاف وتمکن فی الدین کو حضرت کیلئے حاصل جانتے ہین۔

پس آپکی اس تقریر سے اگر فائدہ مند ہو سکتے ہین تو صرف خوارج جو جناب امیرؑ کے معاذ اللہ کفر کے قائل ہین پس مگر اس سے آپکو خوشی ہوتی ہے تو وہ بھی بحال نہین رہتی کیونکہ وہ تو عثمان کو بھی کافر کہتے ہین تو کیا آپ بھی عثمانؓ کو ایسا سمجھتے ہین؟

مخاطب نے جو اجمال بیان کیا اوسکی تفصیل آگے چلکر صفحہ ۲۴ مین فرماتے ہین۔

"اور ثابت کیا جاے کہ شیعون کے علیؑ اور آپکی ذریت کسقدر کمزور گرے ہوے انسان اور مخذول و ناقابل ذکر لوگ ہین اور پھاڑ پھاڑ کر دکھایا جاے کہ کوئی علامت بھی نصرت حق اور تائید آسمانی کی آیات سے جنکا مصداق تمکو قرآن کے وعدہ کے موافق کوئی شخص موعود حق ٹھہر سکتا ہے۔ علیؑ اور ائمہ کے وجود مین نہین پائی جاتی۔ یہ سلسلہ اول سے آخر تک یا یون کہو کہ کوفہ سے سُر من راے تک ناکامیون۔ نامرادیون۔ یاسون۔ حسرتون اور ارمانون کا سلسلہ نظر آتا ہے"!

اب تو کسی کو عذر نہین ہو سکتا کہ یہ شخص جناب امیرؑ اور ائمہ طاہرینؑ کو معاذ اللہ منافق کہتا ہے تو کیا اہلسنت یا مرزائی کا یہی عقیدہ ہے اور وہ اسی کے قایل ہین۔ تو پھر ہمکو کوئی بحث نہین لکھ دیجئے دلی دین

مگر افسوس کہ یہ شخص نہ سنی معلوم ہوتا ہے نہ ناصبی نہ خارجی کیونکہ صفحہ ۲۵ مین لکھتے ہین۔

"اور ایسا ہی ہم حضرت علیؑ اور جناب حسینؑ اور جناب حسن علیہ السلام اور جناب زین العابدین علیہ السلام اور جناب باقر و صادق علیہما السلام کی دل سے عزت کرتے ہین انکو خدا تعالی کے برگزیدے اور سچے حنیفی مسلم و مومن تسلیم کرتے ہین اور مجذوم اور ملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جسمین انکا بغض ہو"!

اب فرمائیے مین ان سے کس اصول پر تقریر کرون کیونکہ عام انسان کی وہی حالت ہوتی ہے ممدوح ہے یا مذموم مگر آپکا عقیدہ نرالا ہے کہ ایک طرف تو ان حضرات کو منافق کہتے ہین اور کل آیات نفاق کا مورد انکو بتاتے ہین اور دوسری جگہ اوس شخص کو ملعون بھی کہتے ہین جو ایسا عقیدہ رکھے۔

اسی کو تو خداوند عالم آپکی صفت مین فرماتا ہے قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفي

صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ۔
انکے منہ سے دشمنی تو ظاہر ہو ہی چکی ۔ اور جو کینے انکے سینون مین مخفی ہین وہ کہین زیادہ ہین ہمنے نشانیون کو ظاہر کر دیا اگر تم عقل رکھتے ہو۔
یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما تکتمون ۔ منہ سے وہ باتین کہتے ہین جو اون کے دل مین نہین ہے اور خدا خوب جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہین ۔
یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا آمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم ۔ مائدہ
اے رسول تمکو وہ لوگ غمگین نہ کرین جو جلدی کرتے ہین کفر مین ۔ کچھ تو ایسے ہین جو منہ سے کہتے تھے ایمان لائے اور نہین ایمان لاے دل اونکے ۔
پس دو بات سے ایک بات کا آپکو اقرار کرنا ہوگا ۔ یا تو قول اول پر ثابت قدم رہیے کہ بمقابلہ ابوبکر ان حضرات طیبات کو منافق کہیے جیسا کہ پہلے کہہ آئے ہین ۔ یا قول ثانی کا اقرار کیجیے جس سے اپنی ملعونیت کا بھی آپکو اقرار کرنا پڑیگا ۔
مولوی صاحب یہ پہلا نتیجہ ہے اقرار خلافت ابوبکر کا کہ اگر اوسکو حق مانئے گا تو پھر کسی طرح نہ جناب امیر کے ایمان کا آپ اقرار کرسکتے ہین نہ رسول کی رسالت کا نہ خداوند عالم کی خدائی کا ۔ کیونکہ جناب امیر کو تو آپ خود ہی مخالف مان چکے ہین ۔ اور رسول اللہ کی ہزارون شہادتین فریقین مین موجود ہین جن مین حضرت نے خلافت جناب امیر پر نص کیا ہے اور فضائل و مناقب بیان کئے ہین ۔
پھر جن نامرادیون ۔ مایوسیون ۔ حسرتون کے شکار جناب امیر اور اہلبیت طاہرین ہوے اون سب کے شکاری خود رسول اللہ اول ہوتے ہین کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ یہ حضرات آپکی اولاد امجاد سے تھے جنپر یہ سب مصیبتین گذرین تو کیا اس سے رسول اللہ کی محرومی نہین لازم آئی کہ آپ دنیاوی برکتون سے ایسا محروم رہے کہ وطن چھوڑنا پڑا خانہ کعبہ سے جو آپکے آبا و اجداد کا مسکن اور گھر تھا وہان سے معاذاللہ باین ذلت و خواری آپ نکالے گئے کہ ایک غار مین تین روز تک چھپے رہے کوئی نہ ساتھی ہے نہ غمگسار ۔ ایک شامت کا مارا ساتھ بھی ہے تو ہر وقت

درپے آزار۔ مدینہ مین جاکر پناہ بھی لی تو بزرگان قریش نے کیسا بدلہ لیا کہ جنگ احد مین مار ہی ڈالا تھا۔ مگر تقدیر بھی جو بچ گئے۔

مرتے وقت کیسی حسرت وارمان سے گئے کہ نہ آزادی سے بات کرسکتے ہین نہ نکل سکتے ہین ایک عائشہ کے تنگ وتار حجرے مین مین بلاتے ہین بھائی کو۔ آتے ہین غیر جنکو دیکھکر منہ چھپا لیتے ہین تو ایک نیک دل بی بی ذرہ سہارا دیتی ہے کہ ان کا بھائی تو فلان شخص ہے۔

کیا ایسا شخص کبھی کامیاب کہا جاسکتا ہے جو مرتے وقت وصیت نامہ لکھنا چاہتا ہے اور منہ در منہ سب کہہ رہے ہین یہ مرد تو ہذیان بکتا ہے مرتے وقت اس بیکسی سے جان دیتا ہے کہ نہ کوئی یار رہے نہ غمگسار صرف ایک داماد ہے ایک بیٹی دو نواسے اور سب دوست احباب چھوڑکر علحدہ ہین یہانتک کہ اسی بیکسی مین دفن بھی ہوجاتا ہے اور کوئی نہین آتا۔ نہ کسی کو آپکی اولاد کی تعزیت کی غرض ہے نہ کوئی ایک لقمہ کھانے کو لاتا ہے کہ ان مصیبت زدون کو کھلائے آتے ہین تو اس طرح کہ ہاتھ مین آگ ہے لکڑی ہے گھر مین آگ لگادو دروازہ توڑدو بیعت کیون نہین کرتے۔ بیعت کرنے پر جان بخشی بھی ہوتی ہے تو ایک معمولی زندگی بسر کرتے ہین۔ یہان تک کہ اوسی رسول کی اکلوتی بیٹی کڑہ کڑہ مرجاتی ہے۔ اور کوئی دفن وکفن مین بھی شریک نہین ہوتا۔ داماد کو اگر خلافت بھی ملتی ہے تو خود رسول کی بی بی لڑنے کو نکلتی ہے۔ نواسہ جو تارک الدنیا ہے اوسکے جنازہ پر تیر چلایا جاتا ہے۔ دوسرا نواسا اوس بیکسی سے کربلا مین شہید کیا جاتا ہے کہ دنیا اوسکی کوئی نظیر نہین پیش کرسکتی۔

اگر ان حالات سے رسول اللہ کی رسالت مین بٹہ آتا ہے اور خدا کی خدائی مین جو سب دیکھتا اور کچھ نہ بنا سکا یہانتک کہ اوسکا صرف ایک گھر دنیا مین تھا اوسکو خلیفہ نے جلادیا۔ اوسکے رسول کے روضہ کو خلیفہ نے بے حرمت کردیا گھوڑون گدہون کا اصطبل بنا صحابہ کی ہزار لڑکیون کی بکارت زائل کی گئی۔ مگر نہ کچھ خدا سے ہوسکا نہ اوسکے رسول سے۔ تو بیشک آپ ائمہ اطہار کی نسبت جو چاہین کہہ سکتے ہین۔ مگر سب سے پہلے آپکو خدا و رسول کی بھی فکر کرنی ہوگی کیونکہ وہ بھی اوسی مصیبت مین مبتلا ہین جنمین ائمہ اطہارؑ مبتلا ہوے کیونکہ آپکے خلفا کا ہاتھ ایسا تیار تھا کہ کوئی نہ بچ سکا چاہے خدا ہو چاہے رسول۔

ہم جانتے ہین آپکا قلب منکوس میری اس تحریر کو بعین رضا و قبول نہ دیکھیگا لہذا اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر دیکھئے جو براہین احمدیہ طبع چہارم ۱۸۸۴ء مین ہے تا صفحہ ۲۶
اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے۔ کہ انبیا اور اولیا کا وجود اس لئے ہوتا ہے۔ کہ تا لوگ جمیع اخلاق مین اُن کی پیروی کرین۔ اور جن امور پر خدا نے اُن کو استقامت بخشی ہے۔ اُسی جادہ استقامت پر سب حق کے طالب قدم مارین اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اُسوقت بہ پایہ ثبوت پہنچتے ہین۔ کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہون اور اُسی وقت دلون پر اُنکی تاثیرین بھی ہوتی ہین۔ مثلاً عفو وہ معتبر اور قابل تعریف ہے کہ جو قدرت انتقام کے وقت مین ہو اور پرہیزگاری وہ قابل اعتبار ہے کہ جو نفس پروری کی قدرت موجود ہوتے ہوئے پھر پرہیزگاری قایم رہے۔ غرض خدا تعالی کا ارادہ انبیا اور اولیا کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ اُن کے ہرایک قسم کے ظاہر ہون اور بہ پایہ ثبوت پہونچ جائین۔ سو خدا تعالی اسی ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے اُن کی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تنگیون اور مصیبتون مین گذرتا ہے اور ہر طرح سے دُکھ دیئے جاتے ہین اور ستائے جاتے ہین تا وہ اعلی اخلاق اُن کے ظاہر ہو جائین کہ جو بجز سخت مصیبتون کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہین ہو سکتے۔ اگر اُن پر وہ سخت تر مصیبتین نازل نہ ہون تو کیونکر ثابت ہو۔ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ مصیبتون کے پڑنے سے اپنے مولے سے بے وفائی نہین کرتے بلکہ اور بھی آگے قدم بڑھاتے ہین اور خداوند کریم کا شکر کرتے ہین کہ اُسنے سب کو چھوڑ کر اُنہین پر نظر عنایت کی۔ اور اُنہین کو اس لائق سمجھا کہ اُس کے لئے اور اُس کی راہ مین ستائے جائین سو خدا تعالی اُن پر یہ مصیبتین نازل کرتا ہے تا اُن کا صبر اُن کا صدق قدم اُن کی مردی اُن کی استقامت اُن کی وفاداری اُن کی فتوت شعاری لوگون پر ظاہر کرکے الاستقامت فوق الکرامت کا مصداق اُنکو ٹھہراوے کیونکہ کامل صبر بجز کامل مصیبتون کے ظاہر نہین ہو سکتا اور اعلی درجہ کی استقامت اور ثابت قدمی بجز اعلی درجے کے زلزلے کے معلوم نہین ہو سکتی۔ اور یہ مصائب حقیقت مین انبیا اور اولیا کیلئے روحانی نعمتین ہین جن سے دنیا مین اُنکے اخلاق فاضلہ جن مین وہ بے مثل و مانند ہین ظاہر ہوتے ہین اور آخرت مین اُن کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اگر خدا ان پر یہ مصیبتین نازل نہ کرتا تو یہ نعمتین بھی اُنکو حاصل نہ ہوتین

نہ عوام پر اُن کے شمائل نہ حقد کھلتے بلکہ دوسرے لوگون کی طرح اور اُنکے مساوی ٹھہرتے اور
کو اپنی چند روزہ عمر کو کیسے ہی عشرت اور راحت مین بسر کرتے پر آخر ایک دن اس دار فانی سے
گذر جاتے۔ اور اس صورت مین نہ وہ عیش اور عشرت اُن کی باقی رہتی نہ آخرت کے درجات
عالیہ حاصل ہوتے نہ دنیا مین اُن کی وہ فتوت اور جوانمردی اور وفاداری اور شجاعت
شہرۂ آفاق ہوتی جس سے وہ ایسے ارجمند ٹھہرے۔ جن کا کوئی مانند نہین اور ایسے یگانہ ٹھہرے
جن کا کوئی ہم جنس نہین اور ایسے فرد الفرد ٹھہرے جن کا کوئی ثانی نہین۔ اور ایسے غیب
الغیب ٹھہرے جن تک کسی اور اک کی رسائی نہین اور ایسے کامل اور بہادر ٹھہرے کہ گویا
ہزارہا شیر ایک قالب مین ہین اور ہزارہا پلنگ ایک بدن مین جن کی قوت اور طاقت سب
کی نظرون سے بلند تر ہو گئی اور جو تقرب کے اعلی درجے تک پہنچ گئی۔

اور دوسرا حصہ انبیا اور اولیا کی عمر کا فتح مین۔ اقبال مین۔ دولت مین بمرتبہ کمال ہوتا ہے۔ تا وہ
اخلاق اُن کے ظاہر ہو جائین کہ جنکے ظہور کیلئے فتحمند ہونا۔ صاحب اقبال ہونا صاحب دولت
ہونا صاحب اختیار ہونا صاحب اقتدار ہونا صاحب طاقت ہونا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنے
دُکھ دینے والون کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانیوالون سے درگذر کرنا اور اپنے دشمنون سے پیار
کرنا اور اپنے بداندیشون کی خیر خواہی بجا لانا دولت سے دل نہ لگانا دولت سے مغرور نہونا دولت
مندی مین امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت
کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھیرانا اور حکومت کو آلہ ظلم و تعدی نہ بنانا یہ سب اخلاق ایسے ہین کہ جنکے
ثبوت کیلئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے اور اُسیوقت بپایہ ثبوت پہنچتے
ہین کہ جب انسان کیلئے دولت اور اقتدار دونون میسر ہون بس چونکہ بجز زمانہ مصیبت وادبار
وزمانہ دولت واقتدار یہ دونون قسم کے اخلاق نہین ظاہر ہو سکتے۔ اسلئے حکمت کاملہ ایزدی نے
تقاضا کیا۔ کہ انبیا اور اولیا کو ان دونون طور کی حالتون سے کہ جو ہزارہا نعمتون پر مشتمل ہین۔
متمتع کرے۔ لیکن ان دونون حالتون کا زمانہ وقوع ہر ایک کیلئے ایک ترتیب پر نہین ہوتا۔ بلکہ
حکمت الہیہ بعض کیلئے زمانہ امن و آسایش پہلے حصہ عمر مین میسر کر دیتی ہے اور زمانہ تکالیف پیچھے
سے اور بعض پر پہلے وقتون مین تکالیف وارد ہوتی ہین اور پھر آخر کار نصرت الہی شامل ہو جاتی

ہے اور بعض مین یہ دونون حالتین مخفی ہوتی ہین اور بعض مین کامل درجہ پر ظہور وبروز پکڑتی ہین ۔ اور اس بارہ مین سب سے اول قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال وضاحت سے یہ دونون حالتین وارد ہوگئین اور ایسی ترتیب سے آئین کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہوگئے اور مضمون انک لعلی خلق عظیم کا بپایہ ثابت پہنچ گیا اور اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونون طور پر علی وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیا کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے کیونکہ ان جناب نے اُن کی نبوت اور اُنکی کتابون کی تصدیق کیا اور اُنکا مقرب اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے ۔ پس اس تحقیق سے یہ اعتراض بھی بالکل دور ہوگیا کہ جو مسیح کے اخلاق کی نسبت دونون مین گذر سکتا ہے ۔ یعنی یہ کہ اخلاق حضرت مسیح علیہ السلام دونون قسم مذکورہ بالا پر علی وجہ الکمال ثابت نہین ہوسکتے ۔ بلکہ ایک قسم کے رو سے بھی ثابت نہین ہین ۔ کیونکہ مسیح نے جو زمانہ مصیبتون مین صبر کیا تو کمالیت اور صحت اُس صبر کی تب بپایہ صداقت کو پہنچ سکتی تھی کہ جب مسیح اپنے تکلیف دہندون پر اقتدار اور غلبہ پاکر اپنے موذیون کے گناہ دلی صفائی سے بخش دیتا ۔ جیسا حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والون اور دوسرے لوگون پر کلی فتح پاکر اور اُنکو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر اُن کا گناہ بخش دیا اور صرف اُنہین چند لوگون کو سزا دی جن کو سزا دینے کیلئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہوچکا تھا اور بجز اون ازلی ملعونون کے ہر ایک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پاکر سب کو لاتثریب علیکم الیوم کہا اور اُسی عفو تقصیر کی وجہ سے جو مخالفون کی نظر مین ایک امر محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتون پر نظر کرنے سے وہ اپنی تئین اپنے مخالف کے ہاتھ مین دیکھکر مقتول خیال کرتے تھے ۔ ہزارون انسانون نے ایک ساعت مین دین اسلام قبول کر لیا اور حقانی صبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانہ دراز تک آنجناب نے اُنکی سخت سخت ایذاؤن پر کیا تھا آفتاب کی طرح اُن کے سامنے روشن ہوگیا اور چونکہ فطرۃً یہ بات انسان کی عادت مین داخل ہے کہ اُسی شخص کے صبر کی عظمت اور بزرگی انسان پر کامل طور پر روشن ہوتی ہے کہ جو بعد زمانہ آزار کشی کے اپنے آزار دہندہ پر قدرت انتقام پاکر اُسکے گناہ کو بخشدے اس وجہ سے مسیح کے اخلاق کہ جو صبر اور حلم اور برداشت کے متعلق تھے بخوبی ثابت نہوئے ۔ اور یہ امر اچھی طرح نہ کھلا کہ مسیح کا

صبر اور حلم اختیاری تھا یا اضطراری کیونکہ مسیح نے اقتدار اور طاقت کا زمانہ نہیں پایا تا دیکھا جاتا کہ اُسنے اپنے موذیون کے گناہ کو عفو کیا یا انتقام لیا بہ خلاف اخلاق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ صدہا مواقع مین اچھی طرح کھل گئے - اور امتحان کئے گئے اور اُن کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی - اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین ایسے روشن اور تابان اور درخشان ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا مین آنحضرت کے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہین گذرا جسکے اخلاق ایسی وضاحت سے روشن ہوگئے ہون کیونکہ خدا تعالی نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرت پر کھولدئیے سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ مین خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری مین ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ طیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے مین جس کو غریب لوگون کے کوٹھون پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی - اپنی ساری عمر بسر کی - بدی کرنیوالون سے نیکی کرکے دکھلائی - اور وہ جو دل آزار تھے انکو اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی - سونے کیلئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کیلئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کیلئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا دنیا کی دولتین بکثرت اونکو دی گئین پر آنحضرت نے اپنے پاک ہاتھون کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا اُسدن تک جو اپنے رفیق اعلی سے جا ملے بجز اپنے مولی کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزارہا دشمنون کے مقابلہ پر معرکہ جنگ مین کہ جہان قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصاً خدا کے لئے کھڑے ہوکر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی - غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہین وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیا مین ایسے ظاہر کئے - کہ جنکی مثل نہ کبھی دنیا مین ظاہر ہوئی اور نہ آیندہ ظاہر ہوگی - لیکن حضرت مسیح علیہ السلام مین اس قسم کے اخلاق بھی اچھی طرح ثابت نہین ہوئے کیونکہ یہ سب اخلاق بجز زمانہ اقتدار اور دولت کے بہ پایہ ثبوت نہین پہنچ سکتے - اور مسیح نے اقتدار اور دولت کا زمانہ نہین پایا اس لئے دونون قسم کے اخلاق اُس کے زیر پردہ رہے - اور جیسا کہ شرط ہی ظہور پذیر نہوئی - پس یہ اعتراض مذکورہ بالا جو مسیح کی ناقص حالت پر وارد ہوتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل حالت سے بہ کلی مندفع ہو گیا۔ کیونکہ وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک نبی کیلئے متمم اور مکمل ہے اور اُس ذات عالی کے ذریعہ سے جو کچھ امر مسیح اور دوسرے نبیون کا مشتبہ اور مخفی رہا تھا وہ چمک اوٹھا اور خدا نے اُس ذات مقدس پر انہین معنون کر کے وحی اور رسالت کو ختم کیا کہ سب کمالات اُس وجود باجود پہ ختم ہو گئے۔ وھذا فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

کیا اس تحریر کو بھی دیکھکر آپ ایمان نہ لائینگے اور نہ سمجھینگے کہ ائمہ کے مصائب جو کچھ ہین وہ بغرض تکمیل کمالات رسول اللہ ہیں کیونکہ اگر رسول اللہ اوسی وقت شہید ہو جاتے تو دین بالکل مٹ جاتا اسلئے ضرورت تھی کہ حضرت کو فی الجملہ تسلط بھی حاصل ہو مگر چونکہ وہ دین جو بذریعہ تسلط پھیلے مرضی خدا کے مطابق نہین ہوتا۔ اسلئے خدا نے اس امر کے ثابت کرنے کو کہ دین حق بزور و تسلط نہین پھیلتا۔ ائمہ اطہار کو ان مصائب و آلام مین مبتلا کیا تاکہ سبکو معلوم ہو اصلی دین یہی ہے جو اس طرح دنیا مین پھیلے کہ جسقدر اوسکا خون بہایا جائے اوسی قدر اوسکو ترقی ہو۔

اب اس سے بڑھکر آپ کیا نصرت الٰہی چاہتے ہین کہ صحابہ نے نعش رسول کو بلا غسل و کفن چھوڑ دیا مگر جناب امیر نے تنہا سب کام کو انجام دیا اور رسول اللہ کو دفن کیا۔ صحابہ دنیا پرستی مین لگ گئے سقیفہ مین کاروائی جعل سازی ہو رہی ہے جناب امیر کو سب معلوم ہے مگر آپ تجہیز و تکفین رسول کرتے ہین اور جمع قرآن مین مشغول ہوتے ہین۔ اور دنیا دارون کی مطلق پروا نہین کرتے۔

دیکھیے جس طرح رسول اللہ کا ابتدائی حصہ نہایت مصیبت کا تھا۔ اوسی طرح بعد رحلت رسول جناب امیر کا زمانہ بھی انتہائی مصیبت کا تھا کہ گھر مین آگ لگ رہی ہے قید ہونیکا سامان ہے مگر آپ مستقل ہین دین خدا کی حفاظت کر رہے ہین۔ پھر وہ زمانہ آتا ہے کہ آپ بھی اوسی طرح خلیفہ مانے جاتے ہین جس طرح رسول اللہ رسول مانے گئے۔

بقیہ ائمہ اطہار کو بھی یہی میراث ملتی ہے کہ مصائب و آلام بھی ہین۔ اقتدار و آرام بھی جناب امام حسین شہید ہوتے ہین مگر تمام مسلمانون کی آنکھ کھل جاتی ہے یزید پر ہر طرف سے لعنت برستی ہے جناب امام زین العابدین اسیر ہوتے ہین مگر خدا وہ عزت دیتا ہے کہ آجتک ہفت اقلیم کے سلاطین آپکے آستانہ بوس ہوتے ہین یہی حال ہے کل ائمہ اطہار کا کہ گو زمانہ نے خوب ستایا مگر آخر حق کو

غلبہ ہی ہوتا رہا۔

دیکھیئے یہی اسرار الٰہی ہے کہ ابھی تو آپ اس طرح ائمہ اطہار کی شان مین گستاخی کر رہے تھے مگر حق کے تنبیہ نے آخر آپکے دل کو کپ کپا دیا اور آخر مین جاکر اون لوگون کو ملعون اور مذموم کہا جو ان حضرات سے کسی طرح کا بھی بغض وعناد رکھتا ہو مگر تمنے کبھی کسی شیعہ سے کسی وقت بھی نہ سنا ہو گا کہ وہ خلفائے ثلثہ پر تبرا کرنے پر کبھی بھی نادم ہوا ہو کیونکہ وہ جانتا ہے ہم ایک قدم بھی خلاف حق نہین چلتے اور جسقدر تبرا کرنا چاہیئے نہین کرتے پھر وہ کیونکر اسپر نادم ہو سکتا ہے کہ ہمنے کیون لعنت کی۔

جو اصول آپ مقرر کر رہے ہین اگر وہ تسلیم کیا جائے تو نہ صرف احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بلکہ وہ سب آیتین غارت ہو جاتی ہین جنمین مومنین سے وعدۂ استخلاف ہے۔

پھر نہ ایمان رسول باقی رہتا ہے نہ دوسرا کوئی مومن کیونکہ وعد اللہ الذین امنوا لیستخلفنہم فی الارض مین یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو ایمان لائے ہین وہ ضرور خلیفہ بنینگے۔ پس چونکہ رسول اللہ خلیفہ نہین بنے لہذا وہ اس آیہ سے خارج ہوے اور آپنے خلافت کیساتھ بلافصل کی شرط لگا دی ہے لہذا خلیفہ دوم و سوم بھی خارج ہوے کیونکہ نہ وہ اول خلیفہ ہین نہ بلافصل تو اب ایک ابوبکر رہ جاتے ہین جنکو جس طرح چاہیئے آپ چومی یا چاٹی مگر وہان بھی خدائی مار موجود ہے کیونکہ خلافت کے لئے اجماع مومنین ضروری ہے۔ اور یہان تو بجز ابوبکر دوسرا کوئی مومن ہی نہین کیونکہ اگر مومن ہوتے تو وہ ضرور خلیفہ ہو تے

پھر جب خود رسول اللہ اس آیہ کے مطابق مومن نہین رہتے کیونکہ اگر مومن ہوتے تو ضرور خلیفہ ہو تو غیر مومن کا خلیفہ کب مومن ہو سکتا ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ مومن تھے نہ اونکے خلیفہ لیجیئے قصہ ہی طے ہوا۔

اور اگر اسپر بھی زبردستی کیجیئے گا تو اوسکے ساتھ یزید کو بھی ملا لیجیئے جو اوسی طرح خلیفہ ہوا جس طرح ابوبکر خلیفہ ہوے تھے اور اس کو قدرت اور تمکن اوسی طرح حاصل ہو جس طرح ابوبکر بلکہ اوس سے زاید کیونکہ ابوبکر نے تو خانہ رسول جلانے کو صرف آگ ہی لکڑی بھیجا تھا یا ذرا سا جلا بھی دیا تھا تو یزید نے اوسکو پورا کر دیا کہ جوانان ہاشمی کو اس بیکسی سے شہید کیا اور خیمہ مین آگ لگا یا اور

رسول کو امیر کیا جسکا عشر عشیر ابوبکر سے نہو سکا۔

**فتنہ ارتداد** کا ایجاد بھی ابوبکر کی بدولت ہوا اور رفاتہ بھی اونھین کی بدولت مگر اسکو ارتداد سے کیا نسبت وہ تو ابوبکر کو ناجائز خلیفہ جانتے تھے۔ اگر اپنے مخالف کے قتل و قمع کو آپ اسلام کا ازسر نو زندہ ہونا جانتے ہین تو اس مین ابوبکر کی کیا خصوصیت ہے ہر شخص اپنے دشمن کو بشرط غلبہ و اقتدار قتل ہی کرتا ہے خواہ جائز ہو یا ناجائز۔ اسلام کو جو امن و امان کہ عہد رسول اللہؐ مین حاصل ہوا تا وقت رحلت وہ قایم رہا۔ مگر خود خلافت ابوبکر سے جو آفت آئی اور اسلام پر مصیبت پڑی وہ تو نہ اوسوقت دفع ہوئی نہ اب کیونکہ اسی خلافت نے تمام قبائل عرب کو بھوکا یا کہ اگر خاندان رسالت مین خلافت نہین رہتی تو ایسے ذلیل خاندان مین کیونکر جا سکتی ہے۔ اگر بزور شمشیر اسکو فرو کیا تو اس سے امن کہان حاصل ہوا ہمیشے کیلئے وہ رخنہ پڑگیا کہ آجتک اسلام تہ و بالا ہو رہا ہے۔

ہان اگر ناحق کی خونریزی سے امن قایم کرنا محمود ہے تو اس مین بھی یزید کا درجہ ابوبکر سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ ابوبکر نے اگر صحابہ رسول کو مخالفت کی وجہ سے ہلاک کیا تھا۔ تو یزید نے خود خاندان رسالت کا استیصال کیا۔

ابوبکر نے اگر آگ لکڑی جمع کی تو یزید نے خیمہ مین آگ لگا دی جلا بھنا کر خاک سیاہ کیا۔ ابوبکر نے اگر یمامہ وغیرہ فتح کیا تو یزید نے خود مدینہ کو فتح کیا اور خانہ کعبہ مین آگ لگایا۔ پس اگر یہی دنیاوی اقتدار دلیل حقیت ہے تو یزید کا درجہ بمراتب بڑھ گیا۔

اگر منافقون کی یہی علامت ہے "تمام کارروائیون کا حبط یعنی بے ثمر ہو جانا انکا اپنے منصوبون مین نامراد رہنا اور آخر مدینہ سے تتر بتر ہو کر ناکامی کے دشتون مین آوارہ ہونا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جلاوطن ہونا اور گمنام ہو جانا"

تو پھر رسول اللہؐ کو آپ کیونکر اس سے بری کر سکتے ہین۔ کیونکہ جلاوطن تو حضرت بھی ہوئے۔ گمنام ہونا اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ آپکے جتنے دشمن تھے وہ سب حکمران ہوئے اور آپکی جتنی اولاد تھی وہ محروم رہی ٹکڑہ ٹکڑہ ہوئی۔ پس چونکہ ان حضرات کے کل مصائب و آلام عین مصائب رسول اللہؐ تھے لہذا آپکے قاعدہ سے خود رسول اللہؐ معاذاللہ منافق ہین۔

اگر یہ حربہ آپکا کارگر ہو سکتا ہے تو اس سے بڑھکر حربہ کفار کا رگر ہو سکتا ہے مگر خدا فرماتا ہے یرید ون

لیطفئوا نور اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون ۔ جس کا اثر تمام عالم پر پڑا ہے کہ آپکے خلفا پر بجز تبرا اور کچھ نہین ہوتا ۔

ہان جو راہ آپنے کھولی ہے وہ بمصداق ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین محض راہ ضلالت ہے جسپر آیندہ کوئی مرزائی بھی نہین چل سکتا رفاقت ہجرت اور غار ثور کا واقعہ تو ایسا ہے کہ اگر خیال کیجے تو قیامت تک رو دیئے کیونکہ اسکو بھی خدا مصائب رسول اللہ مین شمار کرتا ہے ۔

حکیم کتابنے محض اسلئے ذکر کیا ہے تاکہ مسلمانونکو معلوم ہو کہ جو شخص حق کی تائید مین کھڑا ہوتا ہے اوسکے دشمن صرف بیرونی ہی لوگ نہین ہوتے بلکہ اندرونی بھی کہ اگر کفار بھگاتے ہین تو منافق بھی پیچھے ساتھ لگ جاتا ہے ؎ اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ پس بہر دستیکہ نباید داد دست ۔

ہان یہ بات آپنے کام کی کہی کہ بمصداق کما استخلف الذین من قبلھم موسوی اور محمدی سلسلون کی مطابقت اور مشابہت کس صورت مین ہو سکتی ہے آیا خلیفہ بالرے بنانے سے یا خلیفہ بالنص بنانے سے ۔

قرآن پڑھو تفاسیر دیکھو ۔ تواریخ مین غور کرو ۔ یوشع بن نون کیونکر حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوتے ہین آیا بنی اسرائیل کے اجماع سے یا حکم خدا و حضرت موسیٰ سے ۔ اگر یہ اجماع ہون تو آپکو اختیار ہے ۔ مگر قرآن مین صاف طور پر موجود ہے کہ جب حضرت موسیٰ ملاقات حضرت خضرؑ کو گئے ہین تو حضرت یوشع بن نون ساتھ ہین ۔

واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا ۔ سورہ کہف

کہ جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ جبتک مین مجمع البحرین تک نہ پہنچ جاؤن پلٹنے کا نہین خواہ برسون چلنا پڑے ۔ قرآن مین تو اسیقدر ہے اسکی تفسیر مین واقعات ہین ۔

تاریخ طبری مین ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اب وقت وفات ہارون آگیا ہے انکو فلان پہاڑ پر لیکر جاؤ جہان حضرت موسیٰ لیگئے اور حضرت ہارون نے ایک سریر دیکھا اوسپر سوگئے کہ خدا نے روح کو آپکی قبض کیا صفحہ ۲۲۳ جلد اول ۔

کیا اس امت کا ہارون بھی قبل رسول اللہ انتقال کر گیا تھا جو ضرورت ہوتی کہ کوئی یوشع یہاں قایم کیا جاے اور کیا آپکے ابوبکر بھی نبی خدا تھے جو تمثیل حضرت یوشع صحیح ہوسکے۔

علماے اہلسنت نے جو یوشع بن نون کا اس محل پر نام لیا ہے تو اس غرض سے کہ ضروری نہین ہے کہ خلیفہ نبی قرابت نسبی مین بھی اقرب ہو۔ چنانچہ حضرت یوشع ایسے قریب نہ تھے مگر خلیفہ ہوے۔ آپ اس نکتہ کو تو سمجھے نہین اور چلے ابوبکر کو یوشع بنانے۔ حالانکہ اصلی غرض علماے شیعہ یہ ہے کہ خلیفہ کو ضرور ہے بنص رسول ہو۔ یہ اصل ہے۔ اقرب قریب ہونا و سکے بعد۔ اہلسنت سے شرط اول کا جواب تو ممکن نہوا لہذا شرط دوم کے مقابلہ مین یہ نکالا کہ حضرت یوشع بن نون نسبًا بعید تھے۔

ابوبکر صاحب اگر مثل یوشع بن نون نبی ہوتے یا خلیفہ منصوص تو ہمکو کیا کسی کو بھی عذر نہوتا مگر وہ تو نہ بنص رسول خلیفہ ہوے نہ بخیال قرابت۔ بلکہ محض چند اوباشون کی سازش سے خلیفہ ہوگئے۔ پھر اونکی تمثیل یہان کس طرح درست ہوسکتی ہے۔

کاش جس طرح آپکے خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب۔ مرزا صاحب کے خلیفہ ہوے اوس طرح بھی انکو خلافت ملتی تو جان ہوتی مگر یہ تو ایسے انوکھے طریق سے خلیفہ ہوے کہ روے زمین مین کوئی اوسکی نظیر

آپ حضرت یوشع بن نون کی خلافت پر بہت چمک رہے ہین مگر وجہ لاعلمی یہ بھی نہین معلوم کہ یہ خلافت انکو کیونکر ملی دیکھیے آپکے علامہ شہرستانی ملل و نحل مین لکھتے ہین ص۱۶۲

و کان موسیٰ قد افضی باسرار التوراۃ والالواح الی یوشع بن نون وصیہ من بعدہ لیفضی الی اولاد ھارون لان الامر کان مشترکا وکان ھو الوصی فلما مات ھارون فی حال حیاتہ انتقلت الوصایۃ الی یوشع بن نون ودیعۃ لیوصلھا الی شبر و شبیر ابنی ھارون قرارا۔

یعنی حضرت موسیٰ نے اسرار توراۃ و الواح کو اپنے وصی یوشع بن نون کو سپرد کیا تاکہ اولاد ہارون کو تفویض کرین کیونکہ امر مشترک تھا اور اصل مین وہی وصی تھے پس جب حضرت ہارون نے انتقال کیا تو وصیت منتقل ہوئی یوشع بن نون کی طرف بطور امانت تاکہ شبر و شبیر فرزندان ہارون کو پہونچا دین قرارا

یہی مضمون عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان علامہ عینی مین بھی موجود ہے مگر آپکو کتاب سے کیا واسطہ جو کبھی دیکھین اور غور کرین کہ اس خلافت ناجائز کو اوس خلافت موسوی سے کیا علاقہ کیونکہ وہان خود حضرت موسیٰ نے وصی بنایا اور اسرار توراۃ کو حوالہ کیا اس غرض سے کہ فرزندان حضرت ہارون کو تفویض کرین -

یہان ابوبکر صاحب بہ استمداد عمر و ابو عبیدہ اس غرض سے خلیفہ ہو رہے ہین کہ خاندان رسالت کو ہمیشہ کے لئے خلافت اور ریاست سے محروم کرین یہانتک کہ آٹھوین ہی دسوین روز آگ لگانے جاتے ہین -

حضرت موسیٰ نے جب اپنی اسرائیل کو کہا کہ ملک جبارین مین داخل ہون تو اونہون نے انکار کیا ان فیہا قوما جبارین و انا لن ندخلہا حتی یخرجوا منہا کہ اسمین قوم جبارین رہتے ہین جب تک وہ نکل نجائینگے ہم نہ داخل ہونگے تو حضرت موسیٰ نے دعا کی تھی رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین قال فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض کہ خداوندا ہم صرف اپنی نفس اور اپنے بھائی کے مالک ہین تو جدائی ڈالدے ہملوگون مین اور قوم فاسقین مین - تو خدا نے کہا کہ حرام ہے کہ داخل ہون چالیس برس تک زمین مین گھومتے رہین -

چنانچہ خود حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون بھی بروایت طبری داخل نہو سکے اور قبل اوسکے سے وفات پائی کوئی بھی اوس قوم سے نہ باقی رہا اس چالیس برس کے بعد حضرت یوشع بن نون نے او ملک فتح کیا ص۲۲۵

تو کیا یہان بھی کوئی واقعہ اس قسم کا پیش آیا ہے جو بوجہ سرکشی قوم حضرت سے نہ انجام پایا اور ابوبکر نے یوشع بن نون بنکر اوسکو انجام دیا ہو -

اہلسنت کے فہم و فراست سے تو ہم مدتون سے مایوس ہین کہ عشق خلفا مین وہ ایسا سرشار ہین کہ کوئی بات اون کی سمجھ مین نہین آتی مگر مرزائیون سے امید تھی کہ شاید نبوت کاذبہ کی بدولت کچھ تو سمجھ آئی ہوگی - مگر اس کتاب خلافت راشدہ نے بالکل مایوس کر دیا کہ اینخانہ تمام آفتاب است -

کاش یہ کچھ بھی سمجھ سے کام لیتے اور بتاتے کہ خلافت حضرت یوشع اور خلافت ابوبکر مین کونسی مناسبت ہے جو اس تعلقہ سے خلافت حضرت یوشع کا نام لے رہے ہین۔

وہان یوشع خود حضرت موسیٰ کے زمانہ مین نبی ہوے ہین ۲۴۲ طبری

خود حضرت موسیٰ نے اونکو توراۃ والواح کو سپرد کیا ہے اور اس غرض سے وصی کیا کہ فرزندان حضرت ہارون تک خلافت پہونچا ئین یہان ابوبکر مین کونسی بات پائی گئی۔

اگر یزید کو خدا نے خلافت پر متمکن کیا۔ تو ضرور ابوبکر کو بھی کیا۔ مگر کیا یزید کی خلافت حق تھی جو ابوبکر کی خلافت بھی حق ہو۔ کیا ابوبکر بھی کوئی لشکر لیکر خود لڑنے گئے تھے جس طرح حضرت یوشع گئے تھے اگر ابوبکر نے اپنے مخالفون سے جنگ کیا تو کیا یزید نے نہین کیا۔ پھر کس بات مین وہ یزید سے افضل ہو سکتے ہین۔

بلکہ یزید کا درجہ اسوجہ سے بڑھا ہوا ہے کہ اوس نے نہ صرف جناب امام حسینؑ کو شہید کیا بلکہ مدینہ رسول کو بھی غارت کیا۔ اور خانہ کعبہ کو جلوایا بخلاف ابوبکر کہ اونہون نے صرف مسیلمہ کذاب کو قتل کرایا جو صحابی رسول تھا۔

**قولہ** اسکے متعلق بہت سی دلچسپ باتون کو بیان کرو اور اون سے استدلال کرو جو حضرت مرسل اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنے رسائل مین تحریر فرمائی ہین۔

**اقول** ہمنے اس عبارت کو صرف اس غرض سے علحدہ کیا ہے کہ معلوم ہو آپ مرزا غلام احمد صاحب کو مرسل اللہ مانتے ہین۔ اسکے بعد ادعاے نبوت مرزا صاحب سے انکار تعجب ہے۔

بہرحال چونکہ وہ باتین یہان نہین لکھی گئین جن سے استدلال کرنے کو آپ اپنی قوم کو سکھاتے ہین لہذا نہین معلوم کہ وہ کونسا استدلال ہے جو جواب دیا جاے۔ ہان اون کی جیسی نبوت تھی ویسا ہی استدلال بھی ہوگا۔

ہان یہ جو لکھا ابوبکر اور رسول کریم صلعم کے یکجا سونے کو پیش کرو۔ تو نہایت عمدہ استدلال ہے بشرطیکہ خدا اور سنت رسول اللہ صلعم غلط ہو جسمین ملک غیر مین بلا اجازت تصرف کو منع کیا گیا ہے۔ پس اگر وہ زمین جسمین آنحضرت دفن ہین۔ ملک ابوبکر سے تھی تو بیشک دفن اونکا جائز ہوگا۔ اور اگر اونکی ملک سے نہ تھی۔ بلکہ ملک رسول اللہ صلعم سے تھی۔ تو اجازت ورثہ

ضروری اور اگرچہ بھی مال کل اہل اسلام سے تھا جیسا کہ حدیث موضوع صدقہ کا مضمون ہے تو اوس مین بھی اجازت کل اہل اسلام خصوصاً جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین ضروری تھی۔

جب ہم اسکو مکرر بیان کر چکے کہ ہر کام مین حکم خدا و رسول کی ضرورت ہے۔ تو اگر ابوبکر حضرتؐ کے حکم سے غار ثور مین ہوتے۔ یا آپکے حکم سے وہ خلیفہ بنتے یا آپکے اور آپکے ورثہ کی اجازت سے دفن ہوتے تو ہم ضرور سر تسلیم خم کرتے اور کسی طرح بھی عذر نہوتا۔ مگر افسوس آپ نہ حکم خدا و رسول کی ضرورت تسلیم کرتے ہین نہ اوسپر حقیت کا مدار رکھتے ہین لہذا ہم ابوبکر کو بھی ویسا ہی خلیفہ مانتے ہین جیسا کہ یزید کو کہ وہ تو خلیفہ بنگئے۔

آپ اسکو کسی طرح سمجھ ہی نہین سکتے کہ ہم جناب امیرؑ کو کیون مانتے ہین صرف اسوجہ سے کہ رسول نے اونکو خلیفہ کیا جس روز اپنی نبوت کا اعلان دیا۔ عملی طور پر اوسیروز خلیفہ کیا جس روز آپنے ہجرت کی جناب امیرؑ کو اپنی جگہ پر سبز چادر اوڑھا کر سولا دیا کہ تمام عالم کو معلوم ہو یہ ہمارے خلیفہ ہین جو ہماری عدم موجودگی مین خدمات مفوضہ کو انجام دیسکتے ہین۔

اگر آپکا دل اس سے لذت اوٹھاتا ہے کہ شیخین روضہ رسول مین دفن ہوے۔ تو ہمارا دل بھی اس سے نہایت متلذذ ہے کہ جس طرح اعلی درجہ کے بدمعاش شبکو تھانہ مین بند کئے جاتے ہین یہ بھی بند کئے گئے ہین ورنہ اگر ان کی قبرین علحدہ ہوتین تو آج کوئی سنی زیارت رسول کو بھی نہ جاتا حالانکہ اسپر بھی وہابیون نے آخر حرام ہی کر دیا۔

اگر آپ مین ایمان صادق ہوتا اور خداوند عالم کے بڑے حکیمانہ فعل پر نظر غور ڈالتے تو آپکو معلوم ہوتا جس طرح خدا نے اپنے حبیب کو یہ عزت دی ہے کہ تمامی اہل اسلام اوسکی زیارت مدینہ شریف مین ... اوسی طرح حضرتؐ کے نائب اور خلیفہ کے مزار اقدس کو نجف اشرف مین زیارتگاہ عالم بنا یا دیکھکر ہر شخص یقین کرتا ہے کہ اگر مدینہ منورہ مین شہنشاہ عالم کا روضہ ہے تو نجف اشرف مین آپکے وزیر اور خلیفہ کا روضہ ہے۔

بخلاف شیخین کہ روضہ رسول مین دفن ہوکر اسطرح چھپ گئے کہ ذرہ و آفتاب کی بھی نسبت نہین پائی جاتی اگر زیارت خوان خدام و داعی زیارت مین شیخین کا نام نلین تو کسیکو معلوم بھی ہو یہان بجز حضرت اقدس اور کوئی خس و خاشاک بھی ہے۔

کیون صاحب جس طرح آپکا دل جس سے لذت پاتا ہے کہ شیخین روضۂ رسول مین دفن ہوکر ایسا چھپ گئے کہ عوام کو معلوم بھی نہین ہوتا۔ تو قبر عثمان سے آپکے دل کی کیا حالت ہوگی جو حش کوکب مین (پاخانہ یہود) مین اسطرح دفن ہین کہ شاید کروڑون زائرین دشمن ہیں بھی یان نہ جاتے ہون۔

ہم توان قبرون کا وجود اوس روضۂ اقدس مین ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ ایک زمانہ مین ہزارون برس تک لات وہبل کا بت خانہ کعبہ مین رہا ہے جہان تین سو سات بت تھے۔ اور بعد فتح مکہ جناب امیر کے دست حق پرست نے اونسکو توڑکر نکالا۔ اوسی طرح وہ روز قریب ہے جب فرزند جناب امیر مہدی آخرالزمان ان بتونکو وہان سے نکالینگے اور روضۂ رسول کو پاک کرینگے انھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا۔

جو خیال آپ یہان ظاہر کرتے ہین وہی خیال تو اون کافرون کا بھی تھا جنھون نے بتونکو لاکر خانہ کعبہ مین جگہ دی تھی مگر جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا نے اس طرح اس خیال غلط کو مٹایا کہ اب کوئی اوسکا نام بھی نہین لیتا۔ مگر آپ نہ کلام خدا کو مانتے ہین لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم۔ نہ اوسکے حکم کو پھر اسکا کیا علاج ہے۔

اگرچہ تین وجود ایک ہی جوہر کے تھے تو چوتھا جوہر عثمان نہ معلوم کس فضلہ سے بنا تھا جو یہود کے پاخانہ مین دفن ہوا اور عائشہ کس جوہر کی تھین جو جنت کے گڑھے مین بحکم معویہ گرائی گئین۔

خلافت راشدہ خدا تعالی راضی ہوا امام مالک سے انھون نے کیا ہی خوب اور معرفت کا جواب دیا جبکہ ان سے ہارون الرشید نے پوچھا کہ ابوبکر اور عمر کی مکانت اور منزلت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات دنیا مین کیا تھی۔ کما قال یا مالک صف لی مکان ابی بکر وعمر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحیاۃ الدنیا فقال (ھ) مکانھما یا امیر المومنین کمکان قبرھما من قبرہ فقال شفیتنی یا مالک۔ یعنی حضرت امام مالک نے جواب دیا کہ جو ان کی قبر کا قرب اور مکان حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ جناب رشید نے کہا اے مالک تو نے میرا کلیجہ ٹھنڈا کردیا یقینا جان لو کہ اس مطالب اور ان دلائل کے بعد شیعون کے ہاتھ کٹ گئے اور دعوی اور استحقاق پر کوئی دلیل ان کے پاس نہ رہی۔ اب وہ نامردون اور نامرادون کی قدیم سنت کے موافق زبان درازی کا ایک

بہرجوش یعنی مطاعن اور معائب کا مجموعہ پیش کرینگے اور کوشش کرینگے کہ اس ناپاک راہ سے
تم بہت فتح پائین کہ حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہؓ کو فدک کے دو چار پیڑ دینے سے انکار کیا اور حضرت
عمر نے حاملہ فاطمہؓ کے پیٹ پر لات مار کر اس کا حمل گرا دیا اور ان کے گھر کا دروازہ جلا دیا جیسے ان کے
بزرگ اور حلی نے منہاج الکرامہ مین حضرت صدیقؓ کا پہلا خطبہ نقل کرکے اسکے اس زرین قابل
تقلید فقرہ پر اعتراض کیا ہے اور وہ فقرہ یہ ہے "فان استقمت فاعینونی وان زغت
فقومونی" یعنی اگر مین رسالت کی خلافت پر بیٹھکر اس راہ پر چلون جو خدا اور اسکے رسول نے بتائی
اور تیار کی ہے تو میری کارروائی مین سب معین اور ناصر ہو جاؤ اگر مین ٹیڑھا ہو جاؤن تو مجھے سیدھا
کر دو" اور وہ اعتراض یہ ہے کہ جو رعیت کے سیدھا کرنیکا محتاج ہے اور ان سے مدد مانگتا ہے حالانکہ
رعیت اس کی محتاج ہے وہ کیونکر امامت کے لایق ہو سکتا ہے۔
ردالملاحدہ یہ ویسا ہی ابلہ فریب فقرہ ہے جیسا کہ نصاری نے حضور انور کو چکمہ دینا چاہا تھا اگر حضرت
عیسیٰ خدا کے بیٹے نہین ہین تو اونکے باپ کا نام بتایئے جسپر آیہ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل
آدم نازل ہوا۔ یا یہ جو عیسائی کہتے ہین کہ اگر حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے نہ تھے تو آسمان پر کیون اوٹھائے
گئے اور کوئی نبی نہین گیا کیونکہ خود مالک اور ہارون الرشید اصل حال سے دونو مطلع تھے مگر مغالطہ
عوام کیلئے یہ فقرہ کہہ دیا ورنہ کون نہین جانتا کہ مردہ بدست زندہ ہے جہان چاہے دفن کرے اگر میت
خود عمدہ شخص ہے عمدہ مقام مین دفن ہو تو سبحان اللہ۔ ورنہ اگر فاسق و فاجر ہے تو خانہ کعبہ ہی مین
دفن ہو جائے اس سے کیا ہوتا ہے کیا اصحاب فیل کعبہ مین نہ تھے۔
کیا مالک اور ہارون رشید کو نہ معلوم تھا کہ جب حضرت نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا تو نہ ابوبکر تھے
نہ عمر یہانتک کہ حضرت دفن بھی ہو گئے اور ابوبکر عمر شریک نماز جنازہ ہوئے نہ شریک دفن کفن کیونکہ
سقیفہ مین تھے۔
مگر جب خلافت پر پورا تسلط ہو گیا تو خود حضرت کی قبر شریف کو مطابق رسم جاہلیت ماہی پشت بنا دیا جیسا
کہ مدارج النبوۃ مین ہے کہ قبر شریف نخست مسطح بود و درزمان ابوبکر صدیق مسنم ساختہ شد صفحہ ۴۴۲ جلد ۲
پس جب خود حضرت کی قبر شریف پہ یہ ظلم کیا گیا کہ بجائے مسطح ہونیکے ابوبکر نے اوسکو مسنم کر دیا تو دفن کرنیکا
کیا کہنا حالانکہ خود اہلسنت کے یہان یہ روایت موجود ہے روی مسلم عن ابی الھیاج الاسدی

فقال قال لی علی بن ابیطالبؓ ابعثک علی ما بعثنی رسول اللہؐ ان لا ادع تمثالا
الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ وفی روایۃ ولا صورۃ الا طمستہا اخرجہ
ابوداؤد والترمذی قال علمائنا ظاہرہ منع تسنیم القبور ورفعہا وان تکون
لاطیۃ وقد قال بہ بعض اہل العلم وذہب الجمہور الی ان ہذا الارتفاع المامور
بازالتہ ہو ما زاد علی التسنیم ویبقی للقبر ما یعرف بہ ویحترم وذلک صفۃ
قبر نبینا سیدنا محمدؐ علی ما رواہ الدارقطنی من حدیث ابن عباس صـ۲ مدخل جلد ۳
یعنی مسلم نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے ابو الہیاج اسدی سے فرمایا کہ ہم تجھکو اوس کام پر مامور
کرتے ہین جس کام پر ہمکو رسول اللہؐ نے مامور کیا تھا کہ جہان تصویر ملے اوسکو مٹا دین اور قبر اونچی کو برابر
کر دین۔ اس سے علما نے کہا ہے کہ ماہی پشت بنانا قبر کا ممنوع ہے اوسکو برابر ہونا چاہیئے بعض اہل
علم بھی اسی کے قائل ہین۔ مگر اور لوگون کا یہ فتوی ہے کہ جو ماہی پشت ہونے سے زیادہ اونچی ہو اوسکو
مٹانے کا حکم ہے اور یہی صورت ہے قبر رسول اللہؐ کی جس سے معلوم ہوا اصل حکم شرع تو وہی ہے
مگر چونکہ ابوبکر صاحب نے حضرت کی قبر کو ایسا بنا دیا لہذا اہلسنت اسکے جو انکے قائل ہوے۔
پس جب خود حضرت کی قبر مطہر پر ظلم بحکم ابوبکر کیا گیا تو آپکو اسمین کیا عذر ہے کہ دفن ابوبکر بھی اوسی
طرح سے ہوا کیونکہ خلافت انکے ہاتھ مین ہے۔ روضۂ انور پر انکا قبضہ ہے کیا آپنے جذب القلوب
شیخ عبد الحق دہلوی مین نہین دیکھا ہے صـ۲۵۲
کہ چون وقت رحلت عبد الرحمان بن عوف رسید عائشہ بروے کس فرستاد کہ اگر خواہی ترا در جنب
رسول اللہؐ وبرادران تو ابوبکر و عمر دفن کنند گفت نخواہم کہ خانہ ما بر تو تنگ گردانم مرا با عثمان بن
مظعون [illegible] عہدے بود ہر کدام از ما بمیرد در پہلوے دیگر مدفون گردد۔
کیا اس سے آپکی آنکھ نہین کھلیگی کہ دفن کرنا دوسرے کا کام ہے کیونکہ عائشہ نے صرف ابوبکر و عمر
ہی کو نہین دفن کیا بلکہ چاہتی تھین کہ عبد الرحمان بن عوف کو بھی وہین جگہ دین مگر خود اوسنے نسلا
عائشہ اگر وہ بھی یہان دفن ہو جاتے تو مولوی صاحب چارو وجود کو یک جوہر سے قرار دیتے۔
کیا آپکو نہین معلوم کہ یہی عائشہ جو اس فیاضی سے عبد الرحمان کو بلاتی تھین جناب امام حسنؑ کے دفن
سے مزاحم ہوئین جسپر حضرت ابن عباس نے فرمایا ؎ تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت۔

لک التسع من الثمن ۷ وبالکل تملکت کہ اونٹ اور خچر پر تو سوار ہو چکین ۔ اگر زندہ رہی تو ہاتھی پر بھی سوار ہو گی ۔ آٹھوین حصہ سے نوان حصہ تمہارا تھا مگر سبکی مالک ہو بیٹھین ۔

مالک ہارون رشید کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وقت رحلت رسول سے خاندان رسالت پر کیا کیا ظلم ہوا پھر اون کا یہ قول اگر بغرض عام فریبی نتھا تو کیا تھا کیونکہ ہارون رشید کے گھر ہی کی بات تھی کہ کس طرح عمر نے حضرت عباس کو مسجد رسول سے نکالا ہے جذب القلوب مین ہے ۔ ص ۱۶۲

نقل است کہ دار عباس بن عبد المطلب رض بمسجد نزدیک بود عمر با وے گفت مسجد بر مسلمانان تنگ شدہ من میخواہم کہ وسعتے بدان راہ یابد جانبی حجرات امہات المومنین است و جانب دیگرخانہ تو اما حجرات امہات المومنین مرا مجال برداشتن آنہا نیست ہمین خانہ تو ماند یا بفروش تا ہر شئے کہ خواہی از بیت المال ادائے آن بکنم یا ہر جائیکہ خواہی از مدینہ خوش کن تا عوض این خانہ تو بنا نمایم یا بر مسلمانان تصدق کن ناچار ترا یکے ازین سہ چیز اختیار باید کرد عباس گفت الا (؟) ہیچکدام ازینہا کہ گفتی نکنم این منزل است کہ رسول اللہ برائے من جدا کردہ و اختیار فرمود ابی بن کعب را در دفع مخاصمت حکم ساختند وے حدیثے از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود بعمر برخواند و آن حدیث این است کہ گفت شنیدم از رسول اللہ کہ فرمود حق سبحانہ تعالی وحی فرستاد بر داؤد علی نبینا و علیہ السلام کہ خانہ بنا کن از برائے من کہ مرا در آنجا یاد کنند داؤد علیہ السلام بحکم الہی در بنائے بیت المقدس شروع کرد ناگاہ خط بنائے عمارت از یکجانب بزاویہ از بنی اسرائیل آمد داؤد علیہ السلام با آن مرد گفت کہ خانہ را بفروش وے قبول نکرد ہر چند کہ قیمت کردند قبول صاحب خانہ نیفتاد ، داؤد علیہ السلام در دل خود کرد کہ این خانہ را از وے بگیرد وحی آمد اے داؤد من ترا امر بنائے خانہ کردہ ام کہ در وے مرا عبادت کنند تو خانہ مردم غصب میکنی عقوبت تو اینست کہ ترا از بنائے این خانہ منع کردم التماس کرد خداوندا از اولاد من کسے را بر گمار کہ این بنا را تمام کند پس سلیمان علی نبینا و علیہ السلام بعد از وے آنرا بنا کرد حالیکہ ابی بن کعب این حدیث برخواند عمر دست تعرض از دامان عباس باز داشت بعد از ان عباس گفت رض اکنون من این خانہ را برائے مسلمانان تصدق کردم پس عمر رض آن جا را داخل مسجد گردانید و خانہ دیگر بود از جعفر بن ابی طالب بجانب ہمین خانہ عباس نصف آنرا بصد ہزار درہم خرید نمودہ در مسجد شریف در آوردند و نصف دیگر ازین خانہ در زیادت

عثمان بن عفان داخل گردید و عمرؓ از جانب شام در پایان مسجد در جہت شرق مسجد رحبہ بنا
کرد یعنی صفہ کہ اورا بطحا میگفتند تا ہر کہ خواہد شعرے خواند یا سخن بلند گوید آنجا رود و در مسجد آواز بلند
نکند و شعر نخواند روزے دو نفر بودند کہ باواز بلند در مسجد سخن میکردند فرمود بروید و بہ بینید کہ ایشان چہ کسانند
گفتند از اہل طائف اند گفت اگر از اہل مدینہ یا غربت بودید مرے سزاے کردہ خود یافتندی این مسجد پیغمبر
است رفع اصوات در وے جائز نباشد و از سعید بن المسیب روایت کردہ اند کہ روزے عمر بن
الخطاب بحسان بن ثابت برگذشت و وے در مسجد شعر انشا میکرد تیز تیز دروے نگاہ کرد
حسان گفت چہ می بینی من بحضرت کسے انشا کردہ ام کہ بہتر از تو بود یعنی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
ابوہریرہ حاضر بود حسان روے بوے آورد و گفت بخدا اے ابا ہریرہ ترا سوگند میدہم کہ تو از پیغمبر خدا
شنیدی کہ میگفت اللہم اید حسانا بروح القدس۔ ابوہریرہ گفت اللہم نعم۔ آرے بچنین میگفت کہ
گفتی۔ فایدہ منشے کہ [illegible] در مسجد آمدہ است اشعار جاہلیت [illegible] است و
انچہ مشتمل بر کذب و زور [illegible] از حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ است کہ [illegible] صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم منبرے از برائے حسان بن ثابت در مسجد می نہاد [illegible] برخواند و کلام
فصل و ضابط درانجا این حدیث است کہ فرمودہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشعر کلام حسنہ
حسن و قبیحہ قبیح۔

دیکھئے کیا اختیار رکھا تھا کس طرح عم رسول کو نکلوا دیا [illegible]۔ ازواج نبیؐ کی تو وہ حرمت
کی گئی۔ اور عم رسول کی یہ توقیر۔ تو کیا اس سے حقیقت قرابت حضرت عباس زائل ہوگئی اور عمر
کا فعل حق قرار پایا۔ بلکہ ہمیشہ ظالم پر لعنت برستی ہے۔

یہانتک تو خلیفہ ثانی کی کارروائی تھی [illegible] حضرت [illegible] کو اسطرح ملوث [illegible]
اب آیئے خلیفہ ثالث عثمان کی کارروائی دیکھئے [illegible] منقول ہے ۱۶۶
ثانی زیادت امیرالمومنین عثمان بن عفان [illegible] و زیادت [illegible] زیادت فرمودہ اند و
بناے جدران و اسطوانات [illegible] منقوشہ [illegible] ساخت و بناے
اول کہ در زمان پیغمبر بود صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] زیادت [illegible] و وسعت ہا [illegible]
[illegible] کرد [illegible] زیادت [illegible] شام [illegible] و از جانب قبلہ

و مغرب کمتر و جانب شرق از جهت حرمت حجرات منیفه بر حال خود گذاشت و ابتدای عمارت
عثمان در شهر ربیع الاول بود در سنه تسع و عشرین و اتمام او در اول محرم سنه ثلثین پس مدت
عمل تمام ده ماه بود و بعضی گفته اند که عمارت وی در آخر سنه خلافت او بود که سنه خمس و
ثلثین است و مشهور قول اول است والله اعلم و در صحیح مسلم آمده است که چون عثمان بن
عفان اراده بنای مسجد نمود مردم را برین معنی انکاری پیدا شد و وی گفت من از پیغمبر خدا
شنیده ام که فرمود من بنی مسجدا لله بنی الله له بیتا فی الجنة و غالبا انکار مردم از جهت هدم بنای
اول و اتخاذ حجاره منقوشه و غیر ذلک باشد نه اصل زیادت و بنای مسجد چنانکه عمر کرده بود زیرا که
در اصل زیادت اجازت از حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم وقوع یافته است و در حدیث ابی
هریره آمده که آن حضرت فرمود اگر این مسجد مرا تا صنعا کشیم بنا کنند هم مسجد من است آورده اند که
چون در سنه اربع و عشرین عثمان بن عفان رضه بمسند خلافت نشست مردم از تنگی مسجد که روز
جمعه میشد شکایت کردند وی با وی مشاورت صحابه که اهل فتوی و اصحاب رای بودند آورد
بعد از انعقاد اجماع بمنبر بر آمد و خطبه درین باب برخواند و حدیث نبوی و فعل عمر و اجماع صحابه را متمسک
آورد تا غبار شبهه که بر خواطر نشسته بود برخاست پس عمال را طلبید و در بنای مسجد شروع
کرد و بذات خود کار میکرد با وجود صیام دهر و قیام لیل از مسجد بیرون نمی آمد ابن شبه از کعب
احبار روایت می آرد که وی را دید وقتی که بنای عثمان میکردند میگفت کاشکی این بنا تمام نشود
و اگر طرفی از وی برپا گردد طرفی دیگر بیفتد گفتند یا ابا اسحاق چرا چنین گویی آخر نه تو حدیث روایت
میکردی که یک نماز درین مسجد افضل است از هزار نماز در مسجد دیگر غیر مسجد حرام گفت بلی اکنون
نیز بر همینم اما از بنای این عمارت فتنه از آسمان مستعد نزول شده است که میان وی و زمین یک
شبر بیش نمانده است و نزول آن موقوف اتمام این عمارت است همین که گفت قتل این شیخ
عثمان بن عفان مروی از زبان گفت آخر نه قتل او مثل قتل عمر بن الخطاب باشد گفت بلکه
صد هزار مرتبه از آن بیشتر بعد از وی از عدن تا روم همه فتنه باشد و بلا [illegible] اشارت کعب
بچیزهاست که مردم از امیر المومنین عثمان بن عفان در دل گرفته بودند و در آخر هدم بنای
مسجد نبوی و تغییر آن موکد آنها شده چنانچه در مقام انتقام وی بودند موقوف اتمام مسجد نبوی

کمین کردہ ایستادہ باشد تا بعد از فراغ آن اثارت فتنہ و فساد نماید و باعث قوی بر اکثر مشاجرات و مقاتلات و فسادات کہ تا آخر عہد امارت مروانیہ بوجود آمد ہمین قتل عثمان بود و ارادہ انتقام وے چنانچہ از سیاق بیان واقعہ حرا و غیر آن اشارتے بان میتوان یافت واللہ اعلم

کیون صاحب جس عمارت کی بدولت عثمان قتل ہوے اور تمام مسلمان اونکے خون کے پیاسے بنگئے۔ اوسی عمارت مین ابوبکر عمر کے دفن ہونے کو آپ اونکی حقیت کی دلیل قرار دیتے ہین حالانکہ یہ کام وہ تھا جسپر خدا کا غضب نازل ہوا۔

اب تیسرا تغیر سنئے اوسی جذب القلوب مین ہے صـ۱

ثالث تغیرے کہ در مسجد شریف وقوع یافت زیادت ولید بن عبد الملک بن مروان بود و پیش ازوے ہیچ یکے از خلفا و امرا در عمارت عثمانی دخل نکرد و عمرو بن عبد العزیز در آن وقت از جہت ولید حاکم مدینہ منورہ بود بروے نوشت کہ ہرکرا در حوالی مسجد خانہ باشد ازوے بخر و ہرکہ از فروختن ابا آرد خانہ را بر وے بیند از و بدل آنرا از مال بدہ و اگر نگیرد خانہ را بگیر و مال را صرف فقرا کن و حجرات ازواج پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم نیز داخل مسجد کن عمرو بن عبد العزیز نفرمودہ وے عمل کرد و حجرات را منہدم ساخت و داخل مسجد گردانید آوردہ اند روزیکہ این حکم از ولید بمدینہ مطہرہ آمدہ و حجرات پیغمبر را ہدم کرد مصیبتے عظیم درمیان مردم برپا شد ہیچکس در مدینہ نبود کہ برین حال گریہ نمیکرد سعید بن المسیب میگوید کاشکے حجرات رسول خدا را بحال خود میگذاشتند تا مردم می دیدند کہ سرور کائنات چگونہ درین دار فنا حیات بسر بردہ است ابن زبالہ از بعضے اہل علم روایت می آرد کہ چون ولید بن عبد الملک بحج آمد بعد از اتمام مناسک حج قدوم بمدینہ مطہرہ آورد روزے بر منبر مسجد خطبہ میخواند در اثنائے آن نظرش بر جمال حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم افتاد کہ در بیت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نشستہ بود و آئینہ در دست داشت کہ در روے جمال جہان آرائے خود را مشاہدہ می نمود چون از منبر فرود آمد عمرو بن عبد العزیز را طلبیدہ زجر نمودہ کہ چرا ایشان را در اینجا بہ تنگ خانہ از ایشان بخر و داخل مسجد کن فاطمہ بنت حسین و حسن بن حسن واولاد ایشان سلام اللہ علیہم اجمعین درون خانہ بودند و از بدر آمدن ابا نمودند حکم کرد کہ اگر بیرون نیایند خانہ را بر ایشان بیندازند اسباب خانہ را بے رضائے ایشان بزمین آوردند

و خانہ را ویران میکردند بحکم ضرورت برآمدند وہم در روز روشن مخدرات اہل بیت بیرون مدینہ رفتند و موضعے برائے سکونت اختیار کردند و در بعضے روایات این واقعہ پیش از قدوم ولید بہمان حکم سابق از عمر بن عبدالعزیز وقوع یافتہ ہفت ہزار دینار بدل خانہ با یشان میداد حسن بن حسن سلام اللہ علیہما سوگند خورد کہ زر نستاند عمر قضیہ را بولید نوشت کرو سے زر نیستانند حکم کرد کہ زر نستاند بہتر خانہ را بگیرد ایشان را بدر کن و زر در بیت المال بسپار وہمچنین در بیت حفصہ رضی اللہ عنہا کہ در دست اولاد عمر بن الخطاب بود نزاع شد چون گفتند کہ ہرگز نخواہیم کہ آمد و عوض خانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخواہیم ستاند حجاج بن یوسف نیز در آن وقت در مدینہ بود حکم کرد کہ خانہ را ہم برسر ایشان بینداز ند ولیکن چون قضیہ بولید رسید وے بجانب عمر بن عبدالعزیز نوشت کہ در استرضائے خاطر اولاد عمر بن الخطاب بتقصیر راضی شو ممکن خانہ را بدہ واگر نستانند ایشان را اکرام کن وبقعہ از خانہ بایشان بگذار و ایشان را درے بجانب مسجد نیز بگذار ۔

غالباً اس واقعہ سے بھی آپ حقیقت اولاد عمر بن الخطاب کو ثابت کرینگے کہ اولاد جناب امام حسنؑ تو اس طرح ذلیل و خوار کرکے بے پردہ و نقاب روز روشن مسجد رسول سے نکالے گئے ، اور اولاد عمر کی یہ عزت کی گئی کہ جس طرح ہوسکے اوسکو راضی کرو اگر زر ممکن نہ لے تو اوسکی تعظیم کرو اور ایک بقعہ اوسکے لئے چھوڑ دو ۔ اور ایک در بھی مسجد کی طرف بنا دو ۔

تو کیا ان واقعات وحالات سے ہارون رشید بیخبر تھے یا مالک جو ان حیلے سے اونکی تسکین ہوگئی کہ شیخین کا عہد رسول اللہ مین وہی رتبہ تھا جو آج ہے ۔

کیا آپ نہین جانتے کہ یہ ہارون رشید وہی ہے جسکے دادا ابوالسفاح نے فرزندان ابوطالبؑ کی شرکت سے خلافت حاصل کی اور آگے چلکر وہی دشمن خاندان رسالت ہوا ۔ تو کیا وہ حق وباطل سے ناواقف تھا ۔ نہین خوب جانتا تھا مگر جس طرح ابوبکر عمر نے باوصف علم اوس قسم کی کارروائی کی اوسی طرح ہارون رشید یہ سوال کر رہا ہے اور عوام کو مغالطہ دے رہا ہے ورنہ وہ اور مالک حقیقت حال سے خوب واقف تھے ۔

قولہ یقیناً جان لو کہ اس مطالبہ اور دلائل کے بعد شیعون کے ہاتھ کٹ گئے اقول بلکہ ہزاروں سر

بھی جسکی ابتدا اسقاط حضرت محسن اور شہادت جناب سیدہ سے ہوئی۔ اور معرکہ کربلا مین تو وہ کام ہوا جو قیامت تک یادگار رہیگا۔ پس اگر ہاتھ کٹنے سے اس قسم کا ہاتھ کٹنا مراد ہے تو آپکو ہر طرح کی نازش زیبا ہے۔ اور اگر دلیل و برہان سے ہاتھ کٹنا مراد ہے تو اوسکا حال تو آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ کس طرح آپ مصداق تبت یدا ابی لھب وتب ہوے۔

**قولہ** اب وہ نامردون اور نامرادون **اقول** اگر مطاعن واقعیہ کے پیش کرنے سے انسان نامرد اور نامراد ہوتا ہے تو معاذ اللہ خدا اور رسول دونون نامرد اور نامراد ٹھہرتے ہین۔ کیونکہ سارا قرآن مطاعن مشرکین و یہود و نصاریٰ سے بھرا ہوا ہے لہذا ہمکو ایسی نامردی اور نامرادی بصدق دل پسند ہے جس سے خدا و رسول کی پیروی ہو۔

مگر نہ معلوم آپنے فدک کو دو چار پیڑون کا باغ کس اصول پر قرار دیا۔ کیا آپکا یہ مطلب ہے کہ اگر بڑا باغ ہوتا تو آپ اوسکے ضبط مین ابوبکر کو قصوار ٹھہراتے۔ مگر چونکہ وہ ہی چار پیڑ تھے لہذا کوئی قصور نہین۔ تو سنن ابو داؤد ملاحظہ ہو جلد ۲ صفحہ ۵۵ مطبوعہ نولکشور لکھنو

قال ابو داؤد ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ وغلتہ اربعون الف دینار و توفی وغلتہ اربع مائۃ دینار۔

یعنی جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو فدک کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی۔ اور بوقت وفات چارسو دینار تھی۔ تو کیا جس ملک کی آمدنی چالیس ہزار اشرفی ہو اوسکو دو چار پیڑ کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔

کیا جناب سیدہؑ کے گھر مین آگ لگانے سے اور اسقاط محسن سے آپکو انکار ہے۔ قول ابوبکر سے اگر انکار ہو تو لکھیے سندین دی جائین۔ جواب کا حال آیندہ معلوم ہوگا۔

**خلافت راشدہ**۔ اس قسم کے اعتراض ان کے متقدمین اور متاخرین کے ہین۔ یہ سب نکتہ چینیان وہی ہین جو عیسائی (۱) کل نبیون کی نسبت خصوصاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات کی نسبت کرتے ہین۔ حضرت (۲) صدیق کے اس پاک اور مبارک فقرہ کی مانند حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت استغفار ہے جو حضرت صدیق کے

ہ الدار المؤودہ دیکھیے جو در اصلاح سے مفت ملتا ہے ۱۲

اس اعتراف کی طرح عبودیت کی معراج ہے اور جلی کی طرح آج عیسائی اس سے حضرت
رسول کریم کی عدم قابلیت رسالت نکالتے ہین۔ غرض نصاری حدیث کی کتابون کو پڑھ کر
اور سیرت کی کتابون کو دیکھکر کبھی اس پر منہ آتے ہین کہ آپنے ابو رافع اور ایسے دو ایک
اور شخصون کو خفیہ قتل کرایا۔ اور بنو قریظہ کو ظلم سے تہ تیغ کیا اور رکبون کے قافلون پر ڈاکہ
زنی کی اور ایسا ہی تعداد ازواج اور اتخاذ سراری کے متعلق کپکپا دینے والے ناپاک
الفاظ بولتے ہین۔ ان سب جزویات اور ذاتیات کا پورا جواب جو درحقیقت تاریک اور
بے اصل یا اول اور آخر سے کٹی ہوئی اور افسانہ کے رنگ مین پیش شدہ باتین ہوتی ہین
اور سچی اور صحیح تاریخ ان کے ساتھ نہین ہوتی یا مصالح پیش آمدہ کی پوری تاریخ ان کے
ساتھ نہین ہوتی خدا کی آخری نصرتین اور چمکتی ہوئی تائیدین اور کامیابی اور فتوحات
ہی وہ فارق ہین جو صادقون اور کاذبون مین فرق کر دیتی ہین۔ چنانچہ حضرت رسول
کریم کو مظفر و منصور کر کے خدا تعالی نے آخر سمجھا دیا کہ جیسا کہ اس کا وعدہ تھا کہ العاقبۃ
للمتقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً متقی اور امام المتقین تھے جو اپنے
فاسق فاجر اور کافر دشمنون پر مظفر و منصور ہوے۔ اور یہی حقیقی فیصلہ ہوتا ہے جس سے
عیان ہوتا ہے کہ اگر وہ نعوذ باللہ دوکاندار مال مردم خور ڈاکو اور جذبات کے بندے
ہوتے جیسے کہ ظالم نصرانی کہتا ہے تو ابتدا سے دنیا سے جو نصرت اور انعام راست
بازون اور منعم علیہم جماعت کو ملتے رہے ہین انہین بااکمل وجوہ کیون ملتے۔ اور
یہی مطلب ہے اس آیت کا انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر
الآیہ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے مکہ مکرمہ کی عظیم الشان فتح یعنی خدا کی یہ چمکتی ہوئی نصرت تائید تیری
شامل حال ہوئی تو کہ یہ کامیابی اور نصرت اور تائید حق ان سب جزوی اور ذاتی نکتہ
چینیون اور مطاعن اور اعتراضون کا ایک ہی کافی جواب ہو جاوے جو دشمن تیری
ذات کی نسبت کیا کرتے تھے۔ کس قدر صاف بات ہے کہ اگر ایک شخص کی تصویرات
مادون سے تیار کی جاوے جنہین دشمن نے جمع کیا ہے اور اس کی پوری تجویز کا حلیہ
دکھا جاوے یا صاف لفظون مین اسے یون سمجھو کہ جو بڑی صنعتین ایک نصرانی حضرت

سید المعصومین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ کی ذات پاک میں بتاتا ہے اور ایک رذیل ترین
مخلوق آپ کو دکھانا چاہتا ہے اور بتاتا ہے گویا کوئی قیافہ شناس تصویر میں انکو ہے
کہ ایسے حلیہ کا آدمی دنیا میں دربار شہرت اور بقائے دوام کی سب سے بالادست چوکی پر جلوہ
آرا ہو سکتا ہے اور پھر یہ بات کس قدر تعجب انگیز ہوگی کہ ان معماروں کا رد کیا ہوا پتھر آخر کونے
کا سرا ہوتا ہے اور سب ٹکر لگانے والوں کو پاش پاش کرتا اور خدا کے تمام انعاموں اور
نصرتوں کا وارث ٹھہرتا ہے اور اس کے پاسبان اور دستگیر دشمن جڑ سے اکھڑ جاتے ہیں حق
کے دشمنوں میں خطرناک مرض نا عاقبت اندیشی اور متناقض الاقوال ہونے کا ہمیشہ
سے پایا جاتا ہے مثلاً اگر انہیں اس طرح کہا جائے کہ ایک شخص چور۔ کمینہ طبع۔ سفلہ
خو تنخواہ سنگدل سبک سر جلد اشتعال میں آنے والا۔ ڈاکو شہوت ران۔ غرض تمام
صفات رذیلہ کا جامع ہے۔ اور پھر اس نے ایک قوم کو تاریکی اور گمنامی کے گڑھے سے
جسکے اندر صدیوں سے پڑے ہوئے تھے نکالا۔ ان کی تمام بری عادتیں چھڑائیں اور
فضائل سے آراستہ کرکے انہیں دنیا کا کامیاب بادشاہ بنا دیا تو جھنجلا کر کہیں گے کہ
غلط بات ایسے شخص میں ایسا صدق اور اولوالعزمی ہو نہیں سکتی کہ ایک عظیم الشان
قوم بنائے اور خود چودہ سو سال تک اسکا نظیر محبوب اور پیشوا تسلیم کرے مگر پھر خود ایسی
گندی اور ناپاک اور قابل شرم صفات تراش کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
نسبت کر دیتے ہیں اور کبھی نہیں سوچتے کہ اس سے کس قدر جہالت اور مکروہ تعصب کا
ثبوت دیتے ہیں۔ اسی طرح کی وہ نکتہ چینیاں اور معائب ہیں جن سے شیعوں نے جلدوں
کی جلدیں بھر ڈالی ہیں۔ میں نے بڑی غور سے ان کتابوں کو پڑھا ہے(۸) تشئید المطاعن
شیعوں کی کتاب اس مضمون میں اول نمبر اور جامع کتاب ہے۔ کوئی گندی گالی
اور عیب اور منقصت نہیں جو حضرت صدیق اور آپ کی جماعت کی طرف منسوب
نہیں کی گئی۔ ان(۹) ساری ناپاک اور قابل شرم کتابوں کا جواب جو شیعوں کے مذہب
کی رو سے وردان ہیں یہی ہے جو ظالم سیاہ دل مفتریوں کو حضور رسول اکرم صلوات
اللہ علیہ وسلم بھی پاک ذات سے دفاع کے وقت ہم دیتے ہیں کیسا شرمناک حملہ ہے

جو علامہ حلی کے منہ سے نکلا۔ اور کیسی ناقابل عفو جہالت کا اعتراض ہے جو اس نے کیا ہو جبکہ وہ کہتا ہے کہ "ایسا شخص کیونکر قابل امامت ہو سکتا ہے"۔ اسے دشمن حق جاہل وہ امام تو ہو گیا۔ خدا کے برگزیدہ رسول کی مسند پر بلا فصل بیٹھا۔ اور تمہاری ناک پر مٹی ڈالکر بیٹھا اور خلافت حقہ کی تمام صفات جو استخلاف کی آیت مین مذکور تھین بالکل وجوہ اس کی پاک ذات مین جمع ہوئین اور اس کے افعال نے ان کا کھلا کھلا ثبوت دیا۔ اس پر بھی تو کہتا ہے کہ ایسا شخص امامت کے لائق نہین۔ (۱۰) سوچ تو سہی تیرے اس مخالفانہ ووٹ کا ابوبکر کی ذات پر کیا اثر پڑا۔ (۱۱) اس جہان کی کمیٹی کے حقیقی اور مقتدر پریزیڈنٹ رب آسمان و زمین نے تو اُسے اپنی جگہ یا اپنے رسول کی جگہ اس زمانہ کی انجمن کا صدر مجلس یا خلیفہ بنایا۔ اب اس کا حال بتا کہ جسے تو لائق امامت مانتا ہے۔ تعجب ہے کہ ایک نالائق تو ان سارے انعامات و افضال کا جو راست بازون کو ملا کرتے ہین وارث ہو گیا اور تیرے زعم مین جو قابل امامت تھا وہ کچھ بھی نہوا۔ اور تیرے ایمان اور عقیدہ کے نزدیک حسرت اور ناکامی کی آگ مین جلتا رہا۔ خدا سے ڈر اور خوب غور کر کہ راست بازون کی عداوت کس طرح عقل اور فراست کے نور کو تاریک کر دیتی اور سفاہت اور ناعاقبت اندیشی کے جرم کا مجرم بناتی ہے۔

ردالملاحدہ۔ افسوس آپنے غلط مبحث کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ اعتراض نصاری اور ہے اعتراض شیعہ اور۔ اگر صرف اعتراض کر دینے ہین آپنے نصاری اور شیعہ کو مساوی کر دیا تو آپکا درجہ بہت بڑھ گیا۔ کیونکہ آپ تو حضرت عیسیٰ اور جناب رسالتمآبؐ دونون پر معترض ہین۔ اور آپنے اپنے لئے ایک نیا نبی تراشا ہے پھر آپ مسلمان کب رہے جو مسلمانون کا مقابلہ کرین۔

(۱) بہرحال یہ بالکل غلط ہے کہ جو اعتراض شیعہ کرتے ہین۔ وہی نصاری کل نبیون کی نسبت یا آنحضرت کی نسبت کرتے ہین کیونکہ نصاری کو صرف حضرتؐ سے مخالفت ہو نہ کل انبیاء سابقین سے جنکو وہ بھی مانتے ہین۔

(۲) سبحان اللہ حضرت تو اپنے پروردگار عالم سے استفہام کرتے ہین جس سے مقصود

اظہار شان عبدیت و ربوبیت ہے کہ بندہ ہر حال مین اپنے کو جناب احدیت کے سامنے مقصر جانے۔ اور یہان ابوبکر صاحب قوم سے التجا کرتے ہین کہ اگر مین ٹیڑھا ہوجاؤن تو سیدھا کردو۔ کیا ابوبکر کے علاوہ بھی مسلمان تھے جن سے سیدھا کرنے کی فرمائش کرتے ہین۔

(۳) یہ عیسائیون پر افترا ہے کہ وہ اس استغفار سے عدم قابلیت رسالت نکالتے ہون اسکو وہ مقام نفی عصمت مین پیش کرتے ہین کہ حضرت معصوم نہ تھے کیونکہ استغفار کرتے تھے۔ بخلاف حضرت عیسیٰ۔

(۴) چونکہ اعتراض نصاریٰ کا جواب شیعہ۔ اور سنی۔ بلکہ مرزائی بھی کافی طور پر دیچکے ہین لہذا اصل بحث آنا چاہیئے کہ ابوبکر کی طرف سے کیا جواب ہے کیونکہ اس مین تو آپکو بھی عذر نہوگا کہ رسول اللہ کی رسالت مسلمہ فریقین ہے اور وہ معصوم تھے لہذا ذکر معائب و مطاعن خلفائے ثلثہ مین اوس بحث کا لانا ہی گستاخی ہے۔

(۵) بس معلوم ہوا کہ آپکے پاس عیسائیون کا یہی جواب ہے کہ آنحضرت غالب ہوئے۔ تو یہی جواب یزیدی بھی دینگے کہ چونکہ یزید غالب ہوا اور چمکتی ہوئی نصرتین اوس کے ساتھ تھین لہذا وہی حق پر تھا۔

بلکہ آج تو عیسائی بھی یہی دلیل آپکے سامنے پیش کرینگے جو تمام دنیا سے اسلامی سلطنتون کو مٹا رہے ہین تو جو جواب آپ اونکے لئے سوچیئے گا وہی میری طرف سے بھی قبول ہو جسکے ساتھ آپکو دعوی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی دست بردار ہونا چاہیئے جو بے نیل مرام دنیا سے ہیضہ مین مبتلا ہوکر مر گیا۔

(۶) مگر اس زمانہ مین تو یہی جواب عیسائی دینگے کہ دیکھو ہم کس طرح تمام مسلمانون پر غالب اور مظفر و منصور ہین لہذا آپکو لازم ہے کہ آپ عیسائی ہوجائیے۔

(۷) غرض چونکہ رد نصاریٰ سے ہمکو یہان مطلب نہین ہے لہذا اونکے مقابلہ مین جو تقریر آپنے کی ہے اوسکو ترک کرتا ہون کیونکہ وہ خارج از بحث ہے۔

مگر یہ تو ارشاد ہو کہ آپنے ابوبکر کو حضرت کا مثیل کس اصول پر قرار دیا۔ صرف اس وجہ سے کہ

وہ کامیاب ہوئے تو آنکھ کھول کر دیکھیے جتنے خلفا اسلام مین گذرے ہین وہ سب مثل ابوبکر کامیاب ہوے یا نہین۔ اگر آپ ابوبکر یزید عبدالملک ولید بن عبدالملک وغیرہ کی کامیابیونسے سبکو ایک سان اپنا خلیفہ اور روحانی پیشوا مانتے ہین تو ہمکو عذر نہین۔ اور فرق حق وناحق نکالتے ہین تو اوسکو ثابت کیجیے۔

(۸) شکر خدا کہ تشئید المطاعن کی جامعیت کا تو اقرار کیا مگر اوسکے ساتھ یہ افترا بھی کیا کہ "کوئی گندی گالی اور عیب اور منقصت نہین جو حضرت صدیق اور آپکی جماعت کی طرف منسوب نہین کی گئی" کیونکہ جسنے سرسری طور پر بھی اس کتاب مستطاب کو دیکھا ہے وہ کہہ سکتا ہے گندی گالی کیسی ایک معمولی گالی بھی اوس کتاب مین نہین ہے ہان جس طرح کفار و مشرکین یہود و نصاری کی مذمت قرآن مین کی گئی ہے۔ اوسی طرح اس کتاب مین بھی حق کی تائید و رد باطل کی مذمت کی گئی ہے۔

فرق ہے تو اسقدر کہ قرآن مین کلام خداوند عالم ہے جو وہ خود ارشاد فرماتا ہے۔ اور تشئید المطاعن مین صرف احادیث و اقوال علماے اہلسنت ہین جسکے تسلیم مین وہ کوئی عذر نہین کرسکتے۔

(۹) اے مرزائیون کے امام قبل ازوقت عرنے والے اگر ابوبکر امام ہوگئے خلیفہ بنکے مسند رسول پر بیٹھ گئے تو اسکا کون منکر ہے یزید بھی تو اسی طرح امام بن گیا۔ بلکہ اوسکو یہ معراج ترقی بھی نصیب ہوئی کہ اکثر اہلسنت نے اوسکو ہی مان لیا جو آج تک ابوبکر کو نصیب ہوا تو کیا اس سے وہ خلیفہ بحق بھی ہوگیا۔

ہان ہان ہماری ہی ناک پہ اوسنے مٹی نہین ڈالی۔ بلکہ قبر رسول کو اوسنے خلاف حکم خدا و رسول ماہی پشت بنا دیا۔ رسول اللہ صلعم کے گھر مین آگ لگا دی جہان آپ کی پیاری بیٹی رہتی تھین۔ اور وہ کیا جو تمام عالم مین مشہور ہے۔ مگر کیا اس سے وہ خلیفہ بحق ہوگئے۔ دیکھو جو درجہ تم ابوبکر کو دیتے ہو سب مین یزید اون کا شریک بلکہ بھاری حصہ دار ہے۔ پس وہ لین اختیار کرو کہ ابوبکر کی حقیت قایم ہو اور یزید کی بطالت ورنہ غلبہ و آمد کے لحاظ سے تو یزید کا پلہ بہت بھاری ہے۔

(۱۰) سوچی ہوئی بات کو کیا سوچین کیونکہ جو اصول و وٹ ملامت خدانے اول روز پاس کیا وہی آج بھی باقی ہے کیونکہ ظالم کی یہ سزا قانون قدرت سے مقرر ہے۔
بیشک کوئی شخص کسی ظالم کو اوسکے ظلم سے روک نہین سکتا مگر مظلوم کی آہ کا یہ اثر ضروری ہے کہ وہ ظالم مورد لعن و طعن خلائق بنے۔ اب آپ عقلائے روزگار کی ایک کمیٹی بنائے اور اوسکے سامنے اصلی واقعات کو بیان کیجئے۔ پھر دیکھیئے وہ کمیٹی اسکو ملعون تجویز کرتی ہے یا نہین۔

(۱۱) اگر رب دوجہان نے انکو پریزیڈنٹ بنایا ہے تو اوسی نے شیطان کو وہ درجہ دیا ہے جو معاذ اللہ خدا سے بھی بالا تر ہے کیونکہ خدا تو پیدا ہی کرتا ہے۔ روزی بھی دیتا ہے ہدایت کیلئے انبیا بھی بھیجتا ہے وعدہ جنت بھی کرتا ہے۔ مگر اوسکی کوئی سماعت نہین کرتا اور شیطان کے اغوا پر سب جھک پڑتے ہین۔ توکیا اس سے شیطانی مذہب حق ہو جائیگا۔

(۱۲) اوسکا وہی حال ہے جو خدا کا ہے یا اوسکے رسولون کا کہ جو مومن ہین اوپر ایمان لاتے ہین جو کافر ہین اوس سے منحرف رہتے ہین اگر خدا یا رسول کو اسکا غم و غصہ ہے کہ اتنے لوگ حق سے منحرف ہین تو وہی غم و غصہ اوسکے نائب اور وصی اور خلیفہ کو بھی ہے کہ یہ لوگ سب دیکھتے ہین اور ایمان نہین لاتے۔
جو خوشی تمکو ابوبکر کی اس دنیوی کامیابی پر ہوتی ہے وہی تو یزید کو بھی تھی جس نے امام حسین کو شہید کیا۔ مدینہ رسول کو غارت کرایا۔ خانہ کعبہ کو جلوایا۔ پس جس حسرت و ناکامی کی آگ مین معاذ اللہ خدا اور رسول جلتا تھا اوسی آگ مین یہ بھی جلتا رہا فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا۔

**خلافت راشدہ** ۔غرض اسی قسم کے اعتراض ہین اور بیسون ہین۔ ان شیعون نے سنیون کی حدیثون اور مسانید اور مجامع کو اور سیرت کی کتابون بڑی عرق ریزی سے پڑھنا شروع کیا اور جہان کوئی بات اپنے خیال مین کمزوری کی نظر آئی اس پر خوش ہوئے اور اسے نوٹ کرلیا اور اترا اترا کر کہنے لگے اور اوچھلنے کودنے لگے کہ دیکھو یہ اعتراض اور الزام ابوبکر پر آتا ہے اور یہ عمر پر آتا ہے یہ فلان پر پڑتا ہے اگرچہ ان کتابون کیساتھ خامی اور

بے ثبوتی کی ہزارون بلائین لگی ہوئی ہین اور اکثر باتین تمام انسانون مین مشترک طور پر پائی جاتی
دوست کے نزدیک ان کی ایک تاویل ہوتی اور دشمن کے نزدیک محل اعتراض ہوتی ہین
مگر ہم اس راہ کو سخت کج اور ناپاک طریق سمجھتے ہین۔ ہمارے نزدیک وہی فیصلہ درست ہے
جسے پر سپریم کورٹ ... میں دو عادل بے لوث ججون نے نافذ فرمایا۔ وہ دو جج ہین خدا کا کلام
اور رسول خدا کا کام جب ہم دیکھتے اور واضح طور پر دیکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر [illegible] وہی [illegible]
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ وہی کام کیا جو آنحضرت نے کیا۔ وہی [illegible] ہین اور [illegible]
تابعین [illegible] ہین جو آنحضرت کیا [illegible] قرآن مین خلفاے راشدین سے [illegible] تو [illegible]
دور آخر نبوت کے بعد خلافت کے [illegible] اس سے تو ہم خدا کے کلام اور [illegible] کے
کلام کے بعد [illegible] وہ دین موقوفی کی سنین اور اسکے کیا وقعت ہین۔

رد الملاحدہ شکر خدا کا [illegible] ان روایتون سے وجود کا اقرار کیا جس سے شیعہ
استدلال کرتے ہین اور وہ سب سنیون کی حدیثین اور [illegible] اور تحا[illegible] اور سیرت
کی کتابون کی حدیثین ہین جو شخص پابند احکام خدا و رسول ہوگا وہ تو [illegible] حق سمجھے گا
کفار کا ذکر نہین۔

مگر یہ خیال غلط ہے "اکثر باتین تمام انسانون مین مشترک طور پر پائی جاتی ہین" کیونکہ آپ
جانتے ہین انسان عموماً دو قسم کے ہین نیک اور بد۔ نیکون مین نیک باتین مشترک ہین
بدون مین بد باتین۔ تو اب آپکا فرض ہے کہ دیکھیے خلفاے ثلثہ نیکون کے شریک
ہین یا بدون کے؟

ہان یہ بھی سچ ہے "دوست کے نزدیک ان کی ایک تاویل ہوتی ہے اور دشمن
کے نزدیک محل اعتراض ہوتی ہین" جسکو عربی شاعر کہتا ہے ؎

فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ    ولکن عین السخط تبدی المساوی

کہ رضامندی کی آنکھ ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے۔ اور جو آنکھ غضب کی ہوتی ہے وہ برائیون
کو ظاہر کرتی ہے۔
مگر غور تو کیجیے کہ اگر یہی اصول آپکا قایم کیا جائے تو پھر اپنے فریق مخالف پر کیونکر

حملہ کر سکتے ہین وہ بھی تو یہی کہیگا چونکہ آپ دشمن ہین لہذا عیب گیری کرتے ہین۔ اور ہم چونکہ دوست ہین لہذا تاویل کرتے ہین۔ پھر کیونکر حجت تمام ہو سکتی ہے۔
افسوس کہ جس راہ کو سخت کج اور ناپاک طریق سمجھتے ہین اوسی پر آپکی رفتار ہے کیونکہ اگر آپ سچے اور بے لوث ہوتے تو ابوبکر اور یزید کو ایک ترازو مین تولتے۔ خدا کا کلام اور خدا کا کام دونون کے لئے ایک ہے۔ اگر آیہ استخلاف اوسکا کلام ہے اور تمکن فی الخلافت اوسکا کام۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایک کو اس درجہ گھٹاتے ہین کہ اسلام سے خارج کر دیتے ہین۔ اور ابوبکر کو اس طرح بڑھاتے ہین کہ اوس کو اسلام کا مربی مانتے ہین۔
اگر رسول اللہ کو یہی حق ملا تھا کہ سلطنت دنیوی پر فائز ہوے تو ضرور ابوبکر۔ یزید دونون کو وہ دنیوی سلطنت ملی۔ بلکہ ابوبکر سے بمدارج زاید ملی۔ اگر نصرتین اور تائید آسمانی اسی کا نام ہے کہ فتوحات ہون تو یزید اور ولید کا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اگر حقیت و روحانیت کوئی دوسری شئی ہے جس سے انسان مقرب خدا ہوتا ہے اور اوسکی مغفرت و رضوان کا وہ سرچشمہ بن جاتا ہے تو یہ باتین صرف رسول کو ملین اور اونکے ائمہ طاہرین کو جس مین نہ ابوبکر شریک ہے نہ یزید۔
**خلافت راشدہ** اب مین سمجھتا ہون کہ مین نے خدا کی توفیق اور حول و قوت سے اُن مناظرون کے سر سے بہت بڑا بھاری بوجھ اتار دیا ہے جنہین شیعون سے پالا پڑتا ہے انہین ہرگز گھبرانا نہ چاہیئے کہ شیعون کے پاس اس قدر انبار مطاعن کے ہین۔ مین سچ کہتا ہون کہ وہ اس سے زیادہ نہین جو باوریون نے آنحضرت کی نسبت اور خوارج نے حضرت علیؑ کی نسبت جمع کر رکھے ہین* یہی طریق فیصلہ کا حق اور صدق ہے جو مین نے پیش کیا ہے کہ خوب دیکھ لیا جائے کہ جو صفات رذیلہ پیش کرتے ہین آیا قرآن کریم مین کوئی ایسی

* اگر ایک فریق کے نزدیک دوسرے کا پیشوا اس کے تراشیدہ مطاعن کے سبب مردود ٹھہر سکتا ہے تو پیش کرو وہ کون ہے جو معترضون کے اعتراضون کا عرضہ نہین بنا۔ اس طرح تو کوئی حق دور کسی کا حق ثابت نہ ہو سکیگا۔ پس نبی اور خلیفہ اور امام برحق وہی ہے جسکے ساتھ قرآن کی مقرر کردہ علامات کے موافق خدا کی چمکتی ہوئی نصرتین اور تائیدین ہون۔ منہ

قوم بھی مذکور ہوئی ہے جس مین یہ صفات پائی جاتی ہین۔ بالبداہت ثابت ہو جائیگا کہ ایسی صفات کا گروہ کفار اور مشرکین اور منافقین کی قوم ہے۔[6] پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگون کی کارروائیان کیا تھین اور ان کا انجام کیا ہوا اور کیا یادگار ہین انہون نے پیچھے چھوڑین۔ اور[7] نبی اور صدیق اور شہید اور صالح یعنی منعم علیہم قوم کون سی ہے اور انکے کیا نشان ہین۔ اور[8] وہ ابوبکر اور آپ کی جماعت پر پورے صادق آتے ہین یا کوئی کسر باقی رہ جاتی ہے۔ اس[9] طریق سے صاف فیصلہ ہو جائیگا کہ دشمنون کی بے ایمانی اور بے حیائی ہے جو ایسی صفات کو ان کی طرف رجوع کرتے ہین۔ یہ فیصلہ کی بہت سہل اور قریب راہ ہے۔ اس پر چلنے سے باطل پاش پاش ہو جائیگا۔ اور دوبارہ ایسے سلاح پوش سپاہی سے جنگ نہ کریگا۔ یہ[10] ایسی ہی بات ہے جیسی کہ آج نصرانی کسی احمدی کا کامقابلہ نہین کرتا اور اس کے سایہ سے اسی طرح بھاگتا ہے جیسے کہ[11] فاروق کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ اس لئے کہ نصرانی لارڈ بشپ سے لیکر ایک بے حیثیت بازاری واعظ تک اس حربہ کو خوب سمجھتا ہے جو احمدیون کے ہاتھ مین خدا کے برگزیدہ مسیح موعود غلام احمد نے دیا ہے۔ مسیح[12] کی موت پر بحث۔ پھر مسیح کی لعنتی موت یعنی کفارہ اور صلیب پر بحث اس کا تصور ہی ایک نصرانی کا دم ناک مین کر دیتا ہے۔ مین[13] قطعی یقین اور بصیرت سے دعوی کرتا ہون کہ ان حربون کے مقابل جو خدا تعالی نے خلافت راشدہ کے وسیلہ سے تیار کئے ہین۔ الباطل کی دوسری شاخ شیعیت بھی کبھی مقابلہ کرنے کی جرات نہ کریگی۔ اور جس طرح نصرانیت کا شیطان احمدیون سے کوسون بھاگتا ہے[14] شیعیت کا خناس بھی سرمن رائے کی غار مین چھپ جانے کے سوا دوسرے دم نہین لیگا۔ اے[15] میرے رب میرے مولی تیرے ساری حمد ین ہین تو نے اپنے فضل رحمانیت سے مجھ ناتوان کو نوازا۔ مجھے اپنی طرف سے ہتھیار دیکر الباطل سے مقابلہ کرنے اور اسے ہلاک کرنے کا شرف بخشا اگر تیرا فضل میری دستگیری نہ کرتا تو مین کیا اور میری بساط کیا۔ ایک نالائق ہیچ مشرز اپنے بھائیون مین سب سے چھوٹا اور ہر پہلو کے لحاظ سے کمزور۔ بے علم ضعیف مخلوق تیری انتہا حکمت کا راز کون جانے۔ تو[16] نے صالح کے ناقہ سے کام لیا۔ موسی کے عصا سے کام لیا۔ نوح کی کشتی سے کام لیا اور بڑا کام لیا صلوات اللہ

علیہم اجمعین اور بالآخر اپنے فضل سے اس ناتوان انسان سے بھی کام لیا تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ لوگون کی نگاہ مین تو یہ عجیب ہے۔ اس لئے کہ وہ ظاہری جلد اور خاکی ڈھیر کو دیکھتی ہین مگر تیری نوازش اور علم کے نزدیک کوئی اچنبھے کی بات نہین اس لئے کہ تیری لطیف نگاہ باطن کے باطن مین ڈوب کر حقائق الاشیا کو دیکھتی ہے میری روح تیری حمد سے لبریز ہے مجھے تیری ذات کی قسم جس پر آشکار ہے کہ مین جھوٹی قسم نہین کھاتا کہ اب مین زندہ ہی اسی سرور اور لذت سے ہون جو ہر دم مجھے اس پاک طریق اور مشرب کے احساس سے حاصل ہوتا ہے جس پر مین تیرے موعود مسیح کی ہدایت سے قایم ہون۔ میرے حزن اور پریشانی او ر اضطرابون کو تو خوب جانتا ہے۔ قریب تھا اور دور نہ تھا کہ مین ان کے دباؤ کے نیچے پس جاتا اگر یہ ذوق میرے ساتھ نہ ہوتا۔ میرا دل اس ذوق سے لبالب ہے کہ تیری پاک ذات حق ہے۔ تیری کتاب قرآن مجید حق ہے اور تیرا برگزیدہ نبی محمد احمد مہبط قرآن (تیرے صلوات اور تسلیمات اس پر ہوں) حق ہے اور تیرا موعود مسیح اور مسعود مہدی مرزا غلام احمد قادیانی حق ہے یہ ذوق مجھ سے ایک لحظہ بھی مفارقت نہین کرتا اور یہ تیرا فضل ہے۔

فالحمد للہ ثم الحمد للہ الذی ھدانا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون۔

ردالملاحدہ شکر خدا کہ آپنے اسکا اقرار کیا کہ آجتک آپکے علم پر شیعون کا وہ بار پڑا رہا جو اون سے نہ اوتر سکا۔ اور آپ اوتارنا چاہتے ہین مگر اب تو وہ بار پڑ گیا کہ قیامت تک کسی سے نہ اوترے کیونکہ ابوبکر۔ یزید وغیرہ کل آپکے سر پر سوار ہو گئے۔

(۲) ہان آپکے سمجھانے سے شاید لوگ مان جائین، ورنہ ابھی تک تو تمام مسلمانون کا یہی خیال ہے کہ شیعون کے پاس مطاعن کا اسقدر انبار ہے کہ کوئی مسلمان اوس سے سبکدوش نہین ہو سکتا۔ کیونکہ آپ جو حمایت کو کھڑے ہوئے تو اس انداز سے چلے کہ وہ انبار اور بڑھ جائے اور آپ اوسکے بار سے دبکر پس جائین۔

(۳) پادریون اور خوارج کا ذکر تو فضول ہے کیونکہ یہان بحث تو شیعہ وسنی مین ہے نہ مسلمان او رپادری مین نہ شیعہ اور خوارج مین۔ یہان آپ ایک حاشیہ دیتے ہین

جو حسب ذیل ہے اگر ایک فریق کے نزدیک دوسرے کا پیشوا سکے تراشیدہ مطاعن کے سبب سے مردود ٹھہر سکتا ہے تو پیش کردہ کون ہے جو مخالفون کے اعتراضون کا عرضہ نہین بنا۔
اس طرح تو کوئی حق اور کسی کا حق ثابت نہ ہوسکیگا۔ پس نبی اور خلیفہ اور امام برحق وہی ہے جسکے ساتھ قرآن کی مقرر کردہ علامات کے موافق خدا کی چمکتی ہوئی نصرتین اور تائیدین ہونگی مگر افسوس اسکو نہ لکھا کہ وہ چمکتی ہوئی نصرتین اور تائیدین کیا ہین یہی ملکی فتوحات ہین جس مین زرق برق گھوڑون پر سوار ملکون مین لوٹ مار کرتے پھرتے ہین انکو قید کیا انکو اسیر کیا۔ تو بیشک اس مین آپکے خلفا نہ (؟) ممتاز رہے ہین۔
اور اگر چمکتی ہوئی نصرتین اور تائیدین یہ ہین کہ لوگون کو حق کی معرفت ہو۔ خدا و رسول پر ایمان لائین۔ حق کا رواج ہو باطل کا اضمحلال۔ تو یقیناً آپکے خلفا اس سے محروم تھے کیونکہ ان کی چمکتی ہوئی نصرتین اور تائیدین تو وہی تھین جو اکثر سلاطین عالم کو حاصل ہین تراشیدہ مطاعن تو ہر جگہ مردود ہوتے ہین۔ مگر مطاعن حقہ تو وہ ہین جن سے حق و باطل کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ کیا وہ مطاعن جو عیسائی رسول اللہ صلعم پر وارد کرتے ہین۔ اور وہ مطاعن جو اہل اسلام کفار و یہود و نصاری پر وارد کرتے ہین مساوی ہین تو کیا کوئی آریہ آپ ہی کے اصول پر کہے کہ "پیش کردہ کون ہے جو مخالفون کے اعتراضون کا عرضہ نہین بنا" تو آپ خاموش ہوجائینگے اور پھر حقیت اسلام نہ ثابت کرینگے۔
تو جب خود آپکے کلام سے "اس طرح تو کوئی حق اور کسی کا حق ثابت نہو سکے گا" غلط ہے تو آپکو اس اصول پر آنا چاہیئے جو خدا اور رسول نے فیصلہ حق کیلئے مقرر کیا ہے۔
کیونکہ قرآن مین غلبہ و فتح بھی شان انبیا سے دکھایا ہے اور مظلومیت و مقتولیت بھی سورۂ انعام مین ہے۔
لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق۔
خدا نے ان لوگون کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہین کہ خدا فقیر ہے اور ہم مالدار ہین۔ قریب ہے کہ لکھین جو کہا اونہون نے اور انکے قتل کرنے انبیا کو بغیر حق کے اور کہینگے کہ چکھو عذاب (آتش)

سوزان۔
پھر فرماتا ہے قل قد جاءکم رسل من قبل بالبینت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صادقین۔ کہدو کہ ہمسے پہلے بہت سے رسول نشانیان لیکر آئے۔ اور وہ معجزہ بھی لائے جو تم کہتے ہو۔ پھر کیون قتل کیا تمنے انکو اگر سچے ہو۔
کیون صاحب اگر چمکتی ہوئی نصرتین اور تایئدین اسی کا نام ہے کہ اونکو دنیوی اقتدار حاصل ہو تو پھر ان انبیا کے نسبت کیا حکم ہوگا جو ناحق قتل کیے گئے۔ کیا اونکو چمکتی ہوئی نصرتین اور تایئدین نہین ملین۔
کیا آپنے قرآن مجید مین ان آیتونکو نہین دیکھا ہے جس مین ظاہری دنیا کی ٹیپ ٹاپ کی مذمت کی گئی ہے لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماویھم جھنم وبئس المھاد۔ آل عمران۔
اے پیغمبر تمکو کافرون کا پھرنا چلنا (گشت) شہرون مین دہوکھا نہ دے۔ کہ یہ متاع قلیل ہے اور آخر اون کی جہنم ہے جو بری جگہ ہے۔
جس سے معلوم ہوا کہ محض دنیوی اقتدار دنیوی شان وعظمت کوئی چیز نہین ہے جبتک کہ اوسکے ساتھ حقیت نہو۔ تو اب دیکھئے آپکے خلفا مین وہ حقیت پائی جاتی ہے یا نہین؟ مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپکے پاس ذریعہ شناخت حقیت یہی تھی کہ دنیاوی اقتدار حاصل ہو جو قرآن مجید سے باطل ہوا۔
کیونکہ سورہ زخرف مین فرماتا ہے ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمان لبیوتھم سقفاً من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون و لبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکؤن وزخرفا وان کل ذلک لما متاع الحیوۃ الدنیا والاخرۃ عند ربک للمتقین۔
اور اگر یہ بات نہوتی کہ سب لوگ ایک امت ہوجائینگے تو ہم اون لوگون کے لئے جو کفر کرتے ہین خدا کے ساتھ اون کی چھتین بھی چاندی کی بنادیتے اور سیڑہیان بھی جنپر وہ چڑھتے اور انکے دروازے بھی اور تخت بھی جنپر تکیہ لگاتے اور خوب زینت دیتے اور یہ سب

دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور آخرت تو تمہارے پروردگار کے یہان پرہیزگارون ہی کے لئے ہے۔

آپ آپ غور فرمایئے کہ دنیاوی اقتدار اور دنیوی کامیابی سے آپ کیا فیصلہ کر سکتے ہین کیونکہ جب کفار نے خدا کو فقیر اور اپنے کو مالدار کہا تو خدا نے اونکے جواب مین یہی فرمایا کہ ہمنے سن لیا اور لکھ لینگے۔ اب عذاب آخرت چکھو۔

(۴) جب یہی طریق فیصلہ حق وصدق ہے تو پھر کیون اوس سے عدول کرتے ہین کیونکہ یہی قرآن بھی پکار پکار کہہ رہا ہے دنیاوی اقتدار اور مالداری مین زیادہ حصہ کفار ومنافقین کا ہے فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم في الحيوة الدنيا وتزهق انفسهم وهم كافرون ويحلفون بالله انهم لمنكم وما هم منكم ولكنهم قوم يفرقون - سورہ برات

کہ اون کا مال اون کی اولاد تم کو تعجب مین نہ ڈالے خدا اس سے اونپر عذاب کرنا چاہتا ہے زندگانی دنیا مین اور نکالے اون کی جان کو اس حالت مین کہ وہ کافر ہون۔ وہ حلف اوٹھاتے ہین کہ وہ تمسے ہین حالانکہ وہ تمسے نہین ہین بلکہ ڈرپوک لوگ ہین

(۵) اگر آیات مدح مین کچھ مذمت ہے تو غور کیجئے اسکے مصداق آپکے خلفا اور صحابہ کے سوا کون لوگ ہین جس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ یہی قوم زیادہ ہے۔

(۶) یہی تو ہم بھی آپکو کہہ رہے ہین کہ ایسے لوگون کی کارروائیان کیا تھین۔ کیا انجام ہوا۔ کیا یادگارین انہون نے پیچھے چھوڑین۔ کیونکہ قرآن مین تصریح تمام انکے حالات گذشتہ وآیندہ مذکور ہین۔ فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم - سورہ محمد

کا مصداق آخر کون ہے۔ کیا عجب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو فساد کرو زمین مین اور قطع رحم کرو۔ یہی لوگ تو ہین جنپر خدا نے لعنت کی اور اونکو بہرا۔ اندھا بنا دیا۔

واذا تولى سعى في الارض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لا يحب الفساد۔

اور جب حاکم بنتا ہے تو فساد کرتا ہے زمین مین اور ہلاک کرتا ہے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا نہین دوست رکھتا فساد کو ۔

آپ تو آیہ استخلاف مین خدا کے کلام اور کام مین مطابقت دکھاتے تھے ۔ انہین دونون کو شاہد عادل مانتے تھے پھر یہان کیون نہین کلام خدا اور کام مین تطبیق دیتے کہ خدا اپنے کلام مین اون کے حکومت اور خلافت پانے کا ذکر فرما کر اونکے [illegible] پھر اپنے کام سے اوسکی تطبیق ظاہر کرتا ہے کہ درحقیقت جب وہ [illegible] آخر کلام خدا تو غلط ہو نہین سکتا ۔ پھر بجز خلفائے ثلثہ [illegible] جو خلیفہ ہوئے اور [illegible] کیا ۔

(۷) قرآن مین دیکھ لیجئے و من یطع اللہ و الرسول فاولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا ۔ جو شخص اطاعت کرتا ہے خدا اور رسول کی وہ ان لوگون کے ساتھ ہونگے جنپر انعام کیا ہے انبیا ۔ صدیقین شہدا صالحین سے اور ان لوگون کی رفاقت بہت بہتر ہے ۔
کیا اس مین کوئی لفظ بھی ایسا ہے جس سے اون کی بادشاہت دنیاوی اقتدار ثابت ہو پھر وہ شہید کیون ہوتے ۔

(۸) آپ خود غور کر لیجئے کہ ایک لفظ بھی اسکا آپکے ابوبکر اور اونکے ساتھیون پر صادق آسکتا ہے کیونکہ اگر وہ مطیع خدا و رسول ہوتے تو خلافت ہی کیونکر پاتے جسپر اجماع اہلسنت ہے کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت بحکم خدا و رسول نہین ہے بلکہ پنچایتی سے ہے ۔
پس جب خلافت ہی اون کی جو مایہ ناز ہے خلاف حکم خدا و رسول ہے تو وہ منعم علیہم مین کیونکر داخل ہو سکتے ہین ۔

(۹) خدا آپکو ہدایت دے اور سمجھئے کہ آپنے کس کے حق مین فیصلہ کیا ۔ کیونکہ یہ تو یقینی ہے ان کی خلافت من یطع اللہ و الرسول کے خلاف ہے پھر اونکا کیا حال ہوگا آپ خود سمجھ سکتے ہین ۔

(۱۰) نہ معلوم کونسا مقابلہ مقصود ہے توپ و تفنگ کا جسکا نام بھی کوئی مرزائی نہین

رہے سکتا یہانتک کہ اسی خوشامد مین حرمت جہاد کا فتوی صادر کیا گیا۔ یا مناظرہ کا مقابلہ مقصود ہے جیسے عبداللہ اتہم کا معاملہ سبکو معلوم ہے۔

(۱۱) یہ ٹہیک ہے کہ جس طرح شیطان عمر کے سایہ سے بھاگتا تھا کیونکہ یہ ... مجسم تھے وہ غیر مجسم اوسی طرح عیسائی مرزائی کے مقابلہ سے بھاگتے ہین کیونکہ عیسائی نے ایک بنی خدا کو غلطی سے خدا بنایا۔ اور مرزائیون نے ایک بازاری آدمی کو نبی بلکہ خدا بنایا لہذا عیسائیون کا دبنا آپ سے مناسب ہے کہ آپنے اون سے بھی ترقی کی۔

(۱۲) مسیح کی موت کا فیصلہ تو مناظرہ رامپور مین ہو چکا جسکے بعد آپ پھر کبھی اسکا نام لیتے ڈرتے ہین۔

(۱۳) لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ سب باتین آپ عالم بیہوشی مین کہہ رہے ہین۔ ورنہ شیعیان حیدر کرار کی ذوالفقار صاحقہ کردار ایسی ہے کہ اوس نے جب خود آپکے خلیفہ اول کو مبہوت کر دیا تو آپ بیچارے کس شمار مین ہین۔

رکرد صدیق چون دید کہ کلمات ترا متکو ... ستوار دم درکشید ازآنہا مقابل صد کلمہ بلکہ ہزار است اثر ... رفق و مدارا ... روضۃ الاحباب ص۱۴۳ جلد ۲

(۱۴) ہان اس طرح آپ ضرور غالب ہو سکتے ہین کہ جہانتک ممکن ہو آپ ائمہ اطہار کی شان مین مغلظ گالیون کو استعمال کیجئے کیونکہ یہان تو اسپر عمل ہے۔

واتبع ما یوحی الیک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین۔ یونس

اے پیغمبر تم وحی کی تابعداری کرو اور صبر کرو یہانتک کہ خدا فیصلہ کرے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

فاصبر ان العاقبۃ للمتقین۔ پس صبر کرو کہ عاقبت پرہیزگارون کیلئے ہے۔

واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ نحل

اور صبر کرو اور نہین ہے صبر تمہارا مگر خدا کے ساتھ اور انپر غم نکرو اور دل تنگ نہو اونکے مکر سے خدا اون لوگونکے ساتھ ہے جو متقی ہین اور وہ لوگ کہ محسن ہین۔

پس جب خود رسول اللہ کو یہ ہدایتیں ہیں تو ائمہ اطہار جو حضرت کی اولاد امجاد سے ہیں کیونکر نہ صبر کرینگے۔ حالانکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ جس گندہ بندہ کو آپنے بمفاد پیر ما خس است اعتقاد ما بس است۔ امام اور مہدی اور کیا جانے کیا کیا بنایا ہے وہ ایسا تھا کہ آپ در حقیقت اسکو قابل تخاطب بھی نہیں جانتے چہ جائیکہ لائق فخر۔

(۱۵) اس قسم کے کرامات تو ہر شخص کہہ سکتا ہے خواہ عیسائی ہو یا آریہ کہ خدا فرماتا ہے [illegible] مثل [illegible] لقادیر [illegible] الناس [illegible] کے لئے پیدا کئے پر قادر ہے جس روز دلوں کے بھید جانچے جائینگے [illegible]۔

(۱۶) تعجب ہے کہ ناقہ صالح کو یاد کرتے ہیں جو پئے کر دیا گیا۔ عصائے موسیٰ کا نام لیتے ہیں جسکے بعد کس مصائب میں مبتلا ہوئے۔ پھر کشتی نوح کا نام لیتے ہیں جس کے ذریعہ سے حضرت نوح کو کتنے مصائب جھیلنے پڑے۔

مگر مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح پر نہیں نظر پڑتی کہ رسول نے اپنے اہلبیت طاہرین کو سفینہ نوح بنایا ہے پھر کیا وجہ ہے جو انہیں حضرات کی شان میں ایسے گستاخانہ بلکہ کافرانہ جملے کہتے ہیں۔

(۱۷) بس یہی جان کی تان ہے۔ خدا کی حمد۔ رسول اللہ پر صلوات وسلام۔ قرآن مجید کی حقیت کا اقرار صرف اسلئے ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی حق ہے۔ مگر ہمارے تو پہلے ناکامی کی موت سے حسرتناک مرنا کی خلافت ملی۔ مرزا کا آخری وقت دیکھا کہ کس طرح ہیضہ سے مرے

ناظرین غور کریں اس ساری تحریر میں کونسا استدلال قرآن سے ہے کون حدیث سے کون تاریخ سے جسکا جواب دیا جائے مگر الحمد للہ کہ انکی عامیانہ تقریر کا جواب ایسے عالمانہ انداز سے لکھا گیا کہ ہر دعوی پر قرآن۔ حدیث۔ تواریخ سے سند دی گئی۔ والحمد للہ علی ظہور الحق وخمود الباطل ان الباطل کان زہوقا۔

خلافت راشدہ ایک بڑا بھاری اور سخت قابل افسوس نقص شیعون کے مقابل اہل سنت سے یہ سرزد ہوتا رہا اور یون مباحثہ سے پہلو سخت کمزور اور بے اثر رہتے اور باطل الشرذمہ خوش خوش اپنے مامن مین واپس چلا جاتا کہ وہ اخلاقی

بزدلی کے دباؤ میں آکر شیعوں کو الزامی جواب نہ دیتے اور اگر دیتے تو بہت کمزور اور دبی
زبان سے اور شیعہ (۳) بے باکی سے خدا کے قدوسیوں اور محمدی سلسلہ کے مرسلوں کو جسقدر
چاہتے گالیاں دے لیتے۔ ایسے (۴) وقت میں فرض تھا کہ خوارج کے وہ سب مسکت اور دندان
شکن اعتراض پیش کئے جاتے جو وہ (۵) مسلمہ کتابوں کی بنا پر حضرت علی کی نسبت کرتے تھے
مگر افسوس ناواجب شرم نے اظہار کرنے کی جرأت نہ دلائی (۶)۔ اور ماتم کے قابل بات یہ بھی ہے
کہ اکثر سنی اگرچہ رافضی نہ تھے مگر وہ بیش رافضیت کے رنگ میں رنگین ضرور تھے (۷)۔ خدا نے
ابتلا سے جس طرح شیخ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ کے دل کو حضرت علی کی نسبت غلو اور
اطرا کی طرف متوجہ کر دیا اسی طرح بہت سے سنی حضرت علی اور حسین کے حق میں غلو اور اطرا
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور (۸) اسی سے عظیم الشان فتنہ دین میں پھیل [illegible]۔ اسی اطرا کا یہ نتیجہ ہے
کہ آج جبکہ خدا کی غیرت نے مرزا غلام احمد مسیح موعود [illegible] کیا کہ وہ غلو اور اطرا کی کثرت
جو عیسیٰ [illegible] پہنانے گئے ہیں [illegible] کی خدائی کا دھوکا لگ گیا ہے
اور واقعی [illegible] نصرانیوں کو اس سے اپنے شرک [illegible] تعظیم کی بنیاد اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی توہین میں خوب مدد ملتی ہے ان سے چھین کر ان کو ننگا کر دیا جائے۔ تو کہ سب لوگ دیکھ
لیں کہ وہ جسے اتنا بڑھایا گیا اور اس کے مقابل سارے نبیوں کو گھٹایا گیا ہے وہ انسان
اور ضعیف انسان تھا اس پر نام کے مسلمانوں اور نصرانیوں میں شور پڑ گیا کہ یہ عجیب شخص
کفر بکتا ہے جو خدائی خاصوں اور الوہیت کی صفات کو مسیح ابن مریم سے سلب کرتا ہے
اور دوسرے نبیوں کی طرح اسے قرار دیتا ہے۔ سارے جہان میں ہنگامہ محشر برپا ہو گیا۔ اور
اس بات کا فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا کہ حضرت مسیح کی نسبت اس قسم کا کلام کرنے سے خدا کے
موعود مہدی پر نصرانی زیادہ دانت پیستے ہیں یا نام کے مسلمان (۱۰)۔ مگر اب خدا تعالیٰ کی مصلحت
یہی ہے کہ اس مبالغہ اور اطرا کو خاک میں ملایا جائے جس کے سبب سے یورپ بھر اور دنیا کا بہت
سا حصہ گمراہ ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اسوقت اسی طریق سے راضی ہے کہ ساری عزتیں محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جائیں جو حقیقی استحقاق ان سب عزتوں کا رکھتے ہیں۔ اور ابن
مریم سے چھین لی جائیں (۱۱)۔ یہ کام صرف ان ہی لوگوں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح چبھتا

جو خاتم النبیین کی ہتک اور بے ادبی پر۔ تمام نبیون کی توہین پر بلکہ خود خدا اور اس کے کلام کی بے عزتی پر راضی ہین اور روادار کہتے ہین کہ مسیح ابن مریم کے حق مین جس قدر اطرا ہو ہو چکا۔ ان مین خدا کی غیرت جو صدیون سے خاموش تھی اب سخت اشتعال مین ہے اور وہ دم نہ لیگی جبتک اس بیجا غلو اور اطرا کے بت کو خاک مین نہ ملا دے (۱۲)

رد الملاحدہ۔ ہان یہ اعتراض بہت چست ہے۔ مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود زدن کا مضمون ہے کیونکہ تیرہ سو برس ان تو اسی منگ پر گذر گئے جسپر اہلسنت کی زندگی ختم ہو گئی اور آپ پیدا بھی ہوے اور عمر بھی گذر گئی۔

(۲) شکر خدا کہ آپنے کسی طرح ہو اپنی کمزوری اور بے اثری کا اعتراف تو کیا کہ اہلسنت ہمیشہ شیعون کے مقابلہ مین کمزور اور بے اثر رہے۔

(۳) شیعہ بے باکی سے نہین۔ بلکہ ہدایت الہام سے یہ لعنت کرتے ہین کیونکہ خدا فرماتا ہے وجعلناهم ائمة يدعون الى النار ويوم القيمة لا ينصرون واتبعناهم في هذه الدنيا لعنة ويوم القيمة هم من المقبوحين۔ سورہ قصص

اور ہمنے اونکو امام بنایا کہ بلاتے ہین جہنم کی طرف اور بروز قیامت ان کی مدد نہ کیجائیگی اور اونکے پیچھے ہمنے اس دنیا مین لعنت لگا دی ہے اور بروز قیامت وہ بدحالون سے ہونگے۔

اب دنیا کے تمامی مذاہب مین غور کریجئے تو کسی مذہب کا پیشوا دوسری قوم سے لعنت نہین کھاتا حتی کہ خود آپکے مرزا قادیانی کو گو تمامی اہل اسلام نامسلمان جانتے ہین۔ مگر لعنت کا دستور اونپر بھی جاری نہین ہوا بخلاف خلفائے ثلثہ کہ ممکن ہی نہین کوئی مسلمان خالی خولی نام لے۔

آپکے معاویہ۔ عمرو عاص۔ یزید پلید کے کارنامے بھی بخوبی معلوم ہین۔ مگر تصدیق کلام باری لعنت کا دار چلتا ہے تو اونہین پر۔ یہ ہے خدا کا کلام اور اوسکا کام کہ جس طرح دوستی اونکا ہونے کو ثابت کیا اوسی طرح واتبعناهم في هذه الدنيا لعنة کو بھی دکھا دیا کہ کروڑون بندگان خدا لعنت کرتے ہین وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون

(۴) یہ بھی آپکی ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ آپکے پیشرو جتنے گذرے ہین سبھون نے ان مطاعن کا نام لیا ہے ابن تیمیہ ہون یا ابن حجر۔ شاہ عبدالعزیز ہون یا حیدر علی۔ مگر جس طرح آپنے سب کچھ لکھنے پر بھی لکھدیا" اور ایسا ہی ہم حضرت علیؓ اور جناب حسینؓ اور جناب حسنؓ اور جناب زین العابدینؓ اور جناب باقر اور صادق علیہما السلام کی دل سے عزت کرتے ہین انکو خدا تعالی کے برگزیدے اور سچے حنیفی مسلم و مومن تسلیم کرتے ہین اور مجذوم و ملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جس مین ان کا بغض ہو خلاف راشدہ صفحہ ۲۵

پھر نہ معلوم کیون اون خوارج کا نام لیا اور رائے سکت اور دندان شکن اعتراض کو یاد کرتے ہین۔

دیکھیے جس کمزوری مین آپ علمائے اہلسنت کو مبتلا بتلاتے ہین اوسی مین تو خود آپ بھی مبتلا ہوگئے کہ کہنے کو سب کچھ کہا مگر حق نے اپنا اثر دکھایا اور آپسے بھی اون کو ملعون اور مجذوم کہلوا چھوڑا یہ ہے تاثیر حق

ہمارا فرض ہے کہ بتادین کیون آپکو یا کسی سنی کو اسکی جرات نہین ہوتی کہ کھلم کھلا علانیہ سب و شتم کر سکین کیونکہ اصول مذہب اہلسنت یہی ہے کہ چار خلیفہ افضل ناس ہین بدرجہ مساوی یا بترتیب خلافت پس اگر ایک خلیفہ کو بھی آپ بُرا کہیے تو مذہب اہلسنت باطل ہو جاتا ہے یہ وجہ ہے کہ ہر ناگفتنی کہنے پر بھی آپکو تقیہ سے کام لینا پڑتا ہے اور انکار کرتے ہین ذلکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل یہ تو تمھارے منہ کی باتین ہین اور خدا تو سچی بات کہتا ہے اور وہی راہ حق دکھاتا ہے

(۵) اگر وہ مسلمہ کتابون کے مطابق تھا تو کیا اہلسنت مسلمہ کتابون کے خلاف چلتے ہین جو اون اعتراضات کو لغو قرار دیتے ہین اور اگر وہ غلط راہ پر چلتے تھے تو پھر آپ کیون اونپر لعنت کرتے ہین۔

(۶) آخر کسی سنی کو تو منتخب کرنا چاہیے جو اس رنگ سے مبرا ہو کیونکہ شیعون کا استدلال تو زیادہ تر قرآن سے ہوتا ہے تو کیا خدا بھی رافضی ہے یا آپکے جامعین صحاح ستہ بھی

اوسی رنگ مین تھے۔

(۷) قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور کے سوا اسکے جواب مین کیا کہہ سکتے ہین "کہہ دو ان سے اپنے غصہ مین مرجاؤ کہ خدا تمھارے دلون کی بات سے خوب واقف ہے۔

کیونکہ جس خدا نے ابوبکر و یزید کو خلافت پر تسلط دیا اوسی خدا نے اہلسنت کے دلون کو شیعیت کی طرف مایل کر دیا جس خدا نے اپنے روح اللہ کی طرف ابن عربی کو مائل کیا اوسی نے "بہت سے سنی کو حضرت علیؑ و امام حسینؑ کی طرف مائل کیا" اس مین آپکا کیا بس ہے۔

(۸) جس طرح اسکو فتنہ کہتے ہو خلافت ابوبکر و یزید کو بھی کیون نہین فتنہ کہتے جس کی پیشگوئی قرآن مین موجود ہے الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا ساء ما کانوا یحکمون۔ عنکبوت

الم۔ کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہین کہ صرف اس کہنے پر کہ ایمان لائے چھوڑ دیئے جائینگے اور آزمائے نہ جائینگے۔ حالانکہ جو لوگ انکے پہلے ہو چکے اونکو بھی آزمایا تھا تاکہ خدا معلوم کرے (کرا دے) اون لوگون کو جو سچے ہین اور اونکو جو جھوٹے ہین کیا جو لوگ برا کام کرتے ہین وہ یہ سمجھے ہوئے ہین کہ ہمسے آگے نکل جائینگے برا ہے وہ خیال جو کرتے ہین۔

پھر مولوی صاحب بتائین کون فتنہ بڑا ہے۔ ابوبکر کا تسلط خلافت پر۔ یا ہزارون علماے اہلسنت کا مائل ہونا اہلبیت طاہرین کی طرف۔

(۹) یہ آپکی حماقت ہے جو مرزا صاحب کی اس وجہ سے تعریف کرتے ہین کہ اونہون نے حضرت عیسیٰ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا جس سے وہ خود جہنم مین اوندھے منہ گر پڑے کیونکہ خدا و رسول نے اور علمائے برحق نے کونسی کسر اوٹھا رکھی تھی جسکو آپکے مرزا پورا کرنے چلے۔ مگر فرق ہے تو اسقدر کہ خدا نے اور رسول نے اور علمائے اسلام نے

حضرت عیسیٰؑ کے اصل درجہ نبوت کو قایم کرکے دعوی الوہیت نصاری کو باطل کیا اور
مرزا نے وہ کلمات شان مین حضرت مسیح کی کہے کہ خود داصل جہنم ہوے۔
اس جگہ آپ حاشیہ دیتے ہین "اور حضرت نبی اللہ مسیح موعود کے اس دعوی
برحق سے کہ مین حسینؑ اور عیسیٰ سے بڑھ کر ہون مخلوق پرست غالیون کے پیٹرون مین
آگ لگ گئی۔ حالانکہ کسقدر صاف بات تھی کہ جو تمام انبیا کا موعود اور خاتم النبیین کے
منہ سے جری اللہ [illegible] نبی اور مرسل اور حکم پکارا گیا ہو اس سے حسینؑ کیا دوسرون کو کیا
نسبت منہ [illegible] اللہ منہ
اب اس حاشیہ پر کیا حاشیہ چڑھایا جائے کہ آپ مرزا [illegible] مسیح موعود کا خطاب
دے [illegible] اگر خدا انکی کہدیتے تو لوگ آپکی زبان [illegible] سکتا تھا جیسا کہ خود مرزا نے
دعوی کیا کہ ہم بمنزلہ فرزند خدا ہین [illegible] اور ہم [illegible]۔
خدا تو فرماتا ہے۔ لانفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون۔ ہم ان پیغمبرون مین
کسی مین فرق نہین کرتے اور حکم خدا کے تسلیم کرنے والے ہین۔ مگر آپ اور آپکے مرزا
کہتے ہین ہم حضرت عیسیٰؑ سے بہتر ہین۔
خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین مرزا صاحب کے عقائد مین لکھتے ہین "اور تمام خاندان
نبوت علیؑ رضی اللہ عنہ و امام حسنؑ سبط اکبر اور امام حسینؑ سبط اصغر شہید کربلا اور انکی
والدہ بتول زہرا سیدہ نساء اہل الجنۃ سبکو اللہ تعالی کا برگزیدہ گروہ بدل یقین کرتے ہین
صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اولاد امجاد مولی مرتضی علیہ السلام کو علی بن الحسین زین العابدین
اور محمد باقر العلوم اور جعفر الصادق سے لیکر زید بن علیؑ اور اولاد صادق علیہ السلام
مین حسن عسکری تک سبکو علماے باعمل اور ائمہ دین مانتے ہین" ملاحظہ ہو بدر قادیان
مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء ۳۵ جلد ۷
پھر نہ معلوم آپ سمجھے ہین جو مدعی فضیلت مرزا ہین جناب امام حسینؑ پر۔ یا آپکے مرزا اور
اونکے خلیفہ جو ان حضرات کو امام دین اور برگزیدہ خدا مانتے ہین۔
کیا دنیا مین کوئی شخص بھی ایسا ہوا ہے جو کسی کی رسالت، یا امامت کا قائل ہو اور

پھر اوس سے اپنے کو بڑہکر سمجھتا ہو۔
مرزا کے دعووں کی تو انتہا نہین گرگٹ بھی اوتنا رنگ نہ بدلتا ہوگا جتنا انہوں نے رنگ بدلا۔ مگر کیا اس سے وہ قابل قدر ہو سکتے ہین۔

بطلان مرزا

خداوند عالم نے ذات بابرکات جناب امام حسینؑ کو تو اسی غرض سے پیدا کیا تھا کہ حق و باطل مین فیصلہ کر دیں جسکی تصدیق نہ صرف واقعہ کربلا سے ہوگئی بلکہ آج تک ہوتی ہے چنانچہ یہان بھی حضرت نے اپنے اعجاز سے مرزا صاحب کی بطالت و ضلالت کا فیصلہ کر دیا کیونکہ نص قرآنی ظاہر ہے انا خیر منہ کہنے والا شیطان ہوتا ہے نہ انسان اسی وجہ سے صد ہا احادیث مین حضرت رسالت نے ممانعت فرمائی ہے کہ ہمکو کسی نبی سے افضل نہ کہو حتی کہ یونس بن متیؑ سے بھی افضلیت کی ممانعت کی حالانکہ وہ انبیاء اولوالعزم سے بھی نہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کو جائز نہین کہ وہ یہ کہے کہ ہم فلان سے بہتر ہے پس چونکہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم جناب امام حسینؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہین لہذا وہ انسان نہ رہے بلکہ اوسی شخص کے ہمسر ہو گئے جس نے دعویٰ کیا تھا انا خیر منہ دیکھئے صحیح بخاری مین ہے عن عبد اللہ عن النبیؐ قال لا تقولن احدکم انی خیر من یونس زاد مسدد یونس بن متی دوسری روایت ہے ما ینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونس بن متی ونسبہ الی ابیہ صفحہ ۱۵۲ جلد ۲
یعنی کوئی یہ نہ کہے کہ ہم یونس بن متی سے بڑھ کر ہین۔ کسی بندہ کو مناسب نہین کہ وہ کہے ہم بہتر ہین یونس بن متی سے۔ بلکہ فتح الباری مین ہے وقد وقع فی حدیث عبد اللہ بن جعفر عند الطبرانی بلفظ لا ینبغی لنبی ان یقول صفحہ ۲۶۲ جلد ۳ کہ کسی نبی کو مناسب نہین ہے کہ وہ کہے ہم افضل ہین۔

پھر اوسی صحیح بخاری مین ہے فذھب الیھودی الی النبیؐ فاخبرہ الذی کان من امرہ و امر المسلم فقال لا تخیرونی علی موسی صفحہ ۳۲ حاشیہ فتح الباری جلد ۳
یعنی ایک مسلمان اور ایک یہودی سے اسپر قصہ ہوا کہ مسلمان کہتا تھا واللہ ہی اصطفی محمد اعلی العالمین قسم اوسکی جس نے برگزیدہ کیا ہے محمدؐ کو تمام عالم پر تو اوس یہودی نے

واللذی اصطفی موسیٰ علی العالمین یعنی قسم اوس کی جس نے برگزیدہ کیا موسیٰ کو تمام عالم پر۔ ان دونوں مین مارپیٹ کی نوبت آئی کہ مسلمان نے یہودی کو مارا تو وہ حضرت کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا اوسپر حضرت نے فرمایا کہ ہمکو حضرت موسیٰ سے افضل نہ کہو۔

دیکھئے کفر و اسلام کا مقابلہ ہے۔ مدینہ مین یہود کی کثرت ہے۔ اسلام کی ابتدا ہے۔ مگر حضرت نے بمقابلہ حق نہ کسی مصلحت کا خیال کیا نہ کسی کی رعایت کی حالانکہ آپکو بعلم الیقین معلوم تھا کہ آپ حضرت موسیٰ سے افضل ہین مگر تعلیم امت کے لئے کہ انسان کی شان سے فروتنی و انکسار ہے اسکو نہ گوارا کیا کہ کوئی کہے ہم حضرت موسیٰ سے افضل ہین۔

پھر مرزا صاحب کس شمار مین ہین جو اپنے منہ میان مٹھو بن رہے ہین اور کہتے ہین کہ ہم معاذ اللہ حضرت عیسیٰ اور امام حسینؑ سے افضل ہین حالانکہ صرف اس دعوی کرنے سے وہ ہمسر شیطان بن گئے۔

**مولف خلافت راشدہ** کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوی افضلیت مرزا بمقابلہ شیعہ اور عیسائی ہے مگر یہ بھی تعلیم رسول اللہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت نے تو بمقابلہ یہود بھی اسکی اجازت نہ دی کہ وہ مسلمان حضرت کی افضلیت کا دعوی کرے تو آپ کیسے مسلمان ہین جو محض دل آزاری شیعہ یا عیسائی کیلئے ایسا دعوی کر رہے ہین۔ حالانکہ حضرت کی عام تعلیم ہے لاتفضلوا بین انبیاء اللہ دفی حدیث ابی سعید لاتخیروا بین الانبیاء صفحہ ۲۵۹ جلد ۳ فتح الباری کہ نہ تفضیل دو درمیان انبیا کے اور نہ اختیار کرو درمیان انبیا کے۔ پس جب عام انبیا کے بارہ مین ممانعت ہے کہ ایک کو دوسرے سے افضل نہ کہو تو حیف ہے کہ خود مرزا صاحب اپنی افضلیت کا دعوی کرین۔

ہم نہین سمجھتے کہ مرزا صاحب کیا خلیفہ دوم سے بھی افضل ہین جو فرمایا کرتے جیسا کہ وسیلۃ النجات مولوی مبین صاحب مین ہے صفحہ ۲۷

روزے عمر بن الخطاب با معاویہ بن ابوسفیان خلوت کردہ بود و پسرش عبداللہ بن عمر بر در ایستادہ بود اجازت در آمدن نیافت و بازگشت درین ہنگام امام حسینؑ تشریف آوردہ و برگشتن ابن عمر را دید خود نیز برگشت و اجازت نطلبید پس عمر بن الخطاب شنید و نزد

جناب امام حسینؓ آمد و گفت مرا اطلاع آمدن تو نبود امام حسینؓ فرمود من آمدم و تو در خلوت بودی و ابن عمر را اجازت نشد من نیز ہمراہ وے باز گشتم عمر بن الخطاب گفت تو لائق و سزاوار تری از پسر عمر و بر سر ما موہا خدا رویانید بدولت شما و بہ برکت شما راہ راست یافتم و باین مرتبہ رسیدم۔

کیوں صاحب آپکے خلیفہ دوم تو جناب امام حسینؓ کو موجب ہدایت اور ذریعہ برکت بتائیں کہ ہمارے سر کے بال آپکی بدولت جمے۔ جو کچھ ہمکو ملا وہ آپکی بدولت۔ آپکی برکت سے ہمکو راہ ہدایت ملی۔ اور اس درجہ پر پہونچے۔ مگر مرزا صاحب ہیں کہ کہتے ہیں ہم جناب امام حسینؓ سے افضل ہیں۔ پھر خلیفہ دوم سے بھی ضرور افضل ہوے۔

کیونکہ مولف خلافت راشدہ لکھتے ہیں "کہ جو تمام انبیا کا موعود اور خاتم النبین کے منہ سے جری اللہ اور نبی اور مرسل پکارا گیا ہو اس سے حسینؓ کو یا دوسروں کو کیا نسبت" تو اس قاعدہ سے مرزا صاحب خلیفہ دوم سے بھی بمراتب افضل ہوے کیونکہ نہ عمر صاحب کے لیے جری اللہ کہا گیا ہے نہ نبی و مرسل۔

اللہ اللہ کیا درجہ ملا ہے امام حسینؓ کو کہ حضرت کی ذات بابرکات سے جب ہوتا ہے حق و باطل کا فیصلہ ہوتا ہے۔ کیونکہ نہ مرزائی لوگ نہ خود مرزا صاحب کبھی اپنی افضلیت کا دعوی خلفائے ثلثہ سے کرتے ہیں نہ جناب امیرؑ سے بلکہ جو کچھ حوصلہ ہے وہ بمقابلہ امام حسینؓ جن سے بڑھکر دنیا مین کوئی مظلوم نہوا۔ مگر کیا شان خدا ہے کہ یہی دعوی اون کی تفضیل بلکہ تکفیر تفسیق کا باعث ہوتا ہے۔

طرہ تو یہ ہے کہ امام حسینؓ کی افضلیت ایسی ثابت ہے کہ جسنے نہ خود آپکو شہید کیا اور جسکے حکم سے آپ شہید کئے گئے وہ بھی آپکی افضلیت و اولویت کا دم بہرتا ہے۔ مگر مرزا صاحب ان سے بھی بڑہا چاہتے ہین۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

دیکھیے تاریخ کامل مین ہے صد ۳۲ جلد ۴

فقال الناس لسنان بن انس النخعی قتلت الحسین بن علی وابن فاطمہ بنت رسول اللہ قتلت اعظم العرب خطرا اسراد ان یزیل ملک ھولاء

فاتت امراؤک فاطلب ثوابک منہم فاتہم لواعطونی بیوت اموالہم فی قتلہ کان قلیلا فاقبل علی فرسہ وکان شجاعاً شاعرا بہ لوثۃ حتی وقف علی باب فسطاط عمر بن سعد ثم نادی باعلی صوتہ۔

اوقر رکابی فضۃ وذہباً ۔ انی قتلت السید المحجبا ۔ قتلت خیر الناس اما وابا ۔ وخیرہم اذ ینسبون نسباً ۔

دیکھئے کس طرح قاتل امام حسینؑ کہہ رہا ہے کہ ہماری رکاب کو سونے چاندی سے بھر دو۔ کہ ہمنے سید محجب کو قتل کیا۔ ایسے شخص کو قتل کیا جوماں۔ باپ کے اعتبار سے افضل تھا۔ اور وہ ایسا شخص تھا جو عام طور پر سب صاحبان نسب سے افضل تھا۔

تو کیا مرزا صاحب سنان بن انس نخعی سے بھی افضل ہین جو اسکے مدعی ہو رہے ہین کہ ہم امام حسینؑ سے افضل ہین حالانکہ سنان حضرت کا قاتل ہے۔ اور انہون نے تو ایک تیر بھی نہ لگایا ہوگا۔

مرزا صاحب اگر تشیرونبی یزید پر بھی نظر کرتے تو ایسا دعوی نہ کرتے۔ کیونکہ جس طرح مرزا صاحب نبی مانے جاتے ہین اوسی طرح یزید بھی اہلسنت کے یہان نبی مانا گیا تھا۔ فرق ہے تو اسقدر کہ یزید ملعون نے خود کبھی اسکا دعوی نہین کیا بلکہ اوسکے مریدون نے یہ خطاب دیا۔ بخلاف مرزا صاحب کہ خود بھی مدعی ہوے اور مولوی عبد الکریم صاحب مولف خلافت راشدہ بھی اون کو نبی مرسل مانتے ہین۔

دیکھئے تاریخ کامل مین ہے صہ۳۵ جلد ۴

ثم قال اتدرون من این اتی ہذا قال ابی علی خیر من ابیہ وفاطمہ امی خیر من امہ وجدی رسول اللہ خیر من جدہ وانا خیر منہ واحق بہذا الامر منہ فقولہ ابوہ خیر من ابی فقد حاج ابی واباہ الی اللہ وعلم الناس ایہما حکم لہ واما قولہ امی خیر من امہ فلعمری فاطمہ بنت رسول اللہ خیر من امی واما قولہ جدی رسول اللہ خیر من جدہ فلعمری ما احد یومن باللہ والیوم الاخر یری رسول اللہ فینا عدلا ولا ندا۔

یعنی یزید نے کہا تم جانتے ہو یہ مصیبت کہاں سے آئی۔ امام حسینؓ نے دعوی کیا تھا کہ ہمارے باپ بہتر ہیں پدر یزید سے اور ہماری ماں افضل ہیں اور ہمارے جد رسول اللہ افضل ہیں جد معویہ سے اور ہم افضل ہیں یزید سے۔ رہا دعوی اول تو اسکی حالت ظاہر ہو چکی کہ انکے باپ اور ہمارے باپ نے باخود با نزاع کی۔ لوگوں نے کس کے حسب خواہ فیصلہ کیا۔ رہا یہ قول کہ ہماری ماں بہتر ہیں اس کی ماں سے تو قسم اپنے عمر کی فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم افضل ہیں ہماری ماں سے اور رسول اللہ صلعم بھی افضل ہیں ہمارے جد سے کیونکہ کوئی وہ شخص جو خدا وقیامت پر ایمان لاتا ہو رسول اللہ صلعم کا ہمسر کسی کو نہیں پاتا۔

پھر نہ معلوم مرزا صاحب۔ کیا یزید سے بھی افضل نہیں جو اسکا دعوی کر سکتے ہیں حالانکہ بتصریح یزید کوئی شخص مومن ہو نہیں سکتا جو مثل رسول اللہ صلعم کے وجود کا قائل ہو۔

مگر اوسکو یہ نہ معلوم تھا کہ چودھویں صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہونگے جو سب سے افضل ہونے کے مدعی ہونگے۔

بہر حال یہاں تک تو آپکی اس تقریر کا جواب تھا کہ "اسی اطرا کا یہ نتیجہ ہے" کہ جسپر یہ کا ہندسہ پڑا ہے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن آپ بمصداق خلطوا عملا صالحا واخر سیئا حضرت عیسیٰ اور امام حسینؓ کو ساتھ ملائے چل رہے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰؑ کو نصاری ابن اللہ یا خود اللہ کہہ رہے ہیں جسکا ازالہ حجت وبرہان سے ہر مسلمان پر لازم ہے بخلاف امام حسینؓ کے کہ بجز امام معصوم مظلوم اور کچھ ان کی شان میں نہیں کہا جاتا۔

(۱۰) مگر افسوس آجتک آپکی سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسا کیوں ہوا کیونکہ اگر مرزا صاحب انسانیت حضرت عیسیٰ کو ثابت کرتے اور خواص الوہیت کو اون سے سلب کرتے تو ایک بات تھی کہ تمامی اہل اسلام اس میں اون سے متفق تھے۔ مگر اونہوں نے تو خلاف تعلیم اسلام اس طرح کی توہین کی کہ معاذ اللہ اونکو انسان بھی نہ رکھا۔ بلکہ اوس سے بدتر درجہ دیا۔ اس سے زیادہ تو یہ کام کیا کہ نصاری کی رد صرف اس وجہ سے نہیں کی کہ وہ باطل پر تھے بلکہ جو درجہ حضرت عیسیٰ کے لئے نصاری قائم کرتے اوس سے بڑھکر اپنے لئے دعوے کیا۔ پھر کیونکر کوئی مسلمان اسکو گوارا کرتا۔

(۱۱) ہرگز خدا اس سے راضی نہین ہوسکتا کہ جو درجہ اوس نے کسی کو دیا ہے اوس سے چھینا جائے اوس نے حضرت عیسٰیؑ کو روح اللہ کہا ہے اور محمد مصطفےٰ کو حبیب اللہ۔ پس نہ حبیب اللہ کو درجہ روح اللہ دے سکتے ہین اور روح اللہ کو کوئی درجہ حبیب اللہ

تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض۔

(۱۲) افسوس کہ خود تو رسول اللہ بننے کے مدعی ہون کہ ہم بروزی محمد ہین بلکہ اون سے افضلیت کا دعوی کرین کہ خدا کہے انا منک وانت منی۔ اور آپ الزام دین مسلمانون کو جو بحکم لانفرق بین احد من رسلہ کل انبیا کو معصوم اور منزہ من الخطا سمجھتے۔

خدا کی غیرت تو آپ دیکھ رہے ہین کہ جب سے آپنے اس قسم کے دعاوی کئے اوسوقت سے اسلام تباہ ہو رہا ہے اور عیسائیون کو روز بروز عروج ہو رہا ہے۔ یہانتک کہ جتنی اسلامی سلطنتین دنیا مین تھین وہ سب خاک مین مل گئین اور آپ کہتے ہین کہ مرزا کی بدولت اسلام کو عروج ہوا۔

خدا مسلمانون کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے کہ روز بروز الحاد و کفر کا بازار گرم ہو رہا ہے اودھر آپ مدعی نبوت ہوے اودھر بہت سے شاگرد آپکے مدعی الہام بنے اور اسلام روز بروز ضعیف ہو رہا ہے خدا اب سے بھی اپنا فضل و کرم کرے اور ایسے دعاوی کے مرض کو مسلمانون سے نکالے۔

**خلافت راشدہ**۔ اسی طرح اب وقت آگیا ہے کہ نابکار رفض کے رنگ مین رنگین سنیت[۱] کی گردن مروڑ کر صدق اور حق کی حمایت مین اخلاقی جرات کیساتھ الباطل کا مقابلہ کیا جائے اور دکھایا جاے۔ کہ مذہب تشیع[۲] یا رفض کی تسلیم پر اور یہ مفاسد اور بدنتائج[۳] مترتب ہوتے ہین اور ثابت کیا جاے کہ شیعون[۳] کے علیؑ اور آئمہ کذ[illegible] بیت کسقدر کمزور اور گرے ہوے انسان اور مخذول[۴] اور ناقابل ذکر لوگ ہین اور پھاڑ پھاڑ کر دکھایا جاے کہ کوئی علامت بھی نصرت حق اور تائید آسمانی کی آیات سے جن کا مصداق بنکر قرآن کے وعدہ کے موافق کوئی شخص موعود حق ٹھہر سکتا ہے اور ائمہ کے وجود مین نہین پائی جاتی[۵] یہ سلسلہ اول سے آخر تک یا یون کہو کہ کوفہ سے سُرّ من راٰے تک ناکامیون۔ نامرادیون۔

پاسون جسر توں اور رارمائون کا سلسلہ نظر آتا ہے(۶) جبکہ خدا کی غیرت نے ایک اولوالعزم نبی عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی نسبت جائز رکھا ہے کہ ایک شرک عظیم اور ظلم جسیم کے استیصال کے لئے ان کی نسبت اطراؤن کو زمین کے ساتھ ہموار کر دیا جائے تو کہ پھر کبھی کوئی اوپر دیکھنے نہ پائے اور دل مین خیال ہی نہ لائے کہ وہ آسمان پر ہے اور آسمان سے اترتا ہے تو کیونکر اس کی غیرت روا نہ رکھے گی۔ کہ شرک کی دوسری ٹانگ یعنی علیؑ اور حسینؑ کی پرستش کو نابود کرنے کے لئے حق اور حقیقت سے کام نہ لیا جائے(۷) ہمارے زمانہ کے تھوڑے ہی اہل سنت ہونگے جو بصیرت سے واقف ہونگے کہ شیعون نے علی اور حسین (رضی اللہ عنہما) کی انسبت اس قدر مبالغے لئے اور ایسے صفات سے انہیں موصوف مانا ہے کہ خود جناب سرور کائنات اور سارے نبیون کی بلکہ خود خدا کی عزت خاک مین مل جاتی ہے کاش کوئی کافی کلینی پڑھ کر دیکھے(۸) اگر مجھے خدا سے توفیق ملی تو دوسرے حصہ مین ان باتون پر مفصل بحث کرونگا۔ اور پنجاب کے سنیون کو جو محض بے خبر ہین اور علی پرست فقرا کے دام تزویر مین پھنسکر نادانستہ رفض کی بلا مین مبتلا ہین دکھاؤنگا کہ نصرانیت کی طرح شیعیت سخت خطرناک مذہب اور تقوی، طہارت اور راستبازی کی راہ مین ٹھوکر ہے(۹)۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے اور وہ علیم بذات الصدور ہے کہ ہم احمدی قوم سب سے زیادہ نبیون کی عزت کرنے والے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے بہت زیادہ پیار کرنے والے اور انہین وجیہ اور صادق رسول ماننے والے ہین۔ اور پھر ان کی بے عزتی کیونکر روا رکھ سکتے ہین جبکہ خود ہمارا محبوب امام اور آقا اسی کے نام اور خو پر آیا ہے اور یہی اسکا دعوی ہے اور ایسا ہی ہم حضرت علی علیہ السلام اور جناب حسین علیہ السلام اور جناب حسن علیہ السلام اور جناب زین العابدین علیہ السلام اور جناب باقر اور صادق علیہما السلام کی آل سے عزت کرتے ہین ان کو خدا تعالی کے برگزیدے اور سچے حنیفی مسلم مومن تسلیم کرتے ہین اور مجذوم اور ملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جس مین ان کا بغض ہو(۱۰)۔

ردالملاحدہ (۱) ہان یہ ہوسکتا ہے کہ رنگین سنیت کی گردن مروڑی جائے مگر اوس سے

اور بھی حق واضح ہو گا کیونکہ آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ آجتک جو تحریرین سنیون نے بمقابلہ شیعہ لکھین اوس مین اخلاقی جرات سے نہین کام لیا گیا اور نہ الباطل کا مقابلہ کیا گیا۔

(۲) مگر افسوس ابھی تک تو آپکو کامیابی نہوئی نہ قیامت تک ہوسکتی ہے۔

(۳) بیشک شیعون کے علیؑ اور آپکی ذریت انسان تھے اور کمزور انسان تھے اسی لیئے اشهد ان محمد اعبده و رسوله کلمہ تشہد ہے کہ عبدیت کا پہلے اقرار کیا جاے تاکہ معلوم ہو آپ ایک بندہ خدا تھے۔ پھر حضرت کی اولاد اجاد کب درجہ عبدیت سے خارج ہوسکتے ہین خلق الانسان ضعیفا۔

(۴) مگر یہ کلمہ کفر کہان سے کہہ دیا کہ معاذاللہ وہ مخذول اور نا قابل ذکر تھے جس سے قرآن غلط ہوتا ہے جس مین ان حضرات کو کبھی تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم سے یاد کرتا ہے۔

کبھی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا سے خطاب کرتا ہے۔ کبھی وات ذی القربی حقہ سے مخاطب فرمایا ہے۔

(۵) نہ معلوم وہ کون سی آسمانی تائید ہے اور کونسی نصرت حق جو ان حضرات مین نہ پائی گئی کیونکہ اگر آپکا مقصود اس سے سلطنت زمین ہے تو نہ رسول اللہ نے سلطنت کیا نہ آپکے اوصیا و اولیا نے۔ وہ تو یزید و مروان ہی کیلئے زیبا تھی جسکے بانی ابوبکر و عمر ہو سے یہان تو اظہار حق اور اعلان کلمۃ اللہ سے مطلب تھا جسکو رسول اللہ نے انجام دیا اور آپکے اوصیا نے۔

(۶) پھر اسکے ساتھ یہ بھی کہو کہ حضرت آدمؑ سے لیکر تا محمد مصطفےٰ رسول اللہ ناکامیون۔ نامرادیون یاسون حسرتون اور ارمانون کا سلسلہ نظر آتا ہے کیونکہ کل انبیا تو اسی قسم کی حسرت مین رہے کہ لوگ کفر چھوڑ کر اسلام کو قبول کرین مگر کسی کی یہ آرزو پوری نہوئی۔ پھر یہ حضرات کیونکر اس مین کامیاب ہوتے یہی سنت اللہ ہے ولن تجد لسنة الله تبدیلا۔

آپ اگر مسلمان ہوتے یا کچھ بھی عقل رکھتے تو آپکو معلوم ہوتا ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین دین مین جبر و تعدی نہین ہے۔ پس اگر کچھ خاصان خدا ایسے ہوتے جو محض مظلومیت سے تبلیغ دین کرین تو حق و باطل مین فرق نہ ہوتا لہذا مظلو

تھا کہ اصل اسلام کی حقیت و روحانیت دکھانے کیلئے خداوند عالم اپنے خاص بندون کو اسکا نمونہ بنائے کہ دیکھو یہی ہین اسلام کے مربی۔ اسلام کے مروج۔

(۷) نہ خدانے اپنے نبی اولوالعزم حضرت عیسیٰ کی نسبت ان بیہودہ گوئیونکو جائز رکھا ہے نہ اپنے اولیاء اللہ حضرت علیؑ و امام حسنؑ کے نسبت کہ کوئی ناجائز کلمہ آپکی شان مین کہہ سکے۔ بلکہ جن لوگون نے حضرت عیسیٰ کی شان مین بے ادبی کی یا جناب امیرؑ اور امام حسنؑ و حسینؑ کو قتل کیا ادن کو اون یہودیون سے تشبیہ دی ہے جنہون نے حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا اور بعد پیغمبرونکو قتل کیا دبقتلھم الانبیاء

اگر ادن یہود کا یہ فعل جائز تھا تو بیشک آپکا بھی فعل جائز ہو سکتا ہے۔ مگر قرآن مین تو ہر جگہ وہ ملعون کہے گئے ہین۔

(۸) جو سنی ہوگا اوسکو تو بعین الیقین معلوم ہے کہ جو حدیثین فضائل اہلبیت اطہار مین شیعون کے یہانکو ادہین اوس سے زیادہ نہین تو ہرگز کم اہلسنت کے یہان نہین ہین۔ مگر جو خارجی ہین اونکا ذکر نہین۔

صحاح ستہ مین صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ سنن ابوداؤد کون ایسی کتاب ہے جسمین ان حضرات کے فضائل و مناقب نہین بھرے ہوے ہین۔ اور کون ایسی حدیث کافی کلینی مین ہے جسکی تائید صحاح ستہ نہین ہوتی۔ مگر افسوس جب یزید نے باوصف علم و معرفت ادن حضرت کو شہید کر دیا۔ تو آپکی جہالت اور نادانی پر کیونکر تعجب آسکتا ہے کہ اپنی صحاح ستہ کو دیکھکر بھی ایمان نہین لاتے۔

(۹) جس طرح آپکے خلیفہ ولید بن یزید نے آرزو کی تھی کہ خانہ کعبہ کی چھت پر جاکر شراب پیونگا اور یہ آرزو اوسکی پوری نہوئی اوسی طرح آپکی بھی یہ آرزو قبل از وقت خاک مین مل گئی اور دنیا کو معلوم ہوگیا کہ اسلام اگر باقی ہے تو شیعون سے جو تقوی طہارت راست بازی کے مجسم پتلے ہین۔ (۱۰) اگر شیعونکا وجود نہوتا تو اسلام مٹ چکا تھا آپکے خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب نے تعریف عدل مین اقرار کیا ہے کہ اسکو شیعون نے اصول دین مین مانا ہے اور نہایت تعریف کی ہے جیسا کہ بدر مین ہے۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اصول و فروع مذہب شیعہ کیسے قوی اور محکم ہین کہ مخالف کو بھی اوسکی حقیت کا اقرار کرنا پڑا اس سے بڑھکر کیا دلیل حقیت چاہتے ہو۔

(۱۰) دیکھئے یہ ہے تائید حق کہ اتنا شور و غل کفریات بکنے کے بعد پھر آپکو توبہ کرنا پڑا اور اقرار کیا کہ ہم ائمہ اطہار کو مانتے ہین حضرت عیسٰی کی نسبت یہ اقرار تو محض سنیون کی خاطر سے ہے جنھون نے آپکے ان عقائد کو تمامتر قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کیا جس سے آپکو زبانی اقرار کرنا پڑا کہ ہم سب سے زیادہ نبیوں کی عزت کرنے والے ہین۔ مگر ایسے اقرارون کو خدا نے علامات منافقین سے قرار دیا ہے یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبہم۔

رہا ائمہ ہدی علیہم السلام کے نسبت آپکا یہ زبانی اقرار بھی اگر ان حضرات کا معجزہ نہین تو کیا ہے کیونکہ آپکے اسلاف تو وقت وفات رسول اللہ سے درپے آزار و تذلیل و توہین و تذلیل ہے یہانتک کہ آخر معرکہ کربلا مین سبکو دن دوپہر شہید کیا اور بعدہ جو برتاؤ ہوتا رہا اوسکے حالات تواریخ سے سبکو معلوم ہین۔

آپنے تیغ زبان سے بھی وہ کام لیا جو یزید سے نہو سکا تھا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ مگر خدا نے مجبور کیا کہ آخر آپکو زبانی اقرار کرنا پڑا کہ ہم ایسونکو مجذوم اور ملعون سمجھتے ہین۔ اس سے بڑھکر کیا حقیت ہو سکتی ہے۔

کیون صاحب آپنے تو لکھا تھا "اب وقت آگیا ہے کہ نابکار رفض کے رنگ مین رنگین سنیت کی گردن مروڑ کر صدق اور حق کی حمایت مین اخلاقی جرات کے ساتھ باطل کا مقابلہ کیا جاے"۔

مگر یہان آکر کیا ہوگیا کہ وہ سب طنطنہ وہ سب ولولہ خاک مین مل گیا۔ اور حق کے سامنے گردن جھک گئی اور آخر اقرار کرلیا وہ مجذوم اور ملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جس مین انکا بغض ہو۔ جس سے خود آپکے فرقہ کی ملعونیت و مجذومیت ثابت ہوئی۔ بلکہ خلفاے ثلثہ اور تمامی خلفا ملعون و مجذوم قرار پاے جنکے دل مین ان حضرات سے بغض [illegible] تھا۔

ایسے شخص تو خلیفہ اول و دوم سے بڑھکر جابر ہو سکتا ہے جنھون نے جہان جناب سیدہ کے گھر مین آگ لگائی پھر حسب روایات اہلسنت معذرت بھی کرنے گئے۔

نہ عمر سعد وشمر سے بڑھکر ظالم جو امام حسین کو قتل بھی کرتے اور آپکے مصائب پر روتے بھی۔
نہ ابن زیاد و یزید سے زیادہ جلال والا ہو سکتا ہے جسنے خاندان رسالت کو تباہ و برباد کیا پھر اپنے جرائم پر نادم اور معذرت خواہ بھی۔
اوسی طرح جو کچھ پہلے تو نے لکھا وہ سب تیرے نامہ اعمال مین درج کرلئے گئے۔ اور اب جو لکھتا ہے وہ سب علامات نفاق سے ہین۔ کیونکہ اگر ایسا سمجھتا تو پہلے کیون وہ لکھتا جس سے آسمان و زمین اور فرشتہ ہائے مقربین تجھپر نفرین کر رہے ہین۔
افسوس تو یہ ہے کہ خود مرزائی لوگ اپنی ذلتون کو یاد کرکے اس طرح تسلی دیتے ہین ملاحظہ ہو بدر قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء
ہماری جماعت ایک مظلوم جماعت ہے ہم اپنے گھرون سے نکالے گئے۔ وطن سے بے وطن کئے گئے۔ برادری سے خارج کئے گئے۔ مسجدون مین نماز پڑھنے سے ہمین روکا گیا۔ ہمارا پانی مسلمانون نے اپنے کنوون سے بند کردیا اپنے قبرستانون مین ہمارے مردے دفن نہین ہونے دیتے۔ ہمارے رشتے ہم سے چھین لیا گیا ہمین بر سر مجالس بے عزت کیا گیا۔ مارا گیا پیٹا گیا۔ ہمارا تمسخر اڑایا گیا ہماری ملازمتون مین رخنہ اندازی کی گئی ہماری دوکانون سے سودا لینا حرام سمجھا گیا۔ ہمسے سلام کہنا موجب کفر جانا گیا"
ان سب پر آپ مدعی حقیقت ہین۔ اور شیعون اور اونکے ائمہ کے ساتھ جو یہ سب برتاؤ کیا گیا وہ دلیل بطلان ہے کیا خوب ذہن رسا ہے۔
اب اپنے امیر المومنین مولوی محمد سرور شاہ صاحب کا درس قرآن شریف اخبار بدر مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء مین دیکھیے۔
کہ تفسیر سورہ زخرف مین لکھتے ہین لوشاء الرحمن ما عبدنھم گندے لوگ اپنے گندونکے جوازکے واسطے کچھ نہ کچھ ڈھکوسلے بنا لیتے ہین اسکا جواب دیا ما لھم بذلک من علم عقائد کی بنا علم الٰہی پر ہے۔ اور وہ عملی زندگی کے لئے بطور روح کے ہوتے ہین پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تمین چلا رہے ہین کیا کسی کتاب مین ہمنے شرک کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ اصل صحیح ہے کہ جو کام ہم کر رہے ہین وہ خدا کی مرضی سے ہے اور جائز ہے تو پھر خود شرک

کو اس دلیل سے جائز قرار دینے والے بعض باتون مین چیخ اٹھین گے۔ جب انکو کوئی مالی یا عرضی یا جانی نقصان پہونچا بل فرماتا ہے کہ شرک کرنے کی وجہ لو شاء الرحمان نہین ہے بلکہ اناوجدنا ہے۔

مولوی صاحب غور توکیجئے اس تحریر نے جو آپکے امیر المومنین کی ہے۔ آپکا سب تانا بانا بگاڑ دیا یا نہین۔ کیونکہ فرماتے ہین "معقائد کی بنا حکم الٰہی پر ہے" پھر کیا آپ کہہ سکتے ہین خلافت خلفاءے ثلثہ پر کوئی حکم الٰہی ہے جسکو آجتک تو آپ نہ لکھ سکے نہ لکھ سکتے ہین۔ بلکہ آپکا سارا زور توقبر کی یکجائی پر رہا ہے۔

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ وہ کہتے ہین "اگر یہ اصل صحیح ہے جو کام ہم کر رہے ہین وہ خدا کی مرضی سے اور جائز ہے تو پھر خود شرک کو اس دلیل جائز قرار دینے والے بعض باتون مین چیخ اوٹھینگے" اسکی کیسی تصدیق آپکے حالات سے ہوگئی کہ جس دلیل سے آپنے خلافت ثلثہ کو ثابت کیا تھا اوسی دلیل سے خلافت یزید و مروان بھی ثابت ہوگئی جس سے کیسا چیخ اوٹھے کہ آخر اون دشمنان اہلبیت کو آپنے مجذوم و ملعون مانا۔

دیکھئے دیکھئے جو ڈھکوسلے آپکے قدیم مشرکین نے نکالا تھا وہی ڈھکوسلا آپنے بھی نکالا یا نہین کہ ان حضرات کے خلیفہ نہ بننے کو آپنے اونکے بطلان کی دلیل قرار دیا۔ اور آخر خود اوس مین مبتلا ہوسے کہ اپنی جماعت کی ملعونیت و مجذومیت و محرومیت کا اقرار کیا ۔ ہر کہ باآل نبی درافتاد برافتاد۔

خلافت راشدہ مگر ہم ایمان رکھتے ہین(۱) کہ یہ سب کچھ اسی صورت مین راست آتا اور ساری کل ٹھیک بیٹھتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام(۲) کی حقیت اور صدق کو مانا جاسے جب تو حضرت علی علیہ السلام سے لیکر اس امام تک جو خدا تعالی کی نگاہ مین بزرگ اور نیک تھا۔ سارا سلسلہ نور علی نور ہے(۳) اور اگر شیعہ مذہب اور عقائد کو سچ سمجھا جائے(۴) تو وہی مفاسد لازم آتے ہین جو مسخ شدہ انجیلون اور نصاریٰ کے عقائد کو مان کر یسوع مسیح کی ذات مین لازم آتے ہین کہ نصرانیون کے عقیدہ اور انجیلون کی بنا پر تو یسوع مسیح کو معمولی انسان ماننا بھی مشکل ہے چہ جائیکہ ایسا اور ویسا مانا جائے(۵)۔ اسی طرح مذہب

تشیع کو مان کر بالبداہت ماننا پڑتا ہے کہ جناب علیؓ (نعوذ باللہ منہا) ڈرپوک، کمزور، تقیہ باز شیخین کی حضور میں تملق کرنے والے ان کے مال غنیمت سے حصہ لینے کی خاطر خاموشی اور نفاق سے بسر کرنے والے اور اپنی بیوی خاتون جنت کے اسقاط حمل پر بھی صبر کرنے والے اور ایک عرصہ دراز تک یعنی صدی کے چوتھے حصہ تک خلافت کی حسرت میں کڑھنے والے تھے[6] اور اسی اخلاقی کمزوری کا اثر ان کی اولاد پر بھی پڑا چنانچہ ایک نے چھ مہینہ تک بھی زمام خلافت کو ہاتھ میں رکھ سکنے کی قابلیت نہ پاکر اپنے باپ کے حریف مقابل حضرت معاویہ علیہ السّلام کو سلطنت سونپ دی[7]۔ اور دوسرا بڑی کمزوری اور کس مپرسی کی حالت میں دشت غربت میں تباہ ہوگیا۔[8] اور ان کے فرزند یکے بعد دیگرے حسرت اور ارمان بھرے دل سے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مجھے یقین ہے کہ بہت سے خداترس اور خداجو دل میری ان باتوں میں خوب غور کرینگے اور سمجھ لین گے کہ میرے اس بیان سے خداتعالی کے کسی برگزیدہ کی اہانت مستنبط نہیں ہوتی[9]۔ اگرچہ مجھے خیال ہے کہ کئی ایسے بھی ہونگے جو نادانی اور ناعاقبت اندیشی اور سخن نافہمی کے سبب سے چیخ اٹھین گے کہ یہ شخص حضرت علیؓ اور ائمہ کی ہتک کرنے والا انتہا درجہ کا خارجی ہے مگر خدا کے سوا کون سینہ کو دیکھ سکتا اور جان سکتا ہے کہ ان کی یہ بات اور گمان خدا کو ناراض کرنے والا بہتان ہوگا۔ اور میں انکی ہر قسم کی بدگمانی اور افک سے ویسا ہی بری ہوں گا جیسے کہ جناب علی مرتضی علیہ السّلام فرقہ بیانیہ (خوارج) کے افک اور بہتان سے بری تھے اور ہیں[10]۔

رد الملاحدہ۔ اگر آپ ایمان رکھتے تو مرزائی ہی کیوں ہوتے کیونکہ (۱) ابھی تک تو یہی نہ معلوم ہوا کہ "یہ سب کچھ اسی صورت میں راست آتا اور ساری کل ٹھیک بیٹھتی ہے" کا مشار الیہ کون ہے۔ کیونکہ اگر پہلا جملہ ہے "یہ سلسلہ اول سے آخر تک ناکامیوں۔ نامرادیوں یاسوں حسرتوں اور ارمانوں کا سلسلہ نظر آتا ہے" تو پھر وہ سلسلہ نور علی نور کیونکر ہوسکتا ہے۔

اور اگر دوسرا ہے "ہم حضرت علیؓ اور جناب حسینؓ ... کو مومن تسلیم کرتے ہیں اور

مجذوم وملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جس ہین ان کا بغض ہو" تو تسلیم خلافت ابوبکر مین کیونکر ٹہیک ہوسکتا ہے کیونکہ اگر وہ خلافت ابوبکر کو حق جانتے تو یہ نوبت ہی کیون آتی۔

(۲) آپ ابوبکر کو علیہ السّلام نہین بلکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایے بلکہ جل جلالہ وعم نوالہ کہہ جائیے۔ لیکن اس سے کیا ہوگا سنی بشیعہ دونو لعنت کرینگے۔ کیونکہ صلوٰۃ وسلام و خواص انبیاء واہلبیت طاہرین سے ہے۔

مگر جب آپ مرزا صاحب کو علیہ السّلام کہہ رہے ہین تو حضرت ابوبکر ان سے بہ اعتقاد آپکے افضل تھے۔

(۳) آجتک تو یہی سنا جاتا تھا من سعد سعد فی بطن امہ ومن شقی شقی فی بطن امہ کہ سعید اور شقی پیدایشی ہوتا ہے مگر آپنے یہ نیا شاخانہ نکالا کہ "ابوبکر کی حقیت اور صدق کو مانا جائے تو سلسلہ نور علی نور ہے ورنہ نہ معلوم کیا ہے۔

ہان صاحب ذرا اسکی بھی وجہ بتائیے "جو خدا تعالی کی نگاہ مین بزرگ اور نیک تھا" کیونکہ اگر علت بزرگی ونیکی حصول خلافت ہے تو پھر علی اللہ کو کیون لائیے "جو خدا کی نگاہ مین بزرگ اور نیک تھا" اور اگر علت بزرگی ونیکی نگاہ خدا ہے تو پھر خلافت ابوبکر اس مین کیا دخل۔

(۴) مگر افسوس آپنے عقائد شیعہ کی تشریح نہ کی کہ اونکا کیا عقیدہ ہے کیونکہ اونکا عقیدہ تو صرف اسقدر ہے کہ خلیفہ کو منصوص من اللہ ہونا چاہیئے۔ اسی عقیدہ سے وہ خلافت جناب امیر کو حق اور خلافت ابوبکر کو باطل سمجھتے ہین جسپر کسی قسم کا نص بالاتفاق فریقین نہ تھا۔

(۵) آپ حضرت عیسیٰ کے متعلق جو ناحق گفتگو کرتے ہین اوس سے نہ معلوم کیا فائدہ سوچا ہے کیونکہ ایسی ہی تقریرون سے وہ حضرت رسالت پر ایسا حملہ کرتے ہین کہ تمام اہل اسلام کے دل پاش پاش ہوتے ہین اور آپ خوش ہوتے ہین کہ مرزا صاحب کا خوب بدلہ لیا۔ اگر اہل اسلام مرزا صاحب کو برا کہتے ہین تو عیسائیون سے رسول اللہ کو گالیان سنواتے ہین حالانکہ آپکے مرزا صاحب بہت دن ہوا اسکا فیصلہ کرچکے ہین۔ جیسا کہ براہین احمدیہ مین ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔ یہ آیت

جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائینگے تو اون کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پھیل جائیگا صنـ۴۹۹ طبع ثالث

پس جب مرزا صاحب کا یہ صریح اقرار موجود ہے تو آپ کون ہوتے ہین جو فضائل و مناقب حضرت عیسیٰ سے انکار کرین اور نتیجہ اسکا بجز سب و شتم جناب رسالتمآب کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

(۶) بس یہی مفاسد ہین جو مذہب تشیع کے ماننے پر لازم آتے ہین۔ مگر افسوس یہ تو وہ الزام ہے جس مین سب سے زیادہ رسول اللہ ہتا آ رہے کیونکہ بقول آپکے حضرت ایسے ڈرپوک تھے کہ پہلے دار ارقم مین چھپے۔ پھر تین برس تک شعب ابوطالب مین محصور رہے مکہ چھوڑا بھی تو سیدھے مدینہ نہ پہونچ سکے بلکہ تین روز تک غار مین چھپے رہے۔ اگر ابوبکر نہ بچاتے تو سانپ نے آپکو ڈس ہی لیا تھا۔

کمزور ایسے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ نے آپکو زمین پر گرا دیا۔ گلے مین رسی کے عوض اپنی ردا ڈالی کہ اگر جناب سیدہ نہ آجاتین تو معاذ اللہ آپکی روح فنا ہو جاتی۔ ابوبکر پر تڑاتڑ جوتیاں برس رہی ہین اور آپ کچھ مدد نہ کرسکے۔ وہ ظالم ایسا موذی تھا کہ پیوند دار جوتی کو مارتے وقت ٹیڑھا کر دیتا کہ بارہ وار کنارہ ابوبکر کے چہرہ پر پڑتا۔

تقیہ باز ایسے تھے کہ دور سے آتے دیکھکر کافر کو برا بھلا کہتے جب پاس آجاتا تو عبا کا فرش کر دیتے نہایت ملائمت سے بات کرتے حالانکہ وہ ایسا بیحیا تھا کہ کہتا ہے کہ عائشہ کو ہمکو دیدیجیے ہم اس کی عوض اپنی نہایت حسین عورت دیتے ہین۔ اور حضرت بلکہ عائشہ سنکر چپ رہ جاتے۔

یہانتک کہ مکہ بھی فتح ہو گیا مگر آپ خانہ کعبہ کی ہیئت و وضع کو نہ بدل سکے جسپر عائشہ سے فرماتے کہ اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا تو ہم خانہ کعبہ کا دو در کرتے۔

تملق کرنے والے ایسے کہ مجمع کفار مین بیٹھے ہوے سورہ والنجم کی تلاوت کر رہے ہین اور کافرون کی خاطر سے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ خود سورہ مین بڑھا رہے ہین

کہ یہ بہت بلندی کی گڑیاں ہیں اور ان کی شفاعت کی ضرور امید کی جاتی ہے

پس جب یہ صفات حسب روایات اہلسنت خود حضرت رسالت میں معاذ اللہ موجود تھے تو جناب امیرؑ جو اونکے نائب اور جانشین اور خلیفہ جائز تھے بقول آپکے اس سے کیونکر جدا ہو سکتے تھے۔ اور اگر اس سے اسلام پر الزام عائد ہو سکتا ہے تو ضرور تشیع بھی ان امور کا ملزم ہے مگر فرق ہے تو اسقدر کہ رسول اللہ کے یہ افعال بمقابلہ کفار تھے جن سے حضرت کو حکم جہاد تھا۔ اور جناب امیرؑ کے یہ افعال بمقابلہ مدعیان اسلام تھے جسکی وصیت رسول اللہ کر گئے تھے جیسا کہ مدارج النبوۃ میں ہے صفحہ جلد ۲

بعد ازان فرمود برادر من علیؑ را بیارید علی بیامد و بر بالین آن حضرت بنشست و سر مبارک را بر زانوے خویش نہاد و آن سرور فرمود اے علیؑ فلان یہودی پیش من چندین مبلغ دارد کہ ازان برائے تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علیؑ تو اول کسے خواہی بود کہ در لب حوض کوثر بمن رسی و بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دلتنگ نشوی و صبر کنی و چون بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔

دیکھئے غور فرمایئے کس طرح خلافت کا بھی فیصلہ ہے اور صحابہ کی عاقبت کا بھی۔ کیونکہ جناب امیرؑ بلائے جاتے ہیں اور وصیت کرتے ہیں کہ فلان یہودی کا قرض دینا کہ تجہیز لشکر اسامہ کے لئے قرض لیا تھا جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر خلافت دوسرے کو دیتے تو اوسی سے وصیت ادائے قرض بھی کرتے نہ یہ کہ خلیفہ تو دوسرا ہو اور قرض دوسرا ادا کرے۔ کیونکہ قرض مہمات رسالت کیلئے تھا کہ تجہیز لشکر اسامہ کے لئے لیا تھا نہ ذاتی مصارف کیلئے کہ کہا جائے اسکا ادا کرنا حضرت کے وارث پر لازم ہو۔

اگر آپکو کچھ بھی عقل ہوتی تو سمجھتے حضرت کے علاوہ اور سابق فیصلوں کی خود یہ وصیت ایسا ناطق فیصلہ ہے کہ اسکے بعد کسی کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے جو کسی جائداد کا وارث ہوتا ہے وہی اوسکے بار دین کا بھی متحمل ہوتا ہے پھر یہ کیسا فیصلہ ہے کہ خلافت تو ملے ابوبکر کو اور قرض ادا کریں جناب امیرؑ۔ لہذا معلوم ہوا خلیفہ رسول حضرت علی ہی تھے اور دوسرا غاصب تھا۔

پھر حضرت فرماتے ہین اے علیؑ تو سب سے پہلے لب حوض کوثر پر ہمارے پاس پہونچے گا جس سے
معلوم ہوا کہ اور سب صحابہ ناری تھے ۔ کیونکہ یہ بات تو عقل مین نہین آتی حضرتؐ کا انتقال
سنہ ۱۱ مین ہوا اور جناب امیرؑ کا سنہ ۴۰ مین اور سب سے پہلے حضرت علیؑ ہی پہونچین ابوبکر
عمر عثمان سب غائب ہو جائین ۔
پھر حضرت فرماتے ہین کہ بعد میرے تمکو بہت سے مکروہات پہونچینگے اونپر صبر کرنا اب اہلسنت
بتائین وہ کونسے مکروہات تھے جو جناب امیرؑ کو پہونچے اور حضرتؑ نے صبر کیا ۔ کیونکہ اپنے زمانہ خلافت
مین تو حضرت ؑ خود عائشہ سے طلحہ سے زبیر سے لڑے جو حضرت کی زوجہ اور دو نوہم زلف تھے
اونکے بعد معاویہ سے لڑے جو رسول اللہؐ کا سالہ تھا ۔
پھر بجز زمانہ خلفاے ثلثہ کونسا زمانہ اسکا مصداق ہوسکتا ہے جس مین حضرت کو مکروہات پہونچے
اور آپنے صبر کیا ۔ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا آپنے آخرت کو جسکا بدیہی ثبوت وہی ہے کہ خلفائے
ثلثہ نے حضرت کو بے غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ کی راہ لی ۔ اور جنابؑ اپنے آقا دونون نعمت کی
تجہیز وتکفین مین مشغول رہے ۔
غرض جن باتون کا الزام آپ مذہب تشیع اور جناب امیرؑ پر دیتے ہین وہی سب تر جناب
رسالتمآبؐ اور اسلام پر عائد ہے تو اگر یہ الزام صحیح ہین اور اس سے کوئی خرابی لازم
آتی ہے تو اسلام اور تشیع دونو اس مین شریک ہین ۔
ہان مگر یہ تو ارشاد ہو کہ اگر مذہب اہلسنت صحیح مانا جائے اور آپکا قول درست سمجھا جائے
کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو خلیفہ حق تسلیم کیا تو پھر کیا مفاسد لازم آتے ہین ۔
ادعاے ناحق ۔ تفریق امت ۔ ناحق شناسی ۔ کیونکہ یہ تو آپکے مسلمات سے ہے
جس سے کسی طرح انکار نہین کرسکتے کہ جناب امیرؑ اوسوقت تجہیز وتکفین رسول مین مشغول تھے
جو اوسوقت آپکے نقطۂ خیال سے ایک لغو بلکہ ناجائز کام کر رہے تھے کیونکہ شرح صحیح مسلم
نووی مین ہے فکان عذر ابی بکر وعمر وسائر الصحابۃ واضحا لانھم راوا
المبادرۃ بالبیعۃ من اعظم مصالح المسلمین وخافوا من تاخیرھا حصول
خلاف ونزاع یترتب علیہ مفاسد عظیمۃ ولھذا اخروا دفن النبیؐ

حتی عقدوا البیعۃ لکونہا کانت اھم الامور کیلا یقع نزاع فی مدفنہ وکفنہ او غسلہ او الصلوٰۃ علیہ او غیر ذلک ولیس لھم من یفصل الامور فراوا تقدم البیعۃ اھم الاشیاء واللہ اعلم صلہ جلد ۲

یعنی عذر ابوبکر وعمر وسائر صحابہ واضح ہے کیونکہ اونہون نے بیعت مین جلدی کرنیکو اعظم مصالح مسلمین سے جانا اور ڈرے کہ اگر اس مین تاخیر کرینگے تو اختلاف ونزاع پیدا ہوگا جن سے مفاسد عظیم پیدا ہونگے اسی لئے دفن نبی کو اونہون نے ترک کردیا جبتک کہ بیعت نہ کرلی۔ کیونکہ وہ اہم امور سے تھا تاکہ نزاع نہو حضرت کے دفن۔کفن۔غسل۔نماز وغیرہ اور اونکے لئے کوئی ایسا نہو جو فیصل کرے لہذا اونہون نے مقدم کیا بیعت کو جو اہم اشیا سے تھا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ جناب امیر نے بڑی غلطی کی جو دفن وکفن رسول مین مشغول ہوے حالانکہ اہم امور بیعت تھا جسکے بغیر کوئی کام جائز نہ تھا اور اوس سے بہت سے مفاسد لازم آتے ہین حالانکہ خدا فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لھم الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔سورہ نسا

یعنی جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور پیروی کرے غیر راہ مومنین کی تو ہم اوسے اودہر ہی پھیر ینگے جدہر پھرا ہے اور جہنم مین داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے۔

تو اب دو ہی صورت ہے کہ اس معاملہ مین یا جناب امیر کو حق پر تصور کیجئے یا خلفا کو۔ جناب امیر کو تو حق پر مان نہین سکتے ورنہ اصول تشیع ماننا لازم آئیگا لہذا ضرور ہا کہ خلفا اور صحابہ کو برحق مانئے گا تو حسب قواعد مقررہ آپکے جناب امیر نے اس مین غلطی کی اور سبیل مومنین کی اتباع کو چھوڑا کیونکہ صحابہ سب آپکے نزدیک مومن ہین نتیجہ ظاہر ہے کیونکہ صرف غلط کاری ہی نہین لازم آتی بلکہ جہنمی ہونا بھی معاذ اللہ۔

مولوی صدیق حسن خان صاحب بغیۃ الرائد مین لکہتے ہین وثمرات نصب امام

از مہمات دانستہ تا آنکہ آنرا تقدیم بر دفن رسول کریمؐ نمودہ و بسیار واجبات شرعیہ
است کہ موقوف بر اوست صـ٢٥

پس جب خلیفہ کا مقرر کرنا ایسا ضروری ہے کہ اوسکو دفن رسولؐ پر بھی کل صحابہ نے مقدم کیا
تو جناب امیرؑ کا اوسکے خلاف کرنا اور تجہیز و تکفین رسولؐ مین مشغول رہنا جو غیر ضروری تھا
صریحی مخالفت اجماع ہے جسپر وعید مذکور موجود ہے۔

**ادعای ناحق** اب اوسکو چھوڑکر یہان آئیے کہ بنا بر قواعد اہلسنت لازم آتا ہے کہ
جناب امیرؑ نے ادعائے ناحق کیا جس سے وہ حضرت نہ معاذاللہ مومن رہ سکتے ہین نہ امام کیونکہ
یہ تو اصول مقررہ اہلسنت سے ثابت ہے کہ خلافت مین حکم خدا درکار ہے نہ نص رسول
بلکہ جسکو افراد امت منتخب کرے۔ تو اب جناب امیرؑ کا ادعا کیسا صحیح مسلم مین ہے صـ٩١

ان فاطمة بنت رسول اللهؐ ارسلت الى ابى بكر الصديق تسأله ميراثها من
رسول اللهؐ مما افاء الله عليه بالمدينة وفدك وما بقى من خمس خيبر فقال
ابوبكر ان رسول اللهؐ قال لا نورث ما تركنا صدقة انما ياكل ال محمدؐ فى
هذا المال وانى والله لا اغير شيئا من صدقة رسول اللهؐ عن حالها التى
كانت عليها فى عهد رسول اللهؐ ولاعملن فيها بما عمل رسول اللهؐ فابى ابوبكر
ان يدفع الى فاطمة شيئا فوجدت فاطمة على ابى بكر فى ذلك قال فهجرته
فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد رسولؐ ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها
على بن ابيطالب ليلا ولم يؤذن بها ابابكر وصلى عليها علىؑ وكان لعلى من الناس
جهة حياة فاطمة فلما توفيت استنكر علىؑ وجوه الناس فالتمس مصالحة
ابى بكر ومبايعته ولم يكن بايع تلك الاشهر فارسل الى ابى بكر ان ائتنا ولا ياتنا
معك احد كراهية محضر عمر بن الخطاب فقال عمر لابى بكر والله لا تدخل
عليهم وحدك فقال ابوبكر وما عساهم ان يفعلوا انى والله لاتينهم فدخل
عليهم ابوبكر فتشهد على بن ابيطالب قال انا قد عرفنا يا ابابكر فضيلتك
وما اعطاك الله ولم ننفس عليك ساقه الله اليك ولكنك استبددت

علینا بالامر وکنا نحن نری لنا حقا لقرابتنا من قرابۃ رسول اللہ ﷺ

یعنی حضرت فاطمہ نے ابوبکر کے پاس کسی کو بھیجکر اپنی میراث طلب کیا اوس فے سے جو رسول اللہ کو مدینہ اور فدک میں ملا تھا اور بقیہ مال خمس خیبر سے۔ ابوبکر نے انکار کیا جسپر جناب سیدہ رنجیدہ ہوئیں اور ترک سلام کیا جب تک زندہ رہیں چھ مہینہ بعد حضرت سیدہ نے انتقال کیا اوس وقت تک نہ کلام کیا نہ جناب امیر نے بیعت حضرت نے شبکو دفن کیا اور ابوبکر کو خبر بھی نہ دی اور خود نماز پڑھی۔ حیات جناب سیدہ سے حضرت علی کو ایک طرح کی آبرو تھی جب سیدہ نے انتقال کیا تو سب کے منہ حضرت علی سے پھر گئے۔ تب التماس کیا مصالحہ و مبایعہ ابوبکر کی اور اسوقت تک بیعت نہیں کی تھی پس ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا کہ تنہا ہمارے پاس آؤ بکراہت اسکے کہ عمر نہ آئیں۔ عمر نے منع کیا تو ابوبکر نے کہا وہ کیا کرلینگے۔ ابوبکر تنہا آئے حضرت علی نے فرمایا اے ابوبکر ہمکو تمھاری فضیلت معلوم ہوئی اور جو کچھ خدا نے عطا کیا ہم اوس سے حسد نہیں کرتے۔ مگر تمنے جلدی کیا اس امر میں اور ہم بوجہ قرابت رسول اپنے کو مستحق جانتے تھے

ہمکو یہاں اس حدیث کے ابتدائی حصہ سے بحث نہیں ہے۔ بلکہ آخری فقرہ سے بحث ہے جو حضرت شکایت فرماتے ہیں کہ تمنے تیزی کیا یا جلدبازی کیکے اس امر کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ ہم اپنے کو حقدار جانتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ باوصفیکہ واقعہ خلافت ابوبکر کو چھ ماہ گذر گیا ہے اور حضرت نے بیعت نہیں کی ہے وفات جناب سیدہ اور برگشتگی اہل اسلام سے آپ مصالحہ پر مجبور ہیں۔ مگر اپنا دعوی نہیں چھوڑتے اور فرماتے ہیں کہ ہم اپنے کو حقدار سمجھتے ہیں۔ تو اس سے بڑھکر حسب قواعد اہلسنت کیا ادعائے ناحق ہو سکتا ہے کیونکہ بتصحیح اہلسنت قاعدہ خلافت تو انتخاب امت پر ہے کہ جو منتخب ہو جائے۔ منتخب ہو گئے ابوبکر سبکی بیعت بھی ہو چکی اسپر بھی دعوی کرنا اور اپنی حقیت قائم کرنا ادعائے ناحق نہیں تو کیا۔

اسی طرح تفریق کا الزام جو حضرت پر اوس وقت دیا گیا وہ آجتک قائم ہے۔ اسی طرح ناحق شناسی بھی کیونکہ خلافت عمر و عثمان میں بھی حضرت وہی دعوی کرتے رہے۔

پس اگر اصول تشیع کو مانتے ہیں تو بقول آپکے جناب امیر پر وہ الزام آتا ہے جسمیں رسول اللہ ﷺ بھی شریک ہیں۔ اور اگر اصول اہلسنت مانتے ہیں تو یہ خرابیاں لازم آتی ہیں جنکی کوئی انتہا نہیں

پھر فرمایئے کس پر ایمان لایا جائے۔
مولوی صاحب نتیجہ نکالنے مین تو آپکو ہر طرح اختیار ہے۔ مگر واقعات کو تو نہین بدل سکتے رسول اللہ جبتک مکہ مین رہے مغلوب رہے اوسی طرح جناب امیرؑ مغلوب ہوے اس سے جو چاہیئے نتیجہ نکالئے ڈرپوک کہئے یا کمزور۔ تقیہ باز یا شیخین کا تملق کرنے والا کیونکہ واقعہ تو یہی ہے جو آپکو صحیح مسلم سے معلوم ہوا کہ نہ جناب امیرؑ نے کبھی تملق کیا نہ خوشامد۔ بلکہ ظلم و تعدی کا جواب جو انسانی طاقت مین ہے اوس سے جواب دیا۔ ابوبکر اور سائر صحابہ نے جنازہ رسول کو بے غسل و کفن چھوڑا آپنے تہا۔ انجام دیا۔ وہ لوگ بیعت لے رہے ہین جناب امیرؑ قرآن کو جمع کر رہے ہین جناب سیدہؑ اتمام حجت کیلئے میراث پدری طلب کرتی ہین۔ ابوبکر انکار کرتے ہین جناب سیدہؑ ترک سلام و کلام کرتی ہین وصیت کر جاتی ہین کہ ہمارے جنازہ مین ان مین سے کوئی شریک نہو۔
آپ ہی بتایئے اسکے سوا جناب امیرؑ یا جناب سیدہ کیا کر سکتے تھے کہ اپنی دلی ناراضی کو اس ناجائز امر پر ظاہر کیا۔ اب آپکو اختیار ہے یا جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ کو حق پر سمجھیئے یا ابوبکر کو۔ مگر یہ غیر ممکن ہے کہ دونون کے فعل کو جائز اور صواب بتایئے۔ پھر یہ کیا کلمہ کفر آپنے کہہ دیا کہ معاذاللہ جناب امیرؑ نے منافقانہ بسر کیا۔ کیونکہ خلافت ابوبکر عمر عثمان تینون خلافتون مین اپنے اپنے حق کو ظاہر کیا۔ مگر یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اپنے حق رسی مین کامیاب بھی ہو جائے ورنہ رسول اللہ اس مصیبت سے کیون جان دیتے کہ آپ کہتے ہین وصیت نامہ لکھنے کو اور وہ لوگ کہہ رہے ہین یہ مرد ہذیان بکتا ہے۔
خاتون جنت کے اسقاط حمل کو آپ اپنے مذہب کی کتاب ملل و نحل مین دیکھ لیجئے اور اسکی نظیر اس واقعہ کو سمجھئے کہ حضرت زینب کا بھی اسقاط کیا گیا جو بقول آپکے بنت رسول اللہ تھین مگر رسول اللہ اوس ظالم کا کچھ نہ کر سکے۔
اگر جناب امیرؑ حسرت خلافت مین ۲۵ برس تک کڑہتے رہے تو رسول اللہ آجتک حسرت ہدایت امت مین کڑہ رہے ہین بلکہ خود خدا ازل سے ابتک کڑہتا رہیگا کہ پیدا کیا جنے اور یہ عبادت کرتے ہین بتون کی پیغمبر بنایا محمد خاتم النبیین کو اور یہ مرزا غلام احمد کو پیغمبر

مان رہے ہین۔

(۷) یہی تو آجکل دول یورپ بھی کہہ رہی ہین کہ مسلمانون مین قابلیت ہی حکومت اور سلطنت کی نہین رہی۔ پھر آپ پر کیا الزام ہے۔ مگر یہ عجب راز ہے کہ خدا و رسول تو بقول آپکے اس قابل ہی نہین کہ اونکا حکم خلافت مین کام دیسکے۔ لیکن یہان آکر تو اجماع کا بھی بھانڈا پھوٹ گیا کیونکہ جناب امام حسنؑ کی خلافت پہ اجماع ہوئی تھی۔ جو بقول آپکے غلط اجماع ہوا تو پھر اوس اجماع کو کیونکر حق کہہ سکتے ہین جو ابوبکر پر ہوا۔ کیونکہ جب اجماع پر ضلالت ممکن ہے تو ہر جگہ ممکن ہے۔

یہان معویہ کے نام پر ایک نوٹ دیتے ہین جو حسب ذیل ہے "مینے سنا کہ ایک بخیل جناب امیر شام کے نام کے آگے علیہ السلام پڑھکر بہت برہم ہوا اور ایسا ہی اکثر سنیون کو بھی یہ جذام لگا ہوا ہے کہ وہ اس زمینی موعود کے وارث سے دل مین بغض رکھتے ہین۔ افسوس ان لوگون نے حضرت صدیق اور آپکی جماعت کو سمجھا ہی نہین میرے نزدیک ان سب صحابہ پر یکسان حملہ اور اسکا یکسان جواب ہے۔ وہ بخیل التحیات مین السلام علینا کہکر اپنے اوپر سلام کرتا اور تمام مسلمانون کو السلام علیکم کہنا گوارا کرتا ہے مگر ایک غائب کی ضمیر کے لگانے سے خدا کے برگزیدہ پر سلام یعنی علیہ السلام روا نہین رکھتا" منہ

مگر اس سے بڑھکر آپکی بخالت ہے جو شیطان پر علیہ السلام نہین کہتے حالانکہ فرقہ اہلسنت مین وہ بڑا موحد مانا گیا ہے اور نیز فرعون علیہ السلام نہین کہتے حالانکہ بہت سے علماء اہلسنت اوسکو خدا ملتے ہین ملاحظہ ہو رسالہ الفرقان ابن تیمیہ قالوا فصح قول فرعون انا ربکم الاعلی۔ وہ لوگ کہتے ہین کہ فرعون کا کہنا مین تمھارا رب برتر ہون صحیح ہے صفحہ ۹۵ مطبوعہ لاہور۔

(۸) حق ناصبیت تو خوب ادا کیا۔ مگر اپنا وہ فتوی یاد کرو جو پہلے لکھ چکے ہو "اور مجذوم و ملعون سمجھتے ہین ایسے دل کو جسمین اونکا بغض ہو" صفحہ ۲۵

پھر بتاؤ تم خود اپنے قول سے مجذوم و ملعون ہوے یا نہین۔

افسوس تو یہ ہے کہ اس قسم کی تقریر جو پہلے بھی آپنے لکھی اور اوس سے توبہ کیا اور یہان پھر لکھنے نہ معلوم کس حالت مین لکھ رہے ہین کیونکہ مسلمانون کی زبان اور دل تو ایک ہونا چاہیئے

پھر یہ کیا کہ ایکدفعہ تو آنحضرت کے دشمن اور بغض رکھنے والون کو ملعون و مجذوم کہتے ہین اور ایکدفعہ اس طرح کی تقریر کرتے ہین حالانکہ خود اسی خلافت راشدہ مین لکھ چکے ہین "حق کے دشمنون مین خطرناک مرض ناعاقبت اندیشی اور متناقض بالاقوال ہونے کا ہمیشہ سے پایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر انہین اس طرح کہا جاوے کہ ایک شخص چور۔ رکینہ طبع۔ سفلہ۔ خونخوار۔ سنگدل۔ سب بر جلد اشتعال مین آنے والا ڈاکو۔ شہوت ران۔ غرض تمام صفات رذیلہ کا جامع ہے اور پھر اسنے ایک قوم کو تاریکی اور گمنامی کے گڑھے سے جسکے اندر صدیون سے پڑے ہوے تھے نکالا۔ انکی تمام بری عادتین چھوڑائین اور فضائل سے آراستہ کرا کے انہین دنیا کا کامیاب بادشاہ بنا دیا۔ تو جھنجھلا کر کہینگے کہ غلط بات ہے ایسے شخص مین ایسا صدق اور اولوالعزمی ہو نہین سکتی کہ ایک عظیم الشان قوم بنا سکے اور وہ جو دو سو سال سے لانظیر محبوب اور پیشوا تسلیم کرے مگر پھر خود بھی ایسی گندی اور ناپاک اور قابل شرم صفات تراش کر آنحضرت ہی کی طرف نسبت کر دیتے ہین اور کبھی نہین سوچتے کہ اس سے کسقدر جہالت اور مکروہ تعصب کا ثبوت دیتے ہین۔ صٓ۱"

جس سے حسب اقرار مخاطب معلوم ہوا کہ ناعاقبت اندیشی اور متناقض الاقوال ہونا خواص لازمہ دشمن حق ہے۔ تو پھر آپکے دشمن حق ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے کہ ایکدفعہ تو حضرت کے بغض وعناد کو موجب ملعونیت اور مجذومیت کہا۔ اور یہان آکر یہ کہا۔

اے شخص تو نے جو تمثیل رسول اللہ کی نسبت پیش کی ہے۔ دیکھ تو وہی تمثیل جناب امام حسین کے نسبت سچی ہوئی کہ نہین کہ تو نے حضرت کی شان مین وہ کلمات کہے جو آج تک کسی نصرانی نے نہ رسول اللہ کی نسبت کہا نہ کسی خارجی نے حضرات ائمہ طاہرین کی شان مین۔ اسی وجہ سے تو مرزائیون مین ایسا بدنصیب نکلا کہ خلافت مرزا صاحب کا کوئی حصہ تجھے نہ ملا۔ حالانکہ تو ہی مستحق سمجھا جاتا تھا۔

دیکھئے آپکا قومی ارگن الحکم جسکا اڈیٹر خاص اصحاب مرزا صاحب ہے اور آجتک مرزا کی بدولت لمار رہا ہے وہ اپنے اخبار الحکم مورخہ ۲۰ محرم ۱۳۲۸ھ مین لکھتا ہے۔

"شہید کربلا۔ عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا مین ایک لانظیر یادگار ہین اور یہ مبارک یادگار ان

زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنھون نے میدان کربلا مین اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا جنھون نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت مین اپنی گران بہا جانونکو قربان کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضاے الٰہی کو اپنی زندگی پر بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہین کر سکتی بظاہر تلوار نے انہین موت کے گھاٹ اتار دیا مگر ان کی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیئے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار تا ابد آن ایام مین قایم رہیگی اور سالون اور صدیون کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہین سکتا یہ موت کیسی شیرین اور مبارک ہے جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خداے بخشندہ

ان دردناک واقعات کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہین اور نہ کسی قلم مین طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کر سکے بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنا ہے مظلوم کربلا اور اسکے جان نثارون پر جو کچھ ظلم وستم ہوے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ اس نرغۂ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیان گذرگئی ہین۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روے زمین کے دلون پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانون مین اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قایم رہے۔ × ×

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم لے سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق مین ستائے جاتے ہین اور راست گوئی اور حمایت حق مین جن لوگون کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی جاتی ہین جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال سے

کے ساتھ ان بلاؤن کا مقابلہ کرلین اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائین تو علاوہ ان اعلی مدارج کے جو عالم روحانی مین انکو حاصل ہوتے ہین۔ اسی عالم ظاہری مین ان کی قدر ومنزلت اور تعظیم وتکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلون مین ان کی ابدی یادگار قایم ہوجاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق مین نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ مین زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو یکجان میدہی از بہر من ۔ میدہم صد جان وجانانت کنم

حضرت امام حسین اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر وتحمل اور رضا وتسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمایش کے وقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ مین ادا نہین ہوسکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی بڑی انسانی طاقت نہین ٹھیر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت وشجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے۔

یعنی وہ اللہ تعالی کے حسن وجمال پر ایسا شیفتہ اور قربان ہوتا ہے گویا اوسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس مقام سے ہٹا نہین سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کرلیتا ہے اور حق سمجھ لیتا ہے تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رسوخ اسکو اس سے دور نہین لے جاسکتا۔

شہید کربلا کی زندگی یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کے لئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے۔ اور کسی دنیوی تکلیف اور آسایش کیلئے حق کو قربان کرنیکے واسطے آمادہ ہو ہم امام حسین مظلوم کی طرح اپنے تمام مادہ راحتون حتی کہ جان تک دیدینے کیلئے طیار ہوجاوین مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کیلئے طیار نہون۔

دنیا اور اوسکی جھوٹی شوکتین مختلف پیرایون مین ہمارے سامنے آتی ہین یا رکھی جا سکتی ہین تاہمین یاد رہنا چاہئیے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسایشین اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ قیام بالکل موہوم اور خیالی ہین پس مبارک ہین وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھ کر میدان حق گوئی مین اپنے جوہر دکھاتے

ہین اور حق پسندون اور حقداروں کی حق شناسی کرتے ہین لیکن جو لوگ دنیا پرست ہین وہ دنیوی عہدون اور منصبون پر فدا ہین وہ اپنے موقعہ پر اور وقت پر زبردست حق پسندون کو ستانے سے نہین چوکتے۔ وہ یاد رکھین کہ
یوم الحساب آنیوالا ہے۔ دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتین اور آسائشین جیسی چندروزہ ہین۔ اسی طرح اسکے آلام و مصائب کی تھوڑی عمر ہے۔
میرے دوستو! مینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکھا ہے کیون اسلئے کہ آپ اس سے سبق لین اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پرستی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے۔
فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہین رکھتا
مین ان لوگون سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہین یہ پولٹیکل جنگ نہین تھی۔ اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین کا یہ فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئی وہ قربان کرنیکے لئے طیار نہوتے۔ بلکہ یہی تھی۔ کہ انہون نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔
ہمارے مخالفون نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لیکر ہمارے شیعہ بھائیونکو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا کہ ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ ان کی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین مین غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکھتے ہین۔ ایسا ہی ہم ان کی بہت سی باتون کو سخت قابل ملامت پاتے ہین۔ اور اسکے اظہار سے ہم کبھی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبھی نہین ہوسکتا۔ کہ ہم شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر روا رکھین ہم فی الحقیقت امام حسین کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا تھا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔
بالآخر مین پھر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت

اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلئے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پھر عمل میں وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دی گئی تھی۔ آمین۔

کیا حسن اعلی ذات کیلئے یہ تحریر اور یہ الفاظ تمھارے ہی بھائی مرزا یعقوب علی بیگ اڈیٹر الحکم لکھیں اور مرزا صاحب ایک اشتہار شایع کریں۔ اوسکے نسبت ایسے گندہ الفاظ کا استعمال جائز ہے اور اسپر تم دعوی اسلام کرسکتے ہو۔

دیکھو تمھارے صاحبزادہ محمود احمد صاحب خلف مرزا صاحب ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو مسجد النور میں کیا کہتے ہیں دیکھو بدر مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء۔

"اللہ تعالی نے جن بزرگوں پر رحم کیا بادشاہ ان کی چوکھٹ پر سر رکھتے ہیں۔ بلکہ ان بزرگوں کا گوشت پوست بھی مٹی میں ملجاتا ہے پھر بھی ان کے مزاروں کے پاس سے بادشاہ ادب سے گذرتے ہیں۔ دیکھو سید عبدالقادر صاحب جیلانی کو سات سو سال گذرتے ہیں باوجود منع کرنے کے کتنے لوگ ہیں جو یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھتے ہیں اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کس قدر تعلق شدید انکو خدا کی ذات سے تھا کہ نادانوں کی آنکھیں چندھیا گئیں جیسے دو رنگ ایک ہوجائیں اور دو چیزوں میں مشابہت تامہ ہو تو دھوکہ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جو انسان اتباع کرتا ہے خدا کا رنگ اسپر ہوتا ہے اور پھر کچھ ایسی مشابہت ہوتی ہے کہ نادان انسان دھوکہ کھا جاتا ہے خدا کی طاقتوں کے اظہار ان بزرگوں کے واسطہ سے کرتا ہے تو نادان نہیں سمجھتے کہ اصل مبدء کون ہے وہ اسی بزرگ کو خدا سمجھ لیتے ہیں"

اگر مولف خلافت راشدہ اپنے نبی زادہ کے اصول کو مانتا تب بھی ایسا کلمہ کفر جناب امام حسین کی شان میں نہ کہتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آج مزار مقدس امام حسین کو وہ درجہ حاصل ہے کہ کوئی سنی شیعہ بلکہ ہندو۔ عیسائی بادشاہ بھی ایسا نہیں ہے جو اسکا ادب نہ کرتا ہو۔ حالانکہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے ماننے والے فیصدی ایک مسلمان ہونگے۔ اور وہ بھی اس غلط خیال کے بدولت کہ وہ سید زادہ تھے اولاد جناب امام حسن علیہ السلام سے

بہرحال یہ تقریر تو آپکی بربنا مذہب شیعہ تھی جسکو آپ باطل جانتے ہین۔ اب بر اصول اہلسنت فرمایئے کہ یہ شہادت جناب امام حسینؓ کس رنگ پر تھی۔ کیونکہ آپکا اصول مذہبی تو کہہ رہا ہے کہ امام حسینؓ پر بیعت یزید واجب تھی کیونکہ وہ مثل ابوبکر خلیفہ بالاجماع و مستولی بالتغلب ہر طرح ہو چکا تھا تو پھر جناب امام حسینؓ کا اوس سے مخالفت کرنا کس حکم مین داخل ہے۔ دیکھیئے آپکے علما نے صاف صاف کہدیا ہے چنانچہ بغیۃ الرائد مین نواب صدیق حسن خان لکھتے ہین۔ صـ۹

وبعض براہ غلو وافراط درشان وے روند وگویند امارت او باتفاق مسلمانان شد وطاعت وے بر امام حسینؓ واجب بود۔

تو اب فرمایئے کہ اگر اصول اہلسنت مانا جاسے تو کیا نتیجہ لازم آتا ہے۔ آپ تو وہی کہدینگے جو کچھ کہہ چکے "دوسرا اٹھی کمزور اور کس مپرسی کی حالت مین دشت غربت مین تباہ ہوگیا" مگر آپکے فرقہ والے یا تمامی اہل سنت تو اسکو نہین مان سکتے۔

(۹) مگر افسوس کوئی صاحب عقل تو ایسا نہین نظر آتا جو یہ کہہ سکے کہ آپکی اس تقریر سے کسی برگزیدہ کی اہانت نہین مستنبط ہوتی، کیونکہ یہ تو ایسی بدیہی بات ہے کہ اڈیٹر الحکم کو بھی اقرار کرنا پڑا "ہم پر الزام لگایا کہ امام حسین رض حضرت شہید کربلا کی عزت نہین کرتے" حالانکہ اونھون نے یا خود مرزا صاحب نے اس قسم کی تحریر نہین لکھی تھی۔ پھر آپ اس تحریر کے بعد کیونکر ایسی امید کر سکتے ہین۔

(۱۰) اگر اون سب تحریرونکے بعد آپکا یہی جملہ آپکی برادت کیلئے کافی ہو تو پھر سارا قرآن غلط ہوتا ہے، جس مین منافقین کی دورنگی کی ہر جگہ شکایت کی گئی ہے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم۔

مگر ہمکو زیادہ تعجب تو اسکا ہے کہ پہلے تو آپنے تمامی اہل سنت کو بزدل اور کمزور بنایا تھا جوان حربون سے کام نہین لیتے پھر یہان کیا ہوگیا کہ آپکو آخر مین معافی مانگنی پڑی وہ بھی اس طرح کہ تمام مسلمانونکو نافہم و نادان بناکر۔

**خلافت راشدہ** غرض اس علم کلام سے جو خدا کے مسیح موعود نے نکالا ہے کوئی باطل

بھی حق کے مقابل عہدہ برآنہین ہوسکتا۔ اس حربہ کے چلانے مین ہمین عیسائیون اور شیعون کے مقابل ایک ایسی مستقیم دلیری سے کام لینا چاہیئے۔

ردالملاحدہ مگرافسوس اس جملہ مین بھی آپ خود اپنے کلام سے جھوٹھے ہوے جو اس علم کلام کا موجد مرزاصاحب کو مانا حالانکہ پہلے امام مالک کا نام لکھ چکے ہین۔ اور آگے چلکر فرماتے ہین۔

خلافت راشدہ اس جگہ مجھپر فرض ہے کہ مین اقرار کرون کہ حضرت ابن تیمیہ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) نے اپنی کتاب منہاج مین اس حربہ سے خوب کام لیا ہے اگرچہ (۲) اُس کی تلوار کی دھار ایسی تیزاور اسکے جوہر ایسے خوش نما نہین جیسے کہ ہمارے امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام کی تلوار کے ہین (۳) مگر حق یہ ہے کہ شیخ موصوف اپنے وقت مین اس طرز مباحثہ کا بانی ہے اور میرے احاطۂ علم مین نہین کہ اس سے پہلے یا پیچھے کسی نے اُس جوش اور قوت اور غیرت سے قلم اٹھایا ہو (۴) اگر خدانے مجھے توفیق دی تو مین دوسرے حصہ مین ابن تیمیہ کی بعض باتون سے فائدہ اوٹھاؤنگا (۵) اگرچہ اس کتاب مین حضرت صدیق کی معیت غار کے متعلق مین نے دوتین مرتبہ ایک سے ایک پرزور اور دلچسپ مضمون لکھا ہے مگر دل نہین چاہتا کہ اس نئے مضمون کو یہان دیباچہ مین تحریر نہ کرون جو مین ہی روز ہوے میرے دل مین ڈالا گیا تھا مجھے یقین ہے کہ طالبان حق اسے دلچسپی سے برہنہ نہ پائینگے (۶)

ردالملاحدہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آپکو ابن تیمیہ پر ایمان ہے کیونکہ پہلے بھی اسکی تعریف کرچکے ہین اور یہان تو حضرت ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ وارضاہ لکھا جو خاص خلفاءے ثلثہ قرار پاچکا تھا بس اگر اوسکا حربہ آپکو پسند ہے تو اوس سے آپکی اور آپکے پورے فرقہ کی گرون ہمیشہ کے لئے کٹ جاتی ہے پھر نہ آپکا وجود رہتا ہے نہ آپکے مرزا کا کیونکہ کتاب الفرقان مین لکھتے ہین۔ صفحہ ۱۰۱

وھولاء الذین یقولون بالوحدۃ قد یقدمون الاولیاء علی الانبیاء ویذکرون ان النبوۃ لم تنقطع کما یذکر عن ابن سبعین وغیرہ

اور یہ لوگ وحدۃ وجود کے قائل ہین کبھی اولیا اللہ کو انبیاء پر مقدم بنادیتے ہین اور

ذکر کرتے ہین کہ نبوت ابھی تک ختم نہین ہوئی چنانچہ ابن سبعین وغیرہ سے ذکر کیا جاتا ہی۔
کہیئے آپکے سلسلہ مرزائی کی بنیاد اسی اصول پر ہے یا دیکھ کہ نبوت ختم نہین ہوئی خاتم النبیین کے معنی مہر نبوت کے ہین نہ ختم نبوت کے۔ پھر یہ حربہ کاری کس پر پڑا کہ ابن تیمیہ ایسے خیال والون کو ملحد جانتے ہین۔

رہا یہ خیال کہ ابن تیمیہ کا حربہ شیعون پر کارگر ہوا تو محض غلط ہے کیونکہ ابن تیمیہ نہ ابولہب ہے نہ ابوجہل نہ ابن ملجم ہے نہ شمر۔ بلکہ آپکا ایسا وہ مرد لایعقل ہے جسکو خود علماء اہلسنت کم عقل بتا رہے ہین۔ ملاحظہ ہو رسالہ عقل و تہذیب الحدیث جس مین نہایت مختصر طور پر ان کی خدمت کی گئی ہے صٹ لغایت ۱۲۱

مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محل اپنی کتاب امام الکلام صـ۵ مین لکھتے ہین وکذا کان الشیخ العالم العلامۃ تقی الدین احمد بن تیمیۃ علمہ متسع جدا الی الغایۃ وعقلہ ناقص یورطہ فی المهالك ویوقعہ فی المضایق۔
کہ علامہ صفوی لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ کا بھی یہی حال تھا کہ علم تو اونکا بہت وسیع تھا مگر عقل ایسی ناقص تھی کہ ہر بار وہ مہالک عظیمہ مین مبتلا ہوتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی درر کامنہ مین لکھتے ہین حتی انتھی الی عمر فخطاہ فی شئی کہ عمر کو بھی انہون نے خطاوار ٹھیرایا۔ علامہ مذکور لسان المیزان مین لکھتے ہین ابن تیمیہ کے بارہ مین لوگون کے خیالات مختلف ہین کوئی تو انکو مجسمہ کہتا ہے ×دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ابن تیمیہ زندیق تھا کیونکہ وہ اسکا قائل ہے کہ استغاثہ و فریاد حضرت سے نہین ہو سکتا۔ (یا محمد یا رسول اللہ نہین کہنا چاہیئے) جس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت کی تنقیص کرتا ہے اور تعظیم رسول اللہ سے مانع ہے تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ ابن تیمیہ منافق ہے کیونکہ حضرت علیؑ کے بارہ مین جو کہتا تھا وہ سابقاً مرقوم ہوا کہ معاذاللہ حضرت نے ۱۷ مسئلون مین خطا کی اور مخالفت کی نص قرآن کی) اور یہ بھی کہتا تھا کہ حضرت علیؑ مخذول تھے خائب وخاسر پھرتے تھے) جدھر رخ کرتے اور چند مرتبہ حصول خلافت کا قصد کیا مگر نہ پایا'
افسوس اوس زمانہ کے علما سے اب کوئی نہین رہا جو اسی قسم کے کلمات پر مولف خلافت

راشدہ کو منافق بتاتا کیونکہ ابن تیمیہ نے تو صرف مخذول کہا تھا اور اس شخص نے نہ معلوم کیا کیا کہا جو آپکے پیش نظر ہے۔

مگر یہ افسوس اوس وقت ہل جاتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمامی اہلسنت نے مرزا کو کافر کہا ہے تو اونکے اس چیلہ کی کیا حقیقت ہے جو ناکامی کی موت مرچکا۔

(۲) شکر خدا کہ آگے چلکر آپنے بھی اقرار کیا "اگرچہ اسکی تلوار کی دہار ایسی تیز اور اسکے جوہر ایسے خوش نما نہین" مگر آپکے عمل تو یہ کہتے ہین جیسا کہ ابن حجر عسقلانی درکامنہ مین لکھتے ہین کہ انکی (علامہ حلی) کتاب منہاج الکرامہ کی رد ابن تیمیہ نے لکھی ہے جو بہ لقب الرد علی الروافض مشہور ہے۔ اس رد مین ابن تیمیہ نے بہت طول دیا ہے اور خوب لکھا ہے مگر بہت سے مقامات پر بہت زیادتی کی ہے کہ احادیث موجودہ کو رد کردیا اور موضوع کہا۔ لسان المیزان مین لکھتے ہین کہ مینے ابن تیمیہ کی وہ رد دیکھی ہے جو ابن مطہر حلی کے جواب مین لکھی گئی اس مین اونہون نے بہت سی مستند و معتمد حدیثون کو رد کردیا۔ دیکھو عقل وتہذیب ص۸۔

پھر نہ معلوم آپ جو اوسکو اسقدر تیز اور اوسکے جوہر کو ایسا خوش نما نہین مانتے کس اصول پر ہے کہ اوس نے بعض بعض روایتون کو مان لیا یا اس بنیاد پر کہ وہ آپکے بہ نسبت کچھ نرم گفتگو کرتا تھا۔

(۳) مگر افسوس کہ آپ تو قبل ہی مرگئے ورنہ معلوم ہوتا مرزا کی تلوار جو بھی کیسی تھی کہ سیکڑون آدمیون نے اسکی تکذیب مین وہ کام کیا جو مشہور عالم ہے۔ اور اسی حسرت مین وہ ہیضہ سے مرگئے۔

(۴) آپ بیچارے کا علم ہی کیا جو آپکو معلوم ہو۔ حالانکہ ان سے بہت پہلے جاحظ گزرچکا ہے جسنے کتاب المروانی تصنیف کیا جسکا جواب ابو جعفر اسکافی معتزلی نے اوسی وقت دیا۔ یہ جاحظ بھی ایک فرقہ کا موجد ہے جسکا نام جاحظیہ ہے پھر اوسکے بعد ابو المکرم اوسی راہ پر چلا اور بہت سے جہلا اوسی راہ کے سالک ہوے ابن تیمیہ اون سبھون کا فضلہ خوار ہے۔

ان لوگون کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت بنی مروان صحیح ہے اور خلافت جناب امیرؑ و اولاد فاطمہؑ نادرست ہے چنانچہ ابن الحزم کی کتاب الفصل فی الملل والنحل موجود ہے۔

(۵) شکر خدا کہ قبل ہی سے خدا نے آپکا خاتمہ کردیا اور یہ حسرت دل مین لیگئے۔ مگر ہم آپکو جہنم مین یہ مژدہ سناتے ہین کہ مرزا حیرت صاحب اڈیٹر کرزن گزٹ اوسکا ترجمہ برابر شایع کر رہے ہین مگر نام اوسکا بدل دیا ہے کتاب الشہادت نام رکھا ہے جس سے واشان جہنم مین ترقی ہو رہی ہے اپنی روح کو مطمئن رکھیے۔

(۶) اگرچہ دفن خلیفہ اول کا ناجائز ہونا تقریر سابق مین واضح کردیا۔ مگر آپکا دل نہین مانتا تو مین بھی آپکے سمجھانے کو حاضر ہون۔

**خلافت راشدہ** مین ایک روز اس فکر مین ڈوبا ہوا تھا کہ اگر شیعون کے اس غلو اور اطرا کو جو حضرت علیؑ کے حق مین انہون نے کیا ہے ان کی مختلف عقائد کی کتابون سے ایک[1] جا کرکے دیکھا جائے اور ان کی زندگی کے طرز عمل اور تعبدی طریقون کو اس سے ملایا جائے اور نظر کو اور بھی وسیع کرکے بعض غلاۃ فرقون کے عقائد کا ملاحظہ کیا جائے تو بلا تذبذب عقل قبول کرلیتی ہے کہ یہ لوگ محمد رسول اللہؐ کے مہبط جبرئیل ہونے اور رسول و نبی ہونے پر دل سے خوش نہین ان کی ترتیب اور تمنا صاف بتاتی ہے کہ بجائے محمد رسول اللہؐ کے علیؑ رسول اللہ ہوتا۔ اور جبرئیل علیؑ کے پاس آتا۔[2] چنانچہ فرق امامیہ سے بعض غالی فرقے اسطرف گئے ہین کہ دراصل جبرئیل خدا کی طرف سے علی کیطرف بھیجا گیا تھا مگر وہ سہو سے جناب رسول کریم کی طرف چلا گیا۔[3] المختصر ان بات سے کم سے کم اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ قلوب مین یہ مرض یا تمنا ضرور تھی۔ مگر جب یہ دیکھا جائے کہ اذان مین حضرت علیؑ کا نام زیادہ کیا گیا ہے تو پھر کوئی شبہہ نہین رہتا کہ اس ساری قوم کو یہ خوفناک روگ لگا ہوا ہے۔[4] اگر غور کیجائے تو ترتیب طبعی اور فطری مناسبت دو ہی نامون کو چاہتی ہے۔ ایک اللہ کو دوسرے محمدؐ کو اللہ کو اس لیے کہ وہ ہی معبود وہ ہی مقصود اور وہی دعوت کی غایت و غرض ہے۔ اور محمدؐ کو اس لیے کہ وہ ایسی جلیل القدر دعوت کا داعی ہے۔[5] تیسرے کسی نام کی اس مین کہان گنجایش[6] ہے اور یہی دو نام خدا کی کتاب مین اور اسی طرح اذان کے کلمات جو اہل حق مین مستعمل ہین

قرآن کریم کے متعدد مقامات مین موجود ہین[۷] اور افان قرآن کریم سے نبوی استنباط اور دقیق اور لطیف استنباط ہے جیسے کہ اور استنباط نماز۔ زکوۃ اور دیگر امور کے متعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے کئے ہین[۸]۔ اور یہ استنباط ایک اور رنگ کی وحی ہوتی ہے جو حضرت مامور کو خدا کی وحی کے فہم کے متعلق عطا ہوتی ہے[۹]۔ باوجود اسکے ایسے احسن نظام مین جو شاہوار مروارید کی خوبصورت مالا ہے۔ ایک بے جوڑ اور غیر موزون بوٹ کو داخل کردینا دانشمندی سے کس قدر دور ہے[۱۰]۔ مگر بہرحال اس سے اتنا تو نکلتا ہے کہ شیعون کی جب بڑے بڑے بلند تمنا ضے کرتی اور نزدیک نزدیک کی باتون پر راضی نہین ہوتی جبتک حضرت امیر کو بہت دور تک پہنچا نہ دے[۱۱]۔ لیکن یہ تو خدا کا کام ہے جسکا پایہ جتنا چاہے بڑھادے چنانچہ وہ فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ[۱۲]۔ ہم دیکھتے ہین کہ خدا کا انتخاب ہمیشہ کیسا عجیب اور پرحکمت ہوتا ہے۔ جو فرق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قوے اور اعمال مین اور جناب علیؓ کے قوے اور اعمال مین ہے۔ وہی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کے قوے اور اعمال مین ہے[۱۳]۔ حضرت صدیق نے بار نبوت و رسالت کو اسی غیر مذبذب کاندھے پر اٹھایا جسپر رسول کریم نے اٹھایا تھا[۱۴]۔ مگر جب دوسرے کسی کو یہ قوے ہی نہین دئے گئے تھے تو بالبداہت حضرت صدیق سے اسکا مقابلہ بے سود ہے[۱۵]۔ اس سبب سے خدا تعالی نے اپنی حکیم کتاب مین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانون کے آگے دوسرا نمونہ حضرت صدیق کا پیش کیا ہے جہان فرمایا ہے۔ یاایھا الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا الی قولہ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا یعنی اے مومنو تمھین ہوا کیا کہ جب تمھین اللہ کی راہ مین جہاد کو نکلنے کیلئے کہا جائے تو سست و بوجھل ہو کر زمین سے لگ جاتے ہو اور نکلنے مین نہین آتے کیا تم اس ورلی زندگی پر قانع ہو بیٹھے ہو۔ سنو اگر تم اس رسول کے ناصر نہین بنتے تو نہ بنو خدا تو بہرحال اسکا ناصر ہوگا اور ہوتا رہا ہے چنانچہ خدا کی نصرت اس سے پہلے بھی اسوقت اس رسول کے شامل حال ہوئی جبکہ کافرون نے اسے مکہ سے نکالا اور اس سفر ہجرت مین ایک شخص اسکا رفیق طریق

ہوا اور تمھارے طرزعمل کسل اور سستی کے بالکل خلاف اپنے منافع پر خاک ڈال کر رسول کے ساتھ خدا کی راہ مین نکل کھڑا ہوا اور پھر غار ثور مین بھی وہ دو ہی تھے جبکہ نصرت الٰہی کی آمد کی سخت ضرورت پڑی اور وہ یار غار اپنے مولی کی جان کو خطرہ مین دیکھ کر گھبرایا اور اس مہبط وحی نے اسے خدا کی طرف سے کہا غم مت کر اللہ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اس کے مصالح کے خلاف ہے کہ مین اور تو دونون ہلاک کئے جائین۔ خدا اسلام کی زندگی اور تجدید کے لئے تجھے اور مجھے مقرر کر چکا ہے اسی لئے اسکی معیت ہماری ناصر ہے (۱۶)

ردالملاحدہ آپکے اس ڈوبنے کی وجہ ظاہر ہے کہ کتابین آپ دیکھتے نہین جہالت سوار ہے اسلئے جو آوازین آپکو کبھی شیعون کی سننے مین آتی ہین تو آپ اسکو غلو و افراط سمجھتے ہین ورنہ اگر آپ اپنے ہی مذہب کی کتابون کو دیکھتے تو ہرگز ایسا خیال نہوتا کیونکہ آپکے امام احمد بن حنبل فرماتے ہین جنا صیت مین کسی سے کم نہین جیسا کہ تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے۔

قال الامام احمد بن حنبل ما ورد لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما ورد لعلی رضا اخرجہ الحاکم صـ۱۲۴ مطبوعہ مجتبائی

کہا امام احمد بن حنبل نے کسی صحابی رسول اللہ صلعم کیلئے اتنی فضیلتین نہین وارد ہوئی ہین جو حضرت علیؑ کیلئے وارد ہوئی ہین۔

پس جب رسول اللہ صلعم نے اتنی حدیثین حضرت کے بارہ مین فرمائین کہ اونتی حدیثین کسی کے بارہ مین نہین ارشاد ہوین تو کون مسلمان ہے جو اسکے خلاف اعتقاد کر سکتا ہے۔

پھر لکھتے ہین واخرج الطبرانی وابن حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین امنوا الا و علی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلعم فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر۔ واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالیٰ ما انزل فی علی واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال نزلت فی علی ثلثمائۃ صـ۱۱۱

یعنی طبرانی و ابن حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قرآن مین جہان یا ایہا الذین آمنوا آیا ہے حضرت علی علیہ السلام اسکے امیر و شریف ہین۔ اور بہت سے مقام پر خدا نے

اصحاب پر عتاب کیا۔ اور نہین ذکر کیا حضرت علیؑ کا مگر خیر کے ساتھ اور ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ قرآن مین جسقدر آیتین حضرت علیؑ کے بارہ مین نازل ہوئین اوتنی کسی کے بارہ مین نہین نازل ہوئین اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کے بارہ مین تین سو آیتین نازل ہوئین۔

تو کیا آپنے ان آیات و احادیث پر تدبر کیا ہے اور اسپر بھی غور فرمایا ہے کہ شیعون کا غلو یا اطرا بفرض تسلیم اس سے زیادہ ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہین بلکہ جسقدر آیتین اور حدیثین وارد ہوئی ہین اوسکا عشر عشیر بھی کوئی نہین بیان کر سکتا۔

(۱) یہانتک تو ٹھیک تھا کہ طرز عمل اور تعبدی طریقون کو ملایا جاتا جس سے معلوم ہوتا کہ جناب امیرؑ کو خدا نے وہ درجہ دیا ہے جو کسی کو اولین سے ملا نہ آخرین سے۔ مگر یہ کیا غضب کیا کہ اپنے فرقہ ہائے باطلہ کے خیالات کو اسکے ساتھ شامل کر دیا کیونکہ کفار جو خدا کو نہین مانتے یا یہود و نصاریٰ جو آنحضرت پر ایمان نہین لاتے۔ اسکا کوئی اثر خدا پر یا اوسکے رسول پر پڑ سکتا ہے۔

(۲) اگر یہ نتیجہ آپنے غلاۃ فرقون کے عقاید سے نکالا ہے جنکا وجود بجز آپکی کتابون کے کہین نہین تو یہی تمنا اور یہی تڑپ تو آپکے علما کے دل مین بھی ہے بلکہ اس سے بڑھکر۔ دیکھئے آپکے ممدوح ابن تیمیہ کتاب الفرقان مین لکھتے ہین وروی الترمذی وغیرہ عن النبیؐ انہ قال لو لم ابعث فیکم لبعث فیکم عمر ملخصہ

دیکھئے کیسی تڑپ ہے کیسی تمنا کہ خود آنحضرت سے روایت کرتے ہین کہ اگر ہم تم مین نبی ہوکر نہ آئے ہوتے تو عمر بھیجے جاتے۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی تمنا ہو سکتی ہے۔

یہی روایت موضوع اصل بنیاد ہے آپکے مرزا کے نبوت کی بھی کیونکہ اونہون نے خیال کیا جب عمر ایسا شخص جسکی خلقت تمام منہاج نبوت کے خلاف ہے اہلسنت کے یہان نبی بننے کے قابل ہے تو ہم اگر ایسا دعوی کرین تو کیا مضائقہ ہے۔

(۳) یہ آپکی عقلمندی ہے جو غرابیہ کو امامیہ کا فرقہ بتا رہے ہین حالانکہ ملل و نحل شہرستانی مین ہے صفحہ ۵ جلد اول الامامیۃ ہم القائلون بامامۃ علیؑ بعد النبیؐ نصا ظاہرا و تعیینا صادقا من غیر تعریض بالوصف بل اشارۃ الیہ بالعین یعنی امامیہ وہ ہین جو حضرت علیؑ کو بعد نبی امام منصوص مانتے ہین

نص ظاہر و تعین سے بغیر وصف بلکہ اشارہ صریح سے -
پس جب امامیہ کی یہ تعریف ہے تو غرابیہ کیونکر اس مین داخل ہو سکتے ہین -
ملل و نحل نے صرف ان لوگون کو امامیہ کہا ہے - باقریہ جو صرف امام محمد باقرؑ تک قائل ہین -
جعفریہ جو امام جعفر صادقؑ تک قائل ہین ناوسیہ جو اسکے قائل ہین کہ جناب امام صادقؑ
زندہ ہین - افطحیہ جو بعد امام جعفر صادقؑ عبد اللہ افطح کو امام مانتے ہین - شمیطیہ جو محمد بن امام
جعفر صادقؑ کی امامت کے قائل ہین - موسویہ مفضلیہ جو امامت حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے
قائل ہین صرف اسمعیلیہ واقفیہ جو اسمعیل کو بعد جناب امام جعفر صادقؑ امام مانتے ہین ملاحظہ
ہو ملل و نحل نعایت ص۱۲۳
اسکے بعد فرقہ سبائیہ کا ذکر کیا ہے جو الوہیت جناب امیرؑ کا قائل تھا اسی مین غالباً یہ فرقہ بھی ہو مگر
ملل و نحل مین تو اسکا پتہ نہین ملا -

## اذان مین جناب امیرؑ کا نام

(۴۴) ہان یہ شبہہ آپکے حضرت معویہ کو بھی ہوا تھا جس کی تفصیلی حالت کو ہم تاریخ الاذان سے نقل کرتے ہین - ص۴۷ نعایت ۵۰

تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے -
ففی سنة اثنی عشرة ومائتین نادی
منادی المامون برئت الذمة ممن احد
من الناس ذکر معاویة بخیر او قدمه
علی احد من اصحاب رسول اللہ وتکلم
فی اشیاء من التلاوة انها مخلوقة وغیر
ذلک وتنازع الناس فی السبب الذی
من اجله امر بالنداء فی امر معاویة
فقیل فی ذلک اقاویل منها ان بعض
سماره حدث بحدیث عن مطرف بن
المغیرة بن شعبة الثقفی وقد ذکر هذا

خلیفہ مامون رشید نے ۲۱۲ھ مین منادی کرائی کا وس
شخص کو امان نہین ہے جو معاویہ کو بخیر و خوبی
یاد کرے یا کسی صحابی پر اوسکی فضیلت کا قائل
ہو اسکی وجہین مختلف بیان کی گئی ہین منجملہ
اونکے ایک وجہ یہ ہے کہ بعض مصاحبین مامون
رشید نے خبر دی کہ مطرف بن مغیرہ بن شعبہ
سے روایت ہے اور زبیر بن بکار نے بھی اپنی
کتاب موفقیات مین اسکو لکھا ہے کہ مطرف
کا بیان ہے مین اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ
ایک دفعہ معویہ کے دربار مین پہونچا مغیرہ
کو چونکہ دوستی تھی معویہ سے اسلئے اوسکی

الخبر ابن بكار في كتابه الاخبار المعروفة
بالموفقيات التي صنفها للموفق وهو
ابن الزبير قال سمعت المدائني يقول قال
مطرف ابن المغيرة ابن شعبة وفدت مع
ابي المغيرة الى معاوية فكان ابي ياتيه و
يتحدث عنده ثم ينصرف الي فيذكر عقله
ويعجب مما يرى منه اذ جاء ذات ليلة
فامسك عن العشاء فرايته مغتما فانتظرته
ساعة وظننت انه لشئ حدث فينا
او في عملنا فقلت له مالي اراك مغتما منذ
الليلة قال يا بني اني جئت من عند
اخبث الناس قلت له وما ذاك قال
قلت له وقد خلوت به انك قد بلغت
منا يا امير المؤمنين فلو اظهرت عدلا
وبسطت خيرا فانك قد كبرت ولو نظرت
الى اخوتك من بني هاشم فوصلت
ارحامهم فوالله ما عندهم اليوم شئ
تخافه فقال لي هيهات هيهات ملك
اخو تيم فعدل وفعل ما فعل فوالله ما
عدا ان هلك فهلك ذكره الا ان يقول
قائل ابو بكر ثم ملك اخو عدي فاجتهد
وشمر عشر سنين فوالله ما عدا ان هلك
فهلك ذكره الا ان يقول قائل عمر ثم

آمد و رفت برابر وہاں رہتی تھی اور ہمیشہ اوسکی
مدح و ثنا کرتا اور اوسکی عقل و تدبیر کی تعریفیں
کرتا ایک رات جو معویہ کے پاس سے آیا
تو بہت ہی مغموم و محزون تھا کہ مارے رنج
کے کھانا بھی نہ کھایا مجھے گمان ہوا کہ شاید
کسی قسم کا مواخذہ مال دولت کے متعلق
ہے جس سے مغیرہ کو اسقدر رنج ہے (کیونکہ
مغیرہ منجانب معویہ کوفہ وغیرہ کا حاکم بھی تھا)
آخر میں نے پوچھا کہ آج آپکو کس بات کا اسقدر
غم ہے تو جواب دیا کہ اسوقت میں خبیث ترین
مردمان کے نزدیک سے آتا ہوں (یہ لفظ
بحق معویہ کہا گیا ہے) میں نے پوچھا آخر کیا ہوا
کہا آج میں نے تخلیہ میں معویہ سے کہا کہ تیری کل
آرزوئیں پوری ہوئیں اب تو رحم کرنا چاہئے
کیونکہ سن تیرا زیادہ ہوا۔ اپنے برادران بنی
ہاشم پر نظر کرو۔ اور حق صلہ رحم ادا کرو کہ قسم بخدا
اب اونکے پاس کچھ نہیں رہا جس سے تجھے
خوف ہو معاونہ نے جواب دیا افسوس افسوس
اخ تیم (ابوبکر) نے بادشاہی کی اور عدل و
انصاف سب کچھ کیا مگر مرجانے پر اوسکا کچھ نام
نہ رہا۔ اسی طرح اخ عدی (عمر) نے بھی ملک
و دولت پائی اور سب کچھ کیا مگر مرجانے پر اوسکا
بھی نام مٹ گیا۔ اسی طرح میرے بھائی

ملك اخونا عثمان فملك رجل لم
يكن احد في مثل نسبه فعمل ما عمل و
عمل به فوالله ما عدا ان هلك فهلك
ذكره وذكر ما فعل وان اخا هاشم يصرخ
به في كل يوم خمس مرات اشهد ان
محمدا رسول الله فاي عمل يبقى مع هذا
الا ام لك والله الا دفنا دفنا وان المامون
لما سمع هذا الخبر بعثه ذلك على ان
يامر بالنداء على حسب ما وصفنا
وانشئت الكتب الى الآفاق بلعنه على
المنابر فاعظم الناس ذلك واكبروه
واضطربت العامة فاشير عليه بترك
ذلك فاعرض عما كان هم به مروج
الذهب صفحه ۵۰ بر حاشیه کامل جلد ۹۔

(عثمان) نے بھی سلطنت کی حالانکہ نسب مین
اوسکا کوئی ہمسر نہ تھا مگر اوسکے مرنے کیساتھ
نام بھی مرگیا بخلاف برادر ہاشمی (محمد مصطفی)
کے ہر روز پانچ مرتبہ اوسکا نام پکارا جاتا ہے
اشهد ان محمدا رسول الله اب بتلاؤ اس
ناموری کا بھلا کوئی کیا مقابلہ کرسکتا ہے اس
عمل کیساتھ کس کا عمل باقی رہ سکتا ہے
دور ہو دور ہو۔

یہ روایت جب مامون رشید نے سنی تو حکم دیا کہ
اس مضمون کا پروانہ تمام ملک مین جاری کیا
جائے کہ کوئی شخص معویہ کو بخیر وخوبی نہ یاد کرے۔
اور منبرونپر لعنت کیجائے معویہ پر جس سے تمام
رعایا مین عجب طرح کی شورش پیدا ہوئی کہ آخر
مامون رشید کو اپنا حکم مسترد کرنا پڑا۔

اس مضمون کو علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے بھی مثالب مین لکھا ہے مگر نہایت مختصر
طور پر چنانچہ اصل عبارت یہ ہے حدث بعضهم قال حضرت عند معاوية يوما وقال
المؤذن الله اكبر فقال معوية مثل ذلك فلما قال المؤذن اشهد ان لا اله الا
الله قال معوية مثل ذلك فلما قال اشهد ان محمدا رسول الله اطرق معوية
ثم قال يا ابن عبد الله ما كان اكبر همتك قرنت اسمك باسم ربك ورق ۳۰
راوی کا بیان ہے کہ ایک روز مین معویہ کے پاس گیا جب اذان ہونے لگی تو موذن نے کہا الله
اکبر معویہ نے بھی الله اکبر کہا اسی طرح اشهد ان لا اله الا الله کو بھی معویہ نے دوہرایا جب موذن نے
اشهد ان محمدا رسول الله کہا تو معویہ نے گردن جھکالی اور کچھ دیر کے بعد کہا اے پسر عبد الله
(خطاب ہے طرف رسول اللہ کے) کسقدر تیری ہمت بلند تھی کہ تو نے اپنے نام کو خدا کے نام سے

ملادیا ۔

جو خیال معویہ نے یہان ظاہر کیا ہے وہ ذاتی خیال انکا نہین ہے بلکہ موروثی ہے کیونکہ ابوسفیان پدر معویہ کا بھی ہمیشہ یہی خیال رہا چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے ۔

قال ابن عباس لقد کنا فی محفل فیہ ابوسفیان وقد کف بصرہ وفینا علی رض فاذن للموذن فلما قال اشہد ان محمدا رسول اللہ قال ابوسفیان ههنا من یحتشم قال ابوسفیان من القوم لا فقال للہ در اخی بنی هاشم انظروا این وضع اسمہ فقال علی اسخن اللہ عینک یا ابا سفیان اللہ فعل ذلک بقولہ عزمن قائل ورفعنا لک ذکرک فقال ابوسفیان اسخن اللہ عین من قال لیس ههنا من یحتشم ۔

ایک صحبت مین ابوسفیان بھی تھے جبکہ آنکھیں اونکی جاچکی تھین اور مجمع مین حضرت علی بھی تھے کہ موذن نے اذان شروع کی جب اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو ابوسفیان نے کہا یہان کوئی غیر تو نہین ہے کسی نے جواب دیا کہ نہین ۔ تو ابوسفیان نے کہا ۔ خدا بھلا کرے برادر ہاشم کا (جناب رسول اللہ کی طرف اشارہ ہے) دیکھو اپنا نام کہان رکھا ہے !! حضرت علی نے کہا خدا تیری آنکھونکو گرم کرے کہ خود خدا نے اونکو عزت دی ہے کہ فرمایا ورفعنا لک ذکرک ۔ ابوسفیان نے کہا خدا اوسکی آنکھ گرم کرے جسنے یہ کہا کہ یہان کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکا خوف کیا جاے ۔

پس جب ابوسفیان اور معویہ خود حضرت کی نسبت ایسا خیال رکھتے ہون تو آپکے خیال کو نسبت جناب امیرالمومنین کون روک سکتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ اب بہت سے وہابی اس فکر مین لگے ہین کہ رسول اللہ کا نام اذان سے نکال دیاجاے ۔

(۵) اگر احکام الہی کی تعمیل کا مدار غور و فکر پر ہے تو آپ غور کر سکتے ہین کہ جس طرح اقرار شہادتین ضروری ہے اوسی طرح اقرار شہادت ولایت بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ جس طرح آنحضرت ایسے جلیل القدر دعوت کے داعی تھے اوسی طرح جناب امیر اوس دعوت کے مکمل اور متمم ہین کیونکہ آپنے تاریخ طبری ۔ کامل ۔ ابوالفدا ۔ خصائص نسائی ۔ معالم التنزیل وغیرہ وصدہا کتب مین دیکھا ہے کہ جب حضرت پر حکم وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا

تو اسکی کل خدمتونکو جناب امیرؑ نے انجام دیا جسپر حضرت نے جس طرح خدا کی توحید اور اپنی رسالت کا اعلان کیا اوسی طرح جناب امیرؑ کی خلافت و وصایت و اخوت کا اعلان فرمایا۔

(۶) یہ خوب کہا میرے نام کی گنجایش کہان۔ حالانکہ خدا تینون نامونکو ایک ساتھ ذکر کرتا ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ پھر فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پھر کون کہہ سکتا ہے کہ خدا و رسول کا نام اذان مین لیا جاے اور اولی الامر کا نام نلیا جاے۔ حالانکہ اگر خداوند عالم معبود و مقصود حقیقی ہے۔ تو رسول اللہ اوسکی دعوت کا داعی اور جناب امیرؑ اوس دعوت کے مکمل اور متمم جسپر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی شاہد موجود ہے۔

(۷) محض غلط ہے نہ فصول اذان قرآن مین کہین بصراحت مذکور ہے نہ کلمہ شہادتین۔ اور اگر صرف نام لینے سے آپکا استدلال تمام ہوتا ہے تو جناب امیرؑ کا نام بھی قرآن مین موجود ہے۔ وانہ فی ام الکتاب لعلی حکیم۔ اور فرقہ اہل حق تو بجز شیعہ دوسرا کوئی فرقہ ہو ہی نہین سکتا کیونکہ فرمان رسول ہے الحق مع علی وعلی مع الحق پھر جو لوگ ہمراہیان کاذبین غادرین آثمین خائنین سے ہین وہ کیونکر اہل حق ہو سکتے ہین۔

افسوس یہ ہے کہ آپنے تاریخ الاذان نہین ملاحظہ کیا جاہے جس مین آپکے ہر خلیفہ کی بدعات و ایجادات کو علٰحدہ علٰحدہ دکھایا ہے کہ کس طرح ہر خلیفہ نے اس مین ایجاد کیا ہے۔ خلیفہ دوم نے الصلوٰۃ خیر من النوم بڑھا دیا۔ اور حی علی خیر العمل کو نکال دیا۔ خلیفہ سوم نے پوری ایک اذان بڑھا دی۔ ابوبکر نے بلال موذن رسول کو علٰحدہ کر دیا۔ اذان مین نئی موذن مقرر کئے گئے جو گھوم گھوم کر اذان دیتے ہین زیادہ تفصیل تاریخ الاذان مین ملاحظہ ہو۔

(۸) یہ بھی محض غلط ہے کہ حضرت نے حکم اذان کو قرآن سے استنباط کیا ہو بلکہ اسکی ابتدا وحی یا رسول اللہ سے کہ حضرت نے اسطرح خواب دیکھا اور پہلے جناب امیرؑ کو تعلیم کیا حضرت نے بلال کو بتایا ملاحظہ ہو تاریخ الاذان صث لغایت صہ۱۲

آپکے عمل تو اذان کا بوجہ بھی خلیفہ اول و خلیفہ دوم کو بتاتے ہین مگر شکر خدا کہ خود علماء اہلسنت نے اسکو غلط ثابت کر دیا مگر یہ تو بالیقین معلوم ہوا کہ آپکے عمل کو اثبات نبوت ابوبکر و عمر مین کیسی کد تھی کہ ہر جگہ چاہا اونکو شریک فی الرسالت کر دین۔

اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ حضرت نے حکم نماز و زکوۃ کو قرآن سے مستنبط کیا بلکہ سبکی تعلیم بحکم خدا ہوئی ہے مگر آپ چونکہ چاہتے ہین کہ حضرت کی رسالت کو بھی مثل نبوت کا خود مرزا صاحب قرار دین اسوجہ سے یہ سب افترا کر رہے ہین۔

(۹) اگر آپکو کچھ بھی قرآن سے مس ہوتا تو سمجھتے استنباط کرنا خدا و رسول کا کام نہین ہے بلکہ اولی الامر کا کام ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم کہ اگر وہ رد کرتے رسول اور اولی الامر کی طرف تو تحقیق کر لیتے وہ لوگ جو اون مین سے استنباط کرتے ہین جس سے معلوم ہوا استنباط کرنا خود بس اولی الامر سے ہے نہ رسول سے، کیونکہ رسول کی تعلیم تو خود خدا کرتا ہے بذریعہ الہام یا وحی نہ بذریعہ استنباط و اجتہاد۔ اسی لئے خدا نے فرمایا ہے ما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی۔ رسول تو اپنی خواہش سے کوئی کلام ہی نہین کرتا بلکہ وہ جو کچھ بھی وحی ہے کہ وحی کی جاتی ہے۔ پھر یہان استنباط و اجتہاد کو کیا دخل۔

(۱۰) سبحان اللہ کیا عقل ملی ہے کہ خدا و رسول کے نظام کو تو آپ شاہوار مروارید کہتے ہین اور جناب امیر کے نام کو چوپٹ حالانکہ خداوند عالم آیہ تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم مین جناب امیر کو نفس رسول کہا ہے اور آیہ یا ایھا الذین امنوا اور اطیعوا اللہ اور آیہ تطہیر مین جناب امیر کو داخل کر کے قرآن کو مزین فرمایا اور یہ جو آپ حضرت کو چوپٹ کہتے ہین تو اسکا بدلہ بجز خدا کون دے سکتا ہے۔

(۱۱) مگر اس مین شیعون کا کیا قصور ہے جب خدا و رسول ہی نے جناب امیر کو [illegible] درجہ پر پہنچایا ہے جسکا [illegible] اہلسنت کو بھی مجبوراً [illegible] کرنا پڑا۔

(۱۲) [illegible] خلافت [illegible] رسول [illegible] ہے بلکہ [illegible] ہونا چاہئے کیونکہ [illegible] جو ہدایت کرنے۔

(۱۳) تو پھر قول خدا غلط ہوا جو اوسنے جناب امیر کو نفس رسول کہا کیونکہ یہ تو موٹی عقل والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو قوے و اعمال کسی شخص مین ہوتے ہین وہی اوس مین بھی ہوتے ہین جو اوسکا نفس ہو۔

(۱۴) مگر اوسکے ساتھ یزید کو بھی ملا لیجئے جسنے بار نبوت و رسالت کو اوسی طرح سنبھالا جس طرح ابوبکر نے بلکہ اون سے بڑھکر کیونکہ ابوبکر کے مقابلہ مین مدعی خلافت نے تلوار نہین اوٹھایا تھا۔ بلکہ صرف زبانی دعوی کیا تھا بخلاف یزید کہ اوسنے اوس مدعی خلافت کا خاتمہ کر دیا جو پورے مقابلہ مین نکلا تھا۔ پھر یزید کو چھوڑکر ابوبکر کی تعریف کرنا اگر ناحق شناسی نہین تو کیا ہے۔

(۱۵) اسی سبب سے تو کوئی شخص ابوبکر کا مقابلہ نہین کرتا۔ کیونکہ ابوبکر کا مقابلہ تو یزید و معویہ سے ہے جنہون نے ابوبکر سے بڑھکر کارنمایان کئے۔ کیونکہ جناب امیر تو تجہیز و تکفین رسول اللہ مین مشغول تھے جب ابوبکر نے یہ کارروائی کی۔ بخلاف معویہ و یزید کہ انہون نے اوسوقت جناب امیر سے خلافت کو چھینا جبکہ حضرت اوس قاعدہ سے بھی خلیفہ ہو چکے تھے جو ابوبکر عمر نے مقرر کیا تھا پھر آپ ہی انصاف کیجیے معویہ یزید کا درجہ بڑھکر ہے یا ابوبکر عمر کا۔

(۱۶) ہم سمجھتے تھے کہ تیرہ سو برس گذرنے پر کچھ عقل درست ہوئی ہوگی خاص کر جب ایک شخص ان مین مدعی نبوت بھی ہوا اگرچہ نبوت اوسکی کا ذبہ ہی کیون نہو مگر خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم کا مضمون ہے۔

کیونکہ آپ تو پہلے سورہ برات کے آیہ سے استدلال کرتے ہین جسکا نام فاضحہ ہے کہ تمام صحابہ کی فضیحت کرنے کو یہ سورہ آیا ہے جسنے کسیکو منافقین سے نہ چھوڑا کہ اوسکو فضیحت نہ کیا ہو جیسا کہ خود خلیفہ دوم فرماتے ہین۔

ثانیاً اس آیہ مین تو صریحاً مذمت صحابہ ہے "اے مومنون تمہین کیا ہوا کہ جب تمہین اللہ کی راہ مین جہاد کو نکلنے کو کہا جاے تو سست اور بوجھل ہو کر زمین سے لگ جاتے ہو اور نکلنے مین نہین آتے کیا تم اس ورلی زندگی پر قانع ہو بیٹھے ہو"

کہیے اسمین مذمت صحابہ ہے یا نہین۔ پھر ایسے صحابہ جو کوئی کام کرین وہ کب تعریف کے قابل ہو سکتا ہے

آپکو یہ بھی معلوم ہے یہ سورہ سب سے آخر مین آیا ہے جسکو خود رسول اللہ نے ترتیب دیسکے بلکہ صحابہ نے ترتیب دیا۔ تو تئیس سال کی صحبت اور معاشرت کے ساتھ جب آپکے صحابہ کے یہ حالات تھے کہ جب اون سے جہاد مین نکلنے کو کہا جاتا تو وہ بوجھل ہو کر زمین سے لگ جاتے" تو ابتدا زمانہ مین اونکی کیا حالت تھی؟ جس سے آپ سمجھ سکتے ہین اگر جناب امیر کو خداوند عالم حضرت کی نصرت و امداد کیلئے نہ پیدا کرتا تو دین اسلام کی کیا حالت ہوتی۔

ثالثاً آپنے الا تنصروہ کے ترجمہ مین جو تصرف کیا ہے۔ اوس پر بھی تو خلیفہ اول کی انتہائی مذمت ہی نکلی۔ کیونکہ اسکو تو آپنے بھی تسلیم کیا کہ خدا فرماتا ہے "تم اس رسول کے ناصر نہین بنتے" جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ ابوبکر حضرت کے ناصر نہین ہوے ورنہ کلام خدا غلط ہوتا ہے۔

اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ نصرت کسی کی وقت مصیبت ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خدا اپنی نصرت کو یاد دلاتا ہے کہ اگرچہ صحابہ نے ہمارے رسول کی نصرت نہین کی۔ مگر ہمنے کی۔ کس وقت جبکہ اوسکو کافرون نے مکہ سے نکالا۔ وہ کس حالت مین تھا کہ دو آدمیون کا دوسرا تھا۔ کہان تھا غار مین۔ کس طرح پر کہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کھا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اب دیکھیے اس مین خدا نے کیسی مذمت کی ہے ابوبکر کی۔

کیا غضب ہے کہ خداوند عالم تو نصرت ابوبکر کو مصائب رسول مین شمار کرتا ہے کہ جب اوسکو کافرون نے نکالا۔ وہ دو کا دوسرا تھا جب وہ دونو غار مین تھے۔ اور اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کھا خدا ہمارے ساتھ ہے اور اب اسکو ابوبکر کی تعریف سمجھ رہے ہین۔

یہان ہمکو وہ لطیفہ یاد پڑا کہ مروان کی زوجہ نے جو پہلے یزید کی زوجہ تھی۔ لحاف تو شک سے اسکا گلا دبا دیا ہے کہ قریب مرگ ہو چکا۔ رمقے حیات باقی تھی کہ عبدالملک وغیرہ سب آگئے مگر بولنے کی طاقت نہ تھی۔ مروان اشارہ کر کے کہہ رہا ہے اسی عورت نے ہمکو مارا ہے اور وہ عورت غل مچا رہی ہے کہ ہمارا اسقدر خیال تھا کہ مرتے وقت بھی ہماری ہی سفارش کرتے ہین۔

یہی حال ان لوگون کا ہے کہ خدا تو اس صراحت سے ابوبکر کی مذمت کر رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہین تعریف کرتا ہے۔

(۲) بعد اسکا نام اگر تحریف نہین تو کیا ہے کہ خدا کہتا ہے خدا نے اوسکی نصرت کی جبکہ کافرون نے

اوسکو نکالا کہ دو کا دوسرا تھا" اور آپ اوسکا یون ترجمہ کر رہے ہین" اور اس سفر ہجرت مین ایک شخص اسکا رفیق طریق ہوا اور تمھارے طرز عمل کسل اور سستی کے بالکل خلاف اپنے منافع پر خاک ڈالکر رسول کے ساتھ خدا کی راہ مین نکل کھڑا ہوا"

اب کون ہے جو ان سے پوچھے آخر یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کیونکہ قرآن مین تو صرف ثانی اثنین ہے۔ دوسرا تھا دو کا"

پھر اوسپر یہ اضافہ اگر تحریف نہین تو کیا ہے۔

مولوی صاحب اگر آپکو جناب امیر سے عداوت ہے تو ہوا کیے ائمہ اطہار سے بغض ہے تو ہوا ابوبکر پر آپ جان و دل سے فدا ہون تو ہون مگر خدا پر تو نہ افترا کیجیے قرآن کو تو نہ غارت کیجیے۔ اوسکو اپنی حالت پر رہنے دیجیے۔

دیکھیے خدا نے اس واقعہ کو حضرت کے مصائب مین بیان کیا ہے یا نہین جبکہ اوسکو کافرون نے نکالا وہ دوسرا تھا دو کا جبکہ وہ دونون غار مین تھے جبکہ وہ کہہ رہا تھا اپنے ساتھی سے غم نہ کھا۔ کون عاقل ہے جو اس سے ابوبکر کی تعریف نکال سکتا ہے۔ پھر کافرون کی بھی کیون نہ تعریف سمجھی جاے۔ کیونکہ دین اسلام کی ترقی و عروج کا تو یہی باعث ہوا کہ کفار نے حضرت کو مکہ سے نکال دیا۔ پس اگر کلام خدا سے کسی طرح مدح ابوبکر نکلتی ہے تو یقیناً مدح کفار بھی۔

آپنے اسپر بھی نہ غور کیا کہ آ . اس آیہ سے مدح ابوبکر نکلتی ہے تو اوسکے ساتھ عمر بلکہ سائر صحابہ کی مذمت بھی نمایان ہے جو سب حضرت کو چھوڑ کر مدینہ پہلے چلے گئے تھے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہین" اور تمھارے طرز عمل کسل اور سستی کے بالکل خلاف اپنے منافع پر خاک ڈال کر رسول کے ساتھ خدا کی راہ مین نکل کھڑا ہوا"

جس سے معلوم ہوا سارے صحابہ کی یہی حالت تھی کہ وہ کسل اور سستی اور اپنے منافع مین مبتلا تھے۔ تو پھر بتائیے عمر عثمان کا کہان ٹھکانا ہے۔

خامساً نہ معلوم آپنے جبکہ نصرت الٰہی کی آمد کی سخت ضرورت پڑی اور وہ یار غار اپنے مولی کی جان کو خطرہ مین دیکھکر گھبرایا اور اس مہبط وحی نے خدا کی طرف سے کہا غم مت کر اللہ تیرے اور میرے ساتھ ہے تا آخرہ ۳۴ قرآن مین تو صرف اسیقدر ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن

انّ اللہ معنا جو وقت وہ اپنے ساتھی سے کہتا تھا غم نہ کھا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر یہ سب کہاں سے بڑھا دیا۔

اس سے بھی یقیناً معلوم ہوا کہ قرآن اگر اپنی اصلی حالت پر ہے اور ترجمہ اوسکا مطابق الفاظ کیا جائے تو بجز ندامت آپکو کچھ نہین حاصل ہو سکتا۔ اسی لئے یہ سب اضافہ اور تحریف کی ضرورت ہوئی۔

حق یہ ہے کہ جہالت بجائے خود بری چیز ہے چہ جائیکہ اوسکے ساتھ تعصب اور ہٹ دہرمی بھی ہو کہ پھر کہین اوسکا ٹھکانا نہین رہ سکتا۔ ذرہ آپ تفسیر درمنثور سیوطی دیکھئے کہ ابوبکر کیونکر شریک ہوئے اور کس امر کا اونکو غم تھا عن ابن عباس قال لما خرج رسول اللہ من اللیل لحق بغار ثور قال وتبعہ ابوبکر فلما سمع رسول اللہ حسہ خلفہ خاف ان یکون الطلب فلما رای ذلک ابوبکر تنحنح فلما سمع ذلک رسول اللہ عرفہ صـ۲۴۰ جلد۳

یعنی جب رسول اللہؐ نکلے ہین اور قریب غار پہونچ گئے ہین۔ اور اونکے پیچھے ابوبکر آرہے تھے۔ جب حضرت کو اونکی آہٹ معلوم ہوئی تو ڈرے کہین کوئی پکڑنے کو نہ آیا ہو تب ابوبکر نے تنحنح کیا۔ جب حضرت نے سنا تو پہچان لیا اور ٹھہر گئے۔

کیا دنیا مین کوئی عاقل ہے جو اس سے یہ سمجھ سکے کہ رسول اللہؐ کی مرضی سے یہ ساتھ ہوئے حضرت کی اجازت سے وہ آئے کیونکہ حضرت نے تو کل مسلمانون کو منع کر دیا تھا۔ آج کی رات کوئی باہر نہ نکلے مگر یہ کب ماننے والے تھے اونکو تو دوسری ہی تاک تھی۔

دوسری روایت اوسی مین یہ بھی ہے عمر سے لما خرج رسول اللہ ہاربا من اہل مکہ خرج لیلا فتبعہ ابوبکر صـ۲۴۱

جب حضرت اہل مکہ سے بھاگے ہین تو ابوبکر نے حضرت کا پیچھا کیا۔

کیا یہ روایتین کسی عاقل کو باور کرا سکتی ہین کہ یہ حضرت کی مرضی اور حکم سے ساتھ ہوئے۔

اب وجہ حزن ابوبکر بھی سن لیجئے تاریخ خمیس جلد اول مین ہے صـ۳۶۶

وروی ان ابابکر حین خرج الی الغار احتمل مالہ کلہ وکان ذا مال وھو خمسۃ

حزن ابوبکر کا سبب

وجہ حزن ابوبکر

الاف درہم او ستۃ فانطلق بہا معہ۔
یعنی ابوبکر جب غار کی طرف چلے ہین تو اپنا کل مال ساتھ لے لیا جو پانچ ہزار درہم تھا یا چھ۔
جس سے معلوم ہوا کہ اصل حزن ابوبکر کی وجہ یہی تھی کہ سارا مال جو پانچ چھ روپیہ تھا ساتھ ۔۔
اسی لیے حضرت نے صرف لا تحزن ان اللہ معنا کہا یعنی چور ڈاکو کا غم نہ کہا خدا ہمارے ساتھ ہے
اب اصل واقعہ کو دیکھیے اور مخاطب کی اس تحریف کو ترجمہ قرآن مین کرتے ہین وہ جب کہ
نصرت الٰہی کے آنے کی سخت ضرورت پڑی اور وہ یار غار اپنے مولیٰ کی جان کو سخت خطرہ مین دیکھ کے
گھبرایا۔ آخر یہ کس جملہ کا ترجمہ ہے اور کہان خدا نے یہ فرمایا ہے وہان تو صرف لا تحزن
ہے کہ غم نہ کہا۔
یہان سخت ناانصافی ہوگی اگر ایک کافر کا تذکرہ نہ کیا جاے جسنے ابوبکر سے بمدارج بڑھ کر حضرت
کے نصرت کی درمنثور سیوطی مین ہے جلد ۳ صفحہ ۲۴۱
فمکث ھو وابوبکرؓ فی الغار ثلثۃ ایام یختلف الیہم بالطعام عامر بن فہیرۃ
وعلی یجہزھم فاشتروا ثلاثۃ اباعر من ابل البحرین واستاجر لہم دلیلا
فلما کان بعض اللیل من اللیلۃ الثالثۃ اتاہم علی رض بالابل والدلیل فرکب
رسول اللہ راحلتہ ورکب ابوبکر اخری فتوجہوا نحو المدینۃ وقد بعث
قریش فی طلبہ۔
یعنی حضرت اور ابوبکر تین روز تک غار مین رہے عامر بن فہیرہ کھانا لیکر آتا اور حضرت علیؑ اوسکا
سامان کرتے تین اونٹ خرید البحرین کے اونٹون سے اور ایک راہ نما مقرر کیا۔ جب تیسری
رات ہوئی تو حضرت علیؑ اونٹ اور راہ نما لیکر آئے اور رسول اللہ اپنے اونٹ پر دوسرے پر
ابوبکر سوار ہوے اور راہی مدینہ ہوے اور قریش نے لوگون کو حضرت کے پکڑنے کو بھیج رکھا
تھا۔
ہم یہان جناب امیرؑ کی کسی خدمت کا تذکرہ نہین کرتے کیونکہ مخاطب کے بدن مین لگ جائیگی۔
بلکہ اوس کا تذکرہ کرتے ہین جو راہ نما مقرر کیا گیا کہ کس طرح جناب امیرؑ نے مثل ولیعہد دن کے کل
خدمتونکو انجام دیا ایک طرف کھانا بھیج رہے ہین دوسری طرف اونٹ خرید رہے ہین تیسری

طرف راہ نما ایک کافر کو مقرر کر رہے ہین اور خود آکر سوار کر رہے ہین اور ابوبکر کی حالت مثل ایک خدمتگار کے ہے کہ آقا کی بدولت اوسکے لئے بھی سامان سواری وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔

اسی راہ نما کافر کے جوہر شرافت کو دکھانا ہے کہ اوسپر تو اسقدر اعتماد کیا گیا کہ کل صیغہ راز داری سے واقف کیا گیا۔ مقام غار اوسکو دکھایا گیا جہان حضرت مخفی تھے تین روز کا وعدہ کیا گیا کہ آج سے تیسرے روز یہان سواری آئیگی تمکو ساتھ جانا ہوگا۔ مگر ابوبکر کو نہ پہلے سے اطلاع دی گئی نہ کسی قسم کی خبر بلکہ حضرت گھر سے باہر تشریف لائے ہین تو اونہون نے پیچھے سے تعاقب کیا جسکو حضرت نے کافرون کا فرستادہ سمجھا اور واقف ہوکر ساتھ لے لیا۔

تاریخ خمیس مین ہے ۲۶۵ اسکا نام عبداللہ بن اریقط تھا وکان مشرکا وقال علی دین الکفار فامنہ ودفع الیہ الراحلتین وواعدہ غار ثور بعد ثلاث لیال۔ قال النووی لانعلم لہ اسلاما۔

یعنی مشرک تھا یا دین کفار پر تھا اوسکو دونون اونٹ دئیے گئے اور اوس سے تین رات بعد غار ثور کا وعدہ لیا گیا۔ نووی کہتے ہین اوسکا اسلام اب تک نہین معلوم ہوا۔

چونکہ اسلام کی ہمیشہ سے یہی تعلیم رہی ہے کہ احسان فراموشی نہ کرو جسنے جو احسان کیا ہے اگرچہ وہ کافر ہی ہو اوسکا شکریہ ادا کرو لہذا اسقدر لکھا گیا تاکہ ناظرین کو معلوم ہو ابوبکر کا احسان ہے یا اس کافر مشرک کا جسنے نہ اپنے ہم قوم وہم مذہب کے انعامون کا خیال نہ کیا نہ اون جوائز وانعام کا جسکی طمع مین عمر نے حضرت کو قتل کرنا چاہا بلکہ نہایت امانت و دیانت سے حضرت کو صحیح وسالم مدینہ منورہ پہونچایا۔ بخلاف ابوبکر جو بلاحکم حضرت کے ساتھ ہوئے اور جب تک غار مین رہے آپکو روحانی تکلیف پہونچاتے رہے صدہا معجزات دیکھے کہ حضرت غار مین ہین تلاشی وہان تک پہونچ گئے ہین مگر عنکبوت نے ایسا جالا تندیا کہ کسی کو خیال بھی نہوا حضرت یہان ہونگے پھر بھی یہ ان ؔالو؎ لرزو رہے ہین کہ حضرت کو ایسے خطرناک وقت مین سمجھانا پڑا حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ آدمی اپنی سانس کو روکتا ہے چہ جائیکہ کسی کو سمجھائے یا منع کرے۔

**خلافت راشدہ** یہان یہ بات قابل غور ہے کہ ایسے پرفتن وقت مین خداتعالی نے حضرت

صدیق کی رفاقت اور نصرت کو اپنی نصرت فرمایا ہے ۔ جیسے کہا لقد نصرہ اللہ۔ اگر اس کے یہ معنی کرین کہ غار ثور کے دو پناہ گزینون کی خدا نے نصرت کی جیسے وہ ایسی خوفناک گھڑیون مین اپنے مرسلین کی کیا کرتا ہے جب بھی مدعا حاصل ہے[3] اور اگر یہ معنی کرین کہ خدا کے اون اورارادہ سے ایسے وقت مین حضرت صدیق آپ کے مونس اور ناصر ہوے جب بھی معنی درست بیٹھتے ہین اور حقیقت مین بات بھی اسی طرح ہے ۔ اس[4] مین تو کسی طرح بھی کلام نہین ہوسکتا کہ ایسے نازک وقت مین جو فیضان اور توجہات حضرت مولی حق سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معطوف ہوئین[5] حضرت صدیق بھی ان مین شریک ہین[6] ۔ اور ان اللہ معنا نے جو آپ کے دہان مبارک سے یار غار کے خطاب مین نکلا اور بھی واضح کردیا کہ حق سبحانہ وتعالی کی معیت کے برکات اور نتائج سے ابوبکر صدیق یکسان حصہ دار ہین مین حیران ہون کہ شیعہ خدا کے اس پر حکمت کلام سے کیون فائدہ نہین اٹھاتے قابل غور بات ہے کہ خدا کی پر حکمت کتاب مین آیہ ثانی اثنین اذھما فی الغار کیون وحی ہوئی ہے اور اس کی ضرورت ہی کیا تھی[8] اگر نبوت کے مسائل مہمہ سے کسی عظیم الشان مسئلہ کا اس پر انحصار نہین[9] ۔ اور جبکہ قرآن کریم کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ہر زمانہ مین وہ زندہ اور مبارک کتاب ثابت ہو اور مومنون کو ہر زمانہ مین اخلاق فاضلہ کا سچا اور پورا نمونہ سکھائے ۔ اور نبوت کی شاخون کو ہر زمانہ مین سرسبز اور پر ثمر دکھائے اور طالبان حق کے آگے ہر وقت ترغیبات اور ترہیبات کے زندہ نمونے پیش کرے ۔ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ فقرہ خدا اور رسول کے کس مقصد کی تائید کرتا ہے[10] ۔ مین سچ کہتا ہون کہ خدا کا کلام اسی صورت مین معجز نظام اور پر حکمت مانا جائیگا ۔ کہ ہم اس ایمان اور اعتقاد کے لئے اپنے تئین مستعد پائین کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب صدیق مامورین مرسلین کے ناصرون کی زندہ مثال اور قابل رشک فدیہ اور لانظیر بدرقہ اور نصرت الہیہ کی دلربا تصویر ہین[11] ۔ یہ آیت ہمین صاف صاف بتاتی ہے کہ توریت اور انجیل مین اس رفاقت اور فدیہ اور نصرت کی کوئی مثال نہین[12] ۔ اور خداوند حکیم نے جیسے قرآن کریم مین اور لانظیر حقایق ومعارف مذکور فرمائے ہین خیر الامم قوم کے لئے عجیب انسان ابوبکر صدیق کے وجود باوجود مین مرشد کے اتباع اور عشق

اور اشارہ کا موقع پیش کیا ہے[13] مین پہلے بھی بیان کر چکا ہون اور اب پھر کہتا ہون کہ میری تحقیق اور میرے ایمان مین جس پر مین بصیرت سے قایم ہون یہ آیت طرا کاری حربہ ہے بطلان پر ہماری جماعت کو چاہیئے کہ دشمن حق سے مقابلہ کے وقت اسکو ہاتھ سے نہ رکھین جب تک اس کے متعلق پورا فیصلہ نہ ہوجاے اور حریف کو اس کی عادت کے ادھر ادھر گریز کرنے نہ دین اگرچہ اس آیت سے استدلال ابتدا میرا اختراع نہین ہر زمانہ مین اہل حق نے اسپر تمسک کیا ہے مگر میری روح جس قوت استدلال اور شرح صدر سے بھری ہوئی ہے اس لحاظ سے مین کہنے کا حق رکھتا ہون کہ حقیقۃً مین ہی اس حربہ کا موجد ہون اور مین محسوس کرتا ہون کہ یہ آیت القائے ربانی کے رنگ مین مجھ پر گرتی اور میری تمام عروق اور شرایین اور عظام اور مخ اور اوصال مین سرایت کرتی اور میرے سراپا کو سیراب کرتی ہے۔[16]
بتحدی سے کہتا ہون کہ ایسے بین ثبوت کی کوئی نص حضرت علیؓ کے حق مین نہین ورب العرش العظیم ہرگز نہین۔ یہ بڑا عظیم الشان معرکہ ہے اس مین صدیق کا دشمن ٹھہر سکتا ہی نہین[17] ملا علی نے الفین مین دو ہزار آیت حضرت علیؓ کی شان مین لکھی ہے مین افسوس کرتا ہون کہ باقی آتین اس نے کیون چھوڑ دین الطلاق مرتان اس سے بھی صریح وصایت حضرت علیؓ کی ثابت ہوتی ہے اور والذین یتوفون منکم الایہ۔ یہ تو اپنے منطوق سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر گواہ ہے۔ غرض جب اس طرح کی دو ہزار آتین اس نے لے لین تو ان باقی آیتون کو ترک کر دینے کی کوئی وجہ نظر نہین آتی[18]

**ردّ الملاحدہ۔** (۱) خدا کی پناہ اس افترا سے کہ خدا تو تمامی صحابہ پر اپنی ناراضی ظاہر کرکے فرماتا ہے اگر تمنے نہ نصرت کی تو کیا ہوا خدا نے نصرت کی۔ اور آپ فرماتے ہین "خدا نے حضرت صدیق کی رفاقت کو اپنی نصرت فرماتا ہے"
بھلا اس افترا کا کیا جواب دیا جائے جب خدا کی ذات کو بھی آپکے ہاتھون امان نہین ملتی۔ ارے صاحب وہ اپنی نصرت کا نتیجہ تو خود بعد کو فرماتا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔
خدا تو معیت ابوبکر کو حضرت کے مصائب مین شمار کرتا ہے مگر آپ اوسکو نصرت خدا کہہ رہے ہین تو یہ دلیل انکار کو کیون چھوڑ دیا جسکی خبر خدا نے دی اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین

اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن کہ ایک ساتھ حضرت کی چار مصیبت کو ذکر رہا ہے۔ (۱) جبکہ کافرون نے نکالدیا (۲) دوسرا انکا دو کا (۳) جسوقت دونون غار مین تھے۔
(۴) جسوقت اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ کہا۔

(۲) آپکے دونو معنی غلط ہین کیونکہ نصرت خدا نہ غار سے متعلق ہے نہ اوسکے صرف پناہ گزینون سے بلکہ اسکا تعلق رسول اللہ صلعم سے ہے اوسوقت سے کہ جسوقت حضرت کفار مکہ کی ایذا سے نکالے گئے اوسوقت تک کہ غار مین رہے اور ہمیشہ اوسکی نصرت شامل حال رہی مگر نہ معلوم اس سے مدعا آپکا کیا حاصل ہوا کیونکہ کون فرد بشر ہے جو کسی وقت بھی نصرت خدا سے خالی رہتا ہے خواہ کافر ہو یا مومن مگر یہان تو خدا نصرت رسول کا بیان کرتا ہے کہ کافرون نے اوسکو نکالدیا دوسری طرف خاص منافق یار غار بنا ہوا ہے مگر خدا اپنے رسول کا ناصر ہے۔

(۳) یہ معنی تو بالکل آپکے ایجادات سے ہے جسکا نہ ذکر قرآن مین ہے نہ حدیث مین۔ اور جبکہ رسول کا اخراج خدا کے اذن وارادہ سے ہوا تو ابوبکر کا ساتھ ہونا بھی اوسکے اذن وارادہ سے ہوسکتا ہے مگر نہ کفار اوس مین ممدوح ہوسکتے ہین نہ ابوبکر کیونکہ مدح وذم کا تعلق اذن وارادہ تشریعی سے ہے نہ تکوینی سے۔ اور رہا ابوبکر سے بہتر رفیق تو وہ کافر تھا جو راہ نما تھا۔

(۴) اگر وہ بھی شریک ہوتے تو خدا اتنا بخیل نہ تھا کہ فرماتا فانزل اللہ سکینتہ علیہ کہ خدا نے اپنے سکینہ کو رسول پر نازل کیا حالانکہ تمام قرآن مین جہان لفظ سکینہ رسول پر آیا ہے مومنین کو بھی شریک کیا ہے مگر یہان چونکہ کوئی مومن نہ تھا اس لئے خاص رسول اللہ پر اوسکا نزول ہوا دیکھئے اسی سورہ مین یہان پر فانزل اللہ سکینتہ علیہ فرمایا ہے جس مین رسول کی تخصیص ہے حالانکہ اسکے پہلے فرماتا ہے ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین پھر سورہ فتح مین فرماتا ہے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین پھر دوبارہ فرماتا ہے ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین۔

اب غور فرمائیے کہ جہان یہ حالت ہو کہ رسول کا ساتھی غم سے بیچین ہو رہا ہے اوس حالت خطرناک مین آپکو تسلی دینا پڑی وہان تو نزول سکینہ مین صرف رسول کا نام لیا گیا۔ اور تمام مومنین شریک کئے گئے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ یہان مومن نہ تھا جو قابل نزول سکینہ

ہو سکے صرف رسول اس قابل تھے لہذا حضرت ہی پہ یہ سکینہ نازل ہوا۔

(۵) سبحان اللہ رسول نے جو انّ اللہ معنا کہا تو اوس سے ابوبکر کو یہ درجہ مل گیا کہ وہ خلیفہ بن گئے۔ اور خود خدا جو ہزارون مقام پر انّ اللہ معکم فرماتا ہے اوس مین کوئی تاثیر نہین۔ وان اللہ مع المومنین انفال سے کوئی فائدہ نہین حالانکہ خداوند عالم تو عامہ ناس کی نسبت فرماتا ہے ونحن اقرب الیکم من حبل الورید کہ ہم رگ گردن سے بھی تمسے زیادہ قریب ہین۔

اگر فیضان و توجہات مین کچھ بھی حصہ ہوتا تو خداوند عالم فانزل اللہ سکینتہ علیہ نہ فرماتا بلکہ یا علیہما فرماتا یا وعلی المومنین جیسا کہ تمام محاورہ قرآن مین موجود ہے۔

اب ظاہری حالت ہی ملاحظہ ہو کہ ان سب کے بعد جب سراقہ آیا ہے حضرت کے گرفتار کرنے کو تو باوصفیکہ یہ اصلی مطلوب ہین آپ پر کچھ نہ اثر ہوا اور ابوبکر رونے لگے تو کیا جسپر فیضان الٰہی اور توجہ مولیٰ ہوتا ہے وہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ معمولی سوار کو دیکھکر اس طرح روے حالانکہ یہان تین آدمی ہین حضرت۔ ابوبکر۔ عامر اور ادہر صرف سراقہ ہے جسکے گھوڑے کا پیر حضرت کی بددعا سے زمین مین دہنس گیا اور پہر حضرت کی دعا کی برکت سے اوس نے رہائی پائی۔

تو کیا گمان ہو سکتا ہے کہ خدا کا فیضان اور اوسکی توجہ ایسی کمزور تھی کہ نہ ابوبکر کا حزن غار مین کم ہوا نہ سراقہ کو دیکھکر۔

(۶) ہان یہ آپکا ایمان ہوگا کہ ابوبکر معیت کی برکات اور نتائج سے یکسان حصہ دار ہین بس سے کم از کم مرزا صاحب کے برابر بھی اونکی نبوت کا اعتراف کرتے۔ وہ قرآن کا فیصلہ تو صریح ہے کہ نزول سکینہ مین وہ اس قابل نہ سمجھے گئے کہ خدا فانزل اللہ سکینتہ علیہما فرماتا یا وعلی المومنین ہی کہتا۔

(۷) خرابی رفع ہو جائیگی جب ان اسرار پر آپکو اطلاع ہوگی کہ خدا نے اونکو نزول سکینہ سے کیون علحدہ کیا کیونکہ رسول کا کام تو عام دعوت ہے اور سب کیلئے دعاے مغفرت کرنا۔ مگر خدا تو اونہین لوگون کو قبول کرتا ہے جو متقی ہوتے ہین انما یتقبل اللہ من المتقین

پس بالفرض اگر رسول نے چاہا بھی ہو کہ انکو برکت مین شامل کرین۔ تو چونکہ خدانے نہین منظور کیا بلکہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ فرمایا لہذا معلوم ہوا کہ وہ عمل غیر صالح تھے جیساکہ فرزند حضرت نوحؑ کے بارہ مین ہے اور خود رسول اللہؐ کو اوس نے کہا انک لا تہدی من احببت۔

(۸) جن مصالح سے خدانے کفار کا ذکر کیا اذ اخرجہ الذین کفروا اوسی مصلحت سے اس منافق کا بھی ذکر کیا ثانی اثنین تاکہ معلوم ہو کہ رسول اللہؐ پر صرف یہی مصیبت نہین تھی کہ کفار درپے آزار تھے۔ بلکہ منافق بھی مار آستین تھا جسپر شیخ سعدی کہتے ہین ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

مگر ہمنے ان کل حالات مین اپنے رسول کی ایسی نصرت کی کہ لیظہرہ علی الذین کلہ کا مصداق بن گیا۔

(۹) مگر شاید آپکو معلوم نہین کہ واقعہ ہجرت کا بیان صرف اسی ایک آیہ مین نہین ہے بلکہ واذ یمکر بلکہ بہی ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہین کہ اس آیہ پر ہے تو کیا اس سے بہی اس واقعہ عظیم الشان کا انحصار ہے۔

(۱۰) خدا آپکی ہدایت کرے ہم کیونکر سمجھائین کہ قرآن کا ہر لفظ بلکہ ہر نقطہ معرفت الٰہی کا ایک باب بلکہ دریاسے ذخار ہے۔ پھر یہ کس قسم کا ایمان ہے کہ اس آیہ سے اگر خلافت ابوبکر نہ ثابت ہو تو یہ آیہ ہی بیکار رہے۔

جب تمامی اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت نہ اصول دین سے ہے نہ اسکا تعلق ارکان رسالت سے ہے بلکہ امر دنیوی ہے جس مین رعایا کو ہر طرح کا اختیار ہے پھر قرآن پر کیون افترا کرتے ہین قرآن کو کیون غارت کرتے ہین۔

جب اسکو تسلیم کرتے ہین کہ قرآن کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ہر زمانہ مین وہ زندہ اور مبارک کتاب ثابت ہو تو کیا اوسکی یہ تعلیم غیر ضروری تھی کہ ہمنے رسول کی ایسے وقت مین نصرت کی جبکہ وہ چار مصیبت مین ایک ساتھ مبتلا تھا کفار نے نکال دیا منافق کا ساتھ ہے۔ غار مین چھپا ہوا ہے۔ ساتھی رو رو کر اوسکو تکلیف دیرہا ہے راز کے فاش ہونے کا خوف ہے۔

غور تو کرو یہ کتاب مومنین کو ہر زمانہ مین اخلاق فاضلہ کا سچا اور پورا نمونہ کب دکھا سکتی ہے

حب یہ تعلیم ہوتی ہے کہ بجز خدا کسی پر بہروسہ نکرنا چاہیئے۔ ظاہری آؤبھگت مین کسی کے نہ آنا چاہیئے
سچا دوست بجز خدا کوئی نہین ۵ اے بسا ابلیس آدم روے ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست
نبوت کی شاخ اوسیوقت ہر زمانہ مین سرسبز اور پر ثمر ہوسکتی ہے جبکہ اوسکے احکام پر عمل کیا جائے۔
صدق دل سے اوسپر ایمان لایا جائے ورنہ بے ایمان خالص و عمل صالح توکوئی فائدہ نہین۔

اب تمہین ایمان سے بتاؤ اس آیہ سے بڑہ کر کون آیہ ہوسکتا ہے جسنے خدا کی نصرت اور رسول
کی مصیبت کو آئینہ کردیا جس سے ہر معمولی سمجھ کا آدمی یہی حکم لگا سکتا ہے کہ واقعی یہ کام خدا ہی کا تھا
جسنے ایسے نازک وقت مین اپنے رسول کی مدد کی اور اوسکو شر اعدا سے محفوظ رکھا۔

(۱۱) اگر تمہارا ایمان یہی ہے کہ بغیر خلافت ابوبکر نہ کلام خدا معجزہ رہتا ہے نہ رسول اللہ خدا کے رسول
رہتے ہین توہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہین کہ کسی طرح ہو تم رسول پر تو ایمان لاؤ۔ اسی لیے رسول کو منافقین
سے جہاد کا حکم نہین تھا بلکہ وہ مسلمان سمجھے جاتے اور مسلمانون کا سا برتاؤ اونکے ساتھ کیا جاتا کہ
شاید انکے دیکھا دیکھی دوسرا کوئی خالص مومن اسلام مین آجائے۔

مگر ہم آپکو دوستانہ نصیحت کرتے ہین کہ نہ خود رسول کی وجہ سے خدا پر ایمان لاؤ نہ اوسکی فتح و نصرت
سے کیونکہ خدا فرماتا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات
او قتل انقلبتم علی اعقابکم کہ محمد تو ایک رسول تھے جنکے پہلے بہت سے انبیا گذرے ہیں
کیا وہ مرجائینگے یا قتل ہونگے تو تم الٹے پاؤن پھر جاؤگے۔

تو آپکے ابوبکر کس شمار مین ہین جنکی خلافت ماننے پر تو آپ خدا کے کلام معجز اور رسالت مانینگے۔
ورنہ نہین کیونکہ اسکے ساتھ یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اس صورت مین عمر عثمان کے خلافت کی کونسی
راہ باقی رہتی ہے۔ اسلئے کہ اگر ابوبکر بوجہ رفاقت غار مستحق خلافت ہوے تو عمر عثمان کس غار
مین شریک رہے لہذا اگر خلافت کے اثبات کا حوصلہ ہے تو آیات و احادیث لائیے ورنہ عمر
وعثمان ہاتھ سے جاتے ہین۔

(۱۲) یہ بھی آپکی غلطی ہے جو توراۃ و انجیل مین نمونہ ابوبکر آپکو نہین ملتا حالانکہ توراۃ مین اون
آدمیون کا قصہ موجود ہے جنہین حضرت موسیٰ نے بیت المقدس سے نکالا تھا جسکی نظیر ابوبکر
عمر عثمان اس امت مین ہین کہ حضرت نے اونکے دروازہ کو مسجد نبوی سے بند کیا شاگردان

حضرت عیسیٰ کا قصہ انجیل مین موجود ہے جسکی تمثیل یہی خلفائے ثلثہ ہین جنہون نے حضرت کو جنگ احد مین تنہا چھوڑکر فرار کیا اور اسکا قصہ قرآن مجید مین موجود ہے۔ پھر کیسے کہتے ہین کہ ان لوگون کے افعال کا نمونہ امم سابقہ مین نہین ملتا۔

ہان وہ تنہا ذات اقدس جناب امیرالمومنین ہے جسکی نظیر نہ اولین مین ہوئی نہ آخرین مین کہ شب ہجرت اوس سبز چادر کو اوڑھ لیا جو کفار کی نگاہون مین علامت رسالت تھی جسکے قتل پر ہزار قبیلہ کی ہزار برہنہ تلوارین کھنچی ہوئی تھین کہ آج اس نور خدا کو قیمہ قیمہ کردین جسکی نسبت خدا فرماتا ہے ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ یعنی اعلیٰ درجہ کا وہ انسان ہے جسنے اپنی جان کو خدا کی مرضی خریدنے کو مین بیچدی۔

(۳۱) مگر آیہ لترکبن طبقا عن طبق نے بتادیا کہ اس امت مین بھی وہی ہوگا جو امم سابقہ مین ہوا افسوس یہ ہے کہ آپلوگون کی سمجھ اولٹی ہوگئی جس سے عیب۔ آپکو ہنر معلوم ہوتا ہے ورنہ اگر ذرہ برابر عقل سے کام لیتے تو معلوم ہوتا ابوبکر نے وہ نمونہ غداری۔ بیوفائی۔ بخل کا نمونہ پیش کیا ہے کہ دوسرا اوسکا مقابل نہین ہوسکتا۔

(۴۱) مگر اسکو نہ لکھا کس کے بطلان پر کیونکہ شیعونکو تو اس سے کسی طرح گزند نہین پہونچا۔ البتہ مذہب اہلسنت باطل ہوگیا کیونکہ اگر مدار حقیت خلافت اسپر رکھا جائے تو بقیہ خلافتین باطل ہوتی ہین۔

(۵۱) آپکا خصم تو کبھی گریز نہین کرتا۔ یہ دو صفات مخصوصہ خلفائے ثلثہ سے ہے۔ مگر یہ تو بتائیے اس سے آپکو کیا ملا بجز اسکے کہ آپکا مذہب باطل ہوا۔

(۶۱) ہان فرق ہے تو اسقدر کہ آپکے پیشرو جتنے گذرے ہین اونہون نے صرف فضیلت ابوبکر کا اس سے دعوی کیا تھا کہ وہ ایسے تھے کہ حضرت کے ساتھ غار مین ساتھ رہے۔ مگر آپنے اسکو دلیل حقیت خلافت بنادیا جو محض غلط ہے۔ کیونکہ خلیفہ تو وہی ہے جو کار ہائے مفوضہ منیب کو انجام دے نہ وہ شخص جو مثل خدمتگار آقا کے ساتھ ہو۔

کیونکہ آپ تقریر سابق مین دیکھ آئے ہین نہ رسول اللہ صلعم نے انکو ساتھ لیا نہ انکو اجازت دی نہ انکو خبر دی بلکہ آپ ہر طرح کا انتظام مکمل کرکے جناب امیر کو اپنے فرش پر لٹاکر کفار کی آنکھونکو اندھی

بناکر باہر نکل رہے ہین اور غار تک پہونچے ہین کہ یہ بلائے ناگہانی بھی پہونچے جنکو حضرت نے
پہلے ایک کافر سمجھا۔ مگر بعد کو منافق نکلا اور مجبوری ساتھ لیکر غار مین داخل ہوے جہان جاکر وہ
بجاے یار غار۔ مار غار ثابت ہوے۔

حق یہ ہے کہ شیطان کی تلبیس آج سے نہین ابتدا سے نرالی رہی ہے جسمین کسی کی عقل کو رسائی
نہین ہوتی وہ ایک ایسا جادو مار دیتا ہے کہ انسان مخبوط الحواس ہوجاتا ہے ورنہ آپ تو آدمی
سمجھ دار تھے مرزا صاحب سے زیادہ تیز ہوش تھے لیکن شیطان نے وہ بہرا دیا کہ مرزا صاحب
اگر مدعی نبوت ہوے تو آپ خارجی بنگئے۔

اگر آپ زندہ ہوتے اور حالات خلیفۃ المسیح حکیم مولوی نورالدین صاحب ملاحظہ کرتے تو آپ
سمجھتے کہ خلیفہ کسی کا ایسا ہوتا ہے کہ ادہر مرزا صاحب کو دفن کیا اودہر اونکو مریدونکا مجمع ہوا اور
یہ خلیفہ بنائے گئے اوسوقت سے بیوہ و ایتام مرزا کی اس طرح پرورش کرتے ہین کہ مرزا سے زیادہ
آرام دیتے ہین۔

نہ کہ ابوبکر ایسا شخص جسنے یہ موقع غنیمت جانکر کہ آنحضرت بیمار ہین۔ نماز جماعت پڑہانی شروع کی
جب حضرت کو اس بے اعتدالی کی خبر ملی تو آپ باوصف کمال ضعف ونقاہت دو آدمی پر
تکیہ کرکے باہر آئے ابوبکر کو ہٹاکر نماز پڑہائی۔ منبر پر تشریف لیگئے تو ابوبکر یہ کہکر رخصت ہوے
آج تو مزاج بحال معلوم ہوتا ہے جب حضرت کا انتقال ہوا تو آپ گھر تشریف فرما ہین صاحبزادی
نے بلوا بھیجا تو آئے اور حضرت کو بے غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ پہونچے یہانتک کہ حضرت دفن بھی ہوئے
اور یہ شریک نہوے۔ خلیفہ بنکر آئے تو حکم جاری ہوا خانہ رسول اللہ جلا دیا جائے۔

اگر ایسے شخص کو آپکا ایمان خلیفہ جائز مانتا ہے تو آپکا ایمان ہے مگر دنیا مین تو کوئی عاقل ایسے
شخص کو ہوا خواہ بھی نہین مانتا چہ جائیکہ خلیفہ وجانشین۔

(۱۷) بہت صحیح ہے حاشا وکلا کہ جناب امیر کی شان مین ایسی آیت ہو جسمین ان کی معیت مضاف
رسول اللہ مین شمار کی گئی ہو جناب امیر کی شان مین تو اس واقعہ کے متعلق یہ آیت ہے ان اللہ
اشتری من المومنین انفسہم جسپر فریقین کا اتفاق ہے کہ اسی معرکہ ہجرت مین یہ آیہ نازل
ہوا جبکہ جناب امیر نے اپنی جان کو رسول اللہ پر فدا کرنیکے لئے سبز چادر اوڑہ لی اور فرش رسول

پر بے خوف وخطر سورہے کیونکہ جان تو خدا کی راہ مین بیچ چکے تھے۔

مگر افسوس ہے کہ آجتک کسی متنفس کو اہلسنت سے یہ نہ سوجھا کہ اس آیہ مین نص خلافت ابوبکر ہے جس سے سب اسکے قائل ہوے کہ ابوبکر کی خلافت بہ اختیار ناس تھی نہ بحکم خدا ورسول۔

یہ بھی کلام آپکا اعجاز من اللہ ہے جو فرمایا "اس مین صدیق کا دشمن ٹھہر سکتا ہی نہین" جس سے آپنے اقرار کرلیا کہ جناب امیرؑ دشمن ابوبکر تھے۔ اور اوسکے ساتھ عمر وعثمان کو بھی دشمن بنادیا کیونکہ وہ بھی تو نہین ٹھہر سکتے۔

(۸۶) اسی وجہ سے توآپنے قرآن کے اعجاز اور حقیت سے انکار کردیا اور فرمایا "کہ خدا کا کلام اسی صورت مین معجز نظام اور پر حکمت مانا جائیگا کہ ہم اس ایمان اور اعتقاد کیلئے اپنی تئین مستعد پائین کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق ناموس مرسلین کے ناصرون کی زندہ مثال اور قابل رشک فدیہ اور لانظیر بدرقہ اور نصرت الہیہ کی ظاہرا تصویر ہین۔

کیونکہ بالاتفاق قرآن اس شہادت سے خالی ہے آپکے ایک لفظ کی بھی تصدیق قرآن سے ناممکن ہے تو پھر آپ قرآن سے بھی دست بردار ہوے۔

یہی وجہ ہے جو آپ علامہ حلی علیہ الرحمہ کی الفین پر ایمان نہین لاتے اور تمسخر اوڑاتے ہین حالانکہ تاریخ الخلفا سیوطی کی روایتین پہلے مذکور ہوچکی ہین جن مین اس کی تصریح موجود ہے کہ جسقدر آیتین جناب امیرؑ کے بارےمین نازل ہوئی اوتنی کسی کے بارےمین نہین آئین جس آیہ مین یا ایھا الذین امنوا ہے جناب امیرؑ اوسکے امیر و شریف ہین۔ ربع قرآن یا ثلث قرآن حضرت کے بارےمین نازل ہوا۔ مگر آپ تو اپنا دین و ایمان ابوبکر کے ہاتھ بیچ چکے ہین اور جو باقی تھا اوسکو نذر مرزا کیا ہے کیونکر اسپر ایمان لائین۔

اگر آپ الفین کو دیکھے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ دوہزار آیتین کیون منتخب ہوئین چونکہ بتصریح فریقین کی حدیث سے یہ آیتین حضرت کی شان مین وارد تھین اسلئے وہ لکھی گئین اور جنمین نص رسول نہین ہے وہ نہین لکھی گئی۔

ہان اگر الصادقون صدقوا۔ اور الذین یتوفون منکم سے آپ نص خلافت ابوبکر ثابت کرین تو ایک بات ہے کیونکہ آیہ ثانی اثنین کے بہ نسبت پھر بھی کسی سے اثبات کرنے کا اتفاق

سے خالی ہے۔ اور چونکہ عائشہ پر ایک قسم کا طلاق ایکدفعہ ہو بھی چکا تھا تو الطلاق مرتان سے ایک طرح کی مناسبت بھی ہے۔ اسی طرح والذین یتوفون منکم سے کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کی وفات نہوتی تو انکو کب موقع ملتا۔

ہان یہان آپنے ایک خوب لمبا چوڑا حاشیہ بھی دیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

"ازبس ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ واقعہ غار ثور اور اس کے مقدس پناہ گیرون کی نسبت خدا تعالی کے حکیم کلام مین عادت کے موافق پہلے سے پیشگوئی موجود تھی[1]۔ قرآن کریم نے جس طرح مکی سورتون مین دوسرے نبیون اور راست بازون کے قصون مین ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بتانے اور آپکے آئندہ حالات کی نسبت اخبار غیب کا التزام کر رکھا ہے۔ ہجرت کے اس عظیم الشان واقعہ اور ہولناک سانحہ کو جو فی الحقیقت آیندہ کی تمام فتوحات کا آغاز اور کلید تھا بڑی خوش اسلوبی سے اصحاب کہف کے قصہ کے پیرایہ مین بیان فرمایا ہے اور دانشمندون کو مغز حقیقت مین پہ لے جانے اور دوسرون کی داستانون سے اپنے نبی کریم کی سرگذشت سمجھ جانیکے لئے اسے یون شروع کیا ہے ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا۔ کیا تمہین گمان ہے کہ غار اور نوشتہ والے ہمارے نشان سے عجیب نشان تھے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک واقعہ جو اسی رنگ مین ایک غار کا واقعہ ہوگا اور اصحاب کہف کی طرح ایک غار مین پناہ لینے کا واقعہ ہوگا اس واقعہ سے عجیب تر ہوگا۔ اور مکہ کے قریب ہی ہوشیار اور خونخوار اعدا سے آپکا محفوظ رہنا اور پھر ان ہی سفاک اعدا پر منصور و مظفر ہونا خدا کی قدرتون اور حکمتون کا عظیم الشان نشان ہوگا۔ (۲)

پھر فرمایا اذاوی الفتیۃ الی الکھف فقالوا ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھییٔ لنا من امرنا رشدا یعنی اس عظیم الشان نشان کا آغاز یون ہوا اور اس وقت ہوا کہ چند جوان مرد غار مین جا کر پناہ گزین ہوئے اور یون دعا مانگی کہ اے ہمارے رب اپنے پاس سے (یعنی خرق عادت کے طور پر۔ اس لئے کہ اسباب عادیہ ٹوٹ چکے ہین) رحمت دے اور ہماری اس تاریکی کی گھرٹی مین کامیابی اور نور کی راہ ہمین دکھا۔ اس مین خداوند علیم حکیم نے پیشگوئی کر دی تھی

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں اکیلے نہ ہون گے بلکہ ایک شخص ضرور آپکے ساتھ ہوگا۔ اور اس نازک وقت مین خدا کی خارق عادت رحمت اور کامیابی اور نصرت آپکے شامل حال ہوگی۔ اور وہ ہرگز ہلاک اور ضائع نہوگا (۳)

قرآن کریم مین اس دعا کا منقول ہونا صاف بتاتا ہے کہ ہمارے سید و مولی کی کامیابی تمام پہلے مقربون اور راہل اللہ کے کامون سے زیادہ ہوگی اور اس نبی کریم کے اعدا بھی گذشتہ راست بازون کے اعدا سے شدید تر اور تیرہ اندرون تر ہونگے۔ اور اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ کہ حضور رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے خدام اگلے راست بازون کے خدام سے بہت زیادہ کامیاب ہونگے۔ چنانچہ اسی سورہ شریفہ مین فرمایا۔ انّ الّذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت انا لا نضیع اجر من احسن عملا۔ اولٰئک لھم جنّٰت عدن تجری من تحتھم الانھار یحلون فیھا من اساور من ذھب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق متکئین فیھا علی الارائک نعم الثواب وحسنت مرتفقا۔ اس مین صاف خبر دی کہ اس ہجرت اور پناہ غار اور مصائب و شدائد کے بعد آپکے مومنین اس جہان مین اولاً (اور دوسرے مین اسی قیاس پر یقیناً) مبارک اور سرسبز زمینون (ملک شام۔ ملک مصر۔ ملک ایران وغیرہ وغیرہ) کے مالک ہونگے۔ ور سونے کے کنگن اور ریشمی حلے ان کے قبضہ مین آئین گے۔ چنانچہ یہ سب پیشگوئیان خدا کے فاروق عمر بن الخطاب کے عہد سعادت عہد مین پوری ہوئین اور ایران کی لوٹ کے سونے کے کنگن آپ نے ایک صحابی کو تھوڑی دیر کیلئے پہنا کر دکھا دیا کہ خدا تعالی کی وہ پیش گوئی کس طرح پوری ہوئی۔ (۴)

اس کے آگے فرمایا۔ واضرب لھم مثلا رجلین جعلنا لاحدھما جنتین الخ۔ یہ باغ کی مثال وہی ہے جس کی تمہید حضرت مسیح علیہ السلام نے باندھی اور پیشگوئی کی تھی (متی باب ۲۱) اس مین یہود کو الزام دیا گیا تھا اور صاف وعید تھا کہ وہ آنیوالے جلالی رسول کے ہاتھ سے ان سب شرارتون کی سزا پائین گے قرآن کریم نے یہ دکھانا چاہا ہے کہ مسیح کی پیشگوئی کے موافق خدا کا وہ موعود محمد رسول اللہ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اب اس باغ کے وارث آپ اور آپکی امت ہوگی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس باغ کے فاتح اور وارث کون ہوئے

اس کا جواب بجز اسکے کچھ بھی نہین کہ وہ وارث حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہین (صلوات اللہ علیہما وسلامہ) پھر خداوند کریم علیم کا یہ فرمانا اپنے نبی کریم کو ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یہدینی ربی لاقرب من ھذا رشدا۔ صاف بتاتا ہے کہ ان لوگون کی نسبت اقرب راہ کامیابی اور مخلصی کی آپ کو ملیگی۔ اور رشداً کا لفظ یہان اسی لفظ رشداً کی طرف اشارہ کرنیکے لئے ہے جو اصحاب الکہف کی دعا مین مذکور تھا وھیی لنا من امرنا رشدا۔ خدا تعالی اپنے نبی سے امر بالدعا کے پیرایہ مین وعدہ کرتا ہے کہ ان کی رشد سے تیری رشد اقرب ہوگی پھر آگے اس کا ثبوت دیتا اور فرماتا ہے۔ ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا قل اللہ اعلم بما لبثوا الایۃ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب غار کے ثلث مائۃ سنین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ غار ثور مین ثلثۃ ایام سے بدل دیئے جائینگے اور یہی معنی تھے لاقرب من ھذا رشدا کے۔ اور خدا نے اس اپنے کلامی وعدہ کو اپنے فعل سے یون پورا کیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین ہی دن غار مین رہے۔ اور اسکے آگے فرمایا لا مبدل لکلمتہ۔ اس کے یہ معنی ہین کہ ہجرت ضروری اور کہف والون سے مشابہت ضروری ہے اور ولن تجد من دونہ ملتحدا مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالی آپکی پشت وپناہ ہوگا اور ضائع ہونے سے محفوظ رکھیگا۔ (۵)

اب اسکے بعد مین حق جو حق شناس دلون کے آگے اپیل کرتا ہون کہ وہ خدا کیلئے غور کرین کہ یہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو خدا کی حکیم کتاب مین مندرج ہے۔ کیا اس مین جناب رسول کریم اور جناب صدیق یکسان شامل نہین ورنہ تلاش کرین کہ وہ کون فتی تھا۔ جو رسول کریم کے ساتھ اس غار مین تھا اور پیشگوئی کے موافق آپکے ساتھ کم سے کم کسی فتی کا ہونا از بس ضروری ہی تھا کیا عجب بات نہین کہ ابوبکر ہی راہ مین بھی رفیق طریق ہوا ور ابوبکر ہی غار مین بھی انیس ومونس ہو اور ابوبکر ہی آخری منزل مین آپکے ساتھ ایک ہی بستر پر سوتا ہو۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید۔ (۶)

ہان ایک بڑی عجیب بات رہ گئی تھی وہ بھی سن لیجئے۔ خدا کا یہ فرمانا کہ لا تقولن لشیء

انی فاعل ذلک غداً - مین بڑا زبردست حکم تھا جناب رسول کریم کو کہ امر ہجرت کسی پر ظاہر اور الا ان یشاء اللہ مین اشارہ تھا کہ جس پر خدا کی مشیت کا قرعہ پڑے اور مصالح الہیہ اس پر ظاہر کرنے کی اجازت دین - اسپر اس راز کو ظاہر کیا جائے اب دیکھنا چاہیئے کہ رسول خدا نے ساری قوم سے اس امر کو مخفی رکھکر کس پر اس نازک بات کو ظاہر کیا اور کس کو اپنے ساتھ لیا اسکا جواب اسکے سوا کیا ہے کہ وہ صاحب السر المکتوم اور رفیق الطریق حضرت صدیق اکبر تھے (۷) خدا ترسون کو غور کرنی چاہیئے کہ اگر واقعۂ غار اور رفاقت صدیق - سے بڑھ کر کوئی کارنامہ حضرت علیؓ کا ہوتا تو از بس ضروری تھا کہ خدا کے کلام مین مذکور ہوتا - اتنی زبردست پیشگوئی مین جو رسالت و نبوت کی کامیاب زندگی کی بنیاد تھی - حضرت صدیق کا مذکور، و مشمول و معہود ہونا اور اسکے تمام پہلوؤن سے حضرت علیؓ کا باہر رہ جانا کیا صاف نہین بتاتا کہ نبی کریم کے بعد دوسرا درجہ کس کا ہے - کاش حلی یا اسکا کوئی ہم مشرب جب یا اب ایک ہی ایسی پیشگوئی خدا کی کتاب سے حضرت علیؓ کی نسبت پیش کرسکتا اور اس نہایت ہی بیہودہ اور پوچ کارروائی سے مستغنی ہوجاتا - جو الفین جیسی لغو کتاب بنانے مین اس نے کی - افسوس ایسے طریق پر جس پر نہ خدا کے کلام کی مہر ہو - نہ خدا کے کام کی - اور نہ عقل کی - منہ (۸)

**الجواب** - افسوس یہ ہے کہ آپ ہر جگہ غلط بحث سے کام لیتے ہین جس سے مصداق خلطوا عملاً صالحاً و اخر سیئاً ہوتے ہین حالانکہ آپکو صرف ابوبکر کے متعلق گفتگو کرنے کا حق ہے بہرحال جواب مین نمبر ضرور ملحوظ رہے -

(۱) مقدس پناہ گیر تو صحیح ہے مگر پناہ گیرون صحیح نہین - کیونکہ قرآن نے معیت ابوبکر کو حضرت کے مصائب سے شمار کیا ہے پھر وہ شخص کیونکر مقدس ہوسکتا ہے -

(۲) اگر آپ عشق لیلے مین مخمور نہو جاتے تو بہت سے اسرار حقیقت کھلتے مگر آپ محبت ابوبکر مین ایسا سرشار ہین کہ کچھ سوجھائی نہین دیتا ہجرت کا عظیم الشان واقعہ ہولناک سانحہ - تمام فتوحات کا آغاز اور کلید ہونا - تو مسلم ہے - مگر اس سے خلافت ابوبکر کیونکر ثابت ہوئی - کیونکہ ابوبکر سے بڑھکر تو خدمت عامر بن فہیرہ نے کی تھی جو کھانا لا یا کرتا - اور عبداللہ بن اریقط نے جو دلیل و راہ نما تھا جسنے حضرت کو مدینہ منورہ تک پہونچایا -

**اصحاب الکہف** والرقیم کے قصہ مین توکوئی امر ایسا نہین ہے جس سے کچھ بھی خلافت ابوبکر پر روشنی پڑ سکے۔ بلکہ تمامتر عبرت ونصیحت ہے ارباب فہم کیلئے جسپر آپ غور کرنے تو اور بھی بطلان خلافت ابوبکر آپ پر واضح ہوجاتا۔

کیونکہ تفسیر کبیر صث ۲۷ جلد ۵ مین سبب نزول یہ لکھا ہے کہ نضر بن حرث ایک کافر تھا قریش سے جو حضرت کو بہت ایذا دیتا جس طرح حضرت قصص گذشتگان بیان فرماتے وہ بھی رستم واسفندیار کی حکایات بیان کرتا اور کہتا کہ ہم اون سے اچھا قصہ بناتے ہین ہمارے پاس آیا کرو۔

قریش نے اس نضر اور عقبہ بن ابی معیط کو احبار یہود کے پاس بھیجا کہ حضرت کے حالات کو دریافت کرین اونہون نے یہ تعلیم دیا کہ حضرت سے تین سوال کرین اگر وہ جواب دین تو نبی ہین نہین تو معاذاللہ جھوٹے (۱) وہ تین جوان کون تھے جو زمانہ اول مین گئے اونکا کیا قصہ تھا (اصحاب کہف) (۲) وہ کون شخص تھا جس نے مشرق ومغرب کی سیاحت کی (۳) روح کیا چیز ہے۔ جب حضرت سے یہ سوال کئے گئے تو آپنے فرمایا کل اسکا جواب دونگا مگر انشاءاللہ نہ کہا جسپر پندرہ روز تک وحی نہین آئی اور مکہ مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت نے کل کا وعدہ کیا تھا اور آج پندرہ روز ہوگئے مگر جواب نہ دیا تب جاکر حضرت جبرئیل امین آئے اور یہ سورہ لائے جس مین اون سوالون کا جواب بھی ہے اور حضرت پر اسکا عتاب بھی کہ انشاءاللہ کیون نہ کہا"

پس جب حسب روایات اہلسنت اتنا ادنی سے فروگذاشت پر یہ عتاب ہوا کہ پندرہ روز تک آمد وحی بند رہی تو آپ خیال کرسکتے ہین کہ ابوبکر جو بلا اذن رسول۔ وقت دخول غار شریک ہوے اور حضرت کو ایذا دیتے رہے اس سے کسقدر خداوندعالم ناراض ہوا ہوگا کہ ہمارے حبیب خاص کو اس نے غار مین بھی نہ آرام سے رہنے دیا۔

دوسرے جب خدا نے اسکو نہ جائز رکھا کہ حضرت اتنی سی بات "کہ کل جواب دینگے" بھی بلا حکم خدا کہہ سکین تو کب ممکن تھا کہ خدا آپکی امت کو بلا قایم مقام وجانشین چھوڑ دے کہ لوگ اپنے دل سے کسی کو خلیفہ بنالین۔ حالانکہ خداوند تعالی شروع سورہ مین فرماتا ہے۔

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجاً قیماً لینذر باساً شدیداً من لدنہ ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجراً حسناً ماکثین فیہ ابداً۔

یعنی حمد ہے اوس خدا کا جس نے اپنے بندہ پر کتاب کو نازل کیا اور اوس مین کسی طرح کی کجی (پیچید گی) نہ رکھی (بلکہ) سیدھی اور صحیح اتاری کہ ڈرائے اوس عذاب سخت سے جو اوس کی طرف سے آنے والا ہے اور بشارت دے مومنین کو جو عمل صالح کرتے ہین کہ اونکے اجر نیک (بہشت ہے) جس مین ہمیشہ رہینگے۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن صراط مستقیم کا ہادی ہے اس مین کسی طرح کی کجی اور پیچیدگی نہین ہے تو اب آیات ذم سے پیچ نکالنا صریح تحریف ہے۔ خدا نے اس قرآن کو ڈرانے والا اور بشارت دینے والا بنایا ہے کہ جو لوگ عمل صالح کرتے ہین اون کیلئے بہشت برین ہے جسمین وہ ہمیشہ رہینگے۔

تو جو لوگ عمل نیک کا بدلہ اسی دنیاوی حشمت وجاہ وجلال کو بتاتے ہین وہ کس درجہ مخالفت احکام خدا و رسول کرتے ہین حالانکہ خدا دکھا رہا ہے کہ دنیوی سلطنت وبادشاہت تو زیادہ تر فاسقون ہی کو ملتی ہے جسکا نمونہ اوسنے ابوبکر سے لیکر تا آخر خلفائے بنی امیہ وبنی عباس دکھا دیا۔

**پورا سورہ دلیل بطلان مذہب اہلسنت ہے**

ہمارے مخاطب اگر کچھ بھی ذی علم یا ذی فہم ہوتے۔ تو اس سورہ کا نام بھی نہ لیتے کیونکہ یہ سورہ ابتدا سے انتہا تک مذہب اہلسنت کو باطل کرتا ہے۔ چنانچہ فخر رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین صفحہ ۲۷ جلد

قال القاضی الآیۃ دالۃ علی صحۃ قولنا فی مسائل احدھا ان القرآن مخلوق وبیانہ من وجوہ الاول انہ تعالیٰ وصفہ بالانزال والنزول وذلک من صفات المحدثات فان القدیم لا یجوز علیہ التغیر الثانی وصفہ بکونہ کتاباً والکتب ھو الجمع وھو سمی کتاباً لکونہ مجموعاً من الحروف والکلمات وما صح فیہ الترکیب والتالیف فھو محدث الثالث انہ تعالیٰ اثبت الحمد

لنفسہ علی انزال الکتاب والحمد انما یستحق علی النعمۃ والنعمۃ محدثۃ مخلوقۃ الرابع انہ وصف الکتاب بانہ غیر معوج وبانہ مستقیم والقدیم لایمکن وصفہ بذلک فثبت انہ محدث مخلوق۔

کہا قاضی نے کہ اس آیہ نے بہت سے دعوون کو ہمارے صحیح کردیا جس مین سے ایک یہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے قدیم نہین بچند وجہ۔

(۱) خدا نے بصفت انزال ونزول اسکی تعریف کی اور یہ شان حادث ومخلوق ہے کیونکہ قدیم پر تغیر جائز نہین۔

(۲) خدا نے اسکو کتاب کہا اور کتاب مجموعہ حروف وکلمات کا نام ہے۔ تو جس مین ترکیب پائی جاتی ہے وہ حادث ہے۔

(۳) خدا نے کتاب نازل کرنے پر اپنی حمد کی ہے اور حمد نعمت پر ہوتا ہے۔ اور نعمت جتنا ہے وہ مخلوق وحادث ہے۔

(۴) خدا نے اسکو مستقیم کہا غیر معوج۔ اور قدیم کی یہ صفت ہو نہین سکتی۔ بس معلوم ہوا کہ قرآن حادث ومخلوق ہے۔

اب اہلسنت کرین کہ قرآن کہانتک اونکا موید ہے کیونکہ قرآن کے قدیم اور غیر مخلوق ہونیکا وہ عقیدہ ہے کہ اسی سے آدمی کا سنی ہونا پہچانا جاتا تھا۔ یہانتک کہ بخاری نے ذرا سا اس مین تردد کیا تو وہ بدعتی قرار پاے۔ پھر بتایئے قرآن نے کیا فیصلہ کیا۔

کیا اسی سے یہ نہین معلوم ہوسکتا کہ جس طرح اس نص صحیح قرآن کے ساتھ اہلسنت نے یہ ایجاد کیا کہ قرآن قدیم وغیر مخلوق ہے اوسی طرح باوصف نص صحیح قرآن اونہون نے مخالفت کرکے خلافت ابوبکر کا عقیدہ ایجاد کیا۔

پھر خداوند عالم فرماتا ہے وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لھم بہ من علم ولا لابائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا فلعلک باخع نفسک علی اثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملا وانا لجاعلون ما علیھا صعیدا جرزا۔

یعنی اون لوگون کو بھی یہ قرآن ڈرائے جو کہتے ہین کہ خدا نے کسی کو بیٹا بنالیا۔ انکو یا اونکے باپ دادا کو کچھ بھی اسکا علم نہین ہے۔ یہ بڑی بات ہے جو اونکے منہ سے نکلتی ہے نہین کہتے ہین مگر جھوٹھ۔ پس شاید تم اپنے کو انکے پیچھے رنج کرکے ہلاک کردوگے اگر اس بات پر وہ ایمان نہ لائین۔ ہمنے جو کچھ زمین پر ہے اسکے لئے آرایش بنایا ہے تا لوگون کی آزمایش کرین ان مین کون اچھا ہے اور جو کچھ زمین پر ہے ہم اوس کو نابود کرکے ویران کردینگے۔

کیا یہ آیتین آپکو نہین بتائین کہ اگر خدا نے قصہ اصحاب کہف والرقیم سے حضرت کے حالات کی نسبت اخبار غیب کا التزام رکھا ہے تو ان آیات سے اسکی بھی تنبیہ کی ہے کہ جو لوگ ابوبکر کی خلافت کا دعوی کرینگے۔ وہ بھی مثل اون لوگون کے ہونگے جنہون نے خدا کا کسی کو بیٹا قرار دیا۔ کیونکہ اسکے بعد ہی یہ کہا کہ شاید تم اپنی جان ہلاک کردوگے مارے غم کے اگر یہ ایمان نہ نہ لائین صاف بتا رہا ہے کہ حضرت کو کچھ ایسے ہی لوگون کے ایمان کا غم تھا جنکی ظاہری حالت قابل اطمینان تھی اور باطنی حالت سب سے زیادہ خراب کیونکہ آپکو کشفی طور پر معلوم ہوگا یہ شخص جو بظاہر یار غار بننے والا ہے کیسا یار غار ہے کہ ہزارون معجزات وکرامات دیکھ رہا ہے مگر ذرہ برابر بھی اسکی نفس کو خدا پر اطمینان نہین جو غار مین روئے جاتا ہے اور کافرون کی خبرداری کا سامان کررہا ہے۔

پھر اسکے بعد یہ فرمانا کہ جو کچھ زمین پر پیدا کیا ہے اوسکے لئے زینت قرار دیا ہے کہ آزمائین کون ان مین احسن ہے ازروے عمل کے صاف بتا رہا ہے کہ خداوند عالم حضرت کی تسکین فرماتا ہے کہ جب ہمنے ان چیزون کو محض انکی آزمایش کے لئے پیدا کیا ہے کہ دیکھین کون انمین بعد کو تمرد کرتا ہے کون اطاعت۔ تو تمکو بھی لازم ہے کہ ان کے کفر و نفاق سے غمگین نہو بلکہ دعوت کرتے رہو کیونکہ تمہارا فرض یہی ہے کہ دعوت کرو خواہ قبول کرین یا نہ کرین۔

تو کیا اس سے ابوبکر صاحب کی حالت کی طرف نہین اشارہ ہے کہ یہ بھی اونہین لوگون سے ہین جو زمین کی چیزون سے ہین۔ ان کی معیت تمہارے ساتھ محض آزمایش کے لئے ہے تاکہ ہر شخص کو معلوم ہوجائے یہ کیسا بے یقین شخص ہے کہ صحبت رسول مین ہے غار مین ہے جہان ہزارون قدرت خدا کا تماشا کررہا ہے مگر یقین نہین لاتا اور روتے چلا جاتا ہے جس سے

نفس رسول مشوش ہو۔

پھر اسکے بعد یہ فرماتا کہ جو کچھ زمین پر ہے اوسکو ہم ویران و برباد کر دینگے۔ صاف اشارہ ہے حالت ابوبکر کی طرف کہ گو انکے پیرو نیا وہ ہونگے اور تمام دنیا مین چھا جائینگے۔ مگر تم مطمئن رہو کہ دیرپا نہونگے بہت جلد ہم انکی حکومت واقتدار کو برباد کر دینگے۔

چنانچہ دیکھ لیجئے کہ ایسا ہی ہوا پانچ چھ سو برس تک تو وہ سلطنت ان لوگون کو ملی کہ دنیا کی کوئی جگہ ان کی حکومت سے خالی نہ رہی مگر آخر وہ عدہ خدا پورا ہوا اور اس طرح نیست و نابود کر دے گئے کہ اب ہر جگہ دنیاوی ذلت اوٹھا رہے ہین۔

مولف خلافت راشدہ کو لازم ہے کہ جہان آیہ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا سے وہ نتیجہ نکالا تھا کہ حاز حضرت کے اور ابوبکر کے ایک ساتھ پناہ گیری کی خبر دیرہا ہے غار ثور مین۔ وہان ان آیات پر بھی تو غور کرین جس مین کس طرح خدا نے انکے نتائج واعمال کی پردہ دری کی ہے۔

**قصہ اصحاب کہف** بہت مختصر ہے کہ بعض علما قبل از حضرت مسیح اس واقعہ کو بیان کرتے ہین اور بعض بعد حضرت مسیح مگر طبری نے علمائے اسلام کا مقولہ بعد حضرت مسیح لکھا ہے جو زمانہ طوائف الملوکی کا تھا بعض انکو ابنا ملک روم بتاتے ہین۔

اوس زمانہ مین **دقینوس** بادشاہ تھا بت پرست اوسکو معلوم ہوا کہ یہ لوگ جو علی اختلاف الروایات سات آدمی تھے اس بت پرستی کے خلاف ہین بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دیا وہ بھاگ کر ایک پہاڑ پر آئے جسکا نام **بخلوس** تھا اوسکے غار مین چھپ رہے شب کو سوئے تو وہ سوتے رہ گئے۔ بادشاہ کو جب خبر معلوم ہوئی تو وہان آیا اور چاہا کہ انکو غار سے نکلوائے مگر بوجہ خوف کسی کو جرات اوس مین جانے کی نہ ہوئی۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ غار کا منہ بند کر دیا جائے کہ بھوکے پیاسے اوس مین مر جائین۔

ایک عرصہ کے بعد آب باران سے حفاظت کیلئے ایک چرواہے نے اوس دروازہ کو توڑ دیا کہ اپنے مویشی کو اوس مین لیجا کر رکھے۔ اوسوقت اون اصحاب کہف مین بھی حکم خدا سے روح پڑ گئی اور زندہ ہو کر ایک آدمی کو درہم یا دینار دیا کہ جا کر بازار سے کھانا لائے۔ زمانہ

بدل چکا تھا بادشاہ دوسرا تھا زمانہ دوسرا تھا درہم یا دینار دیکھکر تعجب ہوا کہ یہ پرانے زمانہ کا سکہ کہاں سے آیا شدہ شدہ بادشاہ کو خبر ملی وہاں یہ شخص بلوایا گیا بادشاہ نے نہایت تعجب کیا اور خود اسکے ساتھ دریافت حال کیلئے آیا وہ شخص اندر داخل ہوا تو پھر مرگیا جب دیر لگی تو بادشاہ بھی غار مین گیا۔ دیکھا تو سب مردہ ہین کسی بدن مین روح نہین جس سے وہ ایمان لایا کہ یونہی قیامت کے روز روح مع جسد محشور ہوگی صفحہ ۲۰۹ جلد طبری۔ ۳۰۹

اسی واقعہ کو خدا نے بتایا ہے کہ یہ لوگ مومن تھے اور خدا پرست۔ اہل کتاب کہتے ہین کہ تین سو نو برس کہف مین رہے حالانکہ اسکا علم خدا ہی کو ہے وہی جانتا ہے کتنی مدت تک رہے۔

مگر نہ معلوم مولف خلافت راشدہ نے اس واقعہ کو یہان کیون لکھا کیونکہ اگر محض مطابقت قیام غار مقصود ہے تو مسلم ہے کہ مثل اصحاب کہف حضرت بھی غار مین رہے۔ اور آپکے ساتھ ابوبکر بھی تھے۔ مگر اسکے بعد تو کوئی مشابہت نہین پائی جاتی کیونکہ اصحاب کہف جب سے داخل غار مردہ ہوکر رہے صرف ایکدفعہ زندہ ہوئے پھر آکر مردہ ہوئے۔ بخلاف رسول اللہ و ابوبکر کہ نہ اوسوقت مردہ ہوئے نہ اوسکے بعد۔

ہان اگر اصحاب کہف سے کوئی زندہ ہوکر برسر حکومت و خلافت آتا تو ایک بات تھی کہ اوس سے ابوبکر کی خلافت و سلطنت پر بھی استدلال کیا جاتا۔

**تلاوت سر مبارک امام حسین** ۔ مگر ہم آپکے رفع تعجب کیلئے بتاتے ہین کہ یہ آیہ یہان محض اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ اصلی واقعہ جو اس آیہ کا ہے وہ محو ہو جائے کیونکہ تمامی روایات اہلسنت سے ثابت ہے کہ سر مبارک جناب امام حسین جب کوفہ مین تشہیر کیا جاتا تھا تو آپنے اسی آیت کی تلاوت کی تھی چنانچہ وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین صاحب مین ہے جو مشاہیر علمائے فرنگی محل لکھنؤ سے تھے۔

و از زید بن ارقم می آرند کہ چون ابن زیاد بدنہاد گفت کہ سر امیر المومنین امام حسین را بر نیزہ کردہ در کوچہ ہائے کوفہ بگردانند من در غرفہ خانہ خود بودم چون برابر من رسید از سر وے شنیدم کہ میخواندام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا وازہیبت آن موے بر اندام برخواست ندا کردم کہ واللہ این سر تست یا ابن رسول اللہ و امر تو عجب تر است

کیا اس میں کسی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ موعد خلافت راشدہ نے اسی واقعہ مشہورہ متواترہ کے مثلنے کو بے جوڑ بے قافیہ یہاں اس آیہ کو لکھا ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس آیہ سے کسی طرح کا بھی تعلق ابوبکر کو ہے۔

(۳) مگر اہل فہم تو سمجھتے ہیں کہ آپنے کلیہم باسط ذراعیہ بالوصید کو چھپانا چاہا کیونکہ جب اصحاب کہف مشبہ بہ ہیں اور جناب رسالتمآب و ابوبکر مشبہ اور وجہ شبہ دونوں کا قیام ہے غار میں۔ تو تطبیق تشبیہ کیلئے یہاں بھی ایک سگ اصحاب کہف ہونا ضروری ہے وہ دوسرا کون ہو سکتا ہے غور فرمایئے۔ تو کیا آپ اس تشبیہ سے خوش ہو سکتے ہیں:

اگر آپ کچھ بھی اہل فہم ہوتے یا عشق ابوبکر سے خالی تو سمجھتے اذ اوی الفتیۃ الی الکہف میں کوئی پیشگوئی حضرت کے آیندہ حالات کی ہو سکتی ہے۔ تو وہ واقعہ حصار شعب ابوطالب ہے جس میں رسول اللہ اپنے تمام خاندان بنی ہاشم کے ساتھ تین برس تک محصور رہے۔ جسمیں کل فتیان بنی ہاشم شامل تھے بخلاف قیام غار تو رکہ وہاں صرف حضرت ہیں اور ابوبکر ہیں اگر اسکی مشابہت اصحاب کہف سے قایم کی جاسکے تو ایک سگ اصحاب کہف بھی ماننا پڑیگا۔

آپ اصحاب کہف کے دعا ملنگنے میں خرق عادت کی بھی شرط لگاتے ہیں۔ تو غور فرمایئے خرق عادت کہاں زیادہ قوی ہے کیونکہ قصہ حصار شعب ابوطالب میں تو وہ خرق عادت ہوا کہ کفار کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ آنحضرت نے خبر دیا تھا وہ عہدنامہ جو لکھا گیا تھا اسکو دیمک کھا گیا جسکو کفار نے بچشم خود جا کر دیکھا اور اپنے جور و تشدد سے اوسکی بدولت کچھ باز آئے بخلاف قیام غار تو رکہ یہاں کوئی ایسا خرق عادت نہیں ہوا جسے کفار نے مانا ہو۔ بلکہ خود اوس شخص کا بھی ایمان درست نہوا جو حضرت کے ساتھ تھا یعنی ابوبکر کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ غار کے پاس وہ کافر پیشاب کر رہا ہے عنکبوت نے جالا تندیا ہے۔ کبوتر نے گھونسلہ لگایا ہے۔ اللہ اوسکا ہے جس سے وہ کفار آگے نہ بڑھ سکے۔ مگر ابوبکر صاحب ان سب کو دیکھکر بھی روئے جاتے ہیں جسپر حضرت نے لاتحزن ان اللہ معنا فرمایا۔

تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں ایسے شخص کا ایمان مقابل اصحاب کہف تھا جو اس طرح کہف میں آنے

ہی آرام سے سو رہے۔

غور فرمائیے کیا واقعات ابوبکر آپکو کسی طرح یقین دلا سکتے ہین کہ اونکے دل مین کبھی بھی اسکا خیال آیا ہوگا کہ وہ کہتے "ہماری اس تاریکی کی گھڑی مین کامیابی اور فتح کی راہ ہمین دکھا" کیونکہ جو شخص اس طرح کی دعا خلوص دل سے کرتا ہے اوسکا قلب مطمئن ضرور ہوتا ہے نہ ایسا محزون و مغموم کہ زجر و توبیخ کی نوبت آئے۔ اور غار سے نکلنے کے بعد بھی سراقہ ایک متنفس کو دیکھکر رونے لگے۔

افسوس آپ صرف ابوبکر کیلئے حصار شعب ابوطالب پر پردہ ڈال رہے ہین جسمین ساری تکلیفیان گویا پوری ہو چکین۔ اور صرف ابوبکر کیلئے غار ثور پر جا رہے ہین جس مین خداوند تعالیٰ معیت ابوبکر مصائب رسول اللہ سے شمار کر رہا ہے حالانکہ ہم کر بتا چکے کہ اگر اس واقعہ کو قصہ اصحاب کہف سے مماثل کیجئیگا تو سگ اصحاب کہف بھی ماننا پڑیگا۔

(۴) رسول اللہ کی کامیابی اور فتح و نصرت کے نسبت تو کوئی اختلاف نہین۔ بحث اسمین ہے کہ ابوبکر کو اوس سے کیا نفع پہنچیگا کیونکہ جب اسکو آپ تسلیم کرتے ہین کہ وہ اور اس نبی کریم کے بعد بھی گذشتہ راست بازون کے اعدا سے شدید تر اور تیسوا اندرون تر ہونگے" تو پھر ابوبکر کو کیون نہین انہین اعدا سے تسلیم کرتے کیونکہ یہ تو بدیہی ہے دشمن دوست نما کا ضرر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے منافقین کی مذمت کفار سے زیادہ تر آئی ہے۔

احوال ابوبکر پر اچھی طرح غور کیجئے تو آپکو بالیقین معلوم ہوگا انکا ضرر یقیناً زیادہ تھا کفار سے کہ اون کی مخالفت بالاعلان نے نور رسالت کو چمکا دیا اور تمام عالم مین منور کیا۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

کیا عجب ہے کہ خداوند عالم تو سورہ برات مین ان صحابہ کی یہ مذمت فرمائے ویستبدل قوماً غیرکم ولا تضروہ شیئاً "کہ تمھارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کریگا اور تم خدا کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکوگے" اور آپ ایسون کو اگلے راست بازون کے خدام سے بڑھا رہے ہین۔

ہان وہ شخص جو اگلے پچھلے تمام راست بازون اور راست بازون کے خدام سے

افضل واشرف ہو اصرف جناب امیر ہوے جنکو خدا نے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ سے یاد کیا۔ اور آپنے بھولا دیا۔ کیونکہ نوکرین یا چاکرین یا خدام تو بہت سے ملتے ہین جن مین وفادار و غیروفادار ہر قسم کے ہوتے ہین۔ مگر ایسا شخص نہ کبھی ملا ہو نہ آیندہ ملیگا جو آپنے آقا اور سردار کو خطرہ کی راہ سے اس طرح نکالدے کہ خود اپنی جان اوسکی عوض فدا کرنے کو طیار ہو جائے وہ سبز چادر اوڑھ لے جسپر ہزار برہنہ تلوارین پڑنے والی ہین اور اوس شخص کی جگہ پر بے خوف وخطر سو رہے جسکے قیمہ قیمہ کرنے کو ہزار قبیلہ کی متفقہ قوت جمع ہوئی ہو۔

افسوس صد افسوس خدا تو اپنی ساری نعمتون کے وعدہ کو قیامت پر لیجاتا ہے کہ جسنے نیک عمل کیا ہے اسکو بہشت عدن دینگے اور سونے کے کنگن اور سندس و استبرق کے حلے جس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتین نہ قابل التفات ہین نہ قابل شمار مگر آپ ہین کہ ابوبکر اور یزید کو کدا دیتے ہین۔ پھر فرعون نمرود شداد کو کیون چھوڑ دیا۔

خداوند عالم تو فرماتا ہے فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون ویحلفون باللہ انھم لمنکم وماھم منکم ولکنھم قوم یفرقون۔ سورہ برات

کہ اون کا مال اور انکی اولاد تمکو تعجب مین نہ ڈالے اس سے خدا انپر عذاب کرنا چاہتا ہے زندگانی دنیا مین۔ اور اونکی جان نکلنے لگے تو وہ کافر ہین۔ وہ خدا کی قسمین کھاتے ہین کہ وہ تمسے ہین حالانکہ وہ تمسے نہین ہین بلکہ وہ ڈرپوک لوگ ہین۔ مگر آپ اسی کو دلیل کامیابی بناتے ہین۔

ہم نہین سمجھتے کہ مرزائیون کا ایمان کیا ہوگیا جو خدا کے وعدہ جنت سے سرزمینون ملک شام ملک مصر ملک ایران وغیرہ کو مراد لیتے ہین۔ اور سونے کے کنگن اور ریشمی حلے سے دنیاوی کنگن و حلونکو سمجھتے ہین۔ پھر وعدہ آخرت کیا ہوا اور یہ سب ہدایتین خدا ورسول کی کیا ہوئین جس مین دنیا سے نفرت اور آخرت کی رغبت دلائی گئی ہے۔

زیادہ تر افسوس تو اسکا ہے کہ اگر اس قسم کی دنیاوی کامیابیان صرف خلفائے ثلثہ

نسے مخصوص ہوتین تو بھی ایک بات تھی کہ کسی طرح آپ بات بناتے۔ مگر جب آپکو معلوم ہے
کہ دنیوی مصائب و شدائد مین رسول اللہ اور ائمہ اطہار ایک رنگتے رنگے ہوے ہین اور دنیوی
کامیابی مین ابوبکر، یزید ولید وغیرہ ایک طرف تو پھر ابوبکر کو کیونکر اس بین سے نکال
سکتے ہین۔

ہان صاحب عمر نے ضرور سونے کا کنگن سراقہ کو پہنا دیا۔ مگر اسکی غرض یہ نہ تھی کہ رسول اللہ
کے قول کی تصدیق ہو۔ بلکہ ورثہ ابوبکر کو چڑانا منظور تھا کہ دیکھو یہ وہی سراقہ ہے جسکو غار سے
نکلنے کے بعد ابوبکر نے دیکھکر رو دیا تھا حالانکہ یہ تنہا تھا اور یہ ابوبکر مع رسول اللہ تین آدمی تھے
مگر لفحوائے و لکنہم قوم یفرقون ایسے ڈرپوک تھے کہ اوس تنہا شخص کو دیکھکر رونے لگے۔
حالانکہ لا تحزن کی نہی سن چکے تھے۔

آپکے امام بخاری نے تو فتح قسطنطنیہ کی پیشگوئی کا مصداق آپکے یزید کو بنایا ہے۔ تو کیا یزید بھی
مثل ابوبکر خلیفہ حق اور جائز تھا اگر اس پیشگوئی کی وجہ سے یزید خلیفہ جائز تھا تو بیشک ابوبکر
بھی ہو سکتے ہین مگر یزید کا درجہ بڑھا رہیگا۔ کیونکہ اسنے وہ کام کیا ہے جو ابوبکر و عمر سے بھی
نہو سکا۔

اگر آپکو کچھ بھی علم القرآن سے مس ہوتا تو اسی آیہ قصہ اصحاب کہف سے عبرت لیتے کہ آپکے
ابوبکر کس قسم مین داخل ہین کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے لنعلم ای الحزبین جس سے اوس وقت
دو گروہ کا ہونا ظاہر بلکہ بدیہی ہے تفسیر کبیر مین ہے عن ابن عباس المراد بالحزبین
الملوک الذین تداولوا المدینۃ ملکا بعد ملک فالملوک حزب و اصحاب
الکہف حزب ص۶۸۲ جلد ۵

یعنی مراد حزبین سے دو گروہ ہے۔ ایک بادشاہون کا گروہ جو ایک کے بعد دوسرا بادشاہ
ہوا۔ دوسرا گروہ اصحاب کہف کا ہے جو اونکا مخالف تھا۔

پس چونکہ آپ اس سورہ کو پیشگوئی لیتے ہین آنحضرت کیلئے تو ضرور ہے یہان بھی دو گروہ ہو
ایک بادشاہونکا اور دوسرا مومنین خالصین کا۔

اب دیکھئے آپکے ابوبکر کس گروہ مین جاتے ہین کیونکہ یہی پہلے بادشاہ ہوے جنھون نے مدینہ

قبضہ کیا اور اونکے بعد عمر عثمان معویہ یزید مروان عبدالملک وغیرہ یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے گئے۔

پس اگر قرآن سے پیشگوئی نکالنا ہے تو ایسی پیشگوئی نکالئے جو قابل قبول عقل ہو نہ ایسی پیشگوئی جس سے کوئی فائدہ نہو سکے۔

(۵) علمائے اہلسنت نے تو اسکی یون تفسیر کی تھی ملاحظہ ہو تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۷ جلد ۵

کفار چونکہ کثرت مال و کثرت انصار سے مفاخرت کرتے تھے فقراء مسلمین پر۔ اسلئے خدا نے اونکی رد مین فرمایا کہ یہ امور قابل افتخار نہین ہین کیونکہ فقیر غنی ہو سکتا ہے اور غنی فقیر۔ لہذا سبب مفاخرت صرف اطاعت خدا ہے جو فقراء مومنین کو حاصل ہے۔ اسلئے خدا نے یہ مثل دی کہ کفار و مومنین کی مثال مین اس واقعہ کو پیش کرو کہ بنی اسرائیل مین دو بھائی تھے جنکو آٹھ ہزار اشرفی میراث مین ملا تھا ایک نے جو کافر تھا ہزار اشرفی کی زمین خریدی تو ہزار کا مکان بنایا۔ ہزار مین شادی کی ہزار مین غلام اور کچھ زراعت خریدی۔ مومن نے اپنی چار ہزار اشرفی سے ایک ہزار تصدق کیا اور کہا خداوندا ہم تجھسے جنت کی زمین خریدتے ہین۔ دوسرے ہزار پر کہا ہم جنت کا گھر خریدتے ہین۔ تیسری ہزار اشرفی کو حور العین کا مہر قرار دیا چوتھے ہزار مین جنت کے ولدان کو خریدا اور سبکو تصدق کر دیا۔

جب محتاج ہوا تو راہ مین بیٹھا تھا کہ دوسرے بھائی کا اودھر سے گذر ہوا جسنے باغ و گھر کھیت مین اپنا مال خرچ کیا تھا اور اوسنے اسکی ملامت کی۔

اسی واقعہ کی طرف خداوند عالم نے اشارہ کیا ہے کہ اوس کافر کو یہ شبہ پیدا ہوا تھا ہم اس حسن انتظام سے کامیاب ہوئے امام فخر رازی لکھتے ہین والسبب فی وقوع ہذہ الشبھۃ انہ تعالی لما اعطاہ المال فی الدنیا ظن انہ انما اعطاہ ذلک لکونہ مستحقا لہ والاستحقاق باق بعد الموت فوجب حصول العطاء والمقدمۃ الاولی کاذبۃ فان فتح باب الدنیا علی الانسان یکون فی اکثر الامر للاستدراج والتملیہ یعنی اس شبہہ کا سبب یہ تھا کہ چونکہ خدا نے اوسکو دنیا مین مال دیا تھا لہذا اوسنے یہ گمان کیا کہ یہ مال ہمکو بوجہ استحقاق ملا ہے اور وہ استحقاق بعد موت بھی باقی رہیگا جس سے وہ

عطا حاصل ہو۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط تھا کیونکہ دنیا کا دروازہ جو کسی پر کہل جاتا ہے تو اکثر امر مین بوجہ استدراج و تملیہ ہوتا ہے (جس مین اوسکی آزمایش مقصود ہوتی ہے)

مولف خلافت راشدہ اگر اس تفسیر پر قایم رہتے تو اونکو معلوم ہو جاتا ابو بکر عمر کی کامیابی کس قسم کی تھی کیونکہ جس طرح اوس کافر کو خدا نے بلا استحقاق بطور استدراج دیا تھا اوسی طرح ابوبکر و یزید کو بھی۔ لیعذبھم بہا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون۔

انجیل متی باب ۲۱ کا حوالہ تو دیا مگر بارے غیرت کے اوسکی عبارت کو نقل نہ کیا جس سے سارا تانا بانا آپکا بگڑ جاتا ملاحظہ ہو وہ عبارت یہ ہے صفحہ ۶۰ مطبوعہ مرزاپور

۳۳ ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جسنے انگورستان لگایا اور اوسکے چارون طرف روندھا۔ اور اسکے بیچ مین کولھو گاڑا اور برج بنایا اور باغبانون کو سونپ کر آپ پردیس گیا۔ (۳۴) اور جب میوہ کا موسم قریب آیا۔ اسنے اپنے نوکرون کو باغبانون کے پاس بھیجا کہ اوسکا پھل لاوین۔ (۳۵) پر ان باغبانون نے اسکے نوکرونکو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک مار ڈالا اور ایک کو پتھراو کیا۔ (۳۶) پھر اوسنے اور نوکرون کو جو پہلون سے بڑھکر تھے بھیجا اونہون نے اونکے ساتھ بھی ویسا ہی کیا (۳۷) آخر اسنے اپنے بیٹے کو اونکے پاس یہ کہکر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے سے دبینگے (۳۸) لیکن جب باغبانون نے بیٹے کو دیکھا آپس مین کہنے لگے وارث یہی ہے آؤ اسے مار ڈالین کہ اسکی میراث ہماری ہو جائے (۳۹) اور اسے پکڑ کے انگورستان کے باہر لیجا کر قتل کیا (۴۰) جب انگورستان کا مالک آویگا تو ان باغبانون کے ساتھ کیا کریگا۔ (۴۱) وے اسسے بولے ان بدونکو بری طرح مار ڈالیگا اور انگورستان کو اور باغبانون کو سونپیگا جو اوسے موسم پر میوہ پہنچاوین (۴۲) یسوع نے انہین کہا کیا تمنے نوشتون مین کبھی نہین پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیرون نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظرون مین عجیب (۴۳) اس لئے مین تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اسکے میوہ لاوے دی جائیگی (۴۴) جو اس پتھر پر گریگا چور ہو جائیگا پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالیگا۔

اگر مرزائی عموماً اور مولف خلافت راشدہ خصوصاً کچھ بھی صاحب فہم ہوتا تو سمجھتا اس تمثیل کا اثر کس پر پڑ رہا ہے کیونکہ اسکو تو وہ تسلیم کرتے ہین "یہ باغ کی مثال وہی ہے جس کی تمہید حضرت مسیح نے باندھی اور پیشگوئی کی تھی" اسکو بھی مانتے ہین "مسیح کی پیشگوئی کے موافق خدا کا وہ موعود محمد رسول اللہ ہے اور آپ اس باغ کے وارث آپ اور آپکی امت ہوگی"

جس سے معلوم ہوا کہ آیہ واضرب لھم مثلاً رجلین مین اشارہ اوسی باغ کی طرف ہے جسکی تمثیل حضرت مسیح نے دی تھی۔ تو اب فرمایئے وہ مالک کون ہے۔ اوسکا وارث کون ہے۔ وہ باغ کون ہے اور وہ باغبان کون ہین جسکے حوالہ وہ باغ کیا گیا۔

کیونکہ عیسائی تو اس سے یہ مراد لیتے ہین کہ مالک باغ خدا ہے نوکر چاکر اوسکے وہ پیغمبر ہین جو یکے بعد دیگرے حضرت عیسیٰ کے پہلے آئے اور بیٹا حضرت عیسیٰ ہین جنکو یہودیون نے بخیال خود قتل کیا۔ مگر اس مین یہ خرابی آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ وارث خدا بنتے ہین جو کسی عیسائی کا عقیدہ نہین ہے کیونکہ وراثت بعد وفات مورث پہونچتی ہے اور خدا کسی کے نزدیک بھی قابل موت نہین ہے۔

پس درحقیقت یہ تمثیل جناب رسالتمآب کیلئے ہے کہ وہ باغ کے مالک ہین۔ اور باغ آپکا خاندان ہے اور باغبان آپکی امت ہے جسکی سپردگی مین وہ باغ دیا گیا اور ملازمین مخصوصین وہ صحابہ خاص ہین جو اہلبیت کے حامی اور مددگار رہے اور خلفائے ثلثہ کو بار بار سمجھاتے کہ ظلم و تعدی سے باز آؤ خدا و رسول خدا کو کیا منہ دکھاؤگے۔ آخر مین آپکے فرزند آئے جناب امام حسین جنکو سب نے ملکر قتل کرڈالا کہ وراثت آپ ہی کو پہونچتی تھی۔

اب نہ معلوم آپ جناب رسالتمآب کو کس امر کا موعود قرار دیتے ہین اگر یہ مراد ہے کہ حضرت ہی وہ خدا کے بیٹے ہین (مجازاً) جیسا کہ آپکے کلام سے ظاہر ہے "اور اب اس باغ کے وارث آپ اور آپکی امت ہوگی" تو تمثیل عیسوی مین اوس وارث کا مقتول ہونا بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت مقتول ہوئے نہ آپکی امت۔ بلکہ مقتول ہین تو آپکے فرزند اور قاتل ہے آپکی امت۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ آپ اور آپکی امت وہ لوگ ہین جنہین خدا بدلہ مین لائیگا تو پھر بن

آیات قرآنی کے کیا مطلب ہونگے جن مین خدا نے امت محمدیہ کو خبر دی ہے کہ ہم تمھارے بدلے
مین دوسری قوم لائینگے جیسا کہ سورہ براءت مین فرماتا ہے الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما
ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا ان اللہ علی کل شئ قدیر اگر تم لوگ جہاد
کے لئے نہ نکلوگے تو خدا تمکو عذاب الیم دیگا اور تمھارے بدلے اور لوگ پیدا کریگا (جو خدا کے
پورے فرمانبردار ہونگے) اور تم خدا کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکوگے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔
پھر سورہ محمد مین فرماتا ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم
اور اگر تم منہ پھیروگے تو وہ تمھاری جگہ اور لوگ بدل دیگا اور وہ تمھاری طرح کے نہونگے۔
دیکھئے جو مثال حضرت عیسیٰ نے دی تھی اور خدا کا وعدہ بیان کیا تھا۔ اور انکو رستان کو
اور باغبانو نکو سپرد کریگا ۔ وہی وعدہ خداوند عالم نے امت محمدیہ کو دیا ہے کہ تمھارے بدلہ
دوسری قوم لائیگا ۔
اب اگر آپ مین عقل سلیم ہوگی تو آپ سمجھینگے ان سب مثالون کا تعلق واقعہ کربلا سے ہے
کہ وہ وارث شرع پیغمبر جناب امام حسینؑ ہین جنہین امت نے قتل کر ڈالا اور اسکے بدلہ خدا نے
دوسری امت لانیکا وعدہ کیا۔ کیونکہ اس مثال انجیل مین یہ بھی بیان ہے کہ " ان بدون کو
طرح مار ڈالیگا" اور یہی صدہا روایات اہلسنت مین موجود ہے کہ خداوند عالم بہ انتقام خون
امام حسینؑ ستر ہزار۔ بلکہ ستر لاکھ کو قتل کریگا۔
جس سے معلوم ہوا کہ انجیل کا بیان اور قرآن کا وعید سب امام حسینؑ سے متعلق ہے نہ حضرت
عیسیٰ سے نہ رسول اللہؐ سے کہ یہ حضرات نہ قتل ہوے نہ وہ وعید پیش آئے۔
لہذا آپکا یہ فرمانا کہ " اس مین یہود کو الزام دیا گیا تھا" غلط ہوا کیونکہ وہی الزام تو مسلمانون کو بھی
دیا گیا ہے اسی طرح یہ بھی اور صاف وعید تھا کہ وہ آنیوالے جلالی رسول کے ہاتھ سے
ان سب شرارتون کی سزا پائینگے" اگر تسلیم کیا جاوے تو پھر اس امت محمدیہ کیلئے بھی ایک دوسرے
جلالی رسول کی آمد ماننا ہوگا کیونکہ جو وعید حضرت عیسیٰ نے کیا تھا وہی وعید تو خدا بھی امت
محمدیہ کے ساتھ کر رہا ہے۔
اسی طرح یہ کہنا کہ اب اس باغ کے وارث آپ اور آپکی امت ہوگی" غلط ہے کیونکہ اگر

وارث سے وارث اول مراد ہین تو غلط ہے کیونکہ آپ قتل نہین ہوے۔ اور اگر وارث ثانی مراد ہین تو بروے وعید قرآنی یستبدل قوما غیرکم انکا کوئی دوسرا وارث ہونا چاہیئے۔
آپ تو اپنے مرزا غلام احمد قادیانی کو پیش کر دینگے کہ وہ مراد ہین مگر مشکل ہو گی اہلسنت کو جو آنحضرت کو خاتم النبیین مانتے ہین کہ نہ کسی کو آنے والا نبی پیش نہین کر سکتے اور آپ بھی مرزا صاحب کو نہین لا سکتے کیونکہ اونکو آپ رسول جلالی نہین مانتے بلکہ جمالی جانتے ہین بخلاف ہمارے کہ ہم وارث اس باغ کا جناب امام حسینؑ کو جانتے ہین اور یستبدل قوما غیرکم سے حضرت مہدیؑ موعود کو مراد لیتے ہین کہ اونکے زمانہ ظہور مین یہ وعدہ خداوند تمام پورا ہوگا انشاء اللہ
پس جبکہ ساری تقریر آپکی باطل ہو چکی تو یہ قول بھی آپکا باطل ہو جاتا ہے جو فرمایا" اب دیکھنا چاہیئے کہ اس باغ کے فاتح اور وارث کون ہوے اس کا جواب بجز اسکے کچھ بھی نہین کہ وہ وارث حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہین صلوات اللہ علیہما وسلامہ"
کیونکہ باغ کے فاتح اور مالک تو رسول اللہ اور وارث جناب امام حسینؑ و ائمہ اطہار ہین (اور ابوبکر و عمر تو مصداق یستبدل قوما غیرکم ہین کہ تمھارے بدلے ہم دوسری قوم لائینگے ورنہ سارا مضمون ہی قرآن کا غلط ہو جاتا ہے۔
اگر آپ قرآن مجید مین ذرہ برابر بھی تامل کرتے تو صاف معلوم ہوتا خدا نے آپکے خلفاء کے قبضہ ناجائز خلافت کو کس طرح یاد فرمایا ہے واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث و النسل واللہ لایحب الفساد۔ سورہ بقرہ
اور جب حاکم ہوتا ہے تو سعی کرتا ہے کہ فساد کرے زمین مین اور ہلاک کرے کھیتی اور نسل کو اور خدا نہین دوست رکھتا فساد کو۔
پھر سورہ محمدؐ مین فرماتا ہے فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم کسقدر قریب ہے کہ جب تم حاکم ہو جاؤ تو فساد کرو زمین مین اور قطع رحم کرو یہی لوگ ہین جنپر لعنت کی ہے خدا نے پس انکے کانون کو بہرا کر دیا اور آنکھونکو اندھا۔
غور کرو صحابہ سے بجز خلفائے ثلثہ کسنے خلافت پائی جو اس آیہ کا مصداق ہوا کیونکہ یزید

صحابی نہین ہے اور اوسکو جو خلافت ملی تو بذریعہ خلفائے ثلثہ۔

پھر تمام دنیا کے مذاہب مین غور کرو بجز خلفائے ثلثہ کے ان ایسا ملتا ہے جسپر خدا کی لعنت ہوا کرتی ہے یہانتک کہ یزید کا بھی نام نہین لیا جاتا۔

تعجب تو یہ ہے کہ تمامی کتب اہلسنت کو اولٹ ڈالو حتی کہ منہاج السنۃ ابن تیمیہ کی ایک ایک سطر کو دیکھ ڈالو مگر تمکو کہین یہ نہ ملیگا کہ کسی نے ابوبکر و عمر کو وارث رسول کہا ہو۔ مگر آپکی یہ نوازش ہے کہ ابوبکر و عمر کو وارث بنا رہے ہین۔

کیا شان خدا ہے کہ جو حقیقی وارث رسول ہے وہ تو حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ترکہ سے محروم کیا جائے اور ابوبکر و عمر وارث بنائے جائین۔

رسول اللہ تو تمامی روایات اہلسنت کے مطابق جناب امیر کو وارث فرمائین مگر آپ ایسے پیدا ہوے کہ قول رسول اور قول علمائے اہلسنت سبکو غلط بنا کر ابوبکر و عمر کے حق مین وراثت کی ڈگری دیتے ہین۔

ارے صاحب یہ بھی تو سوچا ہوتا کہ اگر قبضہ ناجائز سے خلافت پر ابوبکر عمر وارث بنتے ہین تو پھر انکے ساتھ معویہ یزید مروان عبدالملک وغیرہ تمام خلفائے جور وارث بنتے ہین پس اگر اس سے آپ راضی ہین تو ہمکو بھی عذر نہین۔

آگے چلکر آپکا یہ فرمانا "پھر خداوند کریم کا یہ فرمانا اپنے نبی کریم کو ولا تقولن لشیء تا بہ آخر۔ طرفہ ماجرا ہے کیونکہ روایات اہلسنت تو کہتی ہین کہ یہ آیہ اسپر نازل ہوا کہ جب کفار نے اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کل جواب دینگے مگر چونکہ انشاء اللہ نہین کہا تھا اسلئے پندرہ روز تک وحی ہی نہین آئی تفسیر دیکھئے جلالین

مگر آپکا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اصحاب کہف اگر تین سو نو برس رہے تو ابوبکر غار مین تین روز رہے لیکن یہ معلوم اس سے آپکو نتیجہ کیا ملا کیونکہ جب اصحاب کہف کہف سے باہر ہی نہ آئے بجز ایک دفعہ کے اور کسی طرح اونکو دنیاوی کامیابی ہی نہ حاصل ہوئی تو پھر اوس قصہ کے تذکرہ سے آپکو خلافت بکری مین کیا نفع ملا کیونکہ آگے چلکر آپ فرماتے ہین اور اسکے آگے فرمایا لا مبدل لکلمتہ اسکے یہ معنی ہین کہ ہجرت ضروری اور کہف والوسے مشابہت ضروری"

پھر فرمائیے اس سے خلافت پر کیا اثر پڑا کیونکہ اصحاب کہف مین نہ کوئی نبی تھا نہ کوئی اون مین سے خلیفہ ہوا نہ کسی طرح اونکو دنیا کی ہوا لگی نہ اونکا نام ونشان قایم ہوا۔ بلکہ مردون کی طرح وہ کہف مین پڑے رہے اور آج بھی پڑے ہین پھر اونکی مشابہت سے آپنے کونسا تیر مارا۔

اگر یہ کہیئے کہ اس مشابہت سے صرف ایمان ابوبکر ثابت ہوا۔ تو وہ بھی بیکار کیونکہ اصحاب کہف کے ساتھ کتا بھی تھا۔ پس اگر آپکے ابوبکر کو اس مشابہت سے کوئی درجہ ملسکتا ہے تو وہی سگ اصحاب کہف کا۔

افسوس ہے کہ مولف خلافت راشدہ نے ناحق اس بحث کو اسقدر طول دیا جس سے ہمکو بھی انکا تعاقب کرنا پڑا حالانکہ کوئی لفظ بھی اس آیہ یا اس قصہ کا اونکے مطلب کا نہین کیونکہ بحث ہے صحت خلافت مین۔ اور یہان آپنے دعوی کیا کہ خدا نے حضرتؐ اور ابوبکر کے ہجرت کی خبر دی جس مین بحیثیت وقوع واقعہ کوئی نزاع نہین۔ پھر امر نزاعی کو آپنے کسطرح ثابت کیا ذرہ اوسکو بیان فرمائے۔

(۲) مگر افسوس یہ ایسی نامعقول اپیل ہے کہ کوئی مذہب والا قبول نہین کرسکتا خواہ وہ ہندو ہو یا آریہ۔ یہود ہون یا عیسائی۔ وہابی ہو یا حنفی۔ کیونکہ اسکو اگر پیشگوئی مانتے ہین تو اس سے شان رسالت کی سراسر تنقیص ہوتی ہے کہ ایک غیر نبی معمولی اشخاص سے ایسے فخر المرسلین کی پیشگوئی کی جائے۔ جن لوگون کا شرف محض اسیقدر ہو کہ خدا پر ایمان لائین اور ایک گڑھے مین پناہ گزین ہون اور قیامت تک خواب ناز مین رہین۔ اونکی اس گمنامی حالت سے اوس رسول اکرم کو کیا مناسبت ہے جسکے نور وجود نے تمام عالم کو منور کر دیا۔

اگر آپ مین کچھ بھی عقل ہوتی تو سمجھتے اس پیشگوئی سے ابوبکر کو بھی بجز اسکے کہ سگ اصحاب کہف نہین اور کوئی رتبہ نہین مل سکتا کیونکہ یہ تو ضروری ہے کہ اصحاب کہف سے تمثیل دی جائے تو ایک کتا بھی ضرور ماننا ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے علماء اہلسنت گذرے ہین کسی نے بھی یہ نتیجہ نہین نکالا جو آپ نکال رہے ہین نہ اس کو کسی نے پیشگوئی سمجھا کیونکہ اس خیال غلط سے تنقیص شان رسالت اور ابوبکر

دونو ہوتی ہے ۔
مگر آپنے تو ایک دوسرا خلیفہ بنایا ہے اور دوسرا خلیفہ بھی اگر آنحضرت کی توہین ہو یا ابوبکر سگ اصحاب کہف نہیں تو آپکو کیا پروا ۔
خدائے حکیم کی کتاب مین صرف قصہ اصحاب کہف ہی نہین مندرج ہے قصہ عاد ۔ ثمود ۔ فرعون ۔ قارون سب کے قصے موجود ہین اون سے بھی تو سبق لیجئے کہ کیون اونکا تذکرہ کیا گیا بقول آپکے کیا اون مین رسول کریم اور جناب صدیق یکسان شامل نہین ہین ؟
تلاش کی تو ضرورت نہین بلکہ معلوم ہے ابوبکر آنحضرت کے ساتھ غار مین تھے ۔ ثانی اثنین قرآن مین موجود ہے اسکی موجودگی مین آپکو کیا ضرورت پڑی جو اصحاب کہف کے قصہ پر جائین ۔
اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ بھی آیہ غار کو ناکافی جانتے ہین ۔ کیونکہ اوس مین تو ذم صریح ہے آپکے خلیفہ اول کی اسلئے آپکو ضرورت پڑی کہ قصہ اصحاب کہف پر پہونچئے کہ وہان سے لفظ فتیہ حاصل کرین ۔ مگر فتیہ ہو یا فتی تنہا نہ موجب مدح ہے نہ موجب استحقاق خلافت پھر آپکو حاصل ہی کیا ہوا ۔ اذ دخل معہ السجن فتیان بھی قرآن مین ہے
آپ فرماتے ہین "پیشگوئی کے موافق آپکے ساتھ کم سے کم کسی فتی کا ہونا ازبس ضروری تھا" مگر اسکو نہ لکھا کہ کتا کا ہونا کیون نہین ضروری ہے جبکہ اوسی قصہ مین وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید موجود ہے کہ اونکا کتا چوکھٹہ پر بازو پھیلا ہوے ۔
یہ کتا اس واقعہ کا ایسا ضروری جزو ہے کہ اگر خدا نے ابوبکر کا ذکر کرنا یہ ایکدفعہ فرمایا ہے تو کتے کا تذکرہ بتصریح چار مرتبہ فرمایا سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم کہ کہتے ہین تھے تین چوتھا کتا ہے اور کہتے ہین پانچ ہین چھٹا کتا ہے رجما بالغیب اور کہتے ہین کہ سات مین اٹھوان کتا ہے ۔
اب یہ کیسی ناانصافی ہے کہ ایک دفعہ جو لفظ فتیہ آیا تو اوس سے آپنے ابوبکر کو مراد لے لیا اور لفظ کلب جو اسی قصہ مین چار مرتبہ آیا ہے اوسکو چھوڑ دیا ۔ حالانکہ اوس سے ان کی

مناسبت اسوجہ سے بھی ظاہر ہے کہ مطابق آپکی روایات کے ابوبکر نے غار ثور کو صاف کیا تھا اور جو خدمتیں
کتون سے متعلق ہوتی ہین کہ سانپ وغیرہ کی نگہبانی کرے وہ بھی انہون نے انجام دے۔
ہان بیشک ابوبکر ساتھ ہوے۔ غار مین رفیق رہے اور آخری منزل مین آپکے ساتھ سوے۔
مگر یہی حالت تو سگ اصحاب کہف کی بھی ہوئی کہ رفیق طریق۔ غار مین انیس و مونس۔ اور آخری منزل
مین ایک ہی ساتھ ایک ہی بستر پر آرام کرتا ہے۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او
القی السمع وھو شہید پھر کیا وہ کتا بھی خلیفہ ہوا جو آپکے ابوبکر خلیفہ بنگئے ؟
(۷) بعد آپکے جزاے خیر دے کا آخر راہ پر آہی گئے۔ سانپ ہزار بل کھائے مگر جب بل پر آتا ہے تو سیدھا
ہی ہوتا ہے اب دیکھئے۔ رسول اللہ صلعم نے ابوبکر پر کسی طرح اس راز کو ظاہر کیا تھا ہرگز نہین روایت
درمنثور سیوطی اور تاریخ خمیس پہلے لکھی جا چکی ہے کہ ابوبکر نے حضرت کا تعاقب کیا اور حضرت نے
انکو کافر سمجھ کر فرار کیا جب انہون نے تنحنح کیا تو حضرت ٹھہر گئے کیا ایسے شخص کی نسبت کبھی کہا جا سکتا
ہے کہ حضرت نے انکو اس راز سے مطلع کیا تھا۔

دوسری روایت خود ازالۃ الخفا مین ہے کہ حضرت امیرؑ بستر پر چادر رسول۔ اوڑھ کر سوتے ہین۔ صبح
ہو گئی ہے ابوبکر آئے ہین اور کہتے ہین یا نبی اللہ جناب امیرؑ فرماتے ہین رسول اللہ بیرمعونہ کی
طرف گئے ہین چلے جاؤ ص۲۶ مقصد۲

کیا ایسے شخص کے نسبت کوئی بھی گمان کرسکتا ہے کہ آنحضرت نے ان پر کسی طرح اس راز کو ظاہر کیا تھا
افسوس صد افسوس کہ تعصب ایسی بری چیز ہے کہ انسان کو کچھ دیکھنے سوچنے نہین دیکھتا۔ ورنہ
آپکو تاریخ خمیس سے معلوم ہو چکا ہے کہ ابوبکر پر تو اتنا بھی اعتماد نہ کیا گیا جتنا اوس کافر پر اعتماد کیا گیا
تھا جو راہ نما مقرر کیا گیا تھا کہ اوس سے وعدہ لیا گیا تین روز بعد اس غار پر آؤ اور حضرت کو سوار
کرکے مدینہ لیجاؤ اور شب کو خود جناب امیرؑ اوس راہ نما کو لائے اور سوار کرا کے روانہ فرمایا۔
اب اپنا سوال خود حل کیجیے" کہ رسولخدا نے ساری قوم سے اس امر کو مخفی رکھکر کس پر اس نازک
بات کو ظاہر کیا" جس سے آپکو پتہ چل جائیگا کہ ابوبکر اس صفت سے یقیناً عاری تھے۔ اور اونپر
اتنا بھی اعتماد نہ تھا جتنا کہ اوس کافر راہ نما پر تھا۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے ابوبکر کو اپنے ساتھ نہین
لیا۔ بلکہ بلا اطلاع و بلا مرضی رسول یہ لوگ خود دوڑکر شامل ہوے۔ اسکے بعد جو نتیجہ چاہیے نکالئے۔

(۸) اگر دنیا مین صرف آپ ہی کی ذات خدا ترس ہے تو مجبوری ہے۔ ورنہ جتنے اہل عقل دنیا مین گذرے ہین اونکا فیصلہ تو ابوبکر کے خلاف ہی رہا ہے کیا ابن عباسؓ کی وہ روایت بھول گئے کہ خدا نے تمامی صحابہ پر عتاب کیا ہے مگر جناب امیرؑ کا جہان تذکرہ ہوا ہے بخیر۔ احمد بن حنبل کہتے ہین جتنی فضیلتین جناب امیرؑ کے بارہ مین وارد ہین اوتنی کسی کے بارہ مین نہین۔

اگر واقعہ غار اور رفاقت صدیق مین کچھ بھی جان ہوتی۔ تو آپ سورہ کہف کے آیات کو نہ لاتے جس سے ابوبکر کا درجہ سگ اصحاب کہف سے بھی کمتر قرار پاتا ہے۔

اگر آپکی باطنی چشم کے بجائے ظاہری آنکھین بھی بینا ہوتین تو آپکو معلوم ہوتا جناب امیرؑ کو خدا نے وہ درجہ دیا ہے کہ نہ اولین مین کسی کو ملا ہے نہ آخرین مین کسی کو ملیگا حضرت کا ذکر خیر صرف اسی ایک موقع پر نہین ہوا ہے بلکہ ہزارون موقع پر حتی کہ حضرتؑ کے چند روٹیون کے دینے پر سورہ دہر نازل ہوا القول آپکے ایک چھلہ دینے پر آیہ انما ولیکم اللہ نازل ہوا۔

مگر آپ چونکہ عاشق ابوبکر ہین لہذا بمفاد ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست۔ ہر جگہ ابوبکر ہی ابوبکر آپکو نظر آتے ہین۔ ورنہ قرآن تو تمامتر فضائل و مناقب جناب امیرؑ سے مملو ہے۔

آپ چونکہ بڑی دور کی کوڑی لایا کرتے ہین لہذا ہم چھ آیتونکو ایک ساتھ پیش کرتے ہین جنمین سے تین آیتین ابوبکر کے متعلق ہین اور تین آیتین جناب امیرؑ کے متعلق اور ان چھ آیتون کو خدا نے ایک ہی جگہ ذکر فرمایا ہے جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ ابوبکر کا درجہ خدا کے نزدیک کیا ہے اور جناب امیرؑ کا کیا مرتبہ ہے ملاحظہ ہو سورہ بقرہ پ ع ۹

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشھد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام ۝ واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم ولبئس المھاد ۝ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد ۝ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینات فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم۔

بعض آدمی تو ایسے ہین کہ اونکی گفتگو زندگی دنیا مین تمکو خوش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ بہت جھگڑالو ہے۔ اور جب حاکم ہوتا ہے تو سعی کرتا ہے کہ فساد کرے زمین مین اور ہلاک کرے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا نہین دوست رکھتا ہے فساد کو۔ اور جب اوس سے کہا جاتا ہے خدا سے خوف کر تو غرور اوسکو گناہ مین پھنسا دے۔ تو ایسے کو جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اور بعض آدمیون سے ایسا ہے جو اپنی جان بیچ ڈالتا ہے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کو اور خدا بندون پر بہت مہربان ہے اے مومنو اسلام مین پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمھارا دشمن صریح ہے۔ پس اگر تم لغزش کھا جاؤ بعد اسکے کہ احکام روشن پہونچ چکے تو جان رکھو کہ خدا عزیز و حکیم ہے۔

پہلی تین آیتین ابوبکر کے بارے مین ایسی صریح ہین کہ اونکے تفسیر کی بھی ضرورت نہین۔ کیونکہ سبکو معلوم ہے وہ کیسی باتین بنایا کرتے اور ہر بات پر خدا کو گواہ کرتے۔ پھر خلافت پاکر کیسا ظلم کیا کہ آجتک یادگار ہے اور روے زمین پر جتنا ظلم ہوتا ہے وہ سب اوسی کے فروغ سے ہے۔

مگر ہمکو یہان اون آیات صدر سے بحث نہین۔ بلکہ صرف آیہ ومن الناس من یشری نفسہ کو دکھانا ہے کہ کس طرح خدا نے جناب امیر کو یاد کیا ہے جس سے بڑھکر کوئی آیت قرآن مین نہ ملے تفسیر کبیر مین ہے جلد ۲ صفحہ ۲۸۳

والروایة الثالثة نزلت فی علی بن ابی طالب بات علی فراش رسول اللہ لیلة خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ و میکائیل عند رجلیہ و جبریل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب یباہی اللہ بک الملائکة ونزلت الآیة۔

یعنی تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت علی کے بارے مین نازل ہوا جبکہ آپ سوے تھے فرش رسول پر جس شب کو خروج کیا حضرت نے طرف غار کے اور روایت ہے کہ جب جناب امیر اوس فرش پر سوئے تو جبرئیل حضرت کے سرہانے کھڑے ہوے اور میکائیل پیر کی طرف اور جبرئیل کہتے تھے مبارک ہو مبارک ہو کون ہے مثل تیرا اے پسر ابوطالب کہ خدا تمھارے سبب سے مباہات کرتا ہے ملائکہ پر اور یہ آیہ نازل ہوا

تفسیر نیشاپوری مین ہے جو حاشیہ تفسیر طبری پر مصر مین چھپی ہے جلد ۲ صفحہ ۲۸۰

وقیل نزلت فی علی رضی اللہ عنہ بات علی فراش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبریل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ وجبریل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب یباھی اللہ بک الملائکۃ ونزلت الآیۃ

اب مولوی صاحب فرمائین کہ کیا کوئی ایسی آیت یا ایسی روایت ابوبکر کے بارہ مین بھی لا سکتے ہین جس مین خدا نے اس طرح مدح جناب امیر فرمائی ہے اور فرشتے آپکی حفاظت کیلئے نازل ہوئے ہون اور اس طرح مبارکباد دی ہو کہ خدا تمھاری وجہ سے فرشتون پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

تاریخ خمیس مین ہے جلد اول صفحہ ۳۶۷

وفی روایۃ لما قال القائل قد خرج وذر علی رؤسکم التراب فما ترون ما بکم وضع کل رجل منہم یدہ علی راسہ فاذا فیہ التراب ثم جعلوا یتطلعون وینظرون من شق الباب فیرون علیاً علی الفراش متسجی ببرد رسول اللہ صلعم یحسبونہ النبی فیحرسونہ ویقولون ان ھذا لمحمد نائم علیہ بردہ فلم یبرحوا کذلک حتی اصبحوا فوثبوا علیہ فقام علیؓ من الفراش فقالوا لہ این صاحبک قال لا علم لی قیل انہم ضربوا علیاً وحبسوہ ساعۃ ثم ترکوہ واقتصوا اثر النبی صلعم فلما بلغوا الجبل اختلط علیہم وروی انہ لم یبق احد من

یعنی جب کہا گیا کہ حضرت تو تشریف لے گئے اور تم سب کے سر پر خاک ڈال گئے تو ہر شخص نے اپنے سر پر ہاتھ رکھکر دیکھا کہ خاک پڑی ہوئی ہے پھر ہر شخص شق باب سے جھانکنے لگا اور دیکھا کہ حضرت علیؑ فرش پر چادر سبز رسول اللہ اوڑھے ہوئے سوئے ہین۔ سب حضرت کو رسول اللہ خیال کرتے ہین اور حراست کر رہے ہین کہ یہ محمدؐ سوتے ہین اون پر چادر پڑی ہے اسی طرح صبح تک انتظار کرتے رہے اور سب حضرت پر جھکے پس کھڑے ہوئے حضرت علیؑ اور لوگون نے کہا تمھارا ساتھی کیا ہوا حضرت علیؑ نے کہا ہم نہین جانتے۔ کہا گیا ہے کہ کافرون نے حضرت علیؑ کو مارا اور کچھ دیر تک حبس کیا پھر تلاش رسول مین نکلے

الذين وضع على رؤسهم التراب الا قتلا
يوم بدر وانشأ على فى بيتوتته فى
بيت النبى ص هذه الابيات ع
وقيت بنفسى خير من وطئ الثرى
ومن طاف بالبيت العتيق وبالحجر
رسول الله خاف ان يمكروا به
فنجاه ذو الطول الاله من المكر
وبات رسول الله فى الغار امناً
موقى و فى حفظ الاله وفى ستر
وبت اراعيهم وما يتهموننى
وقد وطنت نفسى على القتل والاسر
وقال الغزالى فى الاحياء ان لما بات
على بن ابيطالب على فراش رسول
الله ص اوحى الله تعالى الى جبرئيل وميكائيل
انى اخيت بينكما وجعلت عمر احدكما
اطول من عمر الاخر فايكما يؤثر صاحبه
بحياته فاختارا كلاهما الحياة واحباها
فاوحى الله اليهما افلا كنتما مثل على
بن ابيطالب اخيت بينه وبين محمد
فبات على على فراشه يفديه بنفسه
ويؤثره بالحياة اهبطا الى الارض
فاحفظاه من عدوه فكان جبرئيل
عند راسه وميكائيل عند رجليه

جب پہاڑ تک پہونچے تو آگے نہ معلوم ہو سکا
روایت مین ہے کہ جن لوگون کے سر پر خاک ڈالی
تھی وہ سب جنگ بدر مین مارے گئے اور
حضرت علی نے اس بارہ مین یہ چند اشعار کہے
کہ ہمنے اپنی جان اوس شخص کی حفاظت کی جو
سب سے بہتر ہے زمین کے چلنے والون اور طواف
بیت عتیق کرنے والو مین - وہ رسول خدا ہین
جنکو خوف ہوا کہ مکر کرین اونکے ساتھ پس خدا
نے مکر سے اونکو نجات دی -
اور سوے رسول اللہ غار مین امن سے اور حفظ
وستر خدا مین ہر طرح محفوظ -
اور سوے ہم اس طرح کہ انتظار کرتے تھے اونکے
ظلم وتعدی کا - حالانکہ ہمنے اپنی نفس کو آمادہ
کر لیا تھا قتل واسیری پر -
کہا غزالی نے احیاء العلوم مین کہ جس شب کو
جناب امیر فرش رسول پر سوے ہین تو خدا نے
جبرئیل ومیکائیل کی طرف وحی کی کہ ہمنے تم
دونون مین اخوت قایم کی ہے اور ہر ایک
کی عمر کو طولانی کیا تو کون تم سے ایسا ہے جو اپنے
بھائی کی حیات کو اپنی زندگی پر ترجیح دیتا ہے
مگر دونون نے زندگی کو اپنے دوست رکھا
تو خدا نے وحی کی کہ کیون تم دونو مثل علی
بن ابیطالب نہین ہوتے کہ ہمنے اون مین اور

ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب یباھی اللہ بک الملائکۃ فانزل اللہ تعم "ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد" مت ۲۶۷

محمدیین اخوت قایم کیا تو علیؑ نے اپنے بھائی کی زندگی اپنی زندگی پر اختیار کیا اور فرش رسول پر سورہے کہ اپنی جان کو اونپر فدا کرین تم دونو زمین پر جاؤ اور اونکی حفاظت کرو دشمن سے پس جبرئیل حضرت کے سرہانے آئے اور میکائیل پائنتی جبرئیل آواز دیتے تھے کہ کون ہے مثل تیرا اے پسر ابو طالب کہ خدا بسبب تمہارے مباہات کرتا ہے ملائکہ پر اور نازل کیا اللہ نے آیہ ومن الناس من یشری نفسہ کو ۔

روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ علامہ سید محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی مین ہے صلا

وذا ہ لیلۃ ھمت بہم فتیۃ تابعت الشیخ الغوی الفدی بالفتح مع القصر وبالکسر مع المد فکالک الاسیر وفدا ہ بنفسہ اذ قال لہ جعلت فداک ومنہ قولہ صلعم یوم احد لسعد ارم فداک ابی وامی اخرجہ ابن شاہین من حدیث علی علیہ السلام بلفظ ما جمع رسول اللہ صلعم ابویہ الا لسعد قال لہ یوم احد ارم فداک ابی وامی فاعفر فداک ما اقتبسنا والشیخ الغوی ابلیس لما یاتی من انہ وافاھم حین اجتمعوا فی صورۃ شیخ من نجد والبیت اشارتہ الی ما ثبت فی کتب السیرۃ النبویۃ والتفسیر ما حاصلہ ان قریشا لما علمت باسلام الانصار ومبایعتہم رسول اللہ صلعم فرقوا ان یتفاقم امرہ فاجتمعوا فی دار الندوۃ متشاورین فی امرہ فدخل ابلیس فی صورۃ شیخ فقال انا شیخ من نجد ما انا من تہامۃ دخلت مکۃ فسمعت باجتماعکم فارمت ان احضرکم ولن تعدموا منی رایا ونصحا فقال ابو البختری رای ان تحبسوہ فی بیت وتشدوا وثاقہ وتسدوا بابہ غیر کوۃ تلقون الیہ طعامہ وشرابہ منہا وتربصوا بہ ریب المنون فقال ابلیس بئس الرای یاتیکم من یقاتلکم من قومہ ویخلصہ من ایدیکم فقال ہشام بن عمرو رای ان تحملوہ علی جمل وتخرجوہ من بین اظہرکم فلا یضرکم ما صنع واسترحتم فقال ابلیس بئس الرای یفسد قوما غیرکم ویقاتلکم بہم فقال ابو جہل لعنہ اللہ انا اری ان

ان تاخذوا من كل بطن غلاما وتعطوه سيفا صارما فيضربوه ضربة رجل
واحد فيتفرق دمه في القبائل فلا يقوى بنو هاشم على حرب قريش كلهم
واذا طلبوا العقل عقلناه واسترحنا فقال الشيخ صدق هذا الفتى هو اجود لهم
رايا فتفرقوا على راى ابي جهل مجتمعين على قتله فاخبر جبرئيل رسول الله
صلعم وامره ان لا يبيت في مضجعه واذن له في الهجرة فامر عليا علیہ السلام فبات
في مضجعه وقال له اتشح ببردتي هذه فانه لن يخلص اليك امر تكرهه وباتوا
متر صدين فلما اصبحوا وثاروا الى مضجعه وابصروا عليا فبهتوا وخيب الله
سعيهم وفيها انزل الله تعالى واذ يمكر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او
يخرجوك الاية وفي تفسيرها سرد ائمة التفسير القصة وفيها زيادة واختصار
في بعضها وهذا كاف في بيان ما اشير اليه وفي مسند احمد بن حنبل من حديث
ابن عباس رض في حديث طويل لعله ياتي ان شاء الله تعالى وشرى على نفسه لبس
ثوب رسول الله صلعم ونام مكانه فكان المشركون يتوهمون انه رسول الله صلعم
فجاء ابو بكر رض وعلي نائم فقال ابو بكر يحسب انه نبي الله صلى الله عليه وسلم قال
فقال يا نبي الله فقال علي ان نبي الله قد انطلق نحو بئر ميمونة فادركه فانطلق
ابو بكر رض فدخل معه الغار قال وجعل علي رض يرمى بالحجارة كما كان يرمى رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو يتضور قد لف راسه في الثوب لا يخرجه حتى اصبح
فكشف راسه فقالوا انك لئيم كان صاحبك نرميه فلا يتضور وقد استنكرنا
ذلك منك الحديث قوله يتضور بالضاد المعجمة والراء المهملة يلتوي من وجع
الضرب والجوع قاله القاموس وقال المنصور بالله عليه السلام في قصيدته
في الاشارة الى هذه الليلة ومن فدى احمد نور الهدى بنفسه فدا ع
للفداء والعدى ، وذكر الفقيه حميد ما ذكرنا وزاد باسناد الى ابي طالب
انه كان رسول الله صلعم اذا اخذ مضجعه وعرف مكانه تركه ابو طالب فاذا
نامت العيون جاء اليه فاقامه واضجع عليا مكانه قال وقال علي عليه السلام

فی لیلۃ مبیتہ ھذہ الابیات ؎ وقیت بنفسی خیر من وطئ الحصی ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر ۔ رسول اللہ رام ان یمکروا بہ ۔ فنجاہ ذوالطول الالٰہ من المکر ۔ وبات رسول اللہ فی الغار امنا موقی وفی حفظ الالٰہ وفی ستر ۔

یعنی جناب امیرؑ نے اپنی جان فدا کی جس روز تابعین شیخ نجدی نے حضرت کا قصد کیا فدی کے معنی قیدی کو آزاد کرنا ہے اور وفداہ بنفسہ اوس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کہے ہم اپنی جان فدا کرتے ہین ۔ شیخ نجدی سے مراد شیطان ہے جب وہ ایک شیخ کی صورت مین آیا شعر مین اشارہ ہو اوس قصہ کی طرف جو کتب سیرۃ نبویہ اور تفاسیر مین ثابت ہے کہ قریش کو جب انصار کے اسلام کی خبر معلوم ہوئی تو اونکو خوف ہوا کہین حضرت کا امر تیز نہو جائے لہذا دارالندوہ مین مشورہ کرنے لگے شیطان ایک بڈھے کی صورت مین آیا اور کہا ہم نجد کے رہنے والے ہین تمھارے مجمع کی خبر سنکر آئے ہین کہ ہم بھی تمکو مشورہ دین ابو البختری نے کہا راے یہ ہے کہ ایک مکان مین حضرت کو خوب مضبوط باندھکر بند کرین ۔ شیطان نے کہا یہ راے ٹھیک نہین کیونکہ انکے طرفدار آئینگے اور تمسے جنگ کرکے چھوڑا لے جائینگے ۔ ہشام بن عمرو نے یہ راے دی کہ ایک اونٹ پر سوار کرکے انکو شہر بدر کردین کہ جو چاہین وہ کرین ہملوگ کو آرام ملجائیگا ۔ شیطان نے کہا یہ راے بھی درست نہین کیونکہ دوسری قومون کو ساتھ لیکر تمسے لڑینگے ۔ ابو جہل نے کہا ہماری راے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان لین جو تلوار برہنہ لیکر حضرت پر حملہ کرین کہ انکا خون تمامی قبائل مین تقسیم ہوجائے کہ پھر بنی ہاشم کو اسکی طاقت نہ رہے کہ ہر ہر قبیلہ سے انتقام لے سکین جب خون بہا مانگینگے دیکر آرام پائینگے ۔ شیطان نے کہا یہی راے ہے اور سب اسی راے پر متفق ہوے ۔

حضرت جبرئیل نے اس واقعہ کی خبر آپکو دی اور کہا کہ آج اپنے فرش خواب پر نہ سووہ ۔ پس حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ آپکے فرش پر آپکی چادر اوڑھکر سو رہین حضرت تو ادہر روانہ ہوے اور جناب امیرؑ آپکے فرش پر سو رہے ۔ صبح کو جب کفار آپکے فرش کے پاس آئے تو دیکھا حضرت علی سوے ہوے ہین جسکے وہ مبہوت ہوگئے اور خدانے کہا واذ یمکربک الذین کفروا لیثبتوک

او یقتلوک اویخرجوک نازل کیا۔
تمامی مفسرین نے اس واقعہ کو اسی آیہ کی تفسیر مین لکھا ہے جس مین کہین زیادتی ہے کہین اختصار اور اسقدر کافی ہے اس شعر کی شرح مین۔
مسند احمد بن حنبل مین ایک حدیث طویل اس بارے مین ہے جو شاید آیندہ آوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی جان بیچ ڈالی اور لباس رسول کو پہن لیا اور حضرت کی جگہ پر سو رہے جس سے کفار کو یہ گمان ہوتا رہا کہ رسول اللہ سو رہے ہین۔
پس آئے ابوبکر اور حضرت علیؑ سوتے تھے۔ ابوبکر نے حضرت کو رسول اللہ سمجھکر پکارا یا نبی اللہ تو حضرت علیؑ نے کہا کہ نبی اللہ تو چاہ میمونہ کی طرف تشریف لیگئے تم بھی اون سے جا کر ملجاو۔ ابوبکر ادہر جانب غار روانہ ہوے ادہر حضرت علیؑ پر پتہر پڑنے لگا اور حضرت اوس سے بیچین ہوتے لگے حالانکہ منہ اپنا چادر رسول مین چھپائے ہوئے تھے جب صبح ہوئی تو آپنے اپنا منہ کہولا۔ تو کفار نے کہا تم لئیم ہو کہ ہم تمہارے صاحب کو پتہر مارتے تھے مگر وہ کروٹ نہین بدلتے تھے اور ہم اسی وجہ سے انکار کرتے تہے۔
فقیہ حمید نے بھی اس قصہ کو یونہی کہا ہے اور اسقدر زیادہ کیا ہے کہ حضرت ابوطالب کا یہ معمول تھا کہ جب رسول فرش خواب پر سوجاتے اور لوگون کو معلوم ہوتا کہ یہان حضرت سوے ہین تو ابوطالب لوگون کی آنکھ بچاکر وہان سے حضرت کو اوٹھا کر دوسری جگہ لیجاتے اور جناب امیر کو اوس جگہ سولادیتے۔
پھر تعجب ہے کہ مولف خلافت راشدہ کو یہ واقعہ اپنی کتابون مین نہ ملا جو اس طرح ابوبکر کی تعریف کرنے لگے۔ حالانکہ یہ وہ واقعہ ہے کہ کوئی کتاب تفسیر کی ہو یا سیرت کی۔ تاریخ کی ہو یا حدیث کی اس سے خالی نہین ہے مگر بمصداق ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ۔ انکو کچھ نہین معلوم۔ صرف ابوبکر کی اتنی بات پر نازان ہین کہ وہ حضرت کے ساتھ غار مین کسی طرح ہوگئے۔ حالانکہ یہ کام تو معمولی خدمتگار و نوکر کا ہوتا ہے۔ بلکہ قصہ اصحاب کہف کے حساب سے ہونکے کتے نے اس سے زیادہ حق رفاقت ادا کیا ہے۔
اب ہم مولف خلافت راشدہ کے اس فقرہ کی نسبت کیا کہین جو فرماتے ہین خدا انہونکو

غور کرنی چاہیئے کہ اگر واقعہ غار اور رفاقت صدیق سے بڑھکر کوئی کارنامہ حضرت علیؑ کا ہوتا
تو از بس ضروری تھا کہ خدا کے کلام مین مذکور ہوتا ؟

کیونکہ اگر یہ کلام جہالت سے ہے تو علاج سہل ہے اور اگر تعصب و خارجیت سے ہے جو واقعی ہے
تو اسکا علاج خدا ہی کے ہاتھ مین ہے کیونکہ خدا نے تو جناب امیرؑ کی خدمت کو اس طرح بیان فرمایا ہے
کہ ایسا کلام کسی حق مین نہین آیا و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ۔
پھر آیہ و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون
و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین ۔ سورہ انفال ۔
کہ اے محمدؐ یاد کرو (اوس وقت کو) جب کافر لوگ تمہارے بارے مین مکر کر رہے تھے کہ تمکو قید کرین
یا قتل کرین ۔ یا وطن سے نکالین وہ ادہر چال چل رہے تھے اور خدا اونکے مکر کا جواب
دے رہا تھا اور خدا سب سے بڑھکر مکر کا جواب دینے والا ہے ۔
آپ اپنے مذہب کی کتب تواریخ و احادیث و تفاسیر کو دیکھ جائیے کہ اس سے کیا مراد ہے خدا
اونکا کیا جواب دیرہا تھا جسکے نسبت فرمایا و یمکر اللہ ۔
یہی نہ ہے کہ حضرت کو اوس جگہ سے ہٹا دیا جناب امیرؑ کو اونکی جگہ سولا دیا جس سے نہ صرف کفار ہی
سمجھے کہ رسول اللہ سوے ہوئے ہین بلکہ آپکے ابوبکر بھی یہی سمجھے جبہر کہا یا نبی اللہ ۔
یہ فقرہ تو اور بھی مضحکہ خیز ہے "اتنی زبردست پیشگوئی مین جو رسالت و نبوت کی کامیاب
زندگی کی بنیاد تھی حضرت صدیق کا مذکور و شمول و معمور ہونا اور اونکے تمام پہلوون سے
حضرت علیؑ کا باہر رہجانا کیا صاف نہین بتاتا کہ نبی کریم کے بعد دوسرا درجہ کس کا
ہے" ؟
کیونکہ ہم اسکو بیان کر آئے ہین اس مین نہ پیشگوئی ہے نہ زبردست پیشگوئی ہے ۔ بلکہ صحابہ پر
عتاب ہے ۔ غصہ ہے قہر الہی ہے کہ اے اصحاب تم ایسے نااہل اور ناکارے ہو بقول مولف
" کہ جب تمہین اللہ کی راہ مین جہاد کو نکلنے کیلئے کہا جاتا ہے تو سست اور بوجھل ہوکر زمین
سے لگ جاتے ہو ۔ اور نکلنے مین نہین آتے کیا تم اس ورلی زندگی پر قانع ہو بیٹھے ہو ۔
سنو اگر رسول کے ناصر نہین بنتے تو نہ بنو " خدا نے تو اوسکی ایسے وقت مین نصرت کی جبکہ

اوسکو کیا ذون نے نکالدیا۔ دوکا دوسرا تھا جب وہ غار مین تھا جب اپنے ساتھی سے کہرہا تھا
غم نہ کھا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے"۔
پھر جس آیہ مین تمامی صحابہ پر عتاب ہوا و معیت ابوبکر کو اخراج کفار کیساتھ مصائب رسول مین
داخل کیا ہوا وسکو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ زبردست پیشگوئی ہے جو رسالت و نبوت کی کامیابی کی
کی پتا دیتی ہو کیونکہ وہ زبردست پیشگوئی تو اسکے پہلے سورہ انفال مین مذکور ہے واذ یمکر
بک الذین کفروا کہ ایک ہی آیہ مین اوس سارے واقعہ کو بیان کر دیا جسکو مورخین
دو دو صفحہ مین بیان کرتے ہین۔
اے کور چشم دیکھ۔ وہان خداوند عالم معیت ابوبکر کو رسول اللہ کی مصیبت بیان کر رہا ہے کیونکہ اوس
سورہ کا نام ہی سورہ فاضحہ ہے فضیحت کرنے والا سورہ۔ اور یہان خداوند عالم اس فعل کو جناب
امیر کے کہ فرش رسول پر سوا کر رسول کو بچا لیا اپنا فعل خاص بتا رہا ہے ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین
پھر بتا کیا تو خدا پر بھی اعتراض کریگا۔
اے عقل کے پتلے اگر کچھ بھی تجھے عقل ملی ہوتی تو سمجھتا یہ کام خدا و رسول کا نص فعلی ہے خلافت
جناب امیر پر کہ جس طرح حضرت نے بروز نزول وانذر عشیرتک الاقربین اپنی نبوت کیساتھ خلافت و وصایت
واخوت جناب امیر کا اعلان کیا اوسی طرح آج رسول اللہ نے اپنے فرش خواب پر سوا کر جناب امیر
کو بتا دیا کہ یہی خلیفہ او جانشین ہین اسکو علامہ محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر روضہ ندیہ مین لکھتے ہین ص۱۱
واقام علی رض بمکۃ بعد النبی ثلاث لیال وایامہا حتی ادی عنہ الودائع التی کانت
عندہ للناس حتی اذا فرغ منہا لحق برسول اللہ فنزل معہ علی کلثوم بن الہدم
ولم یقم بقبا الا لیلۃ او لیلتین انتہی وتادیۃ الودائع عنہ بیدہ من جملۃ امانات
فیہ مقام نفسہ مثل عروۃ بقیہ بدنہ فہو ہیداہ الغربیۃ ثلاثا وستین و نحر
علی باقیہا کما فی حدیث جابر الطویل الذی اخرجہ مسلم وغیرہ۔
یعنی حضرت علی اسکے بعد تین شب و روز مکہ مین رہے یہانتک کہ حضرت کیطرف سے اون سب
امانتوں کو ادا کیا جو حضرت کے پاس لوگوں کی تھی جب فارغ ہوے تو خدمت رسول مین حاضر ہوے اور
جناب امیر کا ان امانتوں کو حضرت کیطرف سے ادا کرنا یہ اون امور سے ہے جنمین حضرت نے جناب امیر کو اپنی

نفس کی جگہ پر قایم کیا جیسا کہ نحر بدنہ مین ترسٹھ اونٹ خود نحر کیا اور باقی کو جناب امیرؑ کے حوالہ کیا۔

سبحان اللہ کیا شان ایزدی ہے کہ خدا و رسول تو اظہار حقیقت خلافت جناب امیرؑ مین یہ کوشش کرین اور جلا سے اہلسنت یہ سمجھین کہ حضرت نے یہان جناب امیرؑ سے وہ کام لیا جو خاص آپکی نفس کا کام تہا کہ حضرت کو اپنی نفس مبارک کی جگہ پر قایم کیا۔ مگر ہمارے مخاطب یہ کہتے ہین کہ تمام پہلوون سے حضرت علی رہ اس کا علاج ہے۔

یہ تو موٹی عقل والا آدمی بھی سمجھتا ہے کہ اگر کوئی بادشاہ یا رئیس کہین سفر کرتا ہی تو وہ اپنا نائب وجانشین اپنی جگہ چھوڑ جاتا ہی اور دو لیک خدمتگار اپنے ساتھ لیکر باہر جاتا ہے اگر اوس بادشاہ یا رئیس پر کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو پھر سب کا رجوع اوسی قایم مقام کی طرف ہوتا ہے۔ یا اگر غنیم نے راہ مین موقع پاکر قتل کیا تو جبتک وہ اوسکے قایم مقام سے آکر جنگ نہین کر لیتا صرف ساتھی کے گرفتار یا قتل پر اکتفا نہین کرتا۔

تو اب بتاؤ کہ رسول کے بعد دوسرا درجہ کس کا ہے جسکے حوالہ سکی امانتین ہین سارا گھر ہے۔ وہ یا وہ خدمتگار جو ساتھ گیا۔

علامہ حلی طاب ثراہ کا نام تو ناحق لیتے ہو جب دو ہزار آیتین اوس مین ایسی ہین کہ تم اونہین دیکھ دیکھکر جھن رہے ہو اور یہ نہین ہوسکتا کہ ایک کا بھی جواب دو۔

جولاہہ کا تیر تو مشہور تھا کہ تیر لگ گیا مگر وہ کہتا ہے خدا جھوٹھ کرے۔ مگر آپکی فہم و فراست اوس سے بھی دو بالا ہے کہ صرف ایک واقعہ ہجرت کے متعلق اتنی حدیثین ہمنے لکھدین اور آپ فرماتے ہین "ایک ہی ایسی پیشگوئی خدا کی کتاب سے حضرت علیؑ کے نسبت پیش کیجاتی کیونکہ جسکو آپ ابوبکر کی پیشگوئی کہتے ہین۔ وہ تو صحابہ کا کچا چھٹا ہے جسمین تمامتر اونکے معائب بیان کئے گئے ہین اور ابوبکر کی معیت کو حضرت کے مصائب مین بیان کیا ہے۔ بخلاف جناب امیرؑ کہ آپنے خدمت کی جس سے خداوند عالم فرشتون پر مباہات کرتا ہے اور اونکو حضرت کی حفاظت و خدمت کیلئے بھیجتا ہے۔ اسکے مقابلہ مین ابوبکر کا نام لینا ویسا ہی ہے کہ کوئی رسول اللہ کے سامنے ابوجہل و ابولہب کا نام لے۔

آپ جو کتاب مستطاب الغین پر بھڑک رہے ہین تو اسمین آپکا قصور نہین کیونکہ آپکے اسلاف تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کے بارے مین کہا کرتے تھے ان ھذا الا سحر مستمر پھر آپکی شکایت کیا وان یکذبو

فقد کذبت رسل من قبلک اور اگر تیری تکذیب کرتے ہین (تو غم نہ کھا) تیرے پہلے رسولون کی تکذیب ہوئی ہے۔

اب ہم اس پہلے حصہ ردالملاحدہ کو یہین ختم کرتے ہین کیونکہ حجت خدا ہر طرح تمام ہو چکی اور تمام عالم کو معلوم ہو چکا خلافت راشدہ کا مضمون اوسی خرافت کا منبع ہے جس سے مرزا قادیانی کی رسالت قایم کی گئی کیونکہ یہ لوگ اسی کو دلیل حقیت سمجھتے ہین کہ دو چار مرید ہو جایئن۔ کچھ لنگر خانہ مین آمدنی ہونے دس پانچ جگہ اشتہار تقسیم ہو جاے اسی اصول پر خلافت ابوبکر و عمر کو بھی مانتے ہین۔ مگر عجب بات ہے کہ جب وہی کلام خدا وہی اوسکے کام کی ہر اور عقل کی تایید خلافت یزید مین دکھائی جاتی ہے تو ناک بھون چڑھاتے ہین۔ حالانکہ خدا کا قانون ہمیشہ ایک ہوتا ہے لا مبدل لکلمتہ و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ مگر خلافت مین نہ کوئی قانون ہے نہ کلیہ ابوبکر دو چار کی بیعت سے ہوے لہذا یہ قانون بنایا گیا کہ دو چار کی بیعت سے خلیفہ ہوتا ہے عمر جب نص ابوبکر سے خلیفہ ہوے تو کہا استخلاف سے خلیفہ ہوتا ہے کہ پہلا خلیفہ نص کر جاے خلیفہ مابعد پر عثمان جو شوری سے خلیفہ ہوے تو کہا شوری سے خلیفہ ہوتا ہے۔ معویہ جو صرف قتل و خونریزی سے خلیفہ ہوا تو کہا کہ قہر و استیلا سے خلیفہ ہوتا ہے۔

مگر یزید جب ہر طرح سے خلیفہ ہوا کہ بیعت اہل حل و عقد بھی ہے۔ استخلاف بھی ہے شوری بھی ہے قہر و استیلا بھی ہے تو کسی طرح نہین مانا جاتا۔ پھر اسکا کیا علاج ہے۔ حالانکہ بدیہی بات ہے کہ جسمین یہ شرطین پائی جایئن وہ یقیناً افضل ہے اوس سے جسمین صرف ایک ہی شرط پائی جائے۔

فھذا اخر الکلام فی ھذا المقام والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ والہ الکرام ولعنۃ اللہ علی اعدائھم من یومنا ھذا الی یوم القیام

**نوٹ** دوسری جلد اسکی عنقریب بعد اسکے شایع ہوگی مومنین مطمئن رہین۔